بتوفیق خالق زمین و زمان و فرمانروا از فیض جان مسیحہ

جامع حقائقِ انساب بنی نوع انسانی + مرآتِ صورت نمای حالاتِ شرفای خاندانی یعنی تاریخ

آئینہ اودھ

مصنفہ مجمع الکمالات اشرف السادات علامۂ زمن جناب مولانا مولوی شاہ سید محمد ابوالحسن

از طبع نامی گرامی مطبع نظامی ۱۳۰۵ھ جلائے تابش یافت

ما شاء الله لا قوة الا بالله

بتوفیق خداوند ملک وہاب نسخۂ مسمیٰ نصاب قرآت صورت نمای احوال انساب یعنی تاریخ



باہتمام عاجز محمد عبد الرحمن بن حاجی محمد روشن خان مغفور و تربیت یافتہ برادر معظم محمد مصطفی خان مبرور

مطبع [illegible] ۱۳۰۲ [illegible] مطبوع



ہر سخن پر خدا کا نام لیا • مین نے یون حمد کو تمام کیا • سپاس بیقیاس اوس خالق انس و جان کو کہ جسنے شاہان
اولوالعزم کو واسطے نظم و نسق جہان و عدالت بندگان کے فرمان روا فرمایا اور درود نامعدود اوس سرور کائنات
کو کہ جسنے قانون شرع تصفیۂ معاملات کے واسطے بتایا اور راست کو کیفیت طاعت و عبادت سے مژدہ نجات کا
سنایا سبحان اللہ ایسا آئین متین کہ تا نفخ صور نظر ثانی سے ترمیم اوسکی کسی کے حیز امکان مین نہین اور جو علم اولین
و آخرین اوس شہنشاہ کو بارگاہ احدیت سے عطا ہوا کسی پیغمبر کے وہم و گمان مین نہین **بیت** یتیمے کہ ناکردہ
قرآن درست • کتب خانۂ چند ملت بشست • صلی اللہ علی خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین **بیت** خدایا از تو
عشق مصطفےٰ را • محمد از تو میخواہم خدا را • بعد اسکے اس مشت خاکی حیا و قطرۂ آبی نبا سید محمد ابو الحسن قطبی
الحسامی و مانکپوری وطنًا حنفی مذہبًا نقش بندی و قادری و چشتی مشربًا نے حسب فرمایش اور خوشی خاطر خورشید مناظر
جم جاہ عالم پناہ گردون بارگاہ کیوان حشمت فریدون شوکت سکندر صولت فرمان فرماے صوبۂ اودھ انریبل آرایچ
ڈیوس صاحب چیف کمشنر بہادر ملک اودھ کے یہ کتاب از ابتداے سلطنت راجہ کشن تا زمان انتزاع سلطنت
واجد علیشاہ بادشاہ فرمانروا ے اودھ وقائع کتب سیر و تاریخ معتبر مثل طبقات ناصری و حبیب السیر و تاریخ فرشتہ و تذکرۃ السادات
وطبقات قطبی بہ چہار جلد و خلاصۃ التواریخ و مخزن افغانی و تاریخ محمدی و رسالہ نظامی و مخزن التواریخ و منبع الانساب
و مرآۃ الاسرار و مرآت مسعودی و اخبار الاخیار و ملفوظ خواجہ ترک و بحار السعادت و اکبر نامہ و آئین اکبری و توزک
جہانگیری و وقائع عالمگیری و بحر شاہ نامہ و بادشاہ نامہ و عمدۃ المطالب و سیر المتاخرین و مہابھارتہ ترجمہ کردہ شیخ ابو الفیض فیضی و زبدۃ
التحقیق و برہنہ التواریخ و قواعد کریمی و تاریخ القصص و ...... راجہ مانڈا سے تالیف کیا اور ... نام اوسکا

آئینہ آلودہ سکا حتی الامکان رکمی مطابقت اور صحت مین ہر تا ہے کوشش بلیغ کی مصداق الان ان مرکب من الخطا والنسیان ہے اگر کہین تعدد سنین مین غلطی ہوئی ہو تو ناظرین صحیح کرکہ مؤلف کو آگاہ فرماوین کہ بعد ترمیم اوسکی لیجاوے اور اس کتاب کو چار مقالون پر تقسیم کرکے خاتمہ او پر خاندان سعادت خان برہان الملک کے کیا گیا سبب تالیف کی توضیح ماہ نومبر ۱۸۶۹ء عیسوی مطابق ماہ شعبان ۱۲۸۶ ہجری مین جناب مستطاب معلی القاب نواب انریبل آر ایچ ڈیوس صاحب بہادر چیف کمشنر بتقریب دورہ جلوہ افروز مقام مانکپور کے ہوے مؤلف حسب الطلب صاحب محتشم الیہ کے ہمراہ رکاب حاضر تھا بعد معینہ و ملاحظہ مانکپور اور قلعۂ مانکپور کے ارشاد فرمایا کہ اگرچہ حکام بندوبست تاریخ اضلاع اودھ کی لکھتے گئے ہین لیکن وحالات وقائع سلطانی سے مطابق نہین ہوتے اگر آپ مفصل حال اس مقام کا مع واقعات متعلقات اوسکے صحت کے ساتھ بتطبیق کتب تاریخ کے تحریر کرین تو باعث خوشنودی مزاج کا ہوگا اور اوسکے صلے مین ازدیاد مراتب و مناصب کا کیا جاوے گا ہرچند مؤلف کو عذر تھا مگر بپابندی ارشاد جناب محتشم الیہ کے کمر ہمت باندھکر باتفاق کرنیل مسٹر ڈبلو ای فاربس صاحب بہادر مہتمم بندوبست ضلع پرتابگڈھ کے تالیف کتاب ہذا مین متوجہ ہوا اور منجملہ اسباب تالیف باستمداد صاحب ممدوح الیہ کے بعض مقامات ضلع فتحپور اور مانڈا اور ڈیا پرگنہ کھیراگڈھ ضلع الہ آباد اور سکتیس گڈھ ضلع مرزاپور سے بہم پہنچایا اور کچھ کتابین جناب مسٹر گلند کالون صاحب بہادر سکرٹری بورڈ ریونیو الہ آباد سے حاصل کین اور نیز دیگر کتب خانۂ رؤسای جوار سے دستیاب کرکے تالیف شروع کی خواہش تھی کہ یہ کتاب مفصل تحریر کیجائے مگر صاحب مہتمم بندوبست بہادر کو عجلت زیادہ تھی اور کمی عدیم الفرصتی کی وجہ سے جسقدر لکھتا تھا صاحب موصوف کو لکھا دیتا تھا ۱۸۷۳ء عیسوی مین جب اہتمام تاریخ ضلع گونڈہ کا میرے متعلق ہوا اوسوقت نظر ثانی کرکے باضافۂ حالات متعلقہ اوسکے ترتیباً حال سلاطین و فرمان روایان ہند و اودھ کا تحریر کیا گیا دفعہ ۱ - آغاز کتاب جب حام بن نوح علیہ السلام حسب الارشاد اپنے باپ کے ملک شام سے جانب دکھن آیا اوسکے چھ پسر متولد ہوئے ہند و سندھ و افرنج و حبش و ہرمز و بوبہ یہ ممالک تمام ہر ایک کے نام سے موسوم ہوئے مسمی ہند کہ اولاد ارشد تھا اوسکے نام سے یہ ملک ہند موسوم ہوا ہند کے چار پسر پورب اور بنگ اور دکھن اور نہروال جو جہان ساکن ہوا وہ ملک اوسکے نام سے پکارا گیا پورب بن ہند کے بیالیس پسر پیدا ہوئے اونکی اولاد کی تھوڑے زمانے مین اسقدر کثرت ہوئی کہ بغرض انتظام ملکی اپنی قوم سے مسمی کشن کو سوار مقرر کیا ذکر حکومت کشن پہلے پہل جسنے و تم مسند پر رکھا وہ راجہ کشن تھا نہایت مرد عاقل مردانہ اور زبردست تھا اور بسبب عظیم الجثہ ہوا کہ گھوڑا اوسکی سواری کی طاقت نہ رکھتا تھا اپنی خوش تدبیری سے ہاتھی جنگلی پہنا کر رام کیا پہلے پہل ہاتھی پر وہی سوار ہوا اوسکے عہد مین ایک شخص برہمن نام بنسل بنگ بن ہند سے پیدا ہوا چونکہ یہ برہمن نہایت عاقل و فہیم تھا بمصد کشن حاضر ہو کر اپنی کاروانی ایسی ظاہر کی کہ اوسنے اپنا وزیر مقرر کیا تب اوسکے زمانے میں

پیتہ آہنگری وو رو گیری و کلفا پر فضا ابسا ہوا اور پہلے پہل جو بنیا شہر کی ڈالی گئی وہ یہ شہر اودھ تھا اوس کشن نے
اس شہر اودھ کو نہایت خوبی و آراستگی سے آباد کر کے پایہ تخت حکومت قرار دیا چونکہ یہ شہر اوسکی وسط سلطنت یعنی
آدھون آدھ ملک کے واقع تھا اسلیے اودھ نام رکھا یہ راجہ بادشاہ طہمورث دیو بند فرمان روایان ایران کا ہمعصر تھا
مدت حکومت چارسو برس دو ہزار قریے اور قصبے آباد کیے اور ۳۷ سینتیس پسر یادگار چھوڑے **ذکر حکومت مہراج ولد**
کشن جب باتفاق سرداران قوم اوپنے بھائیونکے تخت حکومت پر بیٹھا تب آبادی شہر اور ملک اور رعایا پروری
کی طرف متوجہ ہوا اور اولاد پورب اپنے ہم جد کو امارت وحکومت پر مامور کیا اور جو لوگ نسل برہمن سے تھے اونکو کاروبار
وزارت و نوشتخواند و طبابت یعنی بیدک و نجوم پر مقرر کیا اور ہر ایک قوم کو زراعت اور محنت اور مزدوری کے کام پر نصب
کیا اور ایک گروہ ہر ہر قسم کے حرفون اور پیشون پر تعین کیے گئے اور بہت سے گاؤن اور قصبے آباد کر کے شہر بہار کو جو اب
ضلع متعلقہ گورنمنٹ بنگال ہی آباد کیا اور اہل علم و فضل کو اطراف و اکناف سے طلب کر کے اوسین آباد کیا اور معابد و
مدارس وہان بہت سے بنائے اور محاصل وہان کا طلبہ و مدرسون کے لیے وقف کیا وجہ **تسمیۂ بہار** بزبان سنسکرت
بہار بمعنی مدرسہ ہی اور فقیر ہندو جو ملقب سناسی و جوگی کے ہین وہین سے موسوم اس نام کے ساتھ ہوے مدت سلطنت
اوسکی ہفت صد سال فریدون بادشاہ ایران کا معاصر تھا اور بہت سے قواعد سیاست بغرض رفاہ عام جاری کیے اور
ہر طائفہ کو منظر امتیاز اوس قوم کے موسوم کیا جیسا کہ راٹھور و چوہان و تنوار وغیرہ اور شاہان ایران سے پہلے پہل طریقہ
اختصاص محبت کا اسی نے جاری کیا تھا لیکن کسی بات پر بھتیجا اوسکا کبیدہ ہو کر بحضور فریدون چلا گیا **لشکرکشی فریدون**
جانب ہند و دیگر حالات دکن فریدون نے واسطے اوسکی مدد کے گرشسپ بن اطرود کو بہت فوج کے
ساتھ روانہ کیا جب گرشسپ بن اطرود فوج لیکر اس ملک مین آیا تو دس برس برابر نوچ کھسوٹ کرتا رہا تب راجہ
مذکور نے بغرض دفع فتنہ کے اپنے برادرزادہ کو تھوڑا سا ملک دیکر راضی کر لیا اور بہت سا تحفہ لائق بادشاہ کے گرشسپ
بن اطرود کو دیکر اپنے ملک سے اوس فوج کو واپس کیا آخر زمانہ سلطنت مین زمینداران سنگلدیپ و کرناٹک نے
کچھ جمعیت بہم پونہچا کر شیورای حاکم دکھن کو مار کر نکال دیا اور اوس ملک مین قبضہ کر لیا شیورای نے بحضور مہاراج
بمقام اودھ حاضر ہو کر استغاثہ کیا مہاراج نے اپنے بڑے بیٹے کو مع ایک بہت بڑی فوج کے بہمراہی شیورای کے
جانب دکھن روانہ کیا اور وہان کے زمیندار متفق ہو کے سخت لڑائی لڑے اوس لڑائی مین مہاراج کا بیٹا مارا گیا
اور سپاہ ملکی مع شیورای کے مال و اسباب چھوڑ کر بھاگی جب مہاراج کو یہ خبر معلوم ہوئی تو نہایت غم و غصے سے ویسی
فوج واسطے مقابلے کے لئے طیار کی ہنوز نوبت روانگی فوج کی نہ آئی تھی کہ خبر آئی کہ پنجاب مین سام و نریمان ایران
کی طرف سے بہ تسخیر ملک ہند کے آگئے ہین تب اوس فوج کی روانگی دکھن سے باز رکھکے بہ سپہ سالاری بال چند
پنجاب کو روانہ کیا یہان تک کہ دونون طرف کے لشکر مقابلے مین آگئے اور لڑائی ہونے لگی آخر بال چند رہبر نیونت

ذکر حکومت مہراج

لشکرکشی فریدون

مغلوب ہوگیا مجبور رانہ بال چند نے بہت مار و جو ارہاتہی روہ گہوڑے بو.. ا طت صفیرون کے نذر تیہ دیر ملک پنجاب کا
اونکو دیدیا اور خود اپنے راجہ کے پاس چلا آیا اور ملک پنجاب اوسوقت سے شامل ملک ایران ہوگیا اور وہان سے
جاگیر مین پہلوانون کے دیدیا گیا چنانچہ گرشسپ اور اوسکی اولاد زال ورستم وغیرہ ایک بعد دوسرے کے بشمول
کابل و زابل و سندھ و نیمروزہ وغیرہ کے بطور جاگیر قابض رہے بال چند بعد صلح سرداران ایران کے جب راجہ کے
پاس آیا وہان سے حسب استجازت اوسکے بلا توقف دکھن مین گیا اور ملک مالوہ کو اپنے نام سے اشتہار دیکر باغیان
سنگلدیپ و کرناٹک کو جو دکھن مین قابض ہوگئے تھے گھیر کر مار ڈالا اور راجا بجا تھانے اپنے بٹھائے اور گوالیار اور بیانہ
مین دو قلعہ سنگین بنائے اور ملک تلنگ سے عمدہ عمدہ گویون کو لاکر گوالیار مین آباد کیا اور عموماً لوگون کو علم موسیقی
کی تعلیم کرائی جب سے گانا بجانا اوس شہر کا زبان زد خاص و عام ہوا اور ابتک اوس نسل سے اوس شہر
مین گوییے پائے جاتے ہین مدت سلطنت راجہ مہاراج ہفت صد سال تعداد فرزندان چودہ ۱۴ ذکر حکومت
کیشوراج بن مہاراج یہ بڑا بیٹا تھا تخت سلطنت اودھ پر بیٹھکر اپنے بھائیونکو ہر طرف بھیجکر حاکم مقرر کیا اور خود
براہ شہر کالپی جانب دکھن کوچ کیا اور وہان پہونچکر تمام زمیداران دکھن کو باج گذار کیا اور پیشکش لیتا ہوا حد
سنگلدیپ پر گیا جب وہان سے مراجعت کی زمینداران دکھن نے آپس مین اتفاق کرکے علم مخالفت کا بلند
کیا اور روز بروز قوت اسقدر زیادہ ہوئی کہ کیشوراج سے اونکا زور اور لشکر زیادہ ہوگیا تب اوسنے ناچار ہوکر
اون سے صلح کرلی اور وہان سے کوچ کرکے اپنے پایۂ تخت اودھ کو واپس آیا و عریضہ مع پیشکش کے بحضور
منوچہر بادشاہ ایران بھیجکر درخواست استمداد کی کی بادشاہ نے سام و نریمان کو بہ ہمراہی لشکر کثیر کے راجہ کیشوراج
کے پاس ہندوستان کو روانہ کیا کیشوراج تا موضع جالندھر استقبال اونکا کرکے لوازم مہمانداری و ضیافت
کو بجا لایا اور سام و نریمان کو لیکر دکھن پر چڑھگیا زمیداران و رایان دکھن ہیبت سپاہ ایران سے پریشان ہوکر آوارۂ
وطن و مفرور ہوگئے جب ملک دکھن بلا کسی لڑائی کے راجہ کیشوراج کے قبضے مین آگیا تب راجۂ ہندوستان سام
و نریمان کو بہت تحفہ تحائف دیکر ہمراہ اونکے سرحد پنجاب تک گیا وہان سے بہت سا پیشکش شاہ ایران کو روانہ
کیا اور اپنی دار السلطنت کو واپس آکر رعایا پروری و نصفت گستری مین مصروف ہوا مدت سلطنت اوسکی دو سو
بیس برس ذکر حکومت فیروز رائے بن کیشوراج یہ راجہ علم شاستر ہندی یعنی کتب علمی سے ماہر
تھا اس باعث سے اہل علم اوسکے مصاحب ہوئے اور سپاہ کی طرف سے بے التفاتی ہوئی اور روپیہ طلبا و مدرسون کو
اسقدر دیا کہ خزانہ روپیہ سے خالی ہوگیا اور دوبار شہر بہار مین جاکر خیرات بیشمار کی اور شہر مونگیر کو محل
عظیم آبادی آباد کیا ایک نالائقی کا اس راجہ سے ایسا وقوع مین آیا کہ باعث بربادی سلطنت کا ہوا جب سام
نریمان ... سلطنت منوچہر پادشاہ ایران مین ضعف آگیا اور افراسیاب بادشاہ توران ... ا

اوسوقت فیروز نے حقوق احسان سام و نریمان و منوچہر بادشاہ ایران کو فراموش کر کے ملک پنجاب پر چڑھ
گیا اور اوس ملک کو عمال زال بن سام سے چہین کر اپنے قبضے مین کر لیا اور مقام جالندہر کو دار الملک پنجاب کا
قرار دیا اور ایلچی کو مع تحف لائق پاس افراسیاب کے بہیجکر اپنے تئین اوسکے ہوا خواہون مین داخل کیا تا عہد کیقباد بادشاہ
ایران کے پنجاب بہ تصرف راجگان ہند کے رہا جب رستم پہلوان پہلوانی مین مشہور ہوا تب باسترداد ملک پنجاب متوجہ
ہندوستان ہوا فیروز رای تاب صدمہ رستمی کی نہ لا کر کوہستان ترہت مین بہاگ کر پناہ گزین ہوا رستم دستان ملتان و
پنجاب مین قبضہ کر کے طرف کوہستان ترہت کے متوجہ ہوا جب فیروز رائے کو معلوم ہوا کہ پہلوان صف شکن یہان
بہی آتا ہی وہان سے نکل کر جانب کوہستان چہار کنڈہ و گوندوارہ کے بہاگا اور اوسی عسر گردانی و پریشانی مین مر گیا
مدت سلطنت اوسکی پانسو سینتیس برس **شرح تفویض مملکت براجہ سورج** جب خبر فوت راجہ فیروز رائے کی رستم
کو پہونچی بوجہ مخالفت و بے اعتنائی رائے مذکور کے ہمت پہلوان کی مقتضی اسکے نہوئی کہ کوئی فرزند اوسکا فرمانروائے
ہند ہو پس ایک سردار کو سرداران ہند سے مسمی سورج کو تخت سلطنت ہند پر بٹھلا کر خود طرف ایران کے مراجعت
کی رائے سورج استقلال تمام پاکر بادشاہ عظیم الشان ہوا اور کنارے دریائے بنگالہ سے تا سرحد دکھن جملہ حکام گماشتگان
اوسکے ہر جگہ بیٹھ گئے اور زراعت و عمارت کی کثرت اوسکے وقت مین زیادہ ہوئی رواج **بت پرستی و آفتاب
پرستی** اسکے عہد دولت مین ایک برہمن بچہ کوہستان چہار کنڈہ سے آکر بہ سلسلۂ مصاحبت منتظم ہوا چونکہ وہ برہمن
علم طلسم و سحر مین یکتای عصر تہا مزاج راجہ سورج مین ایسا رسوخ حاصل کیا کہ راجہ بدرجہ اوسکا معتقد ہو گیا تب اوسنے
طریقۂ بت پرستی اوسے تعلیم کیا کہتے ہین کہ مسمی ہند نے جیسا کہ اپنے باپ حام بن نوح علیہ السلام سے دیکہا اور سنا تہا
عبادت و طاعت خالق بیچون کی کرتا تہا اور اسیطرح ہر فرزند اوسکے بطنًا بعد بطن پیروی اسکی کرتے رہے یہانتک کہ
عہد راجہ مہاراج مین ایک شخص ایران سے آیا اور پرستش آفتاب کا ہادی و رہبر ہوا اور وہ رواج تمام ہندوستان
مین جاری ہو گیا بعضے اونمین سے ستارہ پرست اور آتش پرست بہی ہو گئے تہے جب رسم و رواج بت پرستی کا
برہمن بچہ نے جاری کیا یہ رواج آفتاب پرستی و آتش پرستی سے زیادہ ہو گیا تب برہمن نے راجہ سے یہ کہا کہ ہر
ایک شخص تصویر اپنے بزرگ کی چاندی اور سونے اور پیتل سے طیار کرا کے پرستش کرے اور اون تصویرون سے
صواب کی راہ ڈہونڈہے اس باعث سے ہر چہوٹا بڑا شبیہ اپنے بزرگون کی طیار کرا کے پرستش کرنے لگا اوسوقت
راجہ سورج نے **بلدۂ قنوج** کو کنارے دریائے گنگ کے آباد کیا اور کنارے گنگا کے ایک بڑا بتخانہ بنا کر اوسمین
تصویرین سونے اور چاندی اور پیتل کی قیمتی رکھیں اور مشغول بہ بت پرستی ہوا اور تمام باشندگان ہندوستان
بت پرستی راجہ سورج کی دیکہکر بطور خاص بت پرستی کرنے لگے چنانچہ اونمین سے نوے گروہ علحدہ علحدہ ہو کر ایک
ایک طریقہ جداگانہ بت پرستی کرنے لگا اور راجہ سورج نے سکونت اودہ کی ترک کر کے شہر قنوج کو پایۂ تخت

ورز دیا اور یہ بلدہ اودہ برائے نام دار السلطنت رہگیا اور شہر قنوج کو یہانتک رونق ہوئی کہ اوسکی تتمیہ عمارت پچیس
کوس تک ہوگئی اور راجہ دو سو پچاس برس حکومت کرکے مرگیا یہ کیقباد بادشاہ ایران کا ہمعصر تہا ہمیشہ اوسکو خراج بہیجا کرتا
تہا اور رستم پہلوان سے بہی سلوک رہا اور اپنی بہن کی بیٹی کو ساتہہ رستم کا بیاہ کردیا تہا تعداد فرزندان بنیسیر ۳۵

ذکر راجگی بہراج جب یہ تخت سلطنت پر بیٹھا تو اسنے دریاے گھاگرہ کے اوس پار ایک شہر بنام خود بہراج آباد
کیا کہ جو بہرایچ ضلع ہی بوجہ تمادی ایام و غلطی عوام حرف یاے مثناۃ تحتانیہ اسمین اضافہ ہوگیا اور اتمام شہر بنارس کا
کیا اسواسطے کہ اوسکے باپ نے آخر عمر مین بنیاد اس شہر کی ڈالی تہی مگر نوبت اختتام کی نہ پونہچی تہی اسکے ہاتہہ سے
عمارت بنارس مرتبہ تکمیل کو پونہچی اور اپنے بہائیونکو معزز و مکرم رکہکر اور ہر ایک کو فراخور حال اونکے جاگیرین عطا کین
اور ملقب بہ راجپوت کیا اور اسیطرح پر ہر ایک فرقے کے نام رکہے لیکن اوس سے یہ نادانی ہوئی کہ ضوابط و قوانین
راجہ مہاراج کو کہ متضمن سیاست صلاح سلطنت تہے برہم کردیا اس باعث سے انتظام ملکی مین ہرج مرج واقع ہوا
اور ہر ایک زمیدار بطور خود خودسر ہوگیا چنانچہ کیدار برہمن کوہستان سوالک سے خروج کرکے اور راجہ سے
لڑکے ملک ہندوستان کا راجہ بن بیٹھا مدت سلطنت راجہ بہراج چہتیس سال (سوالک جمع سیلک کی ہی معنی سیلک کے
لغت عربی مین گندہے ہوے کے ہین اور بقول حکماے ہند سوالک نام ہی اون پہاڑونکا جو تعداد مین ایک لاکہہ پچیس ہزار واقع ہین اور ایک پہاڑ
دوسرے پہاڑ سے ملا ہوا ہی اور بسبب ملصق اور درہم ہونے کے موسوم بہ سوالک ہی اور یہ سوالک بعد کوہ قاف کے جبل اعظم ہی جبال کے
زمین سے طول اسکا بدخشان اور گرجستان و افغانستان کے اور اوس طرف تک بہت دور چلا گیا ہی اور کشمیر و پنجاب کو احاطہ کیے ہوے ہی
اور ایک شاخ اوسکی جبال مورنگ و آسام و سلہٹ و بنگالہ و اڑیسہ تک پونہچی اور داخل اسی کوہ عظیم الشان مین ہین اور ایک شاخ اسکی بندر سورت
تک گئی ہی) **ذکر حکومت کیدار برہمن** کہتے ہین کہ جب اسنے عروس مملکت ہند کو گود مین لیا بوجہ اسکے کہ قواعد جہانداری
سے خوب آگاہ تہا بادشاہ بزرگ ہوا اور ہمیشہ اطاعت اور فرمان برداری کیکاؤس اور کیخسرو فرمانروایان ایران کی کرتا
رہا اور تحف و ہدایا بہیجتا رہا قلعہ کالنجر اسیکا بنوایا ہی قلعہ کالنجر تحصیل بدوسہ ضلع باندہ مین ہی یہ دار الامارہ راجگان ہند کا
تہا کہ جسکا تذکرہ مفصل وقائع سلاطین مابعد مین کیا جائیگا آخر عہد سلطنت مین ایک سرکش شنکل نامے نواح کوچ سے خروج
کرکے پہلے پہل ملک بنگالہ و بہار پر قابض ہوا (تاریخ ہفت اقلیم مین مسطور ہی کہ ملک کوچ مابین شرقی و شمالی ملک بنگالہ کے واقع ہی
اور ابریشم و فلفل کی وہان پیدایش ہوتی ہی اور ٹانگھن بہی اوس ولایت مین ہوتا ہی اور اوس ملک مین ایک غار ہی کہ باعتقاد ساکنان اوس نواح
کے مقام ایک دیوتا کا ہی کہ جسکا نام آمی ہی اور وہ لوگ اوسکے ساتہہ اعتقاد کامل رکہتے ہین اور ہر سال مین ایک دن عید کرتے ہین اور اوسدن
ہر قسم کے جانور جو اوس ملک مین ہوتے ہین ذبح کرتے ہین اور ثواب اوسکا آئی کو دیتے ہین اور اوس اطراف مین ایک قسم سوم
ہوگیان ہے وہ لوگ اپنے کو نذر راہ آئی کرتے ہین اور کہتے ہین کہ ہمکو آئی نے بلایا وہ لوگ اوس دن بہوگی ہو جاتے
ہین اور جو چاہتے ہین کرتے ہین اور زنان محارم سے صحبت کرتے ہین بعد یکسال کے اوسی روز عید کو مارے جاتے ہین اور

وہان سے بہت فوج جمع کر کے کیدار راے برہمن پر حملہ آور ہوا اور متعدد لڑائیان ہوئین کیدار رمدکو ... آیا اور اوسکی سلطنت

زوال مین آ گئی مدت حکومت کیدار کی اونیس برس **ذکر سلطنت شنکل** جب یہ تخت سلطنت پر بیٹھا لوازم جاہ و حشمت و جہانداری مین بہت کوشش کرتا رہا اور **شہر لکھنوتی** کو آباد کیا اور یہ شہر دو ہزار برس تک دار السلطنت ملک بنگالہ کا رہا اور عہد سلطنت خاندان امیر تیمور صاحب قران انار اللہ برہانہ مین ویران ہو کر پھر جو آباد ہوا باسم ٹانڈہ موسوم ہوا شنکل نے چار ہزار ہاتھی اور ایک لاکھ سوار جرار اور چار لاکھ پیادہ بہم پونہچائے تھے اور کثرت لشکر اور فراوانی سامان جنگ پر مغرور تھا کہ اسی اثنا مین افراسیاب بادشاہ توران نے ایلچی باج و خراج کے لیے پاس اسکے بھیجا اسنے ایلچی کو نکلوا دیا افراسیاب کو جب یہ خبر معلوم ہوئی تب پیران ویسہ اپنے سپہ سالار کے ہمراہ پچاس ہزار ترک خونخوار واسطے تنبیہ و تادیب شنکل مغرور کے جانب ہندوستان روانہ کیے اسنے بھی علم جسارت اور دلیری کا بلند کیا اور لشکر عظیم سوار و پیادہ جمع کر کے فوج ترک سے کوچ مین نزدیک سرحد بنگالہ کے مقابلہ کیا اور دو رات دن دونون مین برابر لڑائی ہوتی رہی آخر پچاس ہزار ہندو اور تیرہ ہزار ترک اس لڑائی مین مارے گئے لیکن بسبب کثرت فوج شنکل کے آثار ضعف لشکر افراسیاب پر پیدا ہوئے ناچار تیسرے روز وہ لشکر جنگ سے پہلو تہی کر کے بھاگ گیا چونکہ ملک اونکا دور اور لشکر مخالف غالب اور قوی تھا اوس اطراف کے کوہستانون مین سے کوئی جگہ مستحکم ڈہونڈھ کے شب و روز جنگ و جدل مین مصروف ہوئے اور پیران ویسہ نے باتفاق سرداران فوج ایک عرضیہ مشتمل حقیقت حال لکھکر خدمت افراسیاب مین بھیجا اور لشکر ہنود جو اطراف و جوانب سے انبوہ انبوہ ہجوم کرتا تھا خدنگ جانستان اور ناوک آہن گذار ترکون سے پراگندہ ہوتا تھا۔ بیان کرتے ہین کہ اوس زمانے مین افراسیاب **شہر گنگ دژ** مین کہ درمیان ختا و ختن کے ہی اور **شہر خان بالغ** سے فاصلہ یکماہ راہ کا رکھتا ہی قیام پذیر تھا جب حال پر ملال پیران ویسہ سے آگاہ ہوا واسطے کمک کے مع لاکھ سوار جرار بہت جلد ملک ہند مین پونہچا یہان شنکل نے رایان و راجگان اطراف و جوانب سے مدد لی اور لشکر کثیر جمع کر کے پیران ویسہ کو نہایت تنگ اور پریشان کر رکھا تھا کہ افراسیاب نے یکبارگی حملہ کیا فوج ہنود تاب صدمات فوج افراسیاب کی نہ لا سکی اور جمعیت اونکی متفرق ہو گئی اور اس سراسیمگی سے بھاگے کہ اسباب و سامان اونکا سب وہین چھوٹ گیا پیران ویسہ بلاے محاصرہ سے نجات پا کر شرفیاب قدمبوس افراسیاب کا ہوا افراسیاب اوسوقت تعاقب شنکل مین روانہ ہوا اور جو شخص کہ نظر پڑا کشتہ تیغ و تبر ہوا شنکل گریزان گریزان **شہر لکھنوتی** مین پونہچا اور بسبب خوف افراسیاب کے زیادہ ایک عرصے سے مجال قیام نہ پا کر طرف کوہستان ترہت کے بھاگا لشکر ترک پیچھے تمام ملک بنگالہ کو تاراج و غارت کیا اور نشان آبادی کا نچھوڑا افراسیاب سراغ شنکل ... پا کر متوجہ کوہستان ترہت ہوا شنکل ... پریشان ہو کر ایلچی کاروان کو افراسیاب کی خدمت مین بھیجا ... حضوری ہون افراسیاب نے قبول کیا شنکل

تیغ روز کفن ہاتھ میں لیکر حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مجھکو اپنے ہمراہ ملک توران میں لیتے چلے افراسیاب کو یہ حسن اعتقاد

او سکا پسند آیا حکومت و سلطنت اوسکے بیٹے کو دیکر اوسکو اپنے ہمراہ لیکر معاودت کی شنکل نے خدمت افراسیاب مین کارہاے نمایان کیے اور ہمیشہ عزیز رہا جنگ ہماوران مین کہ مابین لشکر افراسیاب اور لشکر کیخسرو بادشاہ ایران کے واقع ہوئی رستم کے ہاتھ سے مارا گیا اور ذکر اوسکا ملا ابوالقاسم فردوسی طوسی نے بھی کیا ہی مگر شاہنامہ سے زندہ بچ جانا شنکل کا رستم کے ہاتھ سے دریافت ہوتا ہی ذکر حکومت برہت پسر شنکل یہ راجہ عابد اور پارسا اپنے دین کا تھا اور خوش خلق اور نیک تھا اسنے آمدنی ملک کی کہ گڈھی سے مالوہ تک تھی تین حصے کیے حصہ اول ایثار راہ خدا حصہ دوم خرچ شنکل و پیشکش افراسیاب حصہ سوم خرچ لشکر و دستور اس تقسیم سے لشکر بہت کم ہو گیا اور راجہ مالوہ نے کہ مطیع و منقاد اوسکا تھا سرکشی کرکے قلعہ گوالیار کو اپنے قبضہ مین کرلیا اور اوسکے اطاعت سے بالکل منحرف ہو گیا راجہ نے اوسکی اس سرکشی پر کچھ اعتنا نکرکے قلعہ رہتاس مین ایک بتخانہ عظیم بنوا کر پرستش شروع کی اور اسّی برس زندہ رہکر اس جہان سے گذر گیا چونکہ کوئی اولاد پسری اوسکی نہ تھی لہذا بعد اوسکے ایک شخص مہراج نامے قوم کچھواہ سے خروج کرکے قنوج کا راجہ بنگیا دفعہ ۲ - ذکر داراے اقوام سورج بنس و چندر بنس جب حال مقابضت مہراج کا اکشواکو پسر بیوشٹ منو نے سنا تب اپنی قوم کو جمع کرکے اوسپر چڑھ گیا اور بعد محاربہ عظیم کے اوسکو پکڑکے جان سے مار ڈالا اور قنوج کو چھوڑکر پایۂ تخت اجودھیا یعنی اودھ مین پھر سر نو سے قائم کیا اوسکی پسری اولاد سورج بنس اور دختری چندر بنس کہلائی تفصیل اس اجمال کی یہ ہی کہ اولاد پسری مین سے چھبیس[۲۶] پشت کے بعد راجہ دسرت راجہ ہوئے اونکی تین رانیان تھین رانی کوشلا سے راجہ رامچندر و لچھمن رانی کیکئی سے بھرت جی رانی سمترا سے سترگن جی پیدا ہوئے۔ راجہ رامچندر نے ایک روز اپنے دوست کی کمان توڑ ڈالی اوسنے کہا کہ آپ اگر ایسے ہی زور آور ہین تو راجہ جنک کی کمان توڑیے راجہ رامچندر بسب نشان اور پتا اوسکا پوچھکر شہر متھلا کو گئے اور اوس سخت کمان کو توڑا وہان کے راجہ نے یہ شرط کی تھی کہ جو شخص اس کمان کو توڑے اوسکے ساتھ دختر سیتا جی کی شادی کردونگا راجہ دسرت اس خبر کو سنکر نہایت خوش ہوے اور بڑے کروفر سے شہر متھلا مین جاکر راجہ رامچندر کی شادی دختر سیتا جی کے ساتھ کردی اور اپنے تینون لڑکون کی شادیان بھی اور دختران راجہ جنک سے کردین اور راجہ رامچندر کو اپنا ولیعہد کیا ذکر بن و باس راجہ رام چندر راجہ رامچندر کے ولیعہد ہونے کی خوشی ہو رہی تھی کہ رانی کیکئی کو اوسکی لونڈی نے ولیعہدی راجہ رامچندر کی خبر پونہچائی اوسنے راجہ دسرت سے دو قول یعنی بچن لیے تھے اول یہ کہ راجہ رامچندر چودہ[۱۴] برس جنگل مین بود و باش رکھین اور بھرت پورا جا یعنی ولیعہد ہون اب قرار کے خلاف راجہ رامچندر کا ولیعہد ہونا باعث ناخوشی رانی کیکئی کا ہوا اور دریے جلاوطنی راجہ رامچندر کے ہوئی ذکر راجہ رامچندر کا بن و باس ہونا جب رانی کیکئی نے راجہ دسرت کو وہ قول یاد دلایا تب راجہ دسرت نے قول و قرار

جو رستے میں تھی سے کرچکے ہیں سو راجہ رامچندر کو نہایت ملال ہوا تھا اطلاع دی کہ راجہ رامچندر نے رہنا دیا اب پتہ کا دینے کو اوپر لازم کرکے رجود ہیا کو غرض بن و پاس لنکا کے اونکی زوجہ سیتا جی اور اونکا بھائی لچھمن جی بغرض و فور محبت رو کے

ساتھ ہولیے اوسوقت اجودھیا مین ایک ماتم عظیم پڑا تھا اس سفر مین راجہ رامچندر جہان جہان پھرے اور ٹھہرے وہ مقام پرستش ہندؤن کا ہوگیا راجہ دسرت صدمۂ فراق پسر سے ساتوین دن مرگئے بھرت جی نے راج سے انکار کیا بھائی کی تلاش مین گھر سے نکلے چترکوٹ مین پایا باپ کی وفات کا حال سنا کر واپسی اجودھیا کی استدعا کی راجہ رامچندر نے جواب دیا کہ چودہ برس تک مجھے اجودھیا جانے کی قسم ہے ناچار بھرت جی نے بعد چودہ برس کے اجودھیا آنے اور راج کرنے کی مستحکم قسم لیکر مراجعت کی یہ تینون جلاوطن ڈنڈک کے جنگلون مین فقیرونکی ایک منڈھی سے دوسری منڈھی مین پھرتے تھے غالباً یہ جنگل ممالک متوسطہ کے جنگل ہونگے آخرکار اگستی منی نے راجہ کو کمان اور ہتھیار دیے کہ جسمین استدراج کی قدرت تھی اور نصیحت کی کہ ایام بقیۂ جلاوطنی کو جستھان مین گوداوری کے کنارے بسر کرین اونہون نے پنج دئی مین جسکو اب نسک کہتے ہین استقامت اختیار کی اوسوقت یہ جنگل راکھشسون اور بندرون سے بھرا تھا شاید یہ راکھشس اور بندر وہی ہون جو ہندوستان کے اصلی متوطن تھے اور بندر اور ریچھ اس سبب سے کہدیا کہ وہ معاشرت اور تہذیب انسانی سے ناآشنا تھے راون کا سیتا جی کو پکڑ لیجانا ایک راکھشسی موسومہ سروپ نکیا راجہ رامچندر کو باحسن وجمال دیکھکر عاشق ہوگئی مگر وہ متوجہ نہوئے اور راجہ لچھمن نے غصہ کھا کر اوسکی ناک کاٹ ڈالی اوسنے اپنے بھائی راون سے سیتا جی زوجۂ رامچندر کا کمال حسن وجمال بیان کیا وہ نادیدہ غائبانہ عاشق ہوگیا اور بہ لباس فقیرانہ اوسکی تلاش مین نکلا اور در در گدائی کرتا ہوا ایسے وقت مین آیا کہ راجہ رامچندر و لچھمن جی وہان نہ تھے رانی سیتا جی کو تنہا پا کر اوٹھا لیگیا لنکا پر حملہ جب راجہ رامچندر کو خبر ہوئی جنوب کی راہ لی راجہ سگریون کے پاس بغرض استعانت گئے اوسنے بہ سپہ سالاری ہنومان کے ایک فوج جرار راجہ رامچندر کے ہمراہ کردی سیت بند رامیشور مین پل ان بندرون اور ریچھون کی اعانت سے لنکا اور ہندوستان کے درمیان مین باندھا گیا اوس سے عبور کرکے لنکا پونہچے اور راون سے لڑائی کی اور بعد کشت وخون بسیار کے اٹھارھوین دن راجہ راون مارا گیا سیتا جی قید سے چھوٹ کر راجہ رامچندر کے ہاتھ آئین اونکی عفت اور عصمت کا امتحان آتشکدے مین ڈالکر کیا گیا اور وہ ملک وجاہت بلا کسی ضرر کے اوس آتشکدہ سے نکلین تب وہان سے خوشی خوشی مع لشکر اجودھیا مین آکر راج کرنے لگے کیفیت غائب ہونے راجہ رامچندر اور سیتا جی کی اس جہان سے راجہ رامچندر کا معمول تھا کہ شب کو بغرض خبرداری حال رعایا کے بائین چاندری روند و گشت کیا کرتے تھے ایک دن ایک دھوبی اپنی جورو سے کہتا تھا کہ تو جو تمام رات باہر رہی ہے اب مین تجکو جورو نہ بناؤنگا کیا تو مجھے راجہ رامچندر سمجھی ہے کہ جنہون نے سیتا جی راون کے پاس رہنے پر راجہ رامچندر نے اپنے گھر مین رونکو داخل کر کے جورو

ذکر راجہ رامچندر

ذکر راون و سیتاجی

ذکر حملہ لنکا

بنا لیا یہ بات سنکر راجہ رامچندر نے سیتا جی کو اپنے گہر سے نکال دیا اور وہ مدت تک بمقام بتہور ضلع کانپور
پاس بالمیک منی کے رہیں جب راجہ رامچندر نے اسمیدہ جگ کیا تو آتشکدہ ہوم میں گہوڑا چہوڑ دیا گیا اور وہ پہر وہ

زندہ ہوکر باہر نکل آیا اور ملکون ملکون پہرنے لگا (جب آتشکدہ اسمیدہ جگ یا راجسو جگ مین زندہ گہوڑا ڈالا جاتا ہی تو وہ زندہ ہوکر
اوسمین بہت سے گہوڑون کی آجاتی ہی یہ گہوڑا موافق اوسی قاعدے کے آتشکدہ ہوم مین ڈالا گیا تہا) سیمان لو وکس پسران راجہ رامچندر
نے اوس گہوڑے کو پکڑ لیا اسپر باہم باپ بیٹون کے معرکہ عظیم ہوا آخرکار باپ بیٹون مین شناخت ہوئی راجہ رامچندر
سیتا جی کے پیچہے دوڑے وہ مقام دیبی پاٹن متعلقہ تعلقہ راج تلسی پور ضلع گونڈہ مین اندر استہان دیبی پاٹن سکے
ایک سوراخ ہی اوسمین سما گئین پہر اونکا پتا نہ چلا اوس ملال مین راجہ رامچندر بہی کپتار گہاٹ واقع فیض آباد مین
ڈوب گئے دفعہ ۳ حقیقت استہان دیبی پاٹن بحوالہ گرنتہ دیبی پران نرکال نے قبل تخلیق عالم پہلے اپنی صورت
بشکل عورت ظاہر کرکے نام اپنا بہگوتی رکہا اور بارادہ پیدایش اس جہان کے سوجہنا پانی کے اندر چلی گئین اور
اوس مرکز پر قرار پکڑا جہان ایک درخت برگد کا تہا اور اپنی قدرت کاملہ سے مقام مذکور پر بشن کو پیدا کیا اور پاٹین
دو پتون برگد کے اونکو ڈہانپ دیا اور خود غائب ہوگئین مدت تک بشن اوسی حالت مین پڑے رہے بعد اسکے پہر بہگوتی
مقام مذکورہ پر آئین اور بشن کو تعلیم منتر کی کی ایک زمانے تک بشن دہیان اوسی منتر کا کرتا رہا اور دہیان سے یہ اثر پیدا
ہوا کہ اوسکی ناف سے ایک درخت کیول کا اوگا وہ یہانتک بڑہا کہ پانی کے اوپر نکل آیا اور اوسمین ایک پہول
لگا اوس پہول سے برہما خود بخود پیدا ہوگیا ہنوز اوس پہول کیول سے برہما کو نوبت حس و حرکت کی نہ پہونچی
تہی کہ دفعتاً اوسکے بہرکوٹی سے مہیش پیدا ہوگئے پہر تو برہما و مہیش دونون باہم متفق ہوکر بذریعہ سوراخ درخت کیول
کے بشن کے پاس پانی مین گئے وہان تینون شخص باہم اوسی درخت کیول کے ذریعے سے باہر آئے اور اپنی اپنی
پیدایش سے یہ تینون بڑے غور و تعجب مین تہے اسی عرصے مین ایک رتہہ سامنے آیا اور اون تینونکو اپنے اوپر
سوار کرکے مند پیک نوک پر لیگیا جہان مرکز دیبی کا تہا وہان پر یہ تینون بشکل عورت ہوگئے اور چندے اوس
صورت مین دیبی کے پاس رہے دیبی نے اونکو مرد بنایا اور اپنے بدن سے تین عورتین پیدا کین ایک مسماۃ
لچہمی یہ بشن کو دی دوسری مسماۃ ساوتری یہ برہما کو دی تیسری مسماۃ گورا یہ مہیش کو دی اور حکم دیا کہ تم تینون
انہین تینون عورتون سے لڑکا لڑکی پیدا کرو تب وہ تینون اپنی اپنی عورتین لیکر امرت لوک یعنی اس دنیا مین
آئے اور مقام بہر اپنے اپنے مین مقیم ہوا اور تعظیما عبادت مہادیو سیعی کرنے لگے مگر وقت تپسیا کے مہادیو نے اپنی
استری گورا کو اپنی پاس سے جدا کردیا اور موقت گورا اپنیال مین جاکر بیٹہیا کرنے لگین جب ایام تپسیا ان تینون کے
گزر چکے دولوقت برہما نے اپنے انگ سے ایک لڑکا سیمی سوتم بہوین پیدا لیا اوسکی رانی کا نام دست روپا تہا
اوسی سے وجہ پرجاپت ایک لڑکا پیدا ہوا اوسنے اپنی انگ سے بہت لڑکے لڑکیان جنکی گنتی ہزار ہون

کیفیت دیبی پاٹن

ہزاروں سے زائد ہی پیدا کئیں منجملہ اونکے مسماۃ گور ا دیو ہمیشہ جو تپسیا کے واسطے ہمالہ چلی گئی نہیں وجہ پرجاپت کے نطفہ سے بطور

اوتار کے پیدا ہوئین اوسوقت اونکے باپ نے نام اوسکا ستی رکھا جب وجہ پرجاپت نے سب اپنے لڑکی لڑکون کی شادی کردی منجملہ اونکے مسماۃ ستی کو مہادیو کے ساتھہ بیاہ دیا مگر بخلاف اور داما دون کے مہادیو مطلق تعظیم و تکریم اپنے خسر کی نہ کرتے تھے اس باعث سے فیمابین مہادیو اور وجہ پرجاپت کے رنجش پیدا ہوئی ایک وقت وجہ پرجاپت نے جلسۂ جگ کیا اوسمین مہادیو اور مساۃ ستی کو نہ بلایا لیکن ستی مہادیو کی خوشامد کرکے بلا طلب باپ کے شریک جلسۂ جگ ہوئین بوجہ رنجش مہادیو کے وجہ پرجاپت نے کچھہ پرسش و مہمانداری ستی کی نہ کی بے التفاتی پدر سے ستی ناراض ہوکر آتشکدۂ ہوم مین کود پڑین اور مرگئین مگر جسم نہین جلا دریافت اس حال کے مہادیو غصے مین آکر اوٹھہ کھڑے ہوئے اور ایک بال اوسکی جٹا سے ٹوٹ پڑا اوس بال سے مسمی بیربھدر ایک شخص نہایت قوی ہیکل جوان ہاتھہ مین تلوار لیے پیدا ہوگیا اور وجہ پرجاپت کا سر کاٹ کر کسی لوک مین پھینک دیا کہ پھر اوسکا پتہ نہ لگا اور بہت مرد عورتون کو مار ڈالا جب اسکی خبر برہما کو پہونچی تو وہ مہادیو کے پاس آئے اور کہا کہ ہم تو پیدایش دنیا کی کر رہے ہین اور تم اوسکو تباہ کرتے ہو اور بہت سی خوشامد کرکے پھر اون سے سب کو زندہ کرا کر معذرت کرائی مگر ستی زندہ نہوئین اونکی لاش مہادیو نے اوٹھا کر اپنے کندھے پر رکھلی اور ملکون ملکون پھرنے لگے ہر چند کہ برہما اور بشن اوسکے چھوڑ دینے کے لیے نصیحت کرتے گئے مگر سود مند نہوئی بمجبوری واسطے علیحدہ کرنے اوس لاش کے اون دونون نے حالت غفلت مہادیو مین لاش کا عضو عضو کاٹ کاٹ کر پھینکنا شروع کیا اور جو عضو جس مقام پر گرا اوسی مقام پر بشن اور برہما اوسکو تھاپتے گئے تفصیل مقامات جہان پر عضو گرے و نام دیبی استھان

تفصیل دیبی استھان

نمبر شمار	نام مقام استھان کا کہ جہان جو عضو کاٹ کرکے گرایا گیا اور مقام تھاپا گیا	نام دیبی	نام عضو	کیفیت
۱	ہنگ لاج		کاسۂ سر	یہ مقام خراسان مین ہی
۲	کوٹی سر	ڈگرہی	آنکھہ	بعض کہتے ہین کہ متصل کوٹ کانگڑا ہی اور بعض کہتے ہین کہ ملک کچھہ مین ہی
۳	گرودیس	امکا	ناک	گرودیس ایک مقام ہی
۴	کشمیر	دیبی مہامایہ	کنٹھہ	یہ مقام کشمیر مین ہی
۵	جوالامکھی	جوالامکھی	زبان	یہ ایک مقام مشہور ہی
۶	بیجناتھہ	اترپورامانی	سینہ	بشرح صدر
۷	نیپال	مہامایا	جانگھہ	یہ مقام شہر نیپال مین ہی اور لوگ [illegible]

نمبر	نام مقام استھان کا کہ جہان جو عضو کاٹ کرکے گرایا گیا اور وہ مقام ٹھہرایا گیا	نام دیبی	نام عضو	کیفیت
۸	مالوہ	دیبی چھانی	داہنا ہاتھ	مالوہ خاص مین یہ استھان ہے
۹	اودکل دیس	بھنیسری	ناف	اس مقام کا پتہ نہین لگتا کہ کس ملک مین ہے
۱۰	گند دیس	گندکالی	داہنا گال	
۱۱	بھور دیس	بھوشری	بایان ہاتھ	
۱۲	اوجین	منگلا چنڈی	بایان گال	شہر اوجین مین اسکا مندر ہے
۱۳	دیبی پاٹن	دیبی پاٹیسری	داہنا مونڈھا	دیبی پاٹن متصل تلسی پور پرگنہ ندکور متعلقہ راج بلرام پور ضلع گونڈہ
۱۴	تریپورا دیس	تریپورا سندری	داہنے پیر کا انگوٹھا	
۱۵	ترسرا	بھرمری	بائین پیر کا تلا	
۱۶	کانورو دیس	کاناکھیا	جون یعنی مقام پیشاب	اسکا مندر کانورو دیس بنگالے مین ہے
۱۷	پراگ یعنی الہ آباد	دیبی اومان	جگر	کہ جوابِ ضلع الہ آباد ہے
۱۸	جینتی پوری	دیبی جینتی	بائین پیر کی ایڑی	جانب دکھن یہ مقام ہے
۱۹	کھیرساگر یعنی دودھ کا سمندر	مہا پیچھی	داہنے پیر کا انگوٹھا	اس مقام کا کوئی پتا بقاعدۂ جغرافیہ حال کے نہین لگتا
۲۰	بنگل دیس	دیبی کالی	بائین پیر کا انگوٹھا	بشرح صدر
۲۱	بنداچل	بندباستی	ہتیلی ہاتھ	یہ مقام ضلع مرزاپور مین ہے
۲۲	بھون دیس	دیبی بملا	کٹ یعنی ہاٹ	پتا نہین ہے
۲۳	بنارس	منوکاندکا	کرن پھول	جوابِ ضلع و شہر بنارس ہے
۲۴	کوروچھتر	مہالچھمی	پیر کا تلا	یہ مقام جانب پچھم ہے
۲۵	کانجی دیس	دیبی کالکا	بائین بھون	
۲۶	سودہ دیس	بھنیسری	بائین جانگھ کا ٹھیا	
۲۷	برج دیس	اومان	کیس یعنی بال	
۲۸	مرہٹہ دیس	نرائنی	چھاتی	شہر بڑودہ گایکوار کے ملک مین متصل شہر سورت کے ہے
۲۹	پنج ساگر دیس	براہی	پیٹ	

نمبر شمار	نام مقام استھان کا کہ جو جہان عضو کاٹ کر کے گرایا گیا اور وہ مقام بنایا گیا	نام دیبی	نام عضو	کیفیت
۳۰	بیٹھل دیس	براہی	بائین ہاتھ کی ہتھیلی	
۳۱	سری پربت دیس	سری سندری	بائین پیر کا گھونٹا	
۳۲	کیانی دیس	بہاروپ	ساق	یہ ملک فارس مین متصل ایران ہے
۳۳	پربھاسکس چیتر دیس	چندر بھاگا	بائین کوکھ	
۳۴	بادنت پوری نگری	بھرمری	کان	
۳۵	رتن پوری دیس	کوماری	دوسرا کان	
۳۶	گداوری گنگا کے کنارے	شوم منکا	آنکھ کا کویا	
۳۷	نقل پوری یعنی جنک پور	اومان	بایان کاندھا	
۳۸	لنکا	کالنکا	تالو	
۳۹	کالنجر	درگا	سر	کالنجر ضلع باندہ مین ہے
۴۰	بان سرور	نندنی	گردن	
۴۱	سوردیس یعنے مندسور	پیٹھری	ٹھوڑھی	
۴۲	انگ دیس	بھویشری	نیچے کا لب	
۴۳	نندپور	نندنی	گلے کا ہار	
۴۴	لنکا مقام ثانی	اندراکچھی	پیر کا کڑا	
۴۵	پیراٹھ دیس	امکا	پیر کی انگلیان	
۴۶	نیم کھار	لاتا	کانٹھ کی کھوریا	
۴۷	ریاست حیدرآباد دکن	تلجاپور	•	یہ سرحد حیدرآباد ہے اور یہان جو تحصیلدار رہتا ہے اوسکے اہتمام مین اوسکی کنجی ہے اور دس لاکھون روپیہ کا چڑھاوا ہے
۴۸	کوہ سوالک	مالکا	•	یہ سرحد نیپال مین ہے

جب تمام عضو ستی کے مقامات مندرجہ بالا پر گرے اور بشن اور برہما ہر ایک عضو کو اوس مقام پر بٹھا چکے تو اوسوقت برہما و بشن نے کہا کہ اب ان مقامات کی پرستش کے واسطے کسی کو پیدا کرنا چاہئیے تب مہادیونے گورچھ ناتھ کو اپنی جٹا سے پیدا کرکے یہ کہا کہ تمنے جوگ کیا ہے تم ان سب مقامون پر جہان جہان اعضاء ستی کے گرے ہین استھان بنا کر اونکی پرستش کرو اور اپنی توابعین سے پرستش کراؤ

چنانچہ بموجب کہنے مہادیو کے گورکھناتھ نے ہر ایک مقام پر مندر بناکر پرستش دیبی کی شروع کی اور مختلف
نام سے اون مقامات کو مشہور کیا اور بہت سے لوگون کو اپنا چیلہ بناکر اونکو پابند پرستش اون مقامات کا کیا جب
وہ اپنی عمر طبعی کو پہونچا تب پہاڑ بھوٹ پر بمقام جراوک ناتھ گورکھناتھ بیٹھکر پتھر بن گیا اوس مقام پر اوسکا مندر
ہوا اور پرستش ہوتی ہی بحوالہ گرنت کالی یہ ثابت ہوا ہی کہ بعد گورکھناتھ کے اوسکے بارہ چیلون سے بارہ فرقہ
ہوئے اور اون سے بارہ مقام مصرحہ ذیل گدی نشینی کے قرار پائے۔

نمبر شمار	نام چیلہ	نام مقام گدی
۱	ست ناتھ	دیس کوچھہ سابق راج گدی کیتھل حال علمداری سرکار
۲	رام چندر	تاور متعلقہ راج بیکانیر ملک باگڑ
۳	من ناتھ	تھان مھٹوی متعلقہ راج بیکانیر
۴	آئی	شہر کھونٹھا متعلقہ ہریانہ
۵	ہنبیری	گورکھ ٹلا ملک پنجاب
۶	گنگ ناتھ	پیر جگہ بشیر متعلقہ پنجاب
۷	بیراگ	ونڈوانہ متعلقہ پنجاب
۸	راول	البجنا متعلقہ راج اودیپور
۹	پادناتھ	جے پور خاص
۱۰	دھرم ناتھ	کوٹ کلور ملک ملتان
۱۱	کنٹھر	کوٹ متعلقہ راج بھوج
۱۲	گیانی	سیسوان متصل شہر کلکتہ

منجملہ ان بارہون فرقون کے پانچ فرقون مین بمقام استھان آئین گدی نشینی کا نہین ہی تفصیل فرقہ مذکور
یہ ہی رام چندر پادناتھ راول آئی کنٹھر **وجہ تسمیہ استھان دیبی پاٹن** یہ استھان
دیبی پاٹن تیرہوان مقام مندرجہ فہرست ہذا ہی جہان پر داہنا مونڈھا دیبی کا گرا اور اوسکو زبان ہندی
میں بھوجا کہتے ہیں اور بھوجی کو زبان سنسکرت پاٹن کہتے ہیں لہذا دیبی کی پاٹن کے نام سے یہ مقام
موسوم کیا گیا یعنی دیبی پاٹن بروائت مہابھارت راجہ کرن جو قوم کو روون سے تہا اور [illegible]
مرتبہ تعمیر استھان مذکورہ کی کی اوسکے بعد پھر کسی نے تعمیر نہین کی ان گورنمنٹ [illegible] فقیر وقتاً فوقتاً شکستہ [illegible]
بطور خود کرتے رہے ہین ہندو ہون تاریخ ماہ چیت سے آخر ماہ مذکور میلہ سالانہ استھان کا ہوا کرتا ہے اوس میں [illegible] کی

وجہ تسمیہ استھان دیبی پاٹن

اشیاے پہاڑی واسطے فروخت کے آتے ہین علی الخصوص ناگہن بہ کثرت آتے ہین ۱۷ مارچ ۱۸۷۵ع کو مؤلف بغرض تحقیقات امور تاریخی کے موقع پر گیا اور کئی روز وہان قیام کرکے کتاب تاریخ ہندی وہان کے جانشین سے منگوا کر اوسکا ترجمہ کرایا اور بحوالہ اوس ترجمے اور بہ بیان اشخاص معمر کے حالات مندرجۂ بالا مندرج کتاب کیے اور دروازہ چوکھٹ مندر دیبی پاٹن کا پتھر کا ہی اوسکے بائین چوکھٹ مین یہ عبارت بخط ہندی منقوش ہی + سری گورجھناتھہ + ۸۰۰ + اس عبارت سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ استھان بنا کردہ گورجھناتھہ ہی اور ہندسہ آٹھہ سو کا سمت بکرماجیت معلوم ہوتا ہی اسواسطے کہ ہندؤن کے یہان سواے اس سمت کے اور کوئی سنہ پہلے سے ازروے تاریخ ہندی مروج نہ تھا اس حساب سے آجتک کہ سمت ۱۹۳۲ ہی ایکہزار ایک سو بتیس برس کا یہ استھان معلوم ہوتا ہی جس سوراخ مین سیتاجی کا سما جانا بیان کرتے ہین وہ سوراخ اندر استھان کے بقدر دو ایک انگشت کے ہی اور اوسپر ایک کپڑا اسرخ پڑا رہتا ہی ارتفاع استھان بقدر دس فٹ کے ہی عمارت اوسکی پتھر کی ہی وقت بنانے سوراخ کے ایسی صنعت رکھی گئی کہ جسقدر دودھ یا پانی اوس سوراخ مین ڈالا جاتا ہی وہ نیچے نیچے چلا جاتا ہی ایام میلے مین استھان کے اوتر ایک چھوٹا سا تالا ہی اوسکے منہ پر جاموش یعنی بھینسہ اور نر یعنی بکرا تلوار سے دیبی کے نام پر مارا جاتا ہی اور قریب ایکہزار روپے کی نقد مثل کوڑی روپیہ و پارچہ و غلہ وغیرہ کے چڑھاوا پوجا کا ہوتا ہی بہ شمول محاصل موضع وہان کا جانشین لیکر صرف استھان کر دیتا ہی لیکن محصول چونگی میلہ اور کسیقدر حصہ چڑھاوے مین سے اہلکاران سرکار عالی سری مہاراجہ صاحب والی ریاست بلرام پور و تلشی پور بحق ملکیت لیلیا کرتے ہین جہان جہان استھان اعضاے ستی مذکورہ کے ہین وہان بکرا اور بھینسہ چڑھتا ہی اور وہان کی دیبی کو غیر بشنو کہتے ہین اور جہان یہ جانور نہین چڑھتے وہان استھان لچھمی و ساوتری کا ہی یہ دونون زوجہ بشن اور برہما کی ہین اونکو بشنو کہتے ہین وہان اور یہ بھی قاعدہ ہی کہ جب ایک جانشین مرجاتا ہی اوسوقت بارھون پنتھہ کے فقرا جمع ہوکر باستثناے فقراے پانچ پنتھہ کے جنکا ذکر اوپر ہو چکا ہی منجملہ فقراے ساتھہ پنتھہ کے ایک شخص کو جو لائق و ریاضتی ہوتا ہی جانشین استھان کر دیتے ہین وہ تاحیات اپنے بطور لنگوٹ بندون کے رہکر اہتمام پوجا پاٹ و محاصل دیہات و خرچ فقراے وارد صادر کا کیا کرتا ہی مہابھارت اور رامائن سے تاریخی واقعات کہانتک پیدا ہوتے ہین

دفعہ ۴ جو کہ تعداد زمانۂ راجہ رام چندر حسب عقائد ہنودون کے ایسی ہی کہ کوئی ٹھیک تعداد سنہ کی معلوم نہین کر سکتا لیکن بہ تطبیق کتاب مہابھارت اور رامائن کے ازروے عقل سلیم غور کرے تو اسقدر تعداد زمانے کی جیسا بیان کیا گیا ہی سمجھہ مین آ نہین سکتی اور دونون کتابون کی تطبیق سے بہت تھوڑا زمانہ پایا جاتا ہی اور یہ ہندوستان کے فتح کرنے مین جو جھگڑے آریا قومون مین باہم ہوے اور جو لڑائیان اونکے یہان کی

مہابھارت و رامائن

اصلی باشندون سے ساتھ ہوئین اونکا بیان اس مہابھارت مین لکھا ہی رامائین مین لکھا ہی کہ آریا لوگون نے بہت اپنے
زمانے مین دکھن اور لنکا پر چڑھائی کی اور فتح پائی اگرچہ ان فتوحات سے جو ملک حاصل ہوا وہ بہت مدت تک اپنے تحت
و تصرف مین نرکھ سکے سالہا پیشتر حضرت عیسی علیہ السلام کے لنکا مین پھر راکشسون کی عملداری ہوگئی یہ راکشس غالباً
بھارت اون اصلی باشندون سے ہوگی جو آریا کے محکوم نہین ہوے لنکا کو دوبارہ رامچندر نے فتح کیا ہی دراوڑ کی قوم نے
اب بھی دکھن مین ایک قوم کا لقب اکشوا کو یا اکا کو ہی غرض یہ باتین تو واقعات ہین باقی حکایات اور افسانے اور شاعرانہ
مبالغے ہین کچھ اسکا پتا نہین چلتا کہ یہ واقعات کس سنہ و سال مین واقع ہوے مہابھارت کی تصنیف رامائین سے
پیچھے کی معلوم ہوتی ہی مگر یہ بھی قاعدہ ہی کہ تاریخی واقعات جو کہانیون مین جلوہ گر ہوتے ہین اونکے زمانے کی قدامت نیز
بھی مبالغے سے بھرے ہوے ہین نادان قومین اپنی قدامت کو بھی اپنا فخر سمجھتی ہین اور ہر واقعے کے زمانے کو ایسا بڑھا کر
کہتی ہین کہ عقل مین کبھی نہ آئے غرض سنہ و سال واقعی کسی واقعے کا لکھنا ایک شاعرانہ مضمون قرار دے لیا ہی
جیسا کسی کی تعریف مین یہ کہنا ہی کہ جہانگیر ملک رفعت اور جہاندار آسمان شوکت ایسا ہی یہ کہنا ہی کہ زمانۂ سلطنت
ازل سے پیوند ہی اور ابد سے پیوند رہیگا اکثر پنڈت بالاتفاق یہ کہتے ہین کہ رامائین مہابھارت سے پہلے لکھی گئی ہی اور
رامائین کے واقعات بہت پہلے مہابھارت کے وقوع مین آئے مگر مہابھارت سے یہ واضح ہوتا ہی کہ اوسوقت مین آریا
قوم صرف گنگا جمنا کے جنگلون کے درمیان آباد تھی اور حکومت رکھتی تھی مگر رامائین سے یہ ظاہر ہوتا ہی کہ وہ ملک اودھ
کی بالکل مالک تھی اور یہان کے اصلی باشندون کو دکھن کی جانب بڑھاتی جاتی تھی اور اونکی جگہ اپنے قدم جماتی جاتی
تھی یہ ایک دلیل مہابھارت کے تقدیم کی رامائین پر ہی مگر اور بہت سے وجوہات ایسے ہین کہ جس سے رامائین کو مقدم
مہابھارت سے سمجھتے ہین اب مہابھارت سے اوس زمانے کی طور اور وضع اور آدمیون کی خصلت اور عادت یہ
پیدا ہوتی ہین کہ اس زمانے مین ہندوستان شروع حال مین تھا گوتون اور خاندانون مین لوگ بٹے ہوے تھے اونمین
مین سے ایک بزرگ اپنے قبیلے کا راجہ ہوتا تھا سارا انتظام خانگی ہندوستان کے باشندونکا اوس زمانے مین سادہ
طور پر رہتا تھا اور کوئی تکلف اونمین نہ تھا ان کتابون مین جن شخصون کو راجہ اور بادشاہ لکھا ہی اونکی سادگی کی یہ
کیفیت تھی کہ وہ مویشی چرانے تھے جنگلون کو کاٹ کاٹ کر صاف کرتے تھے چنانچہ پانڈون اور کورون کے مورثون نے
گنگا کے کنارے کے جنگلون کو کاٹ اور صاف کرکے شہر ہستناپور آباد کیا پانڈون کے شہر کہا اندرپرست کو ویران کرکے
اندرپرست بسایا جوتنا اور بونا اور باغ لگانا اور کل کام دیہات کا اپنے ہاتھون سے بلا اعانت کسی کے انجام دیتے
تھے اور سب آدمی ایک ہی جگہ تربیت اور تعلیم پاتے تھے اونپر واجب اور لازم تھا کہ وہ اپنے مال و اسباب زراعت
اور مویشیونکو مخالفون سے بچائین اسواسطے یہ کثرت کی مشاقیان حسب تفصیل ذیل کیا کرتے تھے مشت زنی کلائی
پھیرنا تیغ زنی سنگ اندازی کمند لگانا اور اوس زمانے کے ہتھیارون کو چلانا چنانچہ مہابھارت کی لڑائی میز

ان سب ترتیب اولڑنے یون مندکرہ بالا کا ذکر ہے توپ و بندوق اور اسوقت مین جو ہتیار مروج ہین اونکا کوئی ذکر نہین
ڈھال سے روکنا او تلوار چلانا او ڈھیلا پتھر مارنا سونٹا چلانا [illegible] رتھ [illegible] [illegible] لڑائی

مین کام آتے تھے پہلوانون کی طرح کشتی پکڑکے داؤن پیچ کرنا اور اوٹھاکے دے مارنا اور بال پکڑنا اور مُنہ گھسوٹ لینا
دانت سے ناک کاٹنا یا گلا کاٹنا یا کنکر پتھر سے مجروح کرنا لٹھ مارنا یہ کام لڑائی کا تھا اور کھانے مین یہ تکلف تھا کہ مچھلی
کو بھون کے کھانا اور شراب پینا تھا اور یہی سامان ضیافت وہ نہین کیا کرتے تھے نہین تو بھوری بھون کے چاب لیا کرتے تھے
یا دلیا پکاکے کھایا کرتے تھے اس زمانے کی طرح کھانا پکانا نہ جانتے تھے یہ بات اس زمانے کی قابل یاد رکھنے کے ہے
کہ اسوقت ہندوؤن کا اوترا اور پچھم والون سے ایسا رشتہ مضبوط ہوا تھا کہ گروچھتر کی بودھ مین افغانستان اور ایران
اور توران اور تبت اور تاتار وغیرہ سے لوگ آئے دریودہن کی ماں گندھاری اور پچھمی مادری تھی گندھار اور قندھار
ایک ہی ہین مدر دیس بھی غزنی اور غور کے درمیان مین ہی اوسکے سبب سے اوسکا نام مادری تھا اس لڑائی کی
بھیڑ بھاڑ سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ ملک خوب آباد تھا دستور تھا کہ جب راجہ پر کوئی دوسرا راجہ فتح پاتا اوسکی جورو کو
اپنی جورو جانتا اب اگر کہین ایسا ہو تو کیسی نفرت دل مین اس سے پیدا ہوتی ہی جب ایک آدمی دوسرے آدمی
کو لڑائی کے واسطے ٹوکے تو لڑنا واجب ہو جاتا تھا پھر ان دونون مین تیسرا آدمی دخل نہ دیتا تھا غیرت کے مقابلے مین
موت کی کچھ حقیقت نہین سمجھی جاتی تھی انتقام لینا تھوڑا بہت نیکوکاری مین داخل تھا اس اعتقاد کے سبب سے
جو کوئی جوانمرد مرجائے تو اوسکی روح کو اپنی پیاری جورو کے پاس ہونے سے چین و آرام ملتا تھا ستی ہونیکی
رسم جاری تھی چنانچہ جب کوئی مرجاتا تھا تو اوسکی استری یعنی زوجہ سے یہ کہا جاتا تھا کہ تیرا پورکھ یعنی مرد تیرے انتظار
مین کھڑا ہی تو جلدی اوسکے پاس چلی جا تو تیرے ساتھ بوان مین بیٹھکر سرگ کو جاے نہین تو یم کے دوت دیر نکلے
گھسیٹے ہوے اوسکو نرک مین لیجائینگے مہابھارت مین صرف ایک مثال رانی مادری کے ستی ہونے کی لکھی ہی اور کہین ذکر
اس رسم کا اور کسی شہرون اور ملکون مین پایا نہین جاتا یہ طریقہ ستی کا کیسا تعجب خیز اور بالکل دلائل عقلی اور نقلی
کے خلاف ہی اور اوس زمانے مین ایک طریقہ یہ بھی مروج تھا کہ ایک عورت چند خاوند کرتی تھی چنانچہ دروپدی
اسکی مثال ہی جسنے پانچ پانڈون سے شادی کی قماربازی کا رواج تو ایسا تھا کہ لوگ جورو بیٹی تک ہار جاتے تھے
مہابھارت اور رامائن کے درمیان جو ایک زمانہ دراز سیکڑون برسون کا گذرا ہی ضرور اس عرصے مین آریا ہندؤن
نے سارے ہندوستان کو فتح کر لیا ہوگا اور بالاستقلال حکومت کی ہوگی اس زمانے کا کچھ حال نہین کھلتا کہ کیا
گذرا مگر معلوم ہوتا ہی تو انہین دو کتب منظوم کی کتابون اور اشارون سے مہابھارت مین بہت سے قصے قصون
کے اندر ایسے ہین جو غالبا پچھلے زمانے کے الحاق کیے ہوے معلوم ہوتے ہین یا شاید اوسی زمانے مین بڑھائے
گئے ہون او نہین یہ ذکر ہی کہ بہادر اور شجاع آریا کے کالے رنگ کے آدمیون سے جو عبارت یہان کے اصلی

باشندوں سے بھی لڑتے تھے ان کتابوں میں یہاں کے اصلی باشندوں کا نام کبھی دیت یا کبھی اسوا اور اکثر راکھس اور ناگ آتا ہے بحوالہ رامائن شہر اجودھیا اوسوقت مین خوب آباد تھا بالمیک کا بیان ہے کہ سڑک اور گلیاں سیدھی قرینے کہ تھیں اونپر چھڑکاؤ ہوتا تھا باغات نہایت پر فضا اور عمدہ محل کے دروازوں پر نوبتیں بجتی تھیں نٹ اور کنچنیاں گلیوں میں جا بجا ناچتے پھرتے تھے گھوڑے گاڑی بیل رتھ وغیرہ پر لوگ سوار ہوتے تھے ریشمی کپڑے اور موتی اور جواہرات کی کچھ کمی نہ تھی سواے انکے اور اسباب عالشرت بھی تھے ایک عورت کے خاوند متعدد کرنے کا رواج مٹ گیا تھا مگر یہی رواج ابتک نیپالیوں مین جاری ہی دفعہ ۵ ذکر درازی اولاد راجہ رامچندر بعد غائب ہونے راجہ رامچندر کے اونکا پسر مسمی کش راجہ ہوا اور مدت تک اوسکی نسل سے لوگ فرمانروا اودھ کے رہے اوس زمانے مین برہمن چھتریوں کے سپاہ پیشہ تھے جب تک ہنگامۂ جنگ اور معرکہ برپا رہا برہمن چھتریوں کے مطیع رہے جب آریا قوموں نے سارا ملک فتح کر لیا اور زمانہ امن کا ہو گیا اور خلقت نے آرام پکڑا اوسوقت برہمنوں نے سر اوٹھایا اور چھتریوں کے اختیارات مین مداخلت کرنے لگے آخرکار یہانتک اوسکی نوبت پونہچی کہ معاملہ بالعکس ہو گیا یعنی اب چھتری مطیع اور برہمن فرمانروا ہوے یہ تبدل کہ برہمن ذی اختیار اور چھتری اونکے حکم بردار ہوں ایک مدت دراز مین ہوا ہوگا مگر ہندوؤں کے قصے کہانی مین ایسا لکھا ہی کہ یہ انقلاب ایک بڑی لڑائی خونریز مین ہو گیا اور وہ قصہ اسطرح پہ لکھا گیا ہی کہ چھتریوں نے ایک قوم بھرگوں کو ناحق قتل کر ڈالا پرسو ریا پرسرام نے اوسکے عوض مین اکیس مرتبہ چھتریوں کا استیصال کیا ظاہراً یہ مبالغہ معلوم ہوتا ہی مگر غالباً اوسکی اصل یہ معلوم ہوتی ہی کہ چھتریوں نے برہمنوں کی نظم و نسق مین عذر کیا لہذا اوسکی پاداش مین کہیں قتل ہوے اور کہیں جلاوطن کیے گئے اور سیکڑوں بلائیں اونپر آئیں یہانتک کہ اولاد راجہ بھرت کی مکمایوں مین اور اولاد راجہ لچھمن کی ملک دکھن راج ریوا مین اور اولاد ستھرن کی کوہستان جانب شمالی ہند یعنی کوہ سوالک مین اور اولاد کش کی دوار کا ملک دکھن مین اور اولاد لو کی متھلا ضلع آرہ مین فرمانروا ہوئی جو کہ اولاد راجہ ستھرن کی مالک راج و ریاست کوہ سوالک کی تھی یہ بوجہ ہمسر حدی اودھ کے آنروے دریاے گھاگرہ پھر مالک راج و ریاست کی ہوئی چنانچہ راجہ شدھودن اولاد راجہ ستھرن سے اس ملک کا راجہ تھا اور اوسکی دارالسلطنت گنگا کی شمال مین کپل بستو نامے شہر تھا اوہ کپل بستو یہ مقام ہی جہاں اب قلعہ منہدم موسومہ سہیٹ مہیٹ پرگنہ بلرام پور ضلع گونڈہ مین واقع ہی اوسوقت مین یہ شہر بہت پُر رونق قابل تعریف کے تھا ذکر شیوع مذہب بدھ پانسو ستاون برس پیشتر حضرت عیسی علیہ السلام کے مسمی سدھارتھ المشہور ساکی منی جسکو بدھ کہتے ہین راجہ شدھودن کے صلب سے پیدا ہوا اوسکی ماں کا نام مایہ تھا اوسکے بچپن مین وہ مر گئی اوسکی خالہ گوتمی نے پرورش کی بدھ لڑکپن ہی سے خوبصورت و ہوشیار تھا لکھا ہی کہ اوسنے چونسٹھ زبانیں پڑھیں اوسمین یونانی اور پہلوانی تک زبان حاصل تھی آغاز عمر سے اوسکے تارک الدنیا ہونیکے آثار معلوم ہونے لگے اوسکے باپ کو اندیشہ ہوا

کہ کہین خدانخواستہ ایسا ہو کہ وہ گھر بار چھوڑ کر جوگ لے اسلیے سولہ برس کی عمر مین اوسکی شادی نہایت خوبصورت ایک دختر
بشودھرا سے کردی اور اوسکی دلچسپی کے لیے برعایت فصلون کے عمدہ عمدہ مکان بنوا دیے غرضکہ جہانتک اوسکے
باپ کا اختیار تھا اوسکے لیے سامان عیش وعشرت کا جمع کردیا کہ کسیطرح بھی دل اوسکا دنیا سے نہ اوٹھے مگر جسقدر یہ
سامان ہوتا گیا اوسیقدر دل اوسکا دنیا سے متنفر ہوتا گیا اور جیسا جیسا اوسکو سامان عیش وعشرت کا مہیا کیا گیا
ویسی ویسی اوسکی نظرون سے دنیا حقیر اور بے اعتبار ہوتی گئی یہانتک کہ بارہ برس جیون تیون نہایت تلخی سے
اوس ایام عیش وعشرت کو کاٹا اور بے ثباتی اس دنیا کی اوسکے دلپر چھا گئی اول اوسنے اپنی سر کی چوٹی کاٹ
ڈالی جو ہندوونکے یہان بڑی متبرک اور ہندو ہونے کی نشانی ہی ایک دن یہ راجہ کا بیٹا اپنے محل سے سوار ہوکر جاتا تھا
کہ اوسکی نگاہ ایک بوڑھی عورت پر جا پڑی اوسکا حال دیکھکر افسوس کیا اور دل مین سوچا کہ یہ جوانی صرف چار روز
کی چاندنی ہی نہ آنکھونمین بینائی اور نہ کانونمین شنوائی غرض بڑھاپا عجب مصیبت ہی دوسرے دن ایک بیمار کے
دیکھنے کی نوبت آئی اوسے دیکھکر نہایت افسردہ خاطر ہوا اور سمجھ گیا کہ دنیا مین راحت خواب وخیال ہی اور مصیبت
یقینی ہی سارے جسم کو درد اور دکھ کھاجاتا ہی تیسرے دن مردے پر نظر پڑی اوسوقت ایک آہ سرد بھری اور کہا
کہ یہ جسم آخر کو یون خاک مین ملتا ہی غرض دنیا کچھ نہین ہی کہ ایک شورے کی پتلی ہی کہ پانی مین گھل جاتی ہی آج تو بڑھاپا
آیا کل بیماری ہوئی پرسون چلنے کی طیاری ہوئی یہ تینون چیزین دنیا مین بڑی مصیبت اور آفت کی ہین ان باتون
کو دن مین دیکھکر گھر آیا تھا کہ اوسی رات کو اوسکے یہان لڑکا پیدا ہوا جننے کی کیفیت دیکھکر اوس رات کو دنیا سے
متنفر ہوا کچھ جننے کا درد بھی اوسکو بڑھاپے اور بیماری اور موت سے کم نہ معلوم ہوا پھر شہر کے دروازے پر ایک
فقیر سے ملاقات ہوئی اوسکے چہرے کی بے پروائی اور ہوا و ہوس کا ترک کرنا عیش وآرام سے ہاتھ اوٹھا لینا لوبھ
لالچ کا چھوڑ دینا دنیا سے منہ موڑ لینا اوسکو پسند آیا بیس برس کی عمر مین گھر بار چھوڑ چھاڑ کر گھوڑے پر سوار
ہوکر جنگل کو روانہ ہوا وشالی ہوکر گنگا پار اوترا راج گرہ مین جاکر بھیک مانگنے لگا اوسوقت راج گرہ مین بمب سار
راجہ تھا وہ بدھ سے ملنے کو آیا ہر چند اوسنے بدھ کی منت اور سماجت کی کہ آپ شہر کو چلیے مگر اوسنے انکار کیا
اور کہا کہ اب مینے دنیا کو چھوڑ دیا اوس سے کوسون بھاگتا ہون بعد ازان گیا مین پہاڑونکے قریب برہمنونکے
پاس گیا رودرک اور ارارکلم سے چھوءن شاستر یعنی ویدانتا سانکھیا میمانسا نیا ویشیشک جوگ پڑھا مگر اون سے
بھی اوسکے دل کی تمنا پوری نہوئی تو اپنی ذات کے پانچ طالبعلمونکو لیکر تپشیا شروع کی یہانتک کہ بدن مین
فقط پوست واستخوان باقی رہگیا پھر بستی مین جاکر بھیک مانگنے لگا اب اوسکے ساتھیون نے ساتھ چھوڑ دیا اکیلا رہگیا
ایکدن جنگل مین گیا رات کو درخت پیپل کے نیچے بیٹھا وہان اوسے یقین ہوگیا کہ مین بدھ یعنی عاقل کامل ہوگیا اب
مجھے گیان ملگیا مین گیانی ہوگیا پھر یہ گیت گایا جسکا خلاصہ یہ ہی کہ سارے سنسار مین اس جسم انسانی کے بنانے والے

تلاش مین عبث بھٹکتا رہا اب مینے اوس صانع کو پالیا اب گناہ کے برتن نہین بنینگے کیونکہ آلات اوسکے بنانے
کے ٹوٹ پھوٹ گئے روح نے اواگون سے نجات پائی اور جذبات اور شہوتونکی سلطنت اور حکومت مٹائی
اب یہ بدھ بنگئے اول بنارس مین آیا اور اپنے پہلے پانچ ساتھی بلائے اونکو اول اپنے بدھ ہونیکا مژدہ سنایا پھر
یہ نصیحت کی کہ بھائیو دھرم کرو دھرم کرو دھرم کا سنکہ پھونکو دھرم کی ڈونڈی پٹواؤ اسنے خوب دلیلین بیان کین اور سمجھایا
کہ بے گیان مکت نہین بلدان مین جانورون کے گلا کاٹنے سے کبھی گیان نہین ہوتا ساری برسات یہان کاٹی
بہت سے چیلے اوسکے ہوگئے پھر وہ راجگڈھ مین بلوایا گیا اوسوقت یہ شہر بڑی رونق پر تھا مگدھ کا دارالخلافت تھا
وہان کا راجہ بمبی سارا بدھ کا دلی دوست تھا یہ راجہ بھی اوسکا چیلہ ہوگیا لیکن راجہ کو اوسکی آجات شترو نے مارڈالا یہ بیٹا
اوسکا بدھ کا جانی دشمن پیدا ہوا یہان سے بدھ کوسل کی دارالخلافت شتراوشت مین چلا گیا یہانکا راجہ بھی اوسکا معتقد
ہوگیا ایک دفعہ بدھ اپنے جنم بھوم یعنی مولد شہر کپل بستو کو گیا اوسکے گھرانے کے سب لوگ اوسپر ایمان لائے آخرکار اوسکا
دشمن جانی آجات بھی آشتی پر آگیا بدھ مگدھ مین واپس آیا اوسوقت پٹنہ ایک گانون تھا وہان سے وشالی مین گیا
وہان کی رانی ایک دیش تھی اوسکے باغ مین جاکر مقیم ہوا وہ رتھ مین سوار ہوکر اوسکے درشن کو آئی دوسرے دن
اوسکی دعوت کی پھر یہان سے وہ شہر پاوا کو گیا وہان چندو ستار نے سونے کی امواری مین اونکو ٹھہرایا وہان سے
رخصت ہوکر کوشی نار کو گیا چار سو ستر برس پیشتر حضرت عیسی علیہ السلام کے اسی برس کی عمر مین ایک درخت کے نیچے
بائین کروٹ اوسکا نروان ہوا یعنی مرگیا کوشی نار کے لوگ کپڑے اور روئی مین اسکو لپیٹ کر تیل بھرے دھات کے برتن
مین رکھکر چندن کی چتا مین یعنی صندل کی لکڑی کے انبار مین لاکر پھوک یعنی جلا دیا بعد مرنے بدھ کے دین اوسکا
سوائے بنارس و قنوج کے تمام ہندوستان اور کابل و قندھار و چین و بھوٹ مین جاری ہوگیا راجگان لکھنؤکی عملداری تک راجگان
سہیٹ مہیٹ اسی مذہب بدھ کے پابند رہے مشہور عوام یہ ہی کہ اس مذہب کے لوگ رات کو کھانا نہین کھاتے تھے اس خیال سے
کہ کوئی جاندار چیز ہمارے منہ مین نہ آجائے نقل ہی کہ ایک مرتبہ راجہ سہیٹ برادر کلان راجہ مہیٹ شکار کو گیا تھا جب واپس آیا آفتاب
قریب غروب کے تھا مہیٹ کی جورو بہت حسین تھی اوسنے اپنی جورو کو کوٹھے پر چڑھا دیا اوسکے حسن و جمال کی ایسی روشنی ہوئی کہ سہیٹ
کو غروب آفتاب کا تمیز نہوا اور بہ گمان دن کے کھانا کھا لیا لیکن یہ معلوم نہوا کہ یہ سہیٹ مہیٹ کو چندربنسی تھی یا سورج بنسی مگر تمام تر
قرینہ یہی مقتضی ہی کہ سورج بنس تھی بعد انقضاے زمانۂ سہیٹ مہیٹ کے اونکی اولاد بھی پابند اس مذہب کی تھی جب ہندوستان مین زوال
بدھ مذہب کا ہوا اور برہمنونکا زور شور ہوا اور راجگان ہند پابند وید و شاستر ونکے ہوے تو منجملہ راجگان راٹھور کے ایک راجہ سہیٹ مہیٹ
پر چڑھ آیا اور اونکے خاندان کو نیست و نابود کردیا شاید راجہ قنوج ہر چند پنا ہے ہو اور یہ زمانہ سلطنت حجاج بن یوسف کا تھا جو عرب کے بادشاہون
مین شمار کیا جاتا ہی ہم پہلے لکھ چکے ہین کہ نادان لوگ جنکو کتب تاریخ مین اچھی طرح مہارت نہین ہی وہ امتداد ایام کثرت
پشتونکو اپنا فخر جانتے ہین لہذا جہانتک تعداد پشتون کی زیادہ ہوسکتی ہی اپنے اوپر متونکو بہت سا روپیہ دیکر

ذکر اولاد دختری اکشواکو

لکھوا لیتے ہین بحوالۂ روایت ایسی کتابون سے کے ذکر ورائی اولاد دختری اکشواکو اسکی لڑکی موسومہ ایلا تھی اوسکی شادی ساتھ بدھ کے جو چندر کا بیٹا تھا ہوئی اوسکے بطن سے ایک پسر موسومہ پُرروا پیدا ہوا وہ پرستھان پور مین جسکو اب جھونسی کہتے ہین اور گنگ کے کنارے مقابل الہ آباد کے ہی یہ چندر بنسیون سے پہلا راجہ ہوا اسی پُرروا کے پینتالیسوین پشت مین مہاراج جدہشٹر پیدا ہوا اور محاربہ عظیم مہابھارت جو کرکشیتر کے میدان مین واقع ہوا اوسمین اپنے چچازاد بھائی جرجودھن کو جو ہستنا پور کا راجہ تھا مارکر اور خود اندرپرست یعنی تخت دہلی کا چھوڑکر اپنے بھائیون کے ساتھ کوہستان ہمالیہ مین چلا گیا اور راجہ پریچھت جو پوتا اوسکے بھائی ارجن کا تھا دہلی مین جاکر مسند نشین حکومت ہوا راجہ پریچھت سے لیکر چھبیس پشت تک اوسی خاندان کے راجہ دہلی مین سلطنت کرتے رہے لیکن چھبیسوین پشت مین کیشمک ایسا غافل اور بد اقبال ہوا کہ اوسکا وزیر اوسکو قتل کرکے آپ جدہشٹر کی گدی پر بیٹھ گیا اور اندرپرست کا راجہ بنگیا بعد اوسکے اوسکی نسل سے چودہ پشت تک مسند آرائی حکومت رہی زان بعد وہ راج جسطور سے آیا تھا دوسرون کے پاس اوسیطرح چلا گیا سولھوین پشت مین تیسرے خاندان کے لوگ اس ملک کے مالک ہوے لیکن جب اونکی بھی نوین پشت مین راجہ اجیپال نے غرور اور بدمزاجی سے رعیت کو تنگ کیا تب کمایون کے راجہ سکھونت نے فوج کشی کرکے راجہ اجیپال کو قتل کیا اور اندرپرست یعنی دہلی کو اپنے قلمرو مین شامل کیا بعد ازان مہاراج بکرماجیت فرمانروا اوجین نے اوس پہاڑی راجہ کو بھی گدی سے اوتار کے سارے ملک مین اپنا سکہ جاری کیا اور قنوج و اودھ کو ضمیمۂ اوجین کر لیا بعد بکرماجیت کے راجہ بھوج اوسکا جانشین ہوا یہ راجہ بھوج بڑا مشہور راجہ ہوا ہی اسکے عہد سلطنت مین عورت و مرد سب خواندہ تھے اشاعت علم کی تدبیرین اسنے بہت مناسب کین علی الخصوص تعلیم نسوان مین کوشش بلیغ کی پچاس برس کے بعد اوسکی نسل سے راجہ بانسدیو تخت نشین ہوا اوسکے عہد مین دار السلطنت قنوج پھر قرار پایا جسکے ماتحت مقام مانکپور تھا یہ راجہ بڑا خوش تدبیر اور منصف تھا اسکے وقت مین امور سلطنت نے بہت ترقی پائی اور بہ ترسیل پرچہ پیام بوساطت سفیر بہرام گور شاہ ایران سے موانست پیدا کی شاہ ایران حالات نصفت گستری راجہ کے سنکر بہ تبدیل وضع مسافرانہ وارد قنوج ہوا ایک ہاتھی راجہ کا مست ہو گیا تھا اور جنگل جنگل پھرا کرتا تھا اور بہت سے آدمیونکو مار چکا تھا کسیطرح پر پکڑائی نہ دیتا تھا جس روز بہرام داخل قنوج ہوا اوسی روز ہاتھی محافظون کی غفلت سے اندر شہر کے گھس آیا اور بہت سے آدمیونکو ہلاک کیا بہرام گور بمقتضائے دلیری اپنی اوسکا مقابل ہوا اور تبر سے کہ از قسم تلوار ہی اوسکو مجروح و بیکار کردیا جب اوسکو سامنے راجہ کے لیگئے وہان پر جو سفیر کہ ایران جاتا تھا حاضر تھا اوسنے پہچان لیا اور راجہ سے ظاہر کیا کہ یہ بہرام گور ہی راجہ نے اوسکو اپنے برابر جگہ دی اور بہت سے تحفے تحائف اور زر و جواہر پیشکش کرکے اپنی بیٹی

کے ساتھ اوسکا بیاہ کردیا اور بڑی عزت و حرمت سے ایران کو رخصت کیا بعد وفات اس راجہ کے اوسکے دونون بیٹون مین باہم لڑائی ہوئی دونون مارے گئے رام دیو جو اوسکی تمام فوج کا سپہ سالار تھا وہ تخت نشین قنوج ہوا اوسکے چھوٹے بھائی موسومہ مان دیو کو مقام مانکپور کی جاگیر ملی اوسنے شہر آباد کرکے مان پور نام رکھا جب راجہ مانکچند راجہ ہوا تب باضافۂ کاف تازی نام اوسکا مانکپور رکھا بجوالۂ انبساولی راجگان مانڈا راجہ جی چند و مانک چند اسی راجہ رام دیو کی نسل سے ہین وجہ تسمیۂ قنوج آبادی قنوج کی نسبت کتاب قاموس مین یہ عبارت لکھی ہی کہ قنوج کسنور بلدۃ فی الہند بناہٗ قابیل بن آدم علیہ السلام یعنی قنوج بوزن سنور ایک شہر ہی بیچ ہند کے بنایا ہوا قابیل کا جو بیٹے حضرت آدم علیہ السلام کے تھے اس سے معلوم ہوا کہ یہ شہر قدامت مین سب سے زیادہ ہی بروقت تحریر اس تاریخ کے دو پیسے پرانے بہ حسن اتفاق زیر قلعہ مانکپور دستیاب ہوے ایک پر لفظ جے چا سنہ ۱۲ بخط ہندی صاف لکھا ہی اور دوسرے پر صرف لفظ مانک لکھا تھا اور سنہ مٹا ہوا اور بہت گھسا ہوا تھا یقیناً یہ دونون پیسے عہد راجہ جی چند و مانک چند کے تھے اور کچھ عجب نہین کہ یہ دونون پیسے ایک ٹکسال کے ہون اور عبارت جی چا سے جی چند سمجھنا چاہیے جو راجہ مانک چند کا بھائی تھا اور مانکچند راج کرتا تھا مانکپور مین اور سنہ ۱۲ کو سمبت ۱۲ بکرماجیت جاننا چاہیے نقطہ صفر کا اور لفظون کے ساتھ گھس گیا ہی اور عدد بارہ سو کو مطابق کیا تو سنہ ۵۶۰ ہجری مطابق سنہ ۱۱۶۵ عیسوی ہوے اور لڑائی اٹھاوان چند واڑ کی جو فیمابین سلطان شہاب الدین اور جی چند کے ہوئی ہی وہ سنہ ۵۹۱ ہجری مطابق سنہ ۱۱۹۴ عیسوی کے تھی ضرب سکہ کی اکتیس برس پیشتر اس لڑائی کے پائی گئی راجہ جی چند و مانک چند دونون بے مات یا خالہ زاد بھائی تھے مگر قرینہ مقتضی اسکا ہی کہ خالہ زاد تھے اسواسطے کہ راجہ جی چند قوم راٹھور اور مانک چند گھروار اٹھر لکھے جاتے ہین اگر بے مات ہوتے تو باعتبار نسب پدری کے راٹھور کہے جاتے لیکن اسمین کوئی شک نہین کہ دونون قوم چندر بنس تھے

پرستر کپتان ڈبلیو ای فاربس صاحب بہادر بحوالۂ تاریخ الفسٹن و دیگر تاریخ انگریزی کے یہ ارشاد فرماتے ہین کہ مانکپور بھی قنوج کے مانند ہند مین پرانی جگہ اور برہمنون کے نام سے موسوم ہی اور دولتمند مین قبل از چڑھائی مسلمانون کے دہلی اور اجمیر اور سوم ناتھ اور متھرا اور قنوج اور کالنجر کے برابر تھا اور جب یہان طائف الملوکی ہوئی تو یہانکے لوگ اکثر جلاوطن ہوے دفعہ ۲ مجھے افسوس حالات قوم ہنود پر ہی کہ امور تاریخی اور مذہبی اور قصص اور کہانیونکو ایسا خلط مبحث کیا ہی کہ جس سے کوئی مورخ حالات تاریخی و تمدنی کو علحدہ نہین کرسکتا اور جسقدر مضمون وید و شاستر کے بنائے گئے اوسمین اپنے ہی منافع مقدم کیے گئے چنانچہ تائیداسکے خلاصۂ مضمون برم پوران اور وید و نکا یہ ہی کہ زنکال نے اپنے آرام کے لیے سترہ بڑے دیوتا پیدا کیے اونکے کام علحدہ علحدہ ہین اونمین صفات الٰہی موجود ہین اسلیے وہ معبود ہین پہلے برہما یعنی پیدا کرنے والے دوسرے شیو یعنی فنا کرنے والے تیسرے بشنو یعنی بچانیوالے چوتھے

وجہ تسمیہ قنوج

[illegible]

[illegible]

سرستی یعنی زوجۂ برھما پانچوین لچھمی زوجۂ بشن چھٹے پاربتی زوجۂ بشنو ساتوین اندر آسمان کا دیوتا آٹھوین ورن پانیکا دیوتا نوین پون ہوا کا دیوتا دسوین اگنی آگ کا دیوتا گیارھوین یم موت کا دیوتا بارھوین کوبیر دولت کا دیوتا تیرھوین کارتکی لڑائی کا دیوتا چودھوین کام بخشش کا دیوتا پندرھوین سورج کا دیوتا سولھوین سوم یعنی چاند کا دیوتا سترھوین گنیش یعنی مشکل کشائی کا دیوتا لیکن ان سب دیوتاؤن مین اول و دوم و سوم تین بڑے دیوتا ہین چنانچہ جب تخلیق بنی آدم کی نرنکال کو منظور ہوئی تو حسب الحکم نرنکال کے برھمانے اپنے انگ سے چار برن پیدا کیے مُنہ سے برہمن بھوجا سے چھتری جانگھ سے ویش پاؤن سے شدر اول و دوم و سوم کو دوج یعنی دوبارہ پیدا ہوا کہتے ہین منو کی قوانین کا بھی یہی منشا ہی تین فریق کی غایت درجہ کی عزت اور حرمت اور چوتھے فرقے کی نہایت مذلت کی ان ہی اول برہمن تمام خلقت سے برتر اور اعلی اور ساری دنیا کا مالک اور اوسکو تعلیم منترون کی ایسی ہوئی کہ جس بڑے راجہ کو چاہے ایکدم مین خاک مین ملادے اور اوسکی ہتک حرمت کا ایسا جرم ہی کہ پھر اوسکا کوئی کفارہ نہین اوسکے بڑے بڑے گناہونکا چھوٹا چھوٹا کفارہ ہی دوم چھتری اسکو امور جہانداری کے دیے گئے ملک کی حفاظت کرنا دشمن سے ملک کو بچانا رعایا کی حمایت اور حفاظت کرنا اور برہمنونکو متبرک سمجھکر اونکی خدمتگذاری کرنا سوم ویش اس فرقے کی نہ بڑی عزت ہی نہ کچھ ذلت اسکو ہوم کرنے اور وید پڑھنے کا اختیار دیا گیا کھیتی سوداگری سود پر روپیہ چلانا دستکاری اوسکے لیے تجویز ہوئی چہارم شدر اسکے معنی ذلیل کے ہین کوئی ذلت و خواری باقی نرہی جو شدر کے واسطے برھمانے تجویز نہ کی ہو تینون قومون کے جسقدر کام ہین وہ سب متعلق اسکے کیے گئے اور اوس سے برہمن کا دان لینا پاپ ٹھہرایا گیا اور یہ بھی لکھا ہی کہ اگر شدر برہمن کے برابر بیٹھ جائے تو اوسکے چوتڑون کا گوشت کاٹ ڈالا جاے اگر برہمن کو دھرم کی بات بتلاے تو اوسکے کان اور مُنہ مین کھولتا پانی ڈالدیا جاے اگر اپنے برتر فرقے کو گالی دے تو اوسکی زبان کاٹ ڈالی جاے بعد اس تخلیق کے دارائی عالم کی چھتریون کو اور پیشواکاری برہمنونکو دی گئی تب سے یہ برہمن چھتریون کے پیشوا ہوکر اونکی جانب سے ملکونمین لڑتے بھڑتے رہے جب آریا قومون یعنی ایلیزیون نے ملک ہند کو فتح کیا اوس زمانے مین برہمنون کی ہدایت سے سر بھیرا یہانتک کہ بلا مشورہ اونکے ایک قوم ہیئرگس کو ناحق قتل کیا یہ بات خلاف مرضی برہمنون کے تھی اور صورت منافقت کی بڑھی پھر تو پرسورام یا پرسرام نے اسکے عوض مین اکیس مرتبہ چھتریونکا نرنس کیا اور سلطنت ہندوستان کی قوم برہمن پر قرار پائی بمرور ایام جب بدھ مذہب والونکا ہندوستان پر زور ہوا اور برہمن ذلیل و خوار ہوے اوسوقت عزیزگرنے برھما سے فریاد کی کہ دیدپیرون کے نیچے روندے جاتے ہین اونکی تعظیم و تکریم بالکل جاتی رہی اور ساری زمین پر راکشسون یعنی بدھ کے مذہب والون نے عملداری کرلی اوسپر برھمانے حکم دیا کہ چھتریونکو دوبارہ پیدا کرو اب چھتریونکے دوبارہ پیدا کرنیکے واسطے یہ علاج کیا گیا کہ ایک اگن کنڈ بنایا گیا اور وہ گنگا کے پانی سے پتر کیا گیا اور دیوتاؤن نے آکر چار مورتین ڈالدین

اون مورتون سے چار اگن کل کی چھتری یعنی پرمر چوہان سولنکی پڑہار پیدا ہوے اونھون نے سب راکھشسونکو مارکر
ملک سے باہر کردیا اور ملک بدھ مذہب والون سے خالی اور صاف ہوگیا جب بدھ والونکی عملداری اور زور شور ہوا
اوسوقت سب برہمنون نے قنوج مین جاکر پناہ لی صرف قنوج کا راجہ کنت وید کو مانتا تھا جسکی ابتدا دوسری
صدی کے قریب معلوم ہوتی ہی پھر برہمنون کو عروج ہوا بدستور سابق عزت و حرمت ہونے لگی بعد ایام جب راجہ
بھوج راجہ اوجین ہندوستان کا فرمانروا ہوا اور قنوج بھی اوسکی تحت حکومت مین آگیا تب برہمنونکی بڑی دھوم
ہوئی اور جب راجہ بھوج کا زوال ہوا تو اس ہندوستان مین چھ سلطنتین مختلف قوم چھتریونکی قرار پائین پنجاب
دہلی قنوج میواڑ پٹن بنگال کوئی خاص کتاب آسمانی اس قوم ہنود مین عقلاً پائی نہین جاتی اسواسطے کہ اگر تعلیم
آسمانی ہوتی تو ویدون اور پرانون مین اسقدر اختلاف نہوتا اگرچہ قوم ہنود اٹھارہ پرانون پر اپنا مذہب قایم کرتی ہی
مگر وید کو کلام ربانی قرار دیکر اوسکی نہایت تعظیم و تکریم کرتی ہی مگر جو اوسکے حالات پر غور کیاجاتا ہی تو وہ کلام ربانی پایا
نہین جاتا بلکہ ایک مقولہ حکیمانہ ہی پرانون کو ویدون سے بغور خیال کرے تو کوئی نسبت نہین ہی اور جو یہ دعوی
کیاجاتا ہی کہ ہمنے اپنے رسم و رواج آبائی اور کتاب مذہبی مین کوئی تغیر و تبدل نہین کیا لیکن رسم و رواج اور پرانون
اور ویدونمین ایسے کچھ اختلافات بیّن پیدا ہوگئے ہین کہ کوئی ہندو ویدون کے موافق اپنا مذہب اختیار کرے تو
وہ کسیطرح پر ہندو نہین ہوسکتا ہی ان وجوہات سے تمام تر ثابت ہی کہ یہ قواعد مذہبی ایجاد کردۂ برہمنان ہین اور جو
اکثر ہندوؤن نے تبعیت اونکی اختیار کی ہی ان تمام کا خلاصہ یہ ہی کہ تین دیوتا برہما بشنو شیو ہین جنکا مذکور ہم پہلے
کر چکے جن مسائل کی پابندی ویدون مین مذکور ہی اوسکی تقلید کچھ نہین ہوتی اس درجہ بڑھائی گئی ہی کہ کسی مذہب
والون سے تطبیق نہین ہوسکتی ہی اور اگر یہ کہا جائے کہ ہم کرتے ہین تو صریح پرستش کواکب ثوابت و سیارہ
کی مخالف اس قول کے ہی دوسرے مخالف توحید یہ بھی ہی کہ رام اور کرشن اور شیو کو اوتار نرنکال کا بالیقین جانتے
ہین اور وہ ذات بیچون و چرا عرض و جوہر و زمان و مکان اور حلول سے منزہ اور مبرا ہی ایسی حالت مین کون ایسا
مؤرخ ہی کہ ازروی تاریخ مسلسل ان لوگون کی سلطنت کا حال تحریر کرسکے واللہ اعلم بالصواب دفعہ ۲ یہانسے
حالات اون شاہان اولوالعزم کا تحریر کرتا ہون جو براہ افغانستان ہندوستان مین آکر فتح یاب ہوے تین سو تیس
برس قبل ولادت حضرت عیسی علیہ السلام کے بادشاہ سکندر اعظم نے ایران کے بادشاہ عالی تبار دارا کو شکست دیکر
ہند مین آکر فتحیاب ہوا وقائع نگاران سلطانی اس بات پر متفق ہین کہ سکندر ذوالقرنین قنوج مین آکر وہان کے راجہ
کو زیر و زبر کرکے فتحیاب ہوا لیکن الفنسٹن صاحب نے اپنی کتاب مین بحوالہ اخبار یونانیون کے یہ لکھا ہی کہ وہ دریاے
ستلج کے کنارے سے آگے نہین بڑھا اسواسطے کہ جب سکندر ذوالقرنین ایک لاکھ بیس ہزار فوج سے دریاے
سندھ سے اوترا تو تمامی رایان و راجگان کوہی و سندھی و دوابی باطاعت بلاکسی مجادلہ و مقابلہ کے پیش آئے

جب سکندر گیارہ ہزار سوارون سے دریاے جہلم کے پار اوترا اوسوقت راجہ فور بجمعیت چار ہزار سوار وتیس ہزار پیادون کے ہاتھی پر سوار ہوکر رزمخواہ ہوا تین پہر ہنگامہ کارزار کا گرم رہا بالآخر فوج اوسکی مخذول ہوکر مفرور ہوئی لیکن راجہ اپنی شجاعت سے میدان کارزار مین ہاتھی پر سوار کھڑا رہا ذوالقرنین نے اوسکی ثابت قدمی دیکھکر خوشی کہلا بھیجا کہ اگر تم ہمارے پاس حاضر آوگے تو تمھاری جان بخشی کرکے عزت اور حرمت تمھاری برقرار رکھونگا اس پیام پر راجہ بخوف بحضور سکندر حاضر ہوا سکندر نے کہا کہ اب مین تمھارے ساتھ کیا کرون جواب دیا کہ جسطرح بادشاہ بادشاہون کے ساتھ کرتے ہین یہ بات سکندر کے پسند آئی اور ملک اوسکا اوسیکو بخشدیا اور تھوڑا ملک مفتوحہ مین سے عطا کیا جب وہان سے ستلج کے کنارے پر آیا وہان اوسکی فوج نے آگے بڑھنے سے انکار کیا اور سبب انکار کا یہ ہوا تھا کہ اول متواتر کوچون سے فوج تھک گئی تھی اور موسم برسات بھی آگیا تھا تب سکندر نے ناچار ہوکر وہین سے مراجعت کی حضرت مولانا نظامی رحمہ اللہ مصنف سکندرنامہ کہ پرلے سرے کے مؤرخ محقق ہین یہ تحریر فرماتے ہین کہ سکندر براہ غزنی ہندوستان مین آیا اور قاصد اپنا کیدراے راجہ ہندوستان کے پاس بھیجکر اپنی شوکت اور صولت سے دھمکایا راجہ نے بھی تبرسیل اپنے سفیرون کے سکندر کو یہ پیغام دیا کہ اگر آپ وعدہ کرین کہ پھر میرے ملک مین کچھ مزاحمت نہو تو بادشاہ کو چار چیزین ایسی دون کہ پانچوین چیز مثل اوسکے کسی سلطنت مین نہو ایک دختر مثل مہر وماہ کے دوسرا پیالۂ یاقوت کہ اگر اوسمین شربت بھرکے کتنے ہی لوگو نکو پلایا جاوے وہ شربت اپنی مقدار سے کم نہو تیسرا منجم کہ حالات آیندہ بشمار کواکب بہت صحیح تبلاوے چوتھا طبیب حاذق کہ ہر مرض کا علاج کرے سکندر نے ان شرائط پر صلح کرلی راجہ کیدرلے نے سواے ان چار چیزون کے اور بھی زر وجواہر وفیل کلان بادشاہ کو دیا وقت امتحان اون چیزون کے بیان راجہ کا ٹھیک اور صحیح پایا وہان سے سکندر شہر قنوج مین آیا اور راجہ فور والی قنوج کو خوب زیروزبر کرکے تاخت وتاراج کیا پھر اپنی طرف سے تاج بخشی کرکے براہ تبت شمال چین کو چلا گیا دفعہ ۸ ذکر عہد خلافت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سنہ ۱۵ ہجری مطابق سنہ ۶۳۷ عیسوی مین فوج عرب کی بسواری جہاز بحر عمان سے خلیج ٹھٹے مین آئی اس مہم کی اجازت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نہین دی تھی عثمان بن غنی ثقفی حاکم بحرین وعمان نے اپنے حکم سے فوج بھیجی تھی جب اس حال سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ آگاہ ہوے تو اوسکے نام خط لکھا کہ اے برادر ثقفی تو نے لکڑی مین کیڑا لگایا اس مہم مین جسقدر مسلمان مارے جاتے تو مین اوسیقدر آدمی تیرے قبیلے مین سے مارتا بعد اسکے حضرت ابوموسی اشعری حاکم فارس کو لکھا کہ ہندوستان کا حال دریافت کرکے تحریر کرو حضرت ابوموسی نے بعد تحقیقات کے جواب لکھا کہ بادشاہ ہندوستان کا قوی ومتکبر وخبیث الباطن وبت پرست ہے اسپر خلیفہ نے حکم دیا کہ ہندوستان پر جہاد نکیا جاوے اور جو بہت سے ہاتھی ہندوستان سے غنیمت مین آئے تھے اونکی نسبت حکم ہوا کہ اس ملک مین ان جانورونکا

کام نہین ہی اگر اوس ملک کے لوگ خرید کرین تو بیچ ڈالے جائین اور قیمت مجاہدین کو تقسیم کردیجائے بروایت
حبیب السیر بعد فتح ایران کے کچھ فوج ہندوستان کی طرف بھیجی گئی تھی مگر اول ہی لڑائی مین اوس لشکر کے سردار
شہید ہوے پھر حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت مین بنام حاکم عراق یہ حکم بھیجا
کہ تم ہند کی سرحدونکا حال دریافت کرکے اطلاع دو حاکم عراق نے حکیم ابن جبلۃ الابدی کو اس کام کے لیے معین کیا
وہ بعد دریافت حالات مستفسرہ کے بحضور خلیفۂ ثالث حاضر ہوا اور بیان کیا کہ سرزمین ہندوستان کی اچھی نہین ہی
اور درختان میوہ دار کم ہین اور اکثر زمین خراب اور ویران ہی اور آدمی وہان کے غدار اور سارق و کاذب و
بدعہد ہین تھوڑی فوج سے اوس ملک مین کام نہ نکلے گا اور اگر زیادہ فوج بھیجی جائے تو ملک غیر مین انتظام
رسد کا نہو سکے گا جب یہ حال حضرت کو معلوم ہوا تو پھر فوج بھیجنے کا حکم نہین دیا مگر بعہد خلافت حضرت علی
کرم اللہ وجہہ کے حضرت حارس سرحد سندھ پر آئے تھے اور معرکہ مجاہدانہ کرکے تھوڑا سا ملک کنارے دریاے
سندھ کے فتح کرکے لے لیا تھا مال غنیمت کثیر اور کچھ بندے ہاتھ آئے لیکن اوسی عرصے مین جناب امیر بمقام
کوفہ شہید ہوئے یہ خبر سنکر حارس ملک مفتوحہ و مقبوضہ چھوڑ کر یہان سے چلے گئے دفعہ ۹ پھر بعہد سلطنت
ولید بن عتبہ کے جو بنی امیہ کا چھٹا خلیفہ تھا سنہ ۹۳ ہجری مطابق سنہ ۷۱۱ عیسوی مین اوسنے حجاج بن یوسف
کو جسکی سفاکی تمام عالم مین مشہور رہی عہدۂ وزارت سے تبدیل کرکے حاکم عراق کا کیا اوسنے محمد بن قاسم کو
بہت سی فوج عرب کا سردار بناکر بغرض تسخیر ملک ہندوستان کو روانہ کیا محمد بن قاسم نے پنجاب پہونچکر اکثر
راجگان کو زیر و زبر کرکے بعضونکو مسلمان اور بعضونکو مطیع الاسلام کیا جب وہان سے اونکو اطمینان ہوا
تو ملک جے پور لینے کا ارادہ کیا اون دنون جے پور کا راجہ مسمی داہر تھا بغرض مقابلہ بہت سی فوج و ذخیرۂ رسد
لیکر قلعۂ راور مین جاکر پناہ گزین ہوا جب مسلمانون کی فوج نے عرصے تک محاصرۂ قلعے کا رکھا تو راجہ تنگ ہوکر
سنہ ۹۴ ہجری مطابق سنہ ۷۱۲ عیسوی مین قلعے سے نکل کر میدان مین رزمخواہ ہوکر اس لڑائی مین مسلمانون
کے ہاتھ سے سفید ہاتھی پر مارا گیا بجاے اوسکے اوسکا بیٹا جی سنگھ اپنے باپ کی جگہ پر بیٹھا اور مسمی ساگر جو اوسکے
باپ کا وزیر تھا اوسکو اپنا وزیر مقرر کیا وہ بہت عاقل و دور اندیش تھا اوسنے صلاح دی کہ قلعے مین محصور ہوکے
لڑنا خلاف عقل ہی اوسکی صلاح سے فوج مسلمانون سے خوف کھاکر جانب جے پور چلا گیا راجہ مقتول کی رانی
جو اوسکی مان تھی وہ اوسکے ساتھ نہ گئی قلعے مین بدستور رہکر فوج مسلمانون سے لڑی آخر جب اوسپر
آثار مغلوبی کے ظاہر ہوگئے تو بخوف ہتک اپنے ننگ و ناموس کے آگ مین بیٹھکر جلگئی جب محمد قاسم کو اوسکے
مرنے کا حال معلوم ہوا تو دھاوا کرکے قلعے کو لے لیا جو مقابل ہوے وہ مارے گئے باقی تیس ہزار مرد و عورت
گرفتار ہوکے لونڈی غلام اہل اسلام کے ہوے اونمین سے تیس لڑکیان جمیلہ از راہ انتظام کے منجملہ

بزمانۂ خلافت حضرت علی

ذکر فتح سندھ بعہد خلافت ولید

تیس لڑکیون کے ایک لڑکی مساۃ رانے ہمشیرزادی راجہ داہر کی تھی اوسکی نسبت لکھا ہی کہ وہ نکاح مین عبدالرحمن
ابن عباس رضی کے آئی مگر اوس سے کوئی اولاد نہین ہوئی بعد اس فتح کے مسمی سیاگر مذکور وزیر راجہ داہر مطیع الاسلام
ہوا اوسکے مشورے سے محمد بن قاسم نے جی پور اور برہمن آباد پر چڑہائی کرکے فتح کرلیا راجہ جی سنگہ مع اپنے برادر اور
دو بہنون کے مفرور ہوکر پناہ گزین پاس راجہ کشمیر کے ہوا اور بعضون نے یہ بھی لکھا ہی کہ کشمیر جاتا تھا راستے
مین مسلمانون نے گرفتار کرکے محمد بن قاسم کو دیدیا اونھین کے پاس مرگیا محمد بن قاسم وہان سے ملتان گئے
اور اوسکو بھی فتح کرکے بہت سی غنیمت حاصل کی جب اونکو اطمینان ہوا تو ابو حکیم کو دس ہزار فوج دیکر واسطے فتح
قنوج کے روانہ کیا اور خود واسطے تسخیر ملک گجرات اور قلعہ چتور گڈھ کے گیا اوسوقت قنوج کا راجہ مسمی ہری چند
راج پسر راجہ بھل رائے تھا لکھا ہی کہ اوسکے پاس بہت سی فوج اور ہاتھی بے شمار تھے جب ابو حکیم قریب قنوج
کے آیا تو اوسنے زید بن عمر کلبی کو ایلچی بناکر باین ہدایت راجہ کے پاس بھیجا کہ اول اوسپر دین اسلام عرض کیا
جائے اگر وہ تسلیم کرے بلا تعرض واپس آؤ اور اگر انکار کرے تو مطیع الاسلام بنکر جزیہ دے لکھا ہی کہ جب
وکیل نے راجہ کے پاس پہونچکر یہ پیام دیا تو راجہ نے غصے مین آکر یہ جواب دیا کہ سولہ سو برس سے ہمارے
بزرگونکا اور ہمارا علی الاتصال اس ملک پر قبضہ چلا آتا ہی کسی بادشاہ کے سفیر نے ایسی گفتگو ہم سے نہین
کی ان تمھارے بیہودہ خیالات کا ہمارے پاس کوئی جواب نہین ہی اگر ایذا رسانی ایلچی کی آئین جہانداری مین جائز ہوتی
تو ضرور مین تمکو مار ڈالتا زید بن عمر نے یہ جواب اوسکا سنکر ابو حکیم سے آکر بیان کیا ابو حکیم بعد مشورہ مسلمانون کے
اس تہیے مین تھا کہ اس راجہ پر جہاد کرون کہ دفعتہً یہ معلوم ہوا کہ محمد بن قاسم کی اونگلی مین پھونسی طاعونی نکلی
اوس عارضے مین انتقال کیا بوقوع اس حادثے کے سراسیمہ ہوکر بغیر کسی لڑائی اور مقابلے کے قنوج سے بے
نیل مرام واپس چلا گیا اوسوقت تک جو کچھ ملک ہندوستان کا فتح ہوا تھا بہ حفاظت سپہ سالاری تمیم کے رہا اور
چھبیس برس تک کچھ یون ہی ضعیف سا قبضہ رہا جب خاندان بنی امیہ کی سلطنت مین زوال آیا تو یہ ملک مفتوحہ
بھی ہاتھ سے جاتا رہا ان واقعات سے معلوم ہوتا ہی کہ اوسوقت مسلمانون کو سواے جہاد اور اشاعت دین
اور لیلنے مال غنیمت کے ملک داری کیطرف اصلا توجہ نتھی ورنہ ایسا عمدہ ملک زرخیز فتح کرکے بلا دباؤ کسی مخالف
کے چھوڑکر چلا جاتا دلیل اور سچائی اونکی ان افعال اسلامیہ کی ہی دفعہ ۱۰ ۱۹۶ سنہ ہجری مطابق ۸۱۲ سنہ عیسوی
مین سلطان مامون رشید بن ہارون رشید نے کہ جو عباسیون کا چھٹا خلیفہ تھا بغرض تسخیر ملک ہندوستان کے بہت
سا لشکر روانہ کیا اور وہ فوج چتور گڈھ تک آئی یہان کا راجہ کہمان سنگہ کہ جو باپا کے پوتے کا لڑکا تھا بمقابلہ
مقابلہ آیا اور چوبیس لڑائیان متواتر لڑا اور یہانتک مسلمانون کی فوج کو تنگ کیا کہ وہ مجبور ہوکر بے نیل مرام
ہندوستان سے چلے گئے اور کسی طرح کی کامیابی اونکو اس ملک مین حاصل نہوئی بعد اوسکے اکیسو ترسٹھ

برس تک پھر کوئی حملہ مسلمانونکا ہندوستان پر نہین ہوا دفعہ ۱۱ ۳۵۹ھ ہجری مطابق ۹۷۰ء عیسوی مین سلطان ناصرالدین سبکتگین بادشاہ کے وقت مین راجہ جیپال والی لاہور کہ جسکے راج کی سرحد غزنی سے ملی ہوئی تھی بالعکس یہان سے راجاؤن کے کہ ان پر چڑھائی پچھم والون کی ہمیشہ ہوتی تھی اب یہ راجہ اپنی اولوالعزمی سے بہت سی فوج لیکر افغانستان پر چڑھگیا لمغان کے میدان مین کہ جسکی وسعت پشاور سے کابل تک تھی وہین سبکتگین کے لشکر سے مقابلہ ہوا قریب تھا کہ لڑائی شروع ہو کہ طوفان باد و بارش کا سخت آیا کہ فوج راجہ کی متحمل وہان کی سردی کی نہوئی اور آثار اضطرار فرار کے پیدا ہونے لگے اوسوقت راجہ کو اپنی فوج کی بے ثباتی دیکھکر مجبورانہ صلح کرنا پڑا اور راجہ پچاس ہاتھی اور بہت سا زر و جواہر دینے کا وعدہ کر کے اپنے ملک کو واپس آیا جب سبکتگین کے آدمی بطلب و تقاضا آئے تب اونکو راجہ نے قید کیا پھر سبکتگین نے فوج لیکر دریاے اٹک کی طرف کوچ کیا اور ادہر راجہ جیپال نے یہ سامان کیا کہ اجمیر و کالنجر و قنوج کے راجاؤنکو کمک کے لیے بلایا چنانچہ ایک لاکھ سوار و پیادے بیشمار لیکر لمغان کی جانب چلا اور وہان بادشاہ سے مقابلہ ہوا لیکن اوس میدان مین بھی اوسنے شکست کھائی اور سلطان مظفر و منصور ہوا مصنف **طبقات ناصری** بحوالہ امام ابوالفضل بیہقی کے یہ ترقیم فرماتے ہین کہ نصر حاجی سوداگر نے بعہد امارت عبدالملک نوح سامانی کے امیر ناصرالدین سبکتگین کو خرید کر کے بدست الپتگین فروخت کیا جو کہ آثار کیاست و جلادت اوسکی پیشانی سے ظاہر تھے ساتوین ماہ شعبان ۳۶۶ھ ہجری مطابق ۹۷۶ء عیسوی بروز جمعہ قلعے سے باسامان چتر و لعل و علم واسطے پڑھنے نماز جمعہ کے مسجد مین گیا اوسیدن بتغیر امارت اپنے تئین بادشاہ قرار دیا جب سے شمار ہکا بادشاہو نمین کیا گیا لکھا ہے کہ یہ بادشاہ عاقل و عادل و باذل و شجاع و دیندار و نیک عہد و صادق القول و بے طمع اور مشفق بر حال رعایا اور منصف مزاج تھا مدت سلطنت بیس برس چھپن برس کی عمر مین حدود بلخ مین ایک گاؤن موسومہ برمل مدروئے مین ۳۸۷ھ ہجری مطابق ۹۹۵ء عیسوی مین انتقال کیا اسمعیل و نصر و محمود و حسین و حسن فیروز یہ پانچ پسر یادگار چھوڑے دفعہ ۱۲ ذکر حملہ سلطان محمود غزنوی جو کہ اس بادشاہ کو فتوحات عظیمہ اس ملک ہندوستان سے ہاتھ آئے لہذا پہلے اس بادشاہ کے حال ولادت باسعادت کا تحریر کر کے ذکر اوسکے حملونکا جو اس ملک مین کیے تحریر کرون بحوالہ **طبقات ناصری** چند ساعت قبل ولادت سلطان محمود کے امیر سبکتگین اوسکے باپ نے یہ خواب دیکھا کہ اوسکے آتشکدے سے ایک درخت پیدا ہو کر ایسا جلدی جلدی بڑھا کہ تمام عالم کو اپنے سایے مین گھیر لیا یہ گھبرا کر چونک پڑا اور متحیر ہو کر تعبیر خواب کی سوچنے لگا کہ اوسی اثنا مین ایک خواص دوڑی آئی اور سبکتگین کو مژدہ ولادت فرزند باسعادت کا سنایا اس خبر سے انتشار طبیعت کا اوسکی برطرف ہوا اور نام مولود کا محمود رکھا اور یہ خواب سبکتگین کا ایسا ٹھیک اوترا کہ محمود نے بعد اپنے باپ کے تخت سلطنت پر بیٹھ کر اکثر ملکو نے بہت بڑی بڑی

فتوحاتین حاصل کرکے ہندوستان پر بارہ حملے کیے اور یہانتک فتوحات بیشمار حاصل کیے کہ جسکی تعداد کا انحصار کوئی مورخ صحیح طور پر تحریر نہین کرسکتا اگرچہ سلطان محمود ہندوستانمین بارہ مرتبے آیا مگر ہر حملے کی تفصیل اس جگہہ باعث تطویل ہے آئینہ مولف کا مقصود یہ ہے کہ اخبارات ممالک غربی و شمالی علاوہ اودھ کے تحریر کرے لہذا اس ملک مین جو حملے اوسکے ہوے ساز روی وقائع معتبر کے تحریر کرتا ہون تفصیل حملۂ چہارم کی یہ ہے کہ سلطان نے راجہ سکھپال کو جو ملک کنارے دریاے سندھ کے واقع تھا اوسکو بوجہ قبول کرنے دین اسلام کے دیدیا تھا لیکن جب سلطان بلخ کیطرف روانہ ہوا اوسوقت راجہ مذکور دین اسلام سے منحرف ہوکر مرتد ہوگیا جب سلطان بلخ سے پھر غزنی آیا اور سکھپال کے ارتداد کا حال سنا تو حملہ اوور اور روانہ کرکے سکھپال کو پکڑلے گیا اور ایک قلعہ سنگین مین محبوس کر دیا ۳۹۹ھ ہجری مطابق ۱۰۰۸ء عیسوی مین واسطے استیصال کلی راجہ انندپال کے ایک بڑے لشکر جرار کی طیاری کا حکم دیا چونکہ راجہ انندپال آدمی ذی ہوش تھا اسلیے اوسنے بھی تمام ہندوستان کے راجاؤن کو یہ لکھ بھیجا کہ اس سلطان کا اس ملک مین آنا باعث خرابی ہملوگونکا ہے اور ہنوز دولت وحشمت ہندوستان کی قائم ہے اگر تمکو کچھ بھی پاس غیرت وعزت اور مردمی کا ہو تو اس لڑائی مین میرا ساتھ دو اور میدان کارزار مین آکر داد شجاعت کی دو الغرض سب کے سب متفق ہوکر راجگان قنوج وگوالیار وکالنجر واوجین واجمیر واندرپرست یعنی دہلی وغیرہ اپنی اپنی فوج آراستہ کرکے راجہ انندپال کی مدد کے لیے پنجاب کو روانہ ہوے چنانچہ پیشاور کے نزدیک پہونچکر سلطان محمود اور راجگان مذکوران سے ایک بڑا مقابلہ لڑائی کا ہوا چونکہ مشیت ایزدی مین فتح ونصرت سلطان کی ہوچکی تھی عین گرمی ہنگامۂ کارزار مین جس ہاتھی پر راجہ انندپال سوار تھا وہ فوج کے شوروغل سے پیچھے کو ہٹا اوسکے ساتھی یہ سمجھے کہ راجہ بھاگا جاتا ہے سب کے منہ پیچھے کو پھرے پھر تو یہ حال ہوا کہ جسکا منہ جدھر تھا اوسیطرف بے تحاشا بھاگ نکلا پھر تو سلطان محمود اور اوسکی فوج نے نہایت شوخی اور دلیری سے اون سب کا تعاقب کیا اور اوس بھاگنے مین ہزارون جان سے مارے گئے اور بہت مال غنیمت مین آیا اور میدان خالی ہوگیا سلطان نے باطمینان تمام شہر کوٹ کہ جسکو کوٹ کانگڑا کہتے ہین وہان جاکر قلعہ کا محاصرہ کیا اور تھوڑیسی لڑائی مین اوسکو فتح کرلیا اور اوسکے اندر داخل ہوکر وہان کا مال واسباب لوٹ لیا چنانچہ مورخ تحریر کرتے ہین کہ وہان کی غنیمت سے ساٹھہ لاکھ دینار نقد اور سات سو من اسباب نقرئی اور طلائی اور دو سو من صرف زر خالص اور دو ہزار من چاندی اور بیس من جواہرات سلطان کے ہاتھ آئے اور مع الخیر غزنی کو مراجعت فرمائی دفعہ ۳ ۱۲ اشکھ ہجری مطابق ۱۰۱۷ء عیسوی مین سلطان نے نوین مرتبہ بقصد عزیمت ہندوستان کے ایک لاکھ سوار و بیس ہزار پیادے جمع کیے اور قدیمی راستہ پنجاب کا چھوڑکر یہ ارادہ کیا کہ آگے کو سیدھے گنگا پر ہوکر قنوج تک پہونچ جائے چنانچہ غزنی سے کوچ کیا اور سات بڑے دریاؤن اور ایسے ملک مین ہوکر کہ جسکی حقیقت اوسوقت تک معلوم نہ تھی اور اوسمین کوئی نہین گیا تھا تین مہینے برابر کوچ کرتا ہوا اوس راستے

کوٹلی گیا اور کشمیر کے گرد و پیش کے پہاڑونکی گھاٹیون سے کہ جہان سے عبور دریاؤنکا بلاکشتی بآسانی ممکن تھا
عبور کیا یہان تک کہ دریاے جمن سے بھی اوترا بعد اوسکے جنوب کی جانب متوجہ ہوا اور قنوج کی بڑی
دار السلطنت کے سامنے یکایک آنکلا وہانکا راجہ کنور راے والی ملک تھا اوسکو سلطان کے آنے کی خبر مطلق نتھی
جب سلطان اس دھوم دھام سے قنوج پر آگیا راجہ کنور راے گھبراگیا اور بجز اسکے اوس سے کچھ نہو سکا کہ
فی الفور اپنے ہاتھ اپنے رومال سے باندھ کر مع اہل وعیال کے سلطان کی حضور مین حاضر ہوا چنانچہ سلطان نے
بمقتضاے ترحم خسروانہ ایسی عنایت فرمائی کہ جو اوسکے خلاف عادت تھی یعنی بمجرد اوسکی حاضری کے تسلی
وتشفی کی اور قصور اوسکا معاف فرماکر تین روز تک اوسکا مہمان رہا اور بہت سا پیشکش لیکر چوتھے روز خیر وعافیت
سے اپنے پایۂ تخت غزنی کو معاودت فرمائی اوس زمانے مین اس قنوج کے وفور رونق سے یہ حالت تھی اور
کمال دولت وحشمت سے ایسی آبادی تھی کہ بعضے کہتے ہین کہ اسکی شہر پناہ پندرہ کوس کے گرد مین تھی اور
بعضے راوی ہین کہ اوسمین تیس ہزار تنبولیون کی دکانین تھین اگرچہ اس شہر کے آثار عمارت سے کہ ابتک چارون
طرف دور دور تک نظر آتے ہین ارباب بصیرت عبرت پکڑتے ہین لیکن ابتو اوسکی آبادی برای خود مختصر ہوکر
ایک قصبے کے برابر رہگئی ہی الحاصل جب قنوج سے سلطان محمود نے مراجعت کی تو شہر متھرا مین پہونچکر بیس روز تک
لوٹنے کا دیا اور تمام بتخانے توڑ کر مسمار کردیے چنانچہ مقدار اس غنیمت کی مورخون سے اسطرح معلوم ہوئی ہی
کہ سو اونٹ بھرے ہوے نقرئی بتونکے اور پانچ بت طلائی تھے اور اونمین سے ایک بت مطابق وزن حال
کے چار من سے بھی زائد تھا سلطان کے ہاتھ لگے بعد اسکے مہابن مین پہونچکر حکم قتل عام کا دیا اور وہان کے
راجہ نے اپنی حرمت بچانے کے واسطے تمام اپنے لڑکے بالونکو اپنے ہاتھ سے قتل کر کے اپنا کام بھی تمام
کیا اس دفعہ سلطان محمود پانچہزار اور تین سو آدمی لونڈی غلام ہندوستان سے غزنی پکڑ لیگیا چونکہ راجہ کنور راے
والی قنوج سے سلطان محمود کی موافقت ہوگئی تھی اس بنیاد پر راجہ کالنجر اوس سے ایک قسم کی عداوت
رکھنے لگا اسلیے گیارھوین دفعہ اوس سلطان نے واسطے امداد راجہ کنور راے اور استیصال راجہ کالنجر کے
ہندوستان پر عزیمت کی دفعہ ۴ بحوالہ حبیب السیر یہ مذکور ہی کہ راجہ کنور راے بحالت اضطرار جب پیش سلطان
حاضر ہوا بخوف یا بخوشامد جیسا کچھ ہوا ہو مطیع الاسلام ہوا یا مسلمان ہوگیا اور یہی باعث اوسکے بچاؤ کا قرین قیاس ہی
کہ سلطان بلاضرر اوسکے ملک اور مال اور جان مع آبرو کے اپنے ملک کو واپس گیا اس شہرت سے تمامی راے اور
راجگان ہندوستان علی الخصوص راجہ نندا والی کالنجر کہ اون سب مین اپنے مذہب کا متعصب تھا مخالف راجہ
کنور راے ہوا اور تصدیق اوسکی اس گمان کا دوسرا سبب یہ ہوا کہ سالاران سید ساہو وسید مسعود غازیان
بغرض جہاد ہندوستان مین آئے تو اول شہر قنوج مین بطور خود یا بہدایت سلطان بیگانہ بطور دوستانہ

کیفیت سالاران مسعود غازی

چلے آئے اور عرصے تک مہمانون کے طور پر رہے آور جب ملک اودھ مین گھوسے اور مرکز اونکا قصبہ ستر کہ جو
لکھنؤ سے نو میل گوشۂ اوتر و پچھم کے ہی قرار پایا اوسوقت سالاران مسعود حسین نے مجاہدانہ یہان کے ملک والونپر
دوڑ مارنا شروع کیا تب یہان کے راے و راجگان نے متفق ہوکر ہر چہار طرف سے انسداد رسد غلے کا کیا۔
لیکن راجہ کنور راے والی قنوج نے بہت سی رسد بجراست اپنی فوج کے اونکے پاس بھیجنی شروع کی راجہ نندا
والی کالنجر طیش کھاکر باتفاق یہان کے راے و راجاؤن کے بہت سی فوج لیکر قنوج پر چڑھ آیا اور عرصے
تک بازار کارزار کا دونون طرف سے گرم رہا لیکن راجہ کنور راے کو باوجود اکیلا ہونے کل راجگان ہندوستان کے
کچھ ہراس نہین ہوا اور برابر لڑتا رہا جب نندا والی کالنجر نے اپنے فوج کو یہ یقین کرادیا کہ بوجہ بے دھرم ہوجانے
تمھارے راجہ کے اوسکا استیصال کلی کرتا ہون اوسکے اس کہنے کو فوج قنوج نے باور کرکے اوسکا ساتھ
چھوڑنا چاہا اوسوقت راجہ کنور راے گھبراکر سلطان محمود سے خواستگار اعانت کا ہوا چونکہ غزنی اور قنوج سے
ایک فاصلہ عظیم تھا جب تک وہان سے مدد فوج کی آوے آوے یہان سرداران راجہ کنور راے علیحدہ ہوگئے
تب راجہ نندا نے راجہ کنور راے کو پکڑکر مع اوسکے بیٹون کے مار ڈالا اس جگہ پر مورخین بنساولی علاقہ راج
کنتت بحوالہ اپنی یادداشت ہندی کے مظہر ہین کہ بعد مارے جانے راجہ کنور راے کے ہمارے بزرگون کو
بوجہ یکجدی ہونے سب بھلے و راجگان نے متفق ہوکر جاے نشین و گدی نشین اوس راج ریاست کا کردیا تب سے
تا زمان لڑائی جیندوار فرمانرواے راج ریاست قنوج کے رہے تجویز مسٹر ڈبلو ای فاربس صاحب بہادر
بلاخلہ تاریخ انگریزی فارسی کے یہ تحریر فرماتے ہین کہ کوئی سبب قطع نسل راجہ کنور راے قرین قیاس نہین ہے
اور جو راجگان کنتت نے اپنی بنساولی سے نام ایسے راجہ عظیم الشان کا نکال ڈالا ہی تو باعث اوسکا یہ معلوم ہوتا ہے
کہ راجہ کنور راے کو راجہ نندا نے بوجہ قبول دین اسلام کے مار ڈالا تھا اگر اوسکا نام بنساولی مین قائم رہتا تو اونکی
توہین و تحقیر اونکی برادری مین ابتک باقی رہتی حقیقت مین راجہ راٹھور نسل راجہ کنور راے سے ضرور تھا دفعہ
۱۵ جب محمود کو خبر قتل راجہ کنور راے والی قنوج دفعہ مستذکرہ بالا کی پونہچی تب بغرض تادیب راجہ نندا والی کالنجر کے
گیارھوین مرتبہ لاہور سے جانب کالنجر کے کوچ کیا پہلے شہر گوالیار مین پونہچا اور وہان کے قلعے کا محاصرہ کیا ہنوز
چار روز اوسکے محاصرے کو نگذرے تھے کہ وہانکے راجہ نے پینتیس ہاتھی پیشکش بھیجے اور پناہ چاہی سلطان وہان
سے کوچ کرکے کالنجر آیا راجہ نندا والی کالنجر ہیبت سلطانی سے خوف کھاکر تین سو ہاتھی بلا فیلبان بھیجکر امان
خواہ ہوا بادشاہ نے ترکون کو حکم دیا کہ ان ہاتھیونکو پکڑو اور سواری کرو ترکون نے اون ہاتھیون کو پکڑکر بغیر
خطر مرکب بنالیا راجہ یہ دلیری اونکی دیکھ کے گھبرا گیا اور چند کبت مدح سلطان کے ہندی بھاکا مین لکھکر بھیجے جب
سلطان ترجمان کے سمجھانے سے اوسکے مضمون سے مطلع ہوکر مسرور ہوا اور اوسکے دار و گیر سے درگذر کرکے

ادس ملک کے بندرہ قلعون کا حاکم مقرر کیا اس خوشی مین راجہ نے بہت سا زر و جواہر و اسباب بطور پیشکش
بحضور سلطان بھیجا بعد ان فتوحات کے سلطان مع الخیر غزنی واپس گیا تاریخ ۲۳ ماہ ربیع الاول سنہ ۴۲۱
ہجری مطابق ۲۹ اپریل سنہ ۱۰۳۰ عیسوی ترسٹھ برس کی عمر مین تینتیس برس سلطنت کرکے اس
جہان سے گذر گیا ہنگام وفات اس بادشاہ نے اپنا جواہر خانہ و خزانہ اپنے سامنے منگوا کر دیکھا اور رو رو کر دنیا
کی بے ثباتی پر بہت متاسف ہو کر ایسے کلمات کہے کہ جسکا خلاصہ مضمون یہ تھا بیت وا ہمی نادانی بوقت مرگ
یہ ثابت ہوا + خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا + اس بادشاہ کی فوج مین مردان ترکی و تاتاری و غزنوی
و ایرانی و ہندی سب قسم کے لوگ ملازم تھے و بقاعدہ امن و حرب اپنی فوج کو آراستہ کیا تھا اور اسیطرح بروقت کارزار کے کام لیتا تھا آتا شاہنامہ
اسیکے وقت مین فردوسی نے تصنیف کی بادشاہ ملک الشعرا عنصری شعرا کا وعدہ کیا تھا کہ اگر آیا زمین زر فیسے ایک روپیہ شعر دینے کا حکم ہوا اسوقت فردوسی حمام مین
غسل کرتا تھا کہ ساٹھ ہزار روپیہ اوسکے پاس بھیجا گیا بوجہ ملال خلف وعدگی کے اوسنے بیس ہزار لانے والے کو اور بیس ہزار حامی کو
اور بیس ہزار نہلانے والے کو دیدیے اور اپنے گھر جا کر تیس ہزار شعر اوسکی ہجو مین لکھے وقائع نگاران
سلطانی حالات خصائل سلطان محمود کے یون تحریر کرتے ہین کہ یہ بادشاہ مردانہ و فرزانہ و دلیر و
دور اندیش و ذی علم و عادل و جفاکش و کریم النفس و اولو العزم و فیروزمند و شاعر و عاشق مزاج تھا
با این ہمہ کمالات کے اوسپر یہ بھی اعتراض قایم کیا گیا ہو کہ اوسمین اصلا کشادہ دستی و اشاعت دین کی نہ تھی بلکہ
لالچی و حریص اور جمع کنندہ مال کا تھا جسقدر ہندوستان مین محاربات مجاہدانہ کرکے بتخانے توڑے اور لونڈی
غلام بنائے یہ سب کچھ اظہار دینداری کا اس لیے تھا کہ ہر لشکری اوسکا بخیال حصول ثواب جہاد دل و جان
سے لڑے گا اور اس حیلہ مین تمام مشہور شہرون ہند کو فتح کرکے لاانتہا دولت حاصل کی اور ممالک خراسان اور
خوارزم و طبرستان و عراق و بلاد نیمروز و پارس و جبال و غور و طخارستان و ترکستان کو برابر فتح کرتا چلا گیا
کسی تاریخ سے پایا نہین جاتا کہ کبھی اشاعت دین کی مثل محمد بن قاسم کے کی ہووے یا انکو مال غنیمت مجاہدون کو
بحکم شرع شریف تقسیم کیا ہووے صرف اپنی سلطنت و خزانہ کو بڑھاتا جاتا تھا اگر اوسمین اشاعت دین کی کچھ بھی
ہوتی تو حسن میمندی کے کہنے پر بت سومنات کو بیچنے پر راضی نہوتا اور سید مسعود سالار ہمشیرزادہ کو
کہ جسنے اوسے الزام بت فروشی سے بچایا تو اونکو پاس خاطر بانجوت بھیجا کچھ حسن میمندی وزیر کے جانب
ہندوستان روانہ کیا اور پھر اون کا معین نہوا یہانتک کہ وہ مع اپنے باپ سالار ساہو کے باتنظار استمداد
فوج سلطانی کے مدت تک سترک مین مقیم رہے آخر کو جب اونکی استمداد فوجی نہوئی تو بمقام بہرایچ جا کر محاربات مجاہدانہ کرکے
شہید ہو گئے تفصیل ان حال کی یہی ذکر شہادت سید مسعود غازی تجلائے سیر المتاخرین صفحہ ۲ جلد اول مطبوعہ مطبع نولکشور
بہرایچ شہریست بر ساحل ندی یا سارجو سیادش نکلستاد با عمارات سالار مسعود غازی فلک جب را انجا آسودہ از مخدوم اعد دیا

سلطان محمود غزنوی (۱۶)

انتقال سلطان

خیرآبادی در عہد جلال الدین اکبر بادشاہ محمد حسن خان کہ یکے از روشناسان سلطان بود پرسید کہ سالار مسعود چہ طور کسے
بود گفت کہ افغانے بود کہ شہید شدہ و عام مسلمانان و ہندوان باوجود اعتقاد دارند و از دور دراز بزیارت آیند و علمای
ملون بر سازند و انجمن ہا آرایند قول معتمد آنکہ نخستین از اقربای محمود غزنوی نقد زندگی بمردانگی سپرد و جاوید نام برگذاشت
و سلطان فیروز مہذب از شاہان دہلی از آراستگی ظاہر نیکنامی اندوخت بحوالۂ منتخب التواریخ ملا عبد القادر بدایونی و تتمہ
احوال شیخ الہ دیا خیرآبادی مرید شیخ صفی ہم نوشتہ کہ روزے محمد حسن خان از شیخ پرسید کہ سالار مسعود کہ عوام ہنداورا
می پرستند چہ طور کسے بود حضرت فرمود کہ افغانے بود کہ شہید شدہ است بحوالۂ مفتاح التواریخ سالار مسعود غازی از شہدای
عساکر غزنویہ است مزار او در شہر بہرایچ واقع ست سلسلۂ نسب او با امام محمد حنیف بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ منتہی میشود و معاصر
ابو محمد چشتی رضی اللہ عنہ بودہ و مردم کہ از علم تاریخ خبر ندارند معاصر خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ میگویند لیکن این معنی
خلاف واقع ست مسماۃ ستر معلی خواہر سلطان محمود غزنوی بودہ از و سالار مسعود غازی بوجود آمدہ شاہد ولادت و
وفات او این قطعہ است قطعہ محبوب خدا بود امیر مسعود ٭ در چار صد و پنج در آمد بوجود ٭ تاریخ بست در
جہاد شش افزود ٭ در چار صد و بست و پنج رحلت فرمود ٭ بحوالۂ مرآت مسعودی ولادت یکم شعبان ۴۰۵ ہجری روز یکشنبہ و
وفات ہم ماہ رجب ۴۲۴ ہجری روز یکشنبہ مزار مقدس حضرت سید سالار نہایت با عظمت و جلالت ہے ممکن نہیں کہ ہنگام
حضوری زائر کے قلب پر کچھ ہیبت طاری نہو مصداق اسکے بیت ہیبت حق ست این از خلق نیست ٭ ہیبت
این مرد صاحب دلق نیست ٭ اہل باطن اکتساب نور باطن سے مالا مال ہوتے ہین چنانچہ تائید اسکے حضرت مولوی نعیم اللہ
صاحب قدس سرہ بہرایچی صفحہ ۱ کتاب معمولات مظہریہ مین تحریر فرماتے ہین کہ از مجاورت مزار حضرت سالار
مسعود غازی و شاہ عبد الرحیم لکھنوی کہ بہ بنجارا مشہور اند نیز فیضہا برداشتہ لیکن بہ نسبت جناب عالی یعنی مرشدم
حضرت سلطان الشہدا سالار مسعود غازی انار اللہ برہانہ بسبب علویت کہ در میان مسعود و حضرت ما واقع ست قطع نظر
از حقوق اینکہ فقیر از باشندگان ولایت ایشان ست بیشتر مورد الطاف و عنایات میباشد مصرع شاہان چہ عجب گر
بنوازند گدا را ٭ قولہ تعالیٰ ولا تقولوا لمن یُقتَل فی سبیل اللہ اموات بل احیاءٌ ولکن لا تشعرون
بحوالۂ تاریخ ملا محمد غزنوی و مرآت مسعودی نسب نامہ سید سالار مسعود غازی کا
یہ ہے کہ حضرت محمد حنیف رضی اللہ عنہ بن حضرت علی مرتضے کرم اللہ وجہہ کے دو پسر اول
عبد المنان دوسرے عبد الفتاح اول کی صلب سے سید مسعود ہین ہو سید مسعود بن
سید سالار ساہو بن عطاء اللہ غازی بن سید طاہر غازی بن سید طیب غازی بن سید محمد غازی
ابن سید عمر غازی بن سید آصف غازی بن سید بطال غازی بن سید عبد المنان غازی بعضے نام مسعود و شہید
ابن سلطان محمود غزنوی کا کتاب تاریخ مین دیکھکر سید سالار مسعود غازی تصور کرتے گئے حالانکہ یہ توارد

نام ہی وہ مسعود شہید پسر کوچک سلطان محمود ہین جنھون نے بعد اپنے باپ کے تخت پر بیٹھکر اپنے بڑے بھائی سلطان محمد کی
آنکھ مین سلائی پھروائی یہ سید سالار مسعود مسماۃ ستر معلے خواہر سلطان محمود کے بطن طیبہ سے ہین اور تھوڑے عرصے
مین بہ تربیت صلحا و علما کے باکتساب علم ظاہر و باطن کے یکتاے عصر ہوے غزیمت جہاد جانب ہندوستان سالار
مسعود غازی کی یہ توضیح ہی جب سلطان محمود نے بانہدام بتخانۂ سومنات کے غزنی کو مراجعت فرمائی تو منجملہ اسباب مغرورہ
کے دروازۂ چوبی اوس بتخانے کا اور خاص سومنات کو کہ جسکو یہان کے ہنود اپنا معبود برحق جانتے تھے اوٹھا لیگیا
اس ملال مین یہان بڑے بڑے راجاؤن نے بہت ساز و جواہر ایک جماعت سفارت کو دیکر بغرض بازیافت اوس
بت کے غزنی بھیجا اوس جماعت نے اس کام کے انصرام کے لیے حسن میمندی وزیر کو اپنا یار بنایا اوسکو اوس جماعت
کے ساتھ خصوصیت رشتہ داری تا نہالی کی تھی کہتے ہین کہ اگلے بادشاہون کے وقت مین جو مسلمانون نے ہندوستان
مین جہاد کیا تھا اوسکی مان مسلمانون کے بندی مین پکڑ گئی تھی اور حسن میمندی کے باپ کے نکاح مین آئی
اوسکی سفارش سے بمعاوضہ کئی چند زر و جواہر ہموزن اوس بت کے واپس دینا اوس بت کا سلطان سے
منظور کرالیا سید مسعود نے باختصاص ہمشیرہ زادگی سلطان کو یہ سمجھا دیا کہ بت کے دینے مین بڑی بدنامی ہی روز جزا
منادی رب الجلیل بجاے بت شکن کے بت فروش کے نام سے آپکو پکاریگا اس غیرت مین وہ بت مسعود کو دیدیا گیا
اونھون نے اوسکا چونہ بناکر پان مین سفارت ہندوستان کو کھلا دیا جب وہ لوگ اس سے مطلع ہوے بعضون
نے صدمۂ رنج مین قی کی اور کتنون نے جان دی اس زک مین حسن میمندی درپئے آزار سالار مسعود کا ہوا سلطان
نے قیام اونکا غزنی مین مناسب نہ جانکر بسپہ سالاری ایک لشکر جرار کے باپ بیٹونکو روانۂ ہندوستان کیا یا آنکہ خود
سالاران ممدوحین بطور خود مجاہدانہ عازم ہندوستان ہوے دریاے لنڈہ سے تا دہلی لڑتے بھڑتے مسلمان کرتے
ہوے باسانی آئے جو کہ ملک کو بی سُم ستوران سلطان محمود سے راج دہلی کا خراب ہو چکا تھا اور کسی مین قوت
مقاومت ایسے سالار کے ساتھ نہ تھی وہان کوئی مزاحم نہین ہوا بعد قیام چندے وہان سے قنوج مین آئے راجہ
کنور راے نے مراسم مہمانداری اونکے بوجہ خوشنودی سلطان یا بوجہ تبدیل مذہب کے بخوبی کیے اور بعد رفع کسل
راہ کے سالاران ممدوحین نے بغرض اشاعت دین مع اپنی فوج مجاہدین کے قنوج سے کوچ کیا اور بہ مقام
سترک کہ جو شہر لکھنؤ سے نو میل گوشۂ شمال و مغرب مین واقع ہی آکر خیمہ زن ہوئے اور جو یہانکے رایان و راجگان
جلیل القدر تھے تبرسیل سفارت اسلام عرض کرایا گیا اسکا غلغلہ تمامی ملک اودھ مین یہ ہوا کہ ایک قوم ملیچھ ترک
اس حیلۂ جہاد مین واسطے غارتگری ملک و مال و دربدر کرنے یہان کے آدمیون کے آئی ہی اگر کسی کار روائی سے
سر دار اونکا مارا جائے تو لشکر ترکونکا خود بخود تباہ ہو جائیگا اس دور اندیشی سے رایان کڑہ و مانکپور نے ایک
حجام ذی ہوش کو بایں ہدایت لشکر ترکونمین بھیجا کہ کسی فریب سے ناخن گیر زہر آلود سے بروقت ناخن تراشی

سید مسعود کی زندگی کو مجروح کرے چنانچہ اس کارروائی کی پوری کامیابی اوس حجام کو حاصل ہوئی کہ جسکو بھیجا تھا گر پیادہ آ
جراحان چابکدست کے صحت بھی ہوگئی اور بروقت تشدد مسلمانون کے اوس حجام نے اس فریب کا اقبال کیا
اور سپہ سالار سید مسعود نے ایک لشکر جرار کو بسپہ سالاری ملک قطب حیدر و ملک امام الدین کے کڑہ مانکپور کو روانہ کیا
سرداران مذکورین نے سترکھ سے تا مانکپور جسقدر قصبات و دیہات ملے جہاد کرتے ہوئے کڑہ مانکپور آئے اور ایک ہنگامہ
کارزار فیمابین راجایان کڑہ مانکپور اور سرداران مسلمانان کے بہت سخت واقع ہوا اور بہت سے آدمی فریقین کے
مارے گئے ازانجملہ ملک قطب حیدر بھی شہید ہوئے اور میز فتح و شکست کی کسی کو نہ حاصل ہوئی اور دونون لشکر اپنے
اپنے مرکزون پر چلے گئے یہ لڑائی ایک جزو اراضی مانکپور مین ہوئی تھی کہ جو اب موضع چوکاپور کے نام سے موسوم ہی اور
وہان قبرین دونون سردارون کی ایک چھوٹے سے گنبد مین موجود ہین تاریخ سے معلوم نہین ہوتا کہ ملک امام الدین
یہان سے زندہ سترکھ کو واپس گئے پھر کیونکر ان کی یہان قبر بنائی گئی اب تک اونکے روضہ پر بشروع سال ماہ اگہن مین
میلہ ہوتا ہی اور اس میلہ مین قریب پانچ چھ ہزار آدمی کے جمع ہوتے ہین مردون سے عورتون کا زیادہ شمار ہوتا ہی مخصوصا
یہ میلہ عورتون ہی کا ہی لیدہ و تلچوری اونکی قبر پر زیادہ چڑھتا ہی بیان ثقات سے یہ تحقیق ہوا ہی کہ یہ تاریخ عرس
سرداران شہیدین کی ہی مگر غلطی عوام و تمادی ایام سے زبان زد میلہ دختران ہوگیا ہی اور مرآت مسعودی سے
یہ مستنبط ہوتا ہی کہ سید سالار ساہو غازی خود جانب کڑہ اور مانکپور کے گئے اور وہان کے راجاؤن کو بعد شکست دینے
کے زندہ گرفتار کیا اور دونون شہر ونکو بہت تاخت و تاراج کیا اور ملک قطب حیدر کو حاکم مانکپور اور ملک عبداللہ کو
حاکم کڑہ مقرر کرکے سترکھ واپس آئے افسوس ہی کہ نام راجگان گرفتار شدگان کا مندرج کتاب نہین ہی کسی تاریخ مین سوا
لڑائی کڑہ مانکپور یا بہرائچ کے اور کوئی لڑائی سید مسعود کی مندرج نہین ہی لیکن اکثر قبرین گنج شہیدان دیہات و قصبات
متعلقہ اضلاع رائے بریلی و سلطانپور و فیض آباد و پرتابگڈھ و اعظم گڈھ و جونپور و بنارس و غازیپور مین برابر پائی
جاتی ہین اور جہان جہان قبرین ہین باوجود اسقدر تمادی ایام کے عام طور پر بلا کسی اختلاف کے یہ کہا جاتا ہی کہ یہان یہان
معرکہ مجاہدانہ غازی میان سے ہوا اور یہ اونھین کے ساتھیون کی قبرین ہین چنانچہ سلون خاص ضلع رائے بریلی مین ایک درگاہ
موسومہ بیران پر و ہتھنی کی طرح کی ہی اور اب تک زیارت گاہ و حاجت روائے ہر خاص و عام ہی مشکل کے وقت لوگ منتین مانتے
اور بجائے شیرینی کے نان پر اٹھا اور مرغ بریان یا شوربا دار پر فاتحہ دیتے ہین اور ساہل باطن قبرون پر
بیٹھکر اکتساب نسبت کا کرتے ہین شکل درگاہ کی یہ ہی اول ایک احاطہ پختہ ہی اوسکے اندر دوسرا احاطہ
ہی اوس مین ایک مسجد ہی اوسکے ایک جانب پچھم کے ایک بڑا چبوترہ ہی جسکا عرض طول بیس بیس فٹ ارتفاع
اوسکا بارہ فٹ اوس مین چند زینہ او پر ایک دروازہ لگا ہوا ہی اور وہ نہایت مضبوطی کے ساتھ چونہ
اور اینٹ اور پتھر سے بنا ہوا ہی اوسکے بیچون بیچ دو قبرین اس طرح پر واقع ہین کہ سرا ونکا جانب پچھم اور پیر طرف پورب

سکے ہو سکی نسبت یہ کہا جاتا ہی کہ یہ دونون شہید لڑتے ہوے یہان آکے گرے اور جان بحق تسلیم ہوے اوسی حیثیت
سے اوسی مقام پر مدفون کردیے گئے بعد کو لوگون نے شمالاً اور جنوباً قبر بنائی تو آہستہ آہستہ پھر پورب و پچھم کو رخ
ہو گیا معلوم نہین و اللہ اعلم کہانتک اسکی صحت ہی ایسے ہی بہت جگہہ گنج شہیدان ہی تفصیل اوسکی باعث تطویل ہی
ناظرین کتاب کو اسکا خیال رہے کہ ممالک مغربی و شمالی اودھ مین جہان جہان مقابر شہیدان ہمراہیان غازی
میان کہا جاوے اوسکو باور کرنے مین تامل نفرمایا جاوے ذکر شہادت سید سالار مسعود غازی جب سید
سالار کو شدت یورش رایان و راجگان آنروسے کہاگرہ دریافت ہوئی پہلے باستدراک کیست فوج مخالف ملک
رجب کو بھیجکر خود بغرض جہاد بہرایچ تشریف لائے جبتک کفاران بہرایچ اور گورکھپور کو معلوم رہا کہ استمداد سلطانی
انکی جانب ہوگی تب تک بجاے خود ساکن رہے جب معلوم ہو گیا کہ کوئی امداد غزنی سے نہ آویگی تب مسمیان
سائر[1] و سابٹ[2] و راے ارجن[3] و راے گلن[4] و راے بھکن[5] و راے کرن[6] و راے کلیان[7] و راے مردان[8] و راے
نکرو[9] و راے سکرو[10] و راے دھرم ل[11] و راے جیپال[12] و راے موہن لال[13] و راے ہرکشن[14] و راے دیو نراین[15] و راے
نرسنگھ[16] و راے مو[17] و راے بو[18] و راے بھونیو[19] و راے صاحب دیو[20] و راے[21] متعلقداران و راجگان گونڈہ و بہرایچ و بستی
و گورکھپور متفق ہو کر چڑھ آئے تب سید مسعود غازی نے بھی باتفاق مجاہدین گورکھپور و حوالی بنارس مین متعدد معرکے کیے
بالآخر بمقام سورج کنڈ جانب اوتر شہر بہرایچ معرکہ عظیم کرکے مع تمامی ہمراہیان کے شہید ہو گئے چونکہ منجملہ مجاہدین کے
کوئی زندہ باقی نرہا تھا بعض گھوسیان بانٹاری نے ایک قبر مین سید مسعود غازی و ملک رجب کو اور ایک قبر مین
جملہ شہدا کو مدفون کر دیا بعد شہادت سید مسعود غازی کے پھر ایکسو تریسٹھ برس تک ہندوستان پر آمد مسلمانونکی نہین ہوئی
کیفیت تعمیر درگاہ اور مقابر شہدا بعہد سلطنت سلطان فیروز شاہ کے حشرو حاً تحریر ہوگی دفعہ ۱۶ بعد معرکہ دفعہ متذکرۂ
بالا کے اس ایکسو تریسٹھ برس کے زمانے مین ہندوستان کے فرمانرواؤنکا یہ حال ہو گیا تھا کہ اوجین اور پاٹلی پتر کے
راج کو برباد ہوے عرصہ گذر گیا تھا اور نئے نئے راجہ اس ملک ہندوستان کے ایک ایک ٹکڑے مین بطور طوائف الملوکی
حکومت کرتے تھے اور اندرپرست دہلی کا یہ حال ہو گیا تھا کہ بعد راجہ بکرماجیت کے یہانکا تخت کچھ کم و بیش پانسو برس
سے خالی تھا کبھی ماتحت اجمیر اور کبھی راج قنوج کے شامل ہوتا تھا جب قوم تونورونکی اقبال مندی کا زمانہ آیا تو وہ
یہان کے راجہ ہو گئے اور بیس پشت تک اونکے خاندان مین علی الاتصال یکے بعد دیگرے فرمانروائی دہلی کی کرتے
رہے اکیسوین پشت مین راجہ اننگ پال راجہ ہوا اس سے قطع نسل سلطنت قوم تونورونکی ہوئی باعث اسکا یہ ہوا
کہ سواے دو لڑکیون کے کوئی اولاد پسری نہ تھی ایک لڑکی اوسکی راجہ راٹھور کو کہ جو قنوج کا بادشاہ تھا بیاہی
گئی دوسری دختر راے اجمیر کے ساتھ منسوب ہوئی پہلی سے راجہ جے چند قوم راٹھور دوسری سے راے پتھورا
قوم چوہان پیدا ہوتے گئے اسیطرح میواڑ مین قوم گرہوت اور گجرات مین قوم سولنکی سلطنت کرتے تھے سواے اسکے اور

بہت سے چھوٹے چھوٹے راجہ تعلقدار ہر ہر مقام مین فرمانروائی کرتے تھے اور ایک دوسرے کا کوئی ماتحت اور دست نگر
نہ تھا ہر ایک اپنی اپنی جگہہ پر بطور خود خود سر تھا ایسے طائف الملوکی کے زمانے مین ایسی بہادر قوم ترکو نکا یکا یک ہندوستان
مین آنا اور اونپر مظفر اور منصور ہونا کوئی دشوار نہ تھا اور رستے پچہم سے ہندوستان آنے کے تین تھے ایک درۂ بولان
دوسرا درۂ خیبر تیسرا گھاٹی کشمیر ان تینونمین سے درۂ بولان کا راستہ بسبب ریگستان اور نہونے پانی کے دشوار سمجھا
جاتا تھا اور مرور او سکا ملتان ہو کر ملک دکھن تھا کہ جو پہاڑونکا ملک کہا جاتا تھا اور یہ دو راستے درۂ خیبر اور کشمیر کے
آسان سمجھے جاتے تھے اور مرور ان دونون راہونکا لاہور کیطرف سے دہلی اور قنوج تھا اسی باعث جسقدر
بلاے لکد کوبی ستم ستوران غنیم ترکون یا پارسیون یا عرب کی جو نازل ہوئی ہی تو انھین دو شہرون پر اول دہلی دوسر
قنوج پر اور ان دونون راجاؤنمین یعنی راے پتھوراچوہان اور راجہ جی چند راٹھور مین ایک عجب طرح کی مخاصمت
واقع ہو گئی تھی کہ یکے بعد دیگرے خواہان جان اور آبرو ہو گئے تھے تفصیل اس اجمال کی یہ ہی کہ بمقابلے راج
اجمیر کے راج قنوج باعتبار وسعت رقبۂ زراعت و کثرت آبادی و افزونی جمع کے اوس سے کہین زیادہ تھا
دوسرے راجہ جی چند بڑی لڑکی راجہ اننگ پال کا بیٹا تھا ان دو وجوہ سے بالیقین خیال کرتا تھا کہ جانشین
راجہ اننگ پال کا مین ہونگا اور یہ راج دہلی شامل راج قنوج ہو جائیگا لیکن کسی حکمت عملی سے خلاف گمان
راجہ جی چند کے راے پتھورا والی اجمیر راس نشین اپنے نانا اننگ پال کا ہو گیا اور بعد فوت اوسکے ملک دہلی کا شامل
راج اجمیر ہوا اس ملال مین علانیہ مخالفت ان دونون راجاؤنکی ہو گئی تھی بحوالہ کتاب الفنسٹن صاحب و دیگر
مؤرخین یہ ثابت ہوا ہی کہ اوسوقت مین قنوج ہندستان سب شہرونمین سے ایسا آراستہ اور پیراستہ اور پر رونق
تھا کہ اوسکے جاہ و حشم کی تعریف مین کیا ہندو کیا مسلمان مؤرخ ایک دوسرے پر سبقت کرتے ہین اور یہ تحریر
کرتے ہین کہ بمقابلے قنوج کے راج اجمیر کو کوئی مناسبت نہ تھی جب راجہ اننگ پال راجہ پتھورا کو اپنا جانشین
کر کے مرگیا تو راے پتھورا بوجہ ملجانے دو راج کے ایسا مغرور اور بدمست ہوا کہ بے باکانہ رانی مسماۃ سنجوگتا راجہ
جی چند راٹھور کی لڑکی کے ساتھہ درخواست خواستگاری کی کی اور یہ استدعا اوسکی باعث اشتعال طبع راجہ جی چند
کی ہوئی و بروایت کتاب ظہور قطبی راجہ راٹھور نے درخواست راے پتھورا کو نامنظور کیا خلاصۃ التاریخ مین
لکھا ہی کہ راجہ راٹھور نے باظہار اپنی شان و شوکت کے بزم راجسو جگ کا اپنے یہان قرار دیکر عموماً راے و راجگان
ہند کو بر سبیل فرد نوید طلب فرمایا سب حاضر آئے الا راے پتھورا با دعاے ہمسری نہ آیا اس سے ایک طرح کا دہن راجہ
راٹھور کا ہوتا تھا و نیز جلسۂ جگ حسب قانون راجاؤنکے پورا نہین ہوتا تھا جب تک کل راے و راجگان جمع نہون اور
اوسوقت مین راے پتھورا راجہ عظیم الشان مین سے شمار کیا جاتا تھا تب راجہ راٹھور نے اوسکی تصویر طلائی بنوا کر
واسطے پورے ہونے جلسۂ جگ کے اپنے دروازۂ مکان پر نصب کرا دی راے پتھورا باستماع اس خبر کے

فوج جرار لیکر قنوج پر چڑھ آیا اور راجہ راٹھور کو شکست فاش دیکر اپنی تصویر اوٹھا لے گیا مسماۃ سنجوگتا اوسکی دختر لیوادیہ بہادری راے پتھورا کے غائبانہ عاشق ہوگئی اسپر راجہ جے چند راٹھور مسماۃ سنجوگتا سے یہانتک مکدر ہوا کہ اوسکو اپنے مکان رہنے سے علیحدہ اور دوسرے مکان مین نظر بند کر دیا اسکی خبر راے پتھورا کو دیگئی وہ نہایت غیظ و غضب مین آیا اور فوج کثیر لیکر قنوج پر چڑھ آیا اور چند حملے ایسے دلیرانہ کیے کہ راجہ راٹھور کو اوسکی تاب مقاومت کی نہوئی مجبوراً قلعۂ قنوج مین پناہ گزین ہوا تب راے پتھورا اوس مکان مین کہ جہان مسماۃ سنجوگتا نظر بند کی گئی تھی گیا اور اوسکے ساتھ موافق رسم راجاؤنکے بھونری کرکے اجمیر لے گیا تاریخ ہندوؤن سے و نیز بیان راجہ مانڈا سے یہ بات معلوم ہوئی کہ جو اگلے زمانے مین راے یا راجہ عظیم الشان ہوتے تھے وہ شادی اپنی دختران کی اوسیکے ساتھ کرتے تھے جو اونسے زبردست ہو اور شکست دیکر بیاہ لیجاوے شاید یہ طریقہ بیاہ کا موافق مراسم مذہبی کے ہوا ہو اور کتاب معتبر چونیز یہ مذکور ہی کہ ۱۱۹۳ سنہ عیسوی مطابق ۵۸۹ سنہ ہجری مین راجہ جے چند راٹھور کو اپنے خالہ زاد بھائی پتھورا کا اننگ پال کے گھر متبنی ہونا اور دہلی اور اجمیر کا ایک راج ہوکر سلطنت عظیم ہو جانا نہایت شاق و ناگوار تھا نظر بران راجسو یگ اور اسی دختر کے سیمر مین پتھورا کو فرد نویدنہ بھیجی بلکہ اوسکے عوض اوسکی تصویر طلائی بناکے دربار کی جگہ کھڑی کردی یہ حال سنکر راجہ پتھورا نہایت طیش مین آیا اور اپنے چیدہ چیدہ سرداروں کو ساتھ لیکر قنوج مین آیا اور بعد محاربۂ عظیم کے مسماۃ سنجوگتا کو چھین لیجا کر اپنے ساتھ شادی کرلی اس لڑائی مین منجملہ ایکسو چونسٹھ سرداران راجہ پتھورا کے چونسٹھ جان سے مارے گئے اور یہی آپس کا بغض و عناد مسلمانونکے غالب آنے کا اصل باعث ہوا ذکر حالات خاندانی راجہ جے چند راٹھور و راجہ مانکچند گھروار ایٹھر مؤرخان ہنسا دلی راجہ مانڈا کا یہ بیان ہی کہ یہ دونون بھائی ایک باپ دو مان سے تھے لیکن مؤلف کو اس اختلاف مین شبہہ ہی اگر ایک باپ سے دونون ہوتے تو اختلاف قوم کا نہوتا اور مانڈا والے اس شبہے کو رفع نہین کرسکتے ایک مجہول بیان اونکا یہ ہی کہ اگر وہ برادران علاتی نہوتے تو دونونکی راجگدی اس اتحاد کے ساتھ قریب قریب نہوتی اور نہ سکہ دونون راجاؤنکا ایک ہی شکل و صورت اور ٹکسال اور سنہ کا پایا جاتا کہ جسکا ذکر دفعہ ۵ متذکرۂ بالا مین ہوچکا ہی قیاس اسکا بھی مقتضی ہی کہ راجہ مانکچند کا ننہال قوم گھروار ایٹھر کہ جو مالک راجگدی مانکپور کی تھی ہوگا اور بوجہ نہونے اولاد پسری کے مثل راجہ پتھورا کے کہ جیسے وہ اپنے نانا کا جانشین ہوگیا تھا یہ بھی جانشین اور متبنی ہوے ہون ہم لوگ باعتقاد نانہیال کے ذرا شبہہ نہین کرتے کہ راجہ جے چند و مانکچند ایک باپ سے نہ تھے اگرچہ مانکپور راجگدی قوم گھروار ایٹھر کی ہی لیکن ہم اونکے تئین قوم راٹھور جانتے ہین دوسرے راجہ تالادیو پسر دومی راجہ مانکچند متبنی و در اصل نشین اپنے چچا راجہ جے چند کا نہوتا اور اوسکی نسل ابتک مارواڑ بیکانیر مین راج کرتی ہی وہ ہمارے یکجدی ہین پس مؤلف انہین کوئی شک نہین ہی کہ اگر مانکچند جے چند کا برادر علاتی نہین ہی تو خالہ زاد یا پھوپھی زاد ضرور ہی وجہ تسمیہ کڑا مانکپور یعنی

نے یہ لکھا ہی کہ سورج راج جو نسل راجہ کشن اول سے تھا اوسکا ہاتھ بوجہ دست درازی ایک عورت عاصمہ کے شل ہوکر
سوکھ گیا تھا ایک مُنی جوگی کی ہدایت سے ایک پتھر سے اوس ہاتھ شل شدہ کو رگڑا اور ملا اوسکے یُمن اثر سے ہاتھ اوسکا اچھا
ہوگیا جو کہ یہ واقعہ صحت زمین کڑا مین ہوا تھا لہذا وہ مقام اس نام سے مشہور ہوا کہ کڑ آیا یعنی ہاتھ گیا ہوا پھر ملا کثرت
استعمال عوام سے بحذف یاے کڑا ہو گیا کہتے ہین کہ وہ پتھر اب تک منجملہ پتھرون عمارت دیوار سیتلا جی واقع کبری گھاٹ
شہر کڑا مین نصب ہی اور اوس پتھر مین کوئی نشان حضرت آدم علیہ السلام کا تھا اوسوقت یا اوسکے بعد جب اس
زمین پر قلعہ اور شہر بنایا گیا وہ اوسی نام سے موسوم ہوا مانکپور کی نسبت یہ کہا جاتا ہی کہ سورج راج کا دوسرا بھائی
مانک راج تھا اوسنے دوسری طرف شہر اور قلعہ بناکے اپنے نام سے شہرت دی کہ جسکا اب نام مانکپور ہی لیکن
مسٹر ڈبلو ای فاربس صاحب مہتمم بندوبست پرتابگڈھ اس بیان سے مخالف ہین وہ یہ فرماتے ہین کہ اگر
یہ واقعہ ہوتا تو مؤلف فرشتہ اس تذکرے کو بشمول وقائع سورج راج کے ضرور تحریر کرتا یہ وہی دونون شخص
ہین جنکا نام جیچند اور مانک چند تھا قنوج اور مانکپور سے ایکسو چھبیس میل کا فاصلہ ہو اور یہ دونون شہر کنارے
دریاے گنگا کے آباد ہین آثارات اونکے اوپر جلوۂ سلطنت سابقہ کے دال ہین مین کہہ سکتا ہون کہ یہ مانکپور عمدہ
مقامون سے کسیطرح نامورِی مین کم نہ تھا کیفیت علیحدہ کی راج مانکپور اور قنوج کہتے ہین کہ جب باپ
راجہ جیچند کا اس دنیا سے گذر گیا تو اوسکا جیچند جھین پور سریرآراے راج قنوج ہوا تب اوسنے اپنے سوتیلے
بھائی یا خالہ زاد یا پھوپھی زاد یا جو کچھ ہو راجہ مانک چند کو چودہ محال کا راج حسب تفصیل ذیل دیکر اوسکو شل اپنے
صاحب سکہ اور فرمانرواے کیا وا الامو کہ جواب بسم دلمؤ متعلق ضلع راے بریلی ہی دروبست ایک پرگنہ راے بریلی
کہ جواب راے بریلی کے نام سے موسوم ہی پرگنہ اور ضلع دونون ہی دروبست ایک پرگنہ بھلول کہ جواب
تعلقہ کے نام سے موسوم ہی اور تحصیل اور پرگنہ ضلع پرتابگڈھ ہی دروبست ایک پرگنہ تھوکینڈی کہ جو پہلے پرگنہ
تھا اب متعلق تحصیل کنڈا بین گنج اور ضلع راے بریلی ہی دروبست ایک پرگنہ مانکپور کہ جواب پرگنہ متعلقہ ضلع پرتابگڈھ ہی
دروبست ایک پرگنہ اروڑل کہ جواب پرتابگڈھ کے نام سے موسوم ہی دروبست ایک پرگنہ بھلکھ کہ جواب تحصیل
دلیپ پور پٹی ضلع پرتابگڈھ ہی دروبست ایک پرگنہ جائیس کہ جواب پرگنہ متعلقہ سلون ضلع راے بریلی ہی دروبست
ایک پرگنہ قصبہ سلون کہ جواب پرگنہ و تحصیل متعلقہ ضلع راے بریلی ہی دروبست ایک پرگنہ چھٹ کہ جواب موضع
پسرام پور متعلقہ تحصیل پٹی دلیپ پور ضلع پرتابگڈھ ہی دروبست ایک پرگنہ کسوٹ کہ جواب اسکا کوئی نشان اور
پتہ نہین لگتا مرزاپور چوہاری کہ جواب پرگنہ متعلقہ تحصیل سہرام ضلع الہ آباد ہی دروبست ایک پرگنہ راے پور
یہ ایک موضع متعلقہ علاقہ وہنگرش ضلع پرتابگڈھ ہی دروبست ایک پرگنہ جیواری اسکا کوئی پتہ نہین ہی کہ
اسکا زمانہ بہت گذر اب صحیح طور پر بطور وقائع اور نہ زبانی معلوم ہو سکتا ہی کہ حدود اس راج کے کہان سے

کہانتک تھے اور محاصل آمدنی کی کس مقدار تک تھی اگرچہ ثقات راج کنت بہت مبالغے کے ساتھہ کہتے ہین کہ حدود اس راج کے دکھن دریاے گنگا اور اوتر دریاے گومتی اور پورب ندی کرمناسہ کہ جواب حد گورنمنٹی بنگالہ ہے اور پچھم لکھنؤ اور آمدنی ایک کرور روپیہ سے زیادہ بتاتے ہین اور صاحب سکہ ہونے مین کوئی شک نہین ہے کہ اوسکا سکہ خاص بروقت تحقیقات جناب مسٹر فاربس صاحب بہادر کے قلعہ سے ہاتھہ آیا کہ اوسکو مینے اپنی آنکھہ سے دیکھا کہ جسکا ذکر پہلے لکھ چکا ہون اور تمامی حالات سے یہ خوب ثابت ہوتا ہے کہ ان دونون راجاؤنمین اتحاد باہمی اس مرتبہ تھا کہ بروقت لڑائی سلطان شہاب الدین محمد سام اور سید قطب الدین مدنی کے ایک دوسرے کے ایسے معین تھے کہ دونون کی لڑائی ایک ہی لڑائی سمجھی گئی دوسری یہ بھی ہے کہ اگر ان دونونمین اتحاد نہوتا تو ایسے قریب قریب قلعہ اور شہر یعنی کڑا اور مانکپور مقام راجگدی کے نہ قرار پاتے باقی خدا جانے کہ کیا معاملہ تھا تیسری دلیل اونکے اتحاد کی یہ ہے کہ راجہ تالادیو پسر دومی راجہ مانکچند کا راجہ جیچند کا متبنی اور جانشین تھا یہانسے اب اقبال فرمانروائی قوم ہنود کا منقطع ہوا ہے لہذا مسلسل حالات سلطنت اہل اسلام کے تحریر کرتا ہون اور جب تک کہ کسی قوم مین نفاق نہین ہوتا دوسری قوم اوسپر غالب نہین ہوتی اسوقت مین ہندوستان کے راجاؤنمین بغض و عناد باہم خود ہاسخت ہوگیا تھا لہذا بہت آسانی سے سلطان شہاب الدین محمد سام غالب آیا تذکرہ سلطنت سلطان شہاب الدین محمد سام غوری دفعہ ۷ اغور ایک شہر ہے جو قندہار سے سات آٹھہ منزل کے فاصلے پر ہے حکام وہان کے ہمیشہ سے خود سر تھے جب سلطان محمود تخت نشین غزنی ہوا تو اوسنے اپنا مطیع و منقاد کرلیا اور آپسمین وصلت اور مصاہرت بھی دونون خاندانونمین جاری ہوگئی چنانچہ سلطان محمود کی اولاد مین سلطان بہرام شاہ نے اپنی دختر کی شادی قطب الدین محمد حاکم غور کے ساتھہ کردی لیکن باوجود اس قرابت کے تکرار باہمی کی یہانتک نوبت پونہچی کہ بہرام شاہ نے اپنے داماد قطب الدین محمد کو مروا ڈالا اور اوسکے بھائی سیف الدین کا منہ کالا کرکے بسواری فیل تمام شہر مین تشہیر کیا اور سر کاٹ کے بادشاہ ایران کے پاس روانہ کردیا بعزم انتقام اوسکے تیسرے بھائی علاء الدین غوری نے جسکا لقب جہانسوز ہے فوج لیکر غزنی پر چڑھائی کی اور نہایت مردانگی سے غزنی کو فتح کرکے سات روز تک شہر لوٹا اور آگ لگا کر خاک سیاہ کر ڈالا اور جو زندہ گرفتار ہوا اوسکو غور مین لایا آخر اون سبکو ذبح کرکے اونکے خون سے اپنی عمارت کے لیے گارا طیار کرایا اور بہرام شاہ کا پوتا خسرو ملک جو سلطان محمود غزنوی کے خاندان کا آخری بادشاہ تھا اسی علاء الدین غوری کے بھتیجے سلطان معز الدین محمد سام المعروف شہاب الدین کے قید مین رہکر مرگیا اسیطرحسے غزنی کی ساری سلطنت غور مین داخل ہوگئی ہندوستان مین اگر سلطان شہاب الدین کو بانی مبانی سلطنت اہل اسلام کہیے تو بجا ہے اسواسطے کہ ۱۱۷۶ء عیسوی مین اوچہ پر دخل کرکے دو برس کے بعد گجرات پر چڑھائی کی اور تھوڑے دنون کے بعد سندھ

ذکر عہد سلطنت سلطان شہاب الدین غوری بانی سلطنت ہندوستان کا

کو لوٹا اور سنہ ۵۸۷ ہجری مطابق سنہ ۱۱۹۱ عیسوی مین غزنی سے فوج کثیر لیکر پنجاب آیا اور وہان سے بقصد تسخیر قلعہ تھانندہ کے دوڑ ماری اور یہ قلعہ اوس زمانہ مین نہایت مستحکم اور متبرک راجگان دہلی سے شمار کیا جاتا تھا تھوڑی لڑائی مین تصرف حکامان راے پتھورا سے نکالکر ملک ضیاء الدین تولکی کو قلعہ دار مقرر کیا بالتدریک اس خبر کے راے پتھورا مع اپنے برادر زادہ کھانڈی راے حاکم دہلی کے نیز دیگر راجگان و راجپوتان ہندوستان بجمعیت دو لاکھ سوار و تین ہزار ہاتھی بقصد انتزاع و استرداد قلعہ مذکورہ جاکر سلطان سے مقابل ہوا تلاوڑی کے میدان مین کنارے ندی سرستی جو میدان تھانیسر کرنال کے واقع ہے دونون لشکرون مین محاربہ عظیم ہوا مین ہنگامہ کارزار مین کھانڈی راے کے ہاتھ سے سلطان کے بازو پر ایسا زخم کاری پہونچا کہ قریب تھا سلطان بیتاب ہوکر گھوڑے سے گرے اور پامال سم ستوران ہو جاے ایک خلجی بچہ غلام اوسکا ہمردلیف ہوکر میدان کارزار سے لے بھاگا اور شکست فاش عاید حال لشکر سلطان کی ہوئی اور تمام فوج تباہ ہوکر مفرور ہوگئی بعد مفروری سلطان کے راے پتھورا نے تیرہ مہینے کے محاصرہ مین قلعہ تھانندہ کو بمصالحت لیلیا دفعہ ۸ اور دوبارہ

سلطان کا ہندوستان پر چڑھنا اور پوری فتح پانا ہندوستان سے جانیکے بعد تیرہ مہینے تک سلطان پشیمان نادم و شرمندہ رہا کہ بستر آرام پر نہ لیٹا نہ افسران فوجی کو بار یاب کیا اور برابر باستجماع ہواخواہان ترک و تاجیک و افغانان متوجہ رہا اور سواونکی وردیان نہایت زرق و برق طیار کرائین کہ جنمین اکثر خود مرصع اور زرہ و بکتر طلائی اور مذہب تھے اس شان و شوکت سے سنہ ۵۸۹ ہجری مطابق سنہ ۱۱۹۳ عیسوی مین بہت تیزی کیساتھ چڑھ آیا اور یہان راجہ پتھورا نے بھی تین لاکھ سوار اور تین ہزار ہاتھی اور پیادہ بیشمار اور ڈیڑھ سو راجہ اور رئیسان ہندوستان جمع کرکے نہایت دھوم دھام سے پیشوائی کرکے مقابل سلطان ہوا لیکن راجہ جے چند راٹھور والی قنوج کو دشمنی اسکی سے مین نہ بولایا نہ وہ خود معین راجہ پتھورا کا ہوا بلکہ راجہ پتھورا کو تمامتر بوجہ رنجش پیشتر کردہ دفعہ ۹ اسکی یہ گمان تھا کہ وہ شاید معین سلطان کا ہوگا ہنگامہ کارزار مین سلطان شہاب الدین پیش قدمی و صفوف آرائی مین نہایت احتیاط کرتا تھا جیسے دودھ کا جلا مٹھا پھونک پھونک کر پیتا ہے اور سنبھل سنبھل کر قدم رکھتا تھا اور بکمال ہوشیاری سے لڑتا تھا چنانچہ عین گرمی کارزار مین دھوکہ دینے کے لیے بقاعدۂ قراولی عرب یکبارگی اپنے لشکر کی باگ پیچھے کو پھیر دی ہندو سمجھے کہ مسلمان بھاگ نکلے اس خیال خام سے بلا پس و پیش بے تمیزی تمام جدھر چاہا مسلمانون کا تعاقب کرتے چلے گئے شہاب الدین نے جب دیکھا کہ فوج راے پتھورا کی منتشر ہوگئی ایکبارگی بارہ ہزار منتخب و زرہ پوش سوار لیکر حملہ آور ہوا اور راے پتھورا کو گھیر لیا اوسوقت بڑے بڑے سورما و ساونت مع راجہ چیتور گڑھ کے اوس میدان مین جان سے مارے گئے اور راے پتھورا مفرور ہوا کنارے دریاے سرستی مقید سلطانی ہوکر اوسکے گلے پر چھری پھیری گئی اور فتح عظیم مسلمانون کو اور شکست فاش ہندون کو نصیب ہوئی ہرچند فوج سلطان شہاب الدین کی بمقابلہ فوج راے پتھورا کے بہت کم تھی مگر فتح اور شکست منجانب خدا ہے

اس راجہ کی لڑائیون کا حال چند بھاٹون نے اپنی ہندی کتاب مین بڑی مدوشد سے نظم مین تحریر کیا ہی بعد
اس فتح کبری کے سلطان شہاب الدین نے اجمیر مین داخل ہوکر قتل عام کیا اور ہزارہا مرد عورت کو لونڈی
غلام بنایا اور کولا راے پسر راجہ پتھورا کو کسی مصلحت سے باقرار ادای خراج کثیرہ حاکم اجمیر مقرر کرکے قطب الدین
ایبک اپنے غلام کو ہندوستان مین چھوڑا اور خود دارالسلطنت غزنی کو مراجعت فرمائی بعد چلے جانے سلطان
کے قطب الدین ایبک نے کولا راے کو حکومت اجمیر سے معزول کرکے نکال دیا **نقل ہی** کہ سلطان شہاب الدین
کا راجہ پتھورا پر فتحیاب ہونا تھا کہ ایک سوار سبزپوش عین حالت لڑائی مین ظاہر ہوا اور راجہ پتھورا کو پکڑ کے حوالہ ملازمان
سلطان کے کرکے غائب ہوگیا بعد فتح کے جب سلطان بحضور خواجہ معین الدین سنجری قدس سرہ حاضر ہوا
تب خواجہ صاحب نے فرمایا کہ جس سوار نے راجہ پتھورا کو گرفتار کیا تھا وہ مین تھا یہ آپ کی ایسی کرامت ہی
تفصیل اس اجمال کی صاحب اخبار الاخیار یہ ارقام فرماتے ہین کہ **خواجہ معین الدین چشتی السنجری**
سرحلقہ مشائخ کبار و امام سلسلہ چشتیہ صاحب ولایت تمام ہندوستان کے ہین پشت نامہ آپکا تذکرۃ السادات
مین باین عبارت مرقوم ہی خواجہ معین الدین سنجری بن سید غیاث الدین بن سید سراج الدین بن سید عبد اللہ
بن سید عبد الکریم بن سید عبد الرحمان بن سید اکبر بن سید ابراہیم بن امام موسی کاظم علیہ السلام تا علی مرتضی
کرم اللہ وجہہ بزمان سلطنت راجہ پتھورا حضرت خواجہ صاحب ممدوح اجمیر مین تشریف لائے اور بعبادت
الہی مشغول ہوئے راجہ مذکور اوسوقت اجمیر مین تھا ایک روز اوسنے ایک مرید خواجہ کو ستایا وہ مرید
حضرت سے مستغیث ہوا خواجہ بزرگ نے شکایت اوس کی راجہ سے کہلا بھیجی راجہ مذکور نے سفارش پر
کچھ التفات نکرکے بکمال سوء ادبی یہ کہا کہ یہ مرد یہان آیا ہی اور بیٹھا ہی اور باتین غیب کی کہتا ہی جب یہ بات
خواجہ نے سنی فرمایا کہ راجہ پتھورا کو زندہ پکڑا اور اوسکو دیا تھوڑا عرصہ گذرا تھا کہ سلطان شہاب الدین
بغرض تسخیر ہندوستان پر چڑھ آیا راجہ پتھورا اوس سے مقابل ہوکر زد وخورد ہوا عین ہنگامہ کارزار
مین فوج بادشاہی کے ہاتھ زندہ اسیر ہوگیا جب بادشاہ کے سامنے حاضر کیا گیا بادشاہ نے اوسکو
چھری سے حلال کرایا اوسوقت سے ہندوستان دار الاسلام مین شمار کیا گیا **تاریخ وفات**
خواجہ صاحب ششم رجب سنہ ۶۳۳ ہجری مطابق سنہ ۱۲۳۵ عیسوی بعد انتقال کے
آپ کی پیشانی پر یہ مکتوب تھا کہ **حبیب اللہ مات فی حب اللہ** عرس آپکا اسی تاریخ
ہوا کرتا ہی اور اجمیر مین کہ موضع اقامت آپکا تھا مدفون ہوئے پہلے قبر خواجہ صاحب کی خشتی تھی بعد ازان ایک صندوق سنگی
تیار کراکے اوسکے اوپر رکھا گیا اور قبر کو بدستور سابق رکھا بلندی قبر کی بوجہ صندوق سنگی کے ہی اول تعمیر مقبرہ کی خواجہ حسین
ناگوری نے کی بعد ازان بعد دروازہ و خانقاہ بعضے سلاطین مندو نے طیار کی **وجہ تسمیہ اجمیر** بروایت اخبار الاخیار و تاریخ ہندوستان آجا نام

راجہ بھوج راجگان عظیم الشان ہندوستان سے تھا و تاحد غزنی ملک اوسکے قبضے مین تھا اوسیکا یہ شہر آباد کیا ہوا ہی
وجہ اضافہ لفظ میر کی یہ ہی کہ میر زبان ہندی پہاڑ کو کہتے ہین جو کہ پہلے دیوار اس شہر کی بالاے کوہ تعمیر کیگئی اور
وہی بنیاد ابتدائی اس شہر کی ہی جب یہ شہر آباد ہوا تب راجہ و پہاڑ دونونکے نام سے موسوم کیا گیا یعنی اجمیر اور
پہلے جو حوض مین ملک ہندوستان مین کھودوایا گیا مقام پھکر ہی جو اجمیر سے چار کوس ہی اور قوم ہنود اوسکی
پرستش کرتی ہی اور ہر سال چھ روز وقت تحویل آفتاب برج عقرب مین جمع ہوتے ہین اور نہاتے ہین علماے
قوم ہنود جو قائل قیامت ہین یہ کہتے ہین کہ قیامت اسی حوض سے شروع ہوگی تمام راجگان ہند مین راجہ
آجا مقدم و راجہ پتھورا متاخر ہی وجہ تسمیہ ناگور یہ شہر آباد کردہ راجہ پتھورا کا ہی میر آخور اوسکا وزیر تھا اوسکو یہ
حکم دیا گیا کہ ایک اصطبل گھوڑونکا اوس زمین مین بنایا جائے کہ جہان کی آب و ہوا گھوڑونکی تندرستی کے
لیے مناسب ہو بتعمیل حکم میر آخور وزیر اُس زمین کی تلاش مین نکلا جہان ناگور آباد ہی جب وہان پونہچا
کیا دیکھتا ہی کہ مادہ بُز بچہ جنتی ہی اور بھیڑیا اوسپر حملہ کرتا ہی وہ مادہ بز اوس بچے کو اپنے پیچھے کرکے اوسکے
حملے کو دفع کرتی ہی وزیر نے یہ کہا کہ قوت نامیہ اس زمین کی مردانی ہی اور گھاس بکثرت ہی بصواب دید
ارکین دولت اوس مقام پر شہر آباد کرکے ناگر نام رکھا جب لشکر سلطان شہاب الدین اوس مقام پر
بعد فتح کے اوس شہر مین پونہچا اور نام اوسکا دریافت کیا بجاے ناگر کے ترکونکی زبان پر ناگور جاری
ہوا جب سے یہ شہر بجاے ناگر کا ناگور رہو گیا ذکر درگاہ و اعقاب خواجہ بزرگ جاہ و احتشام خانقاہ و درگاہ
شریف نہایت عالی ہی اور بہت سے دیہات قدیم سے اوسکے صرف کے لیے معاف و مرفوع القلم ہین
جسکی آمدنی سالانہ تخمیناً اسی ہزار ہوگی علاوہ اسکے رؤساے ذی مختار چہ ہندو وچہ مسلمان بحسن عقیدت
اپنے اپنے ہزار ہا روپے کے نذور مزار شریف پر بھیجتے ہین منجملہ اون دیہات معافی کے چند دیہات صاحب
سجادہ نے مع اپنے اہل خاندان کے جو اولاد حضرت مین ہین گذارے مین پائے ہین پہلے اسکے کل محاصل معافی کے صاحب سجادہ متولی و مہتمم تھے
مگر جب فیما بین خدام درگاہ شریف و سجادہ نشینونکے دربارۂ مصارف منازعت واقع ہوئی تو سرکار انگلشیہ نے بعد دینے گذارے سجادہ
نشینونکے تولیت درگاہ شریف اور معافی کی متعلق خدام درگاہ کردی جب سے آجتک یہی انتظام جاری و ساری ہی صاحب سجادہ حال
کے دادا قاضی سید مہدی علیخان صاحب بمذہب اثنا عشریہ متہم و منسوب کیے گئے تھے مگر سید سراج الدین خلف الرشید اونکے نے جو بعد اونکے
سجادہ نشین ہوے اتہام مذہب امامیہ سے اپنے تئین صاف کیا اونکے بھائی سید منیر الدین نے بوجہ قطع ہو جانے
سلسلۂ بیعت خاندانی کے تونسہ شریف جا کر شاہ اللہ بخش صاحب نبیرۂ شاہ سلیمان صاحب قدس سرہ سے
بیعت کی سید سراج الدین مرحوم سنہ ۱۸۵۵ عیسوی مین اور سید منیر الدین سنہ ۱۸۶۳ عیسوی مین خانقاہ مانکپور
مین کئی روز تک مہمان رہے اور اس مؤلف سے کئی روز تک سید منیر الدین صاحب سے یکجائی رہی

بجمیع اوصاف حمیدہ و اخلاق پسندیدہ موصوف تھے ذکر اعقاب راے پتھورا و بھوارا کو برادر زادہ اوسکا
جب سلطان قطب الدین نے حسب تصریح بالا کولا راے کو اجمیر سے نکال دیا اوسوقت اوسکو اور اوسکے اہل
خاندان کو جدھر سوجھا بھاگ گئے کولا راے مدت تک بادیہ پیماے دشت غربت رہکر مرگیا مگر برادر زادہ علاتی
اوسکا جو بطن مسماۃ سنجوگتا دختر راجہ جی چند سے تھا بمقام مین پوری جو اب ضلع ہے اگر مقیم ہوا بالفعل راجگان مینپوری
اوسکی نسل سے ہین اور بھوارا اوٗ برادر زادہ راے پتھورا کہ اوسوقت چتور گڈھ مین تھا وہان سے بھاگ کر کوہ
سوالک اوتر مین بحمایت راجہ جملہ والی نیپال کے پناہ گزین ہوا اور بدہماے راجۂ نیپال علاقہ دانگ سوالک
مین کچھ علاقہ اپنے قبضے مین کرلیا اور بوجہ قیام یہان کے وصلت و مصاہرت راجگان کوہی سے جاری
کی تفصیل علاقہ مقبوضۂ راے بھوارا اوٗ اندر دانگ سوالک دیوکھر دانگ وبٹہا لا دانگ وستاوی کوٹلا
وجھیلی دانگ و قرمانگ جب بھوارا اوٗ مرا تو اوسکے بیٹے حجت راؤ نے بحضور شاہ دہلی حاضر ہو کر سند علاقہ مذکور مع
پرگنہ تلشی پور متعلقۂ ضلع گونڈہ کی حاصل کی لیکن بوجہ پناہ دہی راجۂ نیپال کے باوصف عطاے سند شاہی
وہ اپنے تئین ماتحت راجہ نیپال کا سمجھتا رہا چونکہ علاقہ تلشی پور زیر دامن کوہ سوالک تھا اور یہان کے زمیندار
وپٹہ دار قوم تھارو و بھرتھی بہ پیشوائی اونکے بعد قطع جنگل افزونی زراعت و آبادی مین کوشش کرتا رہا اور
کچھ محصول افسران سلطانی کو وقتاً فوقتاً حسب تجویز اونکے دیتا تھا جب وہ بھی مرگیا تو اوسکا بیٹا پرتھارا اوٗ
اوسکا جانشین ہوا اوسکے وقت مین شخص ثالث قوم چھتری اولاد راجۂ جملہ والی نیپال و دیگر راجگان
کوہی پر اپنی قوت سے غالب آیا بعد قتل راجہ نیپال و دیگر راجگان کوہی کو اونکے راج مقبوضۂ موروثی سے
محروم کرکے تھوڑا تھوڑا علاقہ بطور گذارے کے مقرر کردیا از انجملہ پرتھی راج کا بھی تمام علاقہ ضبط ہو کر شامل
راج نیپال ہوگیا کچھ تھوڑا سا جسمین بسر اوقات کسیطرح ممکن نتھی چھوڑ دیا تب راے پرتھی راج کو بغرض بسر
اوقات ضرور ہوا کہ علاقہ تلشی پور مین اپنی ہمت کو مصروف کرے اور باز دیاد آبادی و افزونی جمع کے اوسکے
محاصل سے اپنا قوت لایموت بہم پونہچاے لہذا آمد و شد اوس علاقہ کی شروع کی گو متحمل قیام دوامی کا نہوا
سبب یہ تھا کہ عادی قیام ملک سرد کا تھا اور علاقہ تلشی پور مین بایام گرما گرمی زیادہ ہوتی تھی نظر بران سرما
مین تلشی پور و برسات و گرمی مین پہاڑ پر رہتا تھا یہی طریقہ راے پرتھی راج سے تا راجہ تیج سنگھ ہمانکی آمد و شد
کا جاری و ساری رہا جب راجہ نونسنگھ تیرھوان جانشین ہوا تو اسنے بوجہ اعتماد و اتحاد ہمدردی قومی راجہ
نول سنگھ والی بلرام پور سے کہ جنکی کیفیت ذیل مین تحریر ہی ترک سکونت پہاڑ کے دائمی بود و باش تلشی پور کی
اختیار کی اوسوقت سے تا راجہ درگزاین سنگھ کہ جس سے انقطاع ریاست ہوگئی تا انتزاع سلطنت واجد علیشاہ
جمع مشخصہ ناظمان گونڈہ و بہرایچ کو ادا کرتے رہے جب عملداری گورنمنٹ انگلشیہ ہوئی تو باوجود اجراے

اشتہارات متواترہ کے بحضور صاحب ضلع گونڈہ نہ خود حاضر آئے اور نہ کسی کارندۂ مجاز کو بھیجا اسمین اونپر بغاوت
کا شبہہ ہوا اور علاقہ خام تحصیل ہوگیا پھر جو حاضر آئے تو عرصے تک بحضور حاکم ضلع بطور نظربندون کے رہے
مئی ۱۸۵۷ عیسوی مین جب ہندوستان مین بغاوت پھیلی تو راجہ مذکور لکھنؤ مین بحضور صاحب چیف کمشنر بھیجے گئے
جب باغیون نے لکھنؤ کو گھیرا تو پہلے بیلی گارد مین پھر عالم باغ مین رہے ہنوز بلوہ رفع نہین ہوا تھا کہ باتبلاے
بیماری شدید وہین مرگئے بعد رفع بلوہ جب اشتہار عام معافی قصورات نواب گورنر جنرل ویسرای ہند کا جاری ہوا
یہان اونکی رانی بحضور صاحب ضلع حاضر نہوئی تب یہ علاقہ تلشی پور ضبط ہوکر بشمول علاقہ بانکی و فارشت اودھ
راجہ جنگ بہادر وزیر نیپال کو اور علاقہ تلشی پور مہاراجہ کے ایس آئی دگبجے سنگھ بہادر کو بجلدوی خیرخواہی عطا ہوا
شجرۂ انساب راجہ تلشی پور یہ ہی راجہ دِرگنراین سنگھ بن راجہ دگراج سنگھ بن راجہ بہادر سنگھ بن راجہ دلیل سنگھ بن راجہ
نول سنگھ بن راجہ تیج سنگھ بن راجہ اودوت سنگھ بن راجہ انوپ سنگھ بن راجہ دیو سنگھ بن راجہ بہادسنگھ بن راجہ
میگھ راج بن راجہ سکندر ساے بن راجہ سیونی بن راجہ سکنی ساے بن راجہ پرتھارا و بن راجہ حجت راو بن راجہ
بھوارا و برادرزادۂ حقیقی راجہ راجگان راے پتھورا بادشاہ دہلی **کیفیت خاندانی** کے ایس آئی مہاراجہ
دگبجے سنگھ بہادر والی ریاست بلرامپور جنت مکان مہاراجہ ممدوح آمد اونکے بزرگونکی بعہد سلطان غیاث الدین بلبن
معلوم ہوئی لیکن کسی کتب تواریخ سے تطبیق اوسکی نہوسکی ورنہ تذکرہ اونکا اوسی محل پر کیا جاتا اس جگہ بشمول
حالات راجہ تلشی پور اسواسطے تحریر کرنا اونکے حال کا مناسب معلوم ہوا کہ بموجب عطاے گورنمنٹ انگلشیہ
اوس تعلقہ پر بجاے اوسکے قابض و دخیل ہین بحوالۂ نسب اولی مہاراجہ دگبجے سنگھ بہادر راجہ نینیسکہ دیو مورث
اعلی مہاراجہ صاحب بہادر قوم چھتری جنوار چندربنس یعنی سوم بنس تھے اور دارالریاست اونکی سرکار جانپانیر
عرف باواگڈھ متصل چھاونی نیمچ قلعۂ پون گڈھ تھی اونکے چھ فرزند متولد ہوے چندر سین اور سمسر ساے
اور دیو برمھ اور بھوپ برمھ اور کرشن راے اور بریار ساے ان چھون لڑکونمین بحالت حیات پدر بابت امور
ریاست کے ایسی کچھ نزاع واقع ہوئی کہ پانچون بھائیونے مع اپنے باپ کے متفق الراے ہوکر پسر ششم بریار ساے
کو سمبت ۱۳۲۵ بکرماوت مطابق ۶۶۷ ہجری مین بحضور سلطان غیاث الدین بلبن قید کرادیا اور وہ اتنی مدت
تک قید رہے کہ غیاث الدین بلبن ۶۸۵ ہجری مین مرگیا اور بعد اوسکے اوسکا نبیرہ معزالدین کیقباد بن
قراخان قریب تین برس کے بادشاہ رہا جب سمبت ۱۳۴۵ بکرماوت مطابق ۶۸۷ ہجری مین جلال الدین
الملقب فیروز شاہ خلجی بادشاہ ہوا تو اوسنے بمقتضاے جبلی طبیعت کے کہ بدرجہ رحیم تھا بخیال ہجری راجہ بریار ساے
کو قید سے رہائی بخشی راجہ بریار ساے بوجہ مخالفت اپنے بھائیونکے پھر وطن نگئے اور حسب الارشاد ایک
ہندو فقیر صاحب باطن کے مقام دہرسوان متعلقہ تعلقہ اراج ایکونہ ضلع بہرائچ مین مع اپنے ہمراہیان

کے اکثر سرکش گرفتار ہوئے یہان پر زور اور اولوالعزمی جبلی قومی کے تھوڑے عرصے مین بعد قلع و قمع قوم تھارو وبہرون کے اکثر اوس جگہ کے زمیندار تھے ملکیت چند دیہات قرب راج ایکونہ کی حاصل کی جب فی الجملہ اونکو اطمینان اور جمعیت حاصل ہوئی تب قطعۂ عرضداشت متضمن سرہنگی و شورہ پشتی و خودسری قوم بہرو و تھارو نکی و آوارہ وطنی اپنی بوجہ مخالفت اپنے بھائیون کے مفصل بحضور بادشاہ ارسال کی بملاحظہ اوس عرضداشت کے بادشاہ نے بلحاظ سمو مرتبتی راجہ صاحب ممدوح کے حکم اخراج اقوام مذکور بنام راجۂ مذکور صادر فرماکر فرمان زمینداری راج ایکونہ کا باضافہ عطاے خلعت کے مرحمت فرمایا بعد حصول اس ریاست کے راجہ بریار سا ہے نے مقام ایکونہ مین راجگدی اپنی قائم کی اور مدت تک زندہ رہکر اس جہان سے گذر گئے بعد اونکے راجہ اچل دیو و راجہ دہیر ساے و راجہ رام ساے و راجہ بشن ساے و راجہ گنگا سنگھ پانچ جانشین ایک بعد دوسرے کے مالک راج ایکونہ کے ہوے اوسوقت سرحد راج ایکونہ کی حسب تفصیل ذیل تھی پورب راج بانسی اور پچھم ریکواری اور دکھن نالہ کسبوی اور اوتر دامن کوہ سوالک سمبت ۱۴۹۶ بکرماجیت مین جب راجہ مادھو سنگھ چھٹے جانشین اس ریاست کے ہوے تو اونکے وقت مین مسمی کھنو چودھری ورود گرجو پہلے سے منجانب راجگان مذکورین تعلقہ راگڈھ گوری کا اینک یعنی کارندہ تھا منحرف ہوکر بطور خود مالک بن بیٹھا تب راجۂ موصوف نے اپنے چھوٹے بھائی گنیش سنگھ کو راج ایکونہ مین چھوڑکر اوسکے استیصال کے واسطے موضع دھوساہ متعلقہ تعلقۂ ہذا مین آئے اور بعد قلع و قمع اوسکے اپنے راج کے دو ٹکڑے کیے بڑا ٹکڑا راگڈھ گوری کا کہ جو اب بلرامپور کے نام سے موسوم ہی اپنے قبضے مین رکھا اور دوسرا ٹکڑا راج ایکونہ کا گنیش سنگھ اپنے چھوٹے بھائی کو عطا کیا اوسوقت سے تا عملداری گورنمنٹ راجہ مادھو سنگھ اور اونکے قائم مقام جمع مشخصۂ ناظمان بابت تعلقۂ راگڈھ گوری کے جسکو اب بلرامپور کہتے مین عاملان شاہی کو ادا کرتے رہے چونکہ شجرۂ انساب مین بہت سی شاخین ہین لہذا صرف شجرۂ جانشینان ریاست تحریر کیا جاتا ہی مہاراجہ دگبجے سنگھ و راجہ جی نراین سنگھ ابنان راجہ ارجن سنگھ بن راجہ نول سنگھ بن گلولت سنگھ و جانشین راجہ پرتھی پال بن راجہ نراین سنگھ بن راجہ چھتر سنگھ بن راجہ ہربنس سنگھ بن راجہ تیج ساے بن راجہ پران چند بن راجہ کلیان ساے بن راجہ مادھو سنگھ بن راجہ گنگا سنگھ بن راجہ بشن ساے بن راجہ رام ساے بن راجہ دہیر ساے بن راجہ اچل دیو بن راجہ بریار ساے مورث اعلی اگرچہ اسوقت مین یہ تعلقہ بلرامپور و تلسی پور باستثناے علاقہ بہرایچ و لکھنو کے تمام ملک اودھ مین باعتبار وسعت رقبہ و جمع مندرجہ ذیل تھی ہے لکہ روپیہ جمع سالانہ و حسن انتظام اور عزوجاہ مین ضرب المثل ہی لیکن بحوالہ آئین اکبری راجہ ٹوڈرمل وزیر اکبر اول کے عہد مین جمع اداے مالگذاری اس تعلقۂ راگڈھ گوری کی صرف ۱۴۴ روپیہ تھی معلوم ہوتا ہی کہ اوسوقت مین جنگل زیادہ تھا اور نام اسکا اوسی کتاب مین راگڈھ گوری لکھا ہی لیکن جب سے بلرامپور آباد کیا گیا اور یہی مقام راجگدی کا قرار دیا گیا تو اسی

بلرامپور کے نام سے دفتر شاہی مین مالگذاری قائم کی گئی اور باخراج نام رامگڈھ گوری کے بلرامپور کے نام سے یہ پرگنہ موسوم ہوگیا دفعہ ۱۹ ذکر محاربۂ سلطان باراجہ جی چند والی قنوج دومرتبہ سلطان شہاب الدین ہندوستان مین آیا اور راجہ پتھورا کو قلع وقمع کرکے تمام اوسکے ملک کو لوٹا اور یہو کا راجہ جی چند راٹھور بہت خوشی سے تماشا دیکھتا رہا یہ نہ سمجھا کہ میرے واسطے بھی یہی دن ایکروز نصیب ہوگا آخر اوس پھوٹ کا یہی پھل تھا کہ وہ بھی مثل راجہ پتھورا کے غارت اور تباہ ہو جب سلطان قطب الدین ایبک کا نظم ونسق دہلی واجمیر مین بخوبی ہوگیا تب سلطان قطب الدین ایبک نے بترسیل عرائضات بحضور سلطان شہاب الدین یہ استدعا کی کہ اس مرتبہ کی عزیمت مین کلید فتح ہندوستان کی بہت آسانی سے نصیب ملازمان سلطانی کے ہو جائیگی سنہ ۵۹۱ ہجری مطابق سنہ ۱۱۹۴ع مین سلطان شہاب الدین نے بڑی دُھوم دھام سے بہت سی فوج لیکر واسطے استیصال راجۂ قنوج کے غزنی سے کوچ کیا اور براہ درۂ خیبر پہلے لاہور مین اور وہان سے دریاے ستلج اوترکر متوجہ قنوج ہوا اور کویل سے کہ جو اب ضلع علیگڈھ ہے ملک قطب الدین ایبک استقبالاً چلکر شامل اُردوے سلطان شہاب الدین کے ہوگیا اور سَو اسپ تازی بازین مرصع اور ایک زنجیر فیل مع ہودۂ طلائی اور ایک زنجیر فیل مع ہودۂ نقرئی پیشکش سلطان کے کیلیے اور حضور سلطان سے بہ خلعت فاخرہ سرفراز ہوکر ہراول کل لشکر کا مقرر ہوا اور کوچ درکوچ کرتا ہوا متصل اٹاوہ کہ جو اب ضلع ہے مخیم سرادقات سلطانی ہوے اور ادھر سے راجہ جی چند راٹھور والی قنوج جوق جوق فوج اور تین سَو فیلان جنگی لیکر بڑی شان وشوکت سے واسطے مقابلے کے چلا بمقام چندواڑ اٹاوہ کے شمال جمنا کے کنارے دونون لشکرونکا مقابلہ ہوا اور تیر وتفنگ سے جواب وسوال شروع ہوگئے عین ہنگامۂ کارزار مین سلطان قطب الدین ایبک کا تیر حدقۂ چشم راجہ راٹھور پر جاکر ایسا کاری لگا کہ اوسکے صدمے سے راجہ بیتاب ہوکر ہاتھی سے زمین پر آیا اور تمام فوج اوسکی اوسکے گرنے سے ایسی بدحواس ہوئی کہ پھر کسیکو یاراے استقامت باقی نرہا جسکا مُنہ جدھر تھا اودھر بھاگ نکلا بحوالہ طبقات ناصری منجلہ اوسکی فوج کے کسیکو اوسکے مارے جانے کی اصلا خبر نہوئی کہ وہ زندہ کسیطرف بھاگ گیا یا مارا گیا بعد فتح کے جب مسلمانون کا لشکر درمیان کشتگان فوج غنیم کے گھُسا تو اوسوقت لاش اوسکی درمیان کشتگان فوج کے مصنوعی دانتونکی علامت سے کہ سونے کے تار سے بندھے ہوے تھے پہچانی گئی پھر تو مسلمانونکا پورا قبضہ اور تصرف قنوج اور اضلاع بنارس پر بخوبی ہوگیا اور یہ فتح ایسی پوری ہوئی کہ ہندوستان کی بہت بڑی سلطنت تباہ اور برباد ہوئی اور مسلمانونکی حکومت پہاڑ کے نیچے تک یعنی تا سرحد نیپال پہونچگئی اور ملک بنگالہ کا راستہ کھُل گیا اور یہ فتح بڑی فخر اور عزت اور نہایت شان وشوکت کے ساتھ حاصل ہوئی اسمین بہت سے خزانے اور شہر سلطان کے ہاتھ آئے اور بیشمار بت اور بتخانے ہر جگہ توڑے گئے اور بحوالۂ تاریخ الفنسٹن صاحب وہ بھورا ہاتھی پکڑا گیا جسپر لاش راجہ راٹھور کی تھی اور مصنوعی دانتونسے پہچانی گئی

اوسقوم راتھور نے اپنا ملک چھوڑکر ملک مارواڑ مین جاکر طرح اقامت ریاست کی ڈالی کہ جو آج انگریزون کے رفیق
گنے جاتے ہین اور سلطان نے اس ملک کو سپرد سلطان قطب الدین ایبک کر کے مراجعت غزنی فرمائی کہتے ہین کہ
جو فیلان منضبطہ راجہ قنوج کے دربار عام مین بنظر خجستہ اثر سلطان شہاب الدین کے گذرانے گئے تھے تمام ہاتھی باشارۂ
فیلبانونکے بادشاہ کے سلامی ہوے مگر فیل سفید سلامی نہین ہوا ہرچند فیلبان نے آنکس مارا مگر قابو مین نہ آیا بلکہ شدت
شوخی سے قریب تھا کہ فیلبان کو گرا دے بعد اسکے چند منزل ہمراہ سلطان کے وہ ہاتھی گیا مگر بادشاہ نے اوس
ہاتھی کو مع فرمان خطاب فرزندی کے سلطان قطب الدین ایبک کو عطا کیا اور وہ ہاتھی تاحیات سلطان قطب الدین
ایبک کے زندہ رہا اور تحقیق ہوا ہی کہ سوا اوس ہاتھی کے پھر کسی سلطان کو سفید ہاتھی میسر نہین ہوا دفعہ ۲
بمعاینہ ان تمام حالات کے جہانتک مین خیال کرتا ہون وقائع نگاران سلطانی لڑائی جہادی کو قلم انداز کرتے
ہین خصوص محمد قاسم مؤلف فرشتہ نے بپابندی اونھین مؤرخونکے معرکۂ مجاہدانۂ قنوج کو خدا جانے عمداً یا سہواً جیسا
کچھ ہوا اس جگہ پر چھوڑ دیا ہی صرف جدال جَیچند والا کو بطور اجمال کے لکھا ہی اور مارا جانا راجہ جَیچند راٹھور ایک
راجۂ عظیم الشان کا ایک ایسے بیان مجہول پر حوالہ کر دیا ہی کہ شناخت اوسکی لاش کی مصنوعی دانتون سے
ہوگئی اور اوسکی فوج کو اوسکے مارے جانے کی اصلا خبر نہوئی اور ایسی ہی جدال مجاہدانہ سید سالار مسعود غازی
کو کہ شہرۂ آفاق ہی اپنی تمام کتاب مین کچھ ذکر نہین کیا علاوہ اسکے تذکرہ لڑائی قنوج و کڑا و مانکپور کا تھوڑا یا بہت
کچھ نہین لکھا اس سے صاف ظاہر ہی کہ وقائع مجاہدانہ کو عمداً لکھنا چھوڑ دیا ہی تو ایسی صورت مین مؤلفون
کو ضرور نہین ہی کہ مؤرخین معتبرین مثل تذکرۃ السادات و عمدۃ المطالب و ملفوظ امیر کبیر سید قطب الدین و دیگر کتب
ثقہ کو ہیچ سمجھکر مین بھی اوسکی تقلید کرنے لگون اور ایسے وقائع جدال عظیم الشان مجاہدانہ کو مہمل سمجھ کے تحریر نکرون
خوب تحقیق ہوا ہی کہ امیر کبیر سید قطب الدین مدنی نے حسب اجازت سلطان بغرض حصول ثواب جہاد اونکی
فوج سے علیحدہ ہو کر قنوج اور کڑا و مانکپور مین ساتھ راجہ جَیچند و مانکچند کے لڑائی کی اور سلطان قطب الدین
ایبک سپہ سالاری فوج سلطان کے بمقام چندوار اٹاوہ راجہ تالادیو پسر خواندۂ راجہ جَیچند سے لڑا جسکا ذکر
دفعہ ۱۹ مین ہو چکا ہی اور قطب الدین ایبک حسب روایت تذکرۃ السادات مرید و معتقد امیر صاحب موصوف
کا تھا اوس نے جدال قنوج خاص سے کنارہ کر کے آپ پر حوالہ کیا اور بروقت فتح قلعہ کڑا کے اودھر سے آکر شریک
فتح کڑا کا ہوا اور امیر صاحب ممدوح اپنے ملفوظ مین تحریر فرماتے ہین کہ بروقت عزیمت جہاد ہندوستان اس
فقیر کے سلطان نے ہمگی و تمامی اپنی ہمت کو طرف اسکے مصروف کیا تھا کہ فوج سلطانی شریک ہو کے مدد
معاون جہاد کی ہو مگر ولدی امیر نظام الدین نے کہا کہ اگر سلطان شریک محاربۂ جہاد کا ہوا تو بمقابلہ سلطان کے
ہمارا نام فتح و شکست مین نہوگا اسواسطے فقیر نے مع اپنے ہمراہیان مجاہدین کے علیحدہ ہندوستان مین آکے جہاد

مجاہدانہ کیا و قصہ ۲۱۲ تذکرہ محاربۂ مجاہدانہ امیر کبیر سید قطب الدین محمد مدنی ترجمہ لیا ہوا مثت ملفوظ امیر کبیر سید قطب الدین
مدنی کہ جو عربی مین ہی اور وہ کتب خانہ اولاد شیخ فضل اللہ گوسائین مولائے بارہ دری متعلقات صوبۂ بہار سے ملا تھا ملخص اوسکا
یہ ہی کہ بعد وفات سید رشید الدین احمد والد ماجد کے وطن مالوفہ سے برغبت خاطر ہوا اول باولی مناسک حج مدینہ منورہ سے
احرام باندھکر مکہ معظمہ زادہا اللہ شرفاً و تعظیماً آیا اور بعد ادائے حج و عمرہ کے بنظر تفرج ملع ہندوستان کہ اقصائے
بلاد ہی عازم خلیج جدہ کا ہوا اور رارنیونکے جہاز پر سوار ہوکر تھوڑے دنونمین بندر خلیج بنگالہ مین اوترا اور یہ ارادہ
ہوا کہ براہ خشکی منزل بمنزل افغانستان اور بغداد ہوتا ہوا اپنے وطن مدینہ منورہ کو جاؤن اب وہان سے فقیر
کوچ مقام کرتا پچھم کو چلا ہرچند بعض بعض مقامونکی آب و ہوا پسند مزاج ہوتی تھی لیکن باشندے وہان کے کہین
ٹھہرنے نہ دیتے تھے کہ سرعت کسل راہ کردن یہانتک رفتہ رفتہ کڑے آیا سواد وہانکا نہایت خوش معلوم ہوا اور یہ
خواہش ہوئی کہ اگر یہانکے باشندے فقیر کو بحال فقیر چھوڑ دین تو چندے مقیم ہوکر بعبادت الٰہی مصروف ہون
کہ ایک ہندو نے پاس آکر پوچھا کہ کون اور کہان سے آئے ہو مینے بزبان عربی کہا کہ مین مسلمان مسافر ہون
کلام تو میرا وہ نہ سمجھا مگر لفظ مسلمانی پر تمام رات مع اپنی قوم کے مجھے سخت تکلیف دی اور ہندی زبان مین فقیر
کو بار بار کچھ کہتا تھا اور اونکی ایذا رسانی پر مین چاہتا تھا ان سے لڑکر مر جاؤن مگر اسمین زیان اپنا سمجھکر جواب
سخت اور درشت عربی مین اونکو دیتا تھا اور بوجہ ناآشنائی غیر زبان کے اتنی طاقت نہ تھی کہ بزبان ہندی
اونسے کچھ کہتا غرض کہ صبح کو روانہ جانب مغرب ہوا جسوقت کہ بازار شہر کڑا سے گذرا تماشت قلعہ سنگین کو کہ کنارہ
دریائے گنگا ہی ملاحظہ کیا وہ رفعت مین پہاڑ تھا اور آبادی شہر کی جنوباً شمالاً تین کوس سے زیادہ تھی غرباً خدا جانے
شرقاً دریائے گنگا تھی وہان سے باچشم گریان و دل بریان روانۂ مدینہ طیبہ ہوا اور بعد طے منازل زیارت روضۂ مطہرۂ حضور نبی
اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی باآہ سرد و دل پر درد حاصل کی اور وہین ایک ہفتہ تک ساکن رہا کہ اسمین رویائے
صادقہ جمال باکمال خیر البشر سے مشرف ہوا اوسوقت زبان قضا جریان سے یہ ارشاد ہوا کہ بادشاہ غزنی کے
پاس جاؤ باعانت اوسکے ملک ہند پر قابض ہوگے اور قیام اپنا وہین رکھنا و باجرائے دین محمدی ساعی رہنا
اور ولایت وہانکی تمکو دیجاتی ہی فقیر کو اس بشارت سے نہایت بشاشت ہوئی چونکہ اہل خانہ فقیر کی مر چکی تھی
اپنے بیٹونکو لیکر روانۂ دار السلطنت غزنی ہوا اسمین اکثر مرید میرے اور میرے باپ کے میرے ساتھ ہوئے
جب غزنی پہونچا سلطان سے ملاقات کی اور سلطان کو بھی عالم مثال مین میری اعانت کے لیے حکم ہو چکا تھا پایۂ
اوسکے سلطان نے اپنی دختر نیک اختر کو بحبالۂ نکاح ولدی سید نظام الدین کے دیدیا اور تھوڑے دنون کے
بعد فقیر حسب اجازت سلطان مجاہدانہ بجمعیت اٹھارہ ہزار سوار و پیادہ بسلاح و سامان رسد کے مع سرداران سید
فخر الدین و قاضی شیخ احمد محتسب عثمانی و سید احمد و سید احسن و سید محمود و حاجی جمال و شجاع الدین سالاران

وفیروز و چندن و حمید و بازید وغیرہ وغیرہ قوم افاغنہ سکنائے نواح کابل شروع جاڑے مین غزنی سے عازم
دہلی ہوا جو کہ راجگان قرب و جوار لاہور لکد کوب شمشیر حشمت سلطان سے پس پا ہو چکے تھے کوئی اونمین سے
مزاحم و سد راہ نہوا کہ اسمین مع الخیر فقیر داخل دہلی ہوا اور بقصد جہاد راجہ راٹھور والی قنوج کے جاسوسان عیار کو
باستعلام کیفیت فوج راجہ مذکور کے قنوج بھیجا تھوڑا عرصہ گذرا تھا کہ یہ خبر آئی کہ راجہ راٹھور بشرب مدام بدمست
ہو کر ہمیشہ قمار بازی و ناچ رنگ مین مصروف ہے اور اوسکے کارپردازان اوسکی یہ حالت دیکھکے اپنے کامون مین نہایت غافل
ہین اور یہان فوج مجاہد کہ جسکا مین امیر تھا بآئین شائستہ اس انتظام سے تھی کہ ہر شی مایحتاج سہ روزہ ہر شخص
کے ساتھ تھی اور بآئین عرب ایک ثلث لشکر ہر وقت مسلح اور طیار رہتا تھا اور کوچ مقام مین میمنہ اور میسرہ اور
قلب اور جناح کی نہایت پابندی تھی واقع چودھوین ماہ شعبان یوم جمعہ بعد ادائے نماز فجر فقیر نے تمامی فوج
سے جانب قنوج کے کوچ کیا چوتھے روز یوم دوشنبہ کو وہان پونہچا کہ جہان سے قنوج پندرہ کوس تھا جاسوسون
نے خبر دی کہ مثل مور و ملخ کے جوق جوق فوج راٹھور کی اس تماشے کے ساتھ آتی ہے کہ انتظار ارابۂ توپخانہ کا
کہ ہنوز قنوج سے نہین نکالا گیا تھا نکیا حتے کہ درمیان دونون لشکرونکے سات کوس کا فاصلہ رہگیا کہ رات
ہوگئی لشکر اسلام نے بقاعدۂ قراولی مین شب تار مین فوج راجہ پر شبخون مارا اور اوس اندھیرے مین ایسی تلوار چلی کہ
موافق اور مخالف کا تمیز نرہا جو کہ تائید غیبی شامل حال اہل اسلام کے تھی ہندوونکے کشتون کے پشتے ہوئے جو زندہ
بچے وہ بھاگ نکلے اور اہل اسلام مظفر اور منصور ہو کر مال غنیمت سے مالا مال ہوئے روز ثانی راجہ جے چند لشکر
گران لیکر فوج اسلام سے رزمخواہ ہوا فقیر نے بھی بقاعدۂ عرب بصفوف آرائی مشغول ہو کر قلب و جناح و میمنہ
و میسرہ کو اسطرحپر ترتیب دیا کہ بسرداری ولد اکبر امیر سید نظام الدین کے سید احسن ولد سید محمد و شیخ منہاج الدین
سرداران لشکر کو بہراولی پیادگان تیرانداز کے مقرر کیا و بسرکردگی امیر قیام الدین ولد اوسط کے سید یوسف
قتال و سید محمد غوث عرف گوسائین و سید بڈھا کو میمنہ پر مقرر کیا اور بافسری امیر تاج الدین ولد اصغر کے شیخ حامی
جمال و شیخ ضیاء الدین مفسر و شیخ حسام الدین غوری سرخیلان کو میسرہ پر مامور کیا اور شیخ شہاب الدین عمری
و شیخ بڈھا و شیخ بہاء الدین سالاران کو پشت لشکر پر روانہ کیا اور قاضی ملک قیام الدین سرگردان کو قراولی
پر بھیجا اور فقیر مع قاضی احمد محتسب و شیخ چندن و شیخ فخر الدین امیران کے قلب سپاہ مین رہا اور باہمگی
تمام مستعد و آمادۂ کارزار ہوا راجہ بوجہ نادانی و ناتجربہ کاری بلا لحاظ آنے توپخانے کے بزعم کثرت فوج کہ مور و
ملخ سے زیادہ تھی ہاتھی پر سوار ہو کر میدان کارزار مین آیا شیخ ضیاء الدین ترک و قاضی ملک قیام الدین
نے کہ قراولی پر مامور تھے پیشقدمی کرکے لڑائی شروع کردی لیکن گھوڑے انکے ہاتھیون سے ناآشنا تھے
بھڑکنے لگے لیکن قراولون نے بضابطۂ قراولی مقابلۂ فوج اعدا سے مڑ کر پیچھے کو گھوڑے بھگائے تب

فوج راجہ راٹھور سمجھی کہ یہ لوگ شکست کھا کے بھاگے جاتے ہین ہر چہار طرف سے بے محابا دوڑ پڑی راجہ ہاتھی پر سوار میدان
مین تھوڑے لوگ اونکے ساتھ رہگیا فقیر بمجرد دوڑنے فوج راجہ کے دست بقبضۂ کمان اور تیر کے لیگیا اور مثل اولے کے
تیر برسانا شروع کیے کہ اسمین راٹھور مع اپنی فوج کے روگردان ہوا اوس بھاگنے مین بہت فوج راجہ کی
ماریگیئی اور شکست فاش راجہ راٹھور کو اور فتح عظیم نصیب لشکر اسلام کو ہوئی اور لشکریان فوج فقیر سے بھی کچھ
لوگ درجۂ شہادت کو پہونچے اور بہت سے بخوف جان مسلمان ہوئے اور ہزارہا ہندو قیدی لونڈی غلام بنے
اور راجہ قلعۂ قنوج کو چھوڑکر نوین ماہ شعبان کو جانب شہر کڑا مفرور ہوا تب اشتہار امان نسبت سکنائے شہر قنوج
کے جاری ہوا اور جو لوگ کہ طاقت فرار کی نرکھتے تھے بخیال امان خانمان پاس فقیر کے حاضر ہوکر مسلمان یا
ذمی ہوئے الا بعض متعصبین مذہب بلحاظ ننگ ناموس اپنے اپنے مکانون سے نکل کر مستعد جدال ہوئے اور بپاداش
سزائے اعمال کے پہونچے بعد قتل و غارتگری قنوج کے لشکر اسلام تاریخ ۲۲ ماہ شعبان کو عازم خطۂ کڑا ہوا اور وقت
روانگی کڑا کے سرداران فوج سے یہ مشورہ کیا گیا کہ قلعۂ کڑا سنگین اور متین ہی اور اوسکو مین اپنی آنکھ سے دیکھ
چکا ہون بغیر بڑی توپونکے فتح دشوار ہی اور جو توپخانہ راجہ کا رہگیا ہی اوسکو ساتھ لے چلنا چاہیے تب وہ توپخانہ
ہمراہ لیا گیا اور قیدیان کفار جو لشکر اسلام مین تھے واسطے کھینچنے اون توپونکے مقرر کیے گئے پانچوین ماہ رمضان
کو نواح خطۂ کڑا مین داخل ہوا اور یہان راجۂ مذکو بنے سکنای شہر کو قبل نزول لشکر اسلام کے بھگا دیا تھا اور جو لوگ
قابل لڑائی کے تھے اونکو اپنے ساتھ قلعہ مین داخل کر لیا تھا ولدی امیر نظام الدین نے مع توپخانہ شہر کڑا مین
پہونچکر محاصرہ قلعہ کا کیا اور ابتدا لڑائی کی توپون سے شروع ہوئی سرداران حاجی جمال و شیخ منہاج الدین
نے شریک امیر نظام الدین کے ہوکر گولہ باری و تیراندازی محصوران قلعہ کو تنگ کیا باشندگان شہر کڑا تاب استقامت
کی شہر مین نہ دیکھکر لشکر اسلام مین آئے اور بوساطت حاجی جمال و شیخ منہاج الدین بحضور فقیر حاضر ہوکر خواہان
امان ہوے بمقتضائے مصلحت اونکو امان دیکر یہ ہدایت ہوئی کہ تا فتح قلعہ وہ باہر شہر کے رہین اور بعد عہد
و میثاق خیرخواہی کے اونکی نگرانی کے لیے کچھ لوگ لشکر اسلام سے مامور کیے گئے اور بنظر حزم کچھ لوگ اسلام سے
اونپر اسواسطے مقرر کیے گئے کہ خوب نگران اونکے حال کے رہین کہ کسیطرح پر خفیہ رسد رسانی و خبر رسانی قلعہ مین کرنے
پاوین آخر کو وہی لوگ بطور جاسوسی خبر قلعہ کی لشکر اسلام مین دینے لگے بعد اس انتظام کے بیلداران و نجاران و مزدوران
اطراف دیہات کڑا کو بہم پہونچا کر مورچہ حوالی قلعہ کھدوانا شروع کردیا بعد طیاری مورچہ اونھین مقامون سے
لڑائی ہونے لگی اور توپین کلان اون ٹیلونپر سے جو محاذی قلعہ تھے نصب کرکے رد و بدل گولہ کا طرفین سے
ہونے لگا ہر چند کہ قوم فرنگی و ارمنی من جانب بادشاہ کے متعین لشکر فقیر کی تھی نہایت چابکدستی سے گولہ انداز بھی
کرتی تھی لیکن رفعت قلعہ و عمق خندق سے نہ گولہ کی دیوار قلعہ مین کارگر ہوتی تھی جب اسمین عرصہ گذرا

تب سالاران حاجی جمال و شجاع الدین و فیروز و شیخ منہاج الدین و سید احمد و شیخ بہاء الدین و شیخ چندن کی یہ رائے قرار پائی کہ خندق قلعہ پاٹ کرکے دھاوا کیا جائے اوسوقت جو قیدی ہنود مورچہ کھودتے تھے اونکو یہ باور کرادیا گیا کہ اگر جلدی سے خندق قلعہ کو پُر نکروگے تو پھر تمکو امان نہ ملیگی وہ لوگ بخوف جان چھوٹے بڑے کیا عورت کیا مرد متفق ہوکر ایسی محنت کرتے گئے کہ تا آخر ماہ رمضان خندق بقدر راستہ دھاوے کے قابل کردیا اور شہر کے مکانونکو کھودکے خندق کو پاٹ دیا جب مسلمانونکو سب سامان دھاوے کا ہوگیا تو بعد نماز عید الفطر بسم اللہ کرکے ایکبارگی فوج اسلام نے قلعہ مین دھاوا کیا کہ اس حملے مین اکثر مردان فوج اسلام سے شہید ہوے اور دھاوا چل نسکا اونہی اثنا مین یہ مشہور ہوا کہ سلطان قطب الدین ایبک واسطے مدد مجاہدین کے آتا ہی جب اسکی خبر راجہ راٹھور کو ہوئی تو سراسیمہ ہوکر اپنے زنان و فرزندان کو قلعہ مانکپور مین بھیجکر خود بھی بلا مشورہ اپنے سردارونکے بسواری کشتی مفرور ہوا اور یہان اگرچہ فوج اسلام پہلے سے بحصول اجازت اس فقیر کے مستعد و آمادہ ہلہ قلعہ تھی کہ اس مابین مین بہ مخبری جاسوسان تحقیق ہوا کہ قلعہ کڑا سے راجہ راٹھور مع اہل و عیال کے قلعہ مانکپور مین بھاگ گیا تب شیخ منہاج الدین و سالار حاجی جمال بدریافت مفروری راجہ مذکور کے فقیر سے آکر مستدعی ہوے کہ بوجہ تمادی ایام و شہادت بعض اہل اسلام کے اب ہمسے صبر نہین ہوسکتا کہ دھاوا نکرین متوکلا علی اللہ دھاوا قلعہ کا کرتے ہین اگرچہ ذخیرے سد ہر قسم کے قلعہ مین وافر تھے تاہم راجہ مانک چند بطور اخفا استمداد رسد کرتا جاتا تھا باین ہمہ راجہ راٹھور متحمل قیام قلعہ کڑا کا نہوا اور نہ معلوم کب اور کیونکر نکل کر مانکپور یا بنارس چلا گیا پھر تو مورچون سے برابر گولہ اندازی اس شدت سے ہوئی کہ گیارھوین ماہ ذیقعدہ کو اہل اسلام مورچون سے نکل کر زیر دیوار قلعہ پہونچ گئے اوس حملے مین سالار شجاع الدین مع دیگر سردار مسلمانونکے ضرب گولہ سے درجہ شہادت کو پہونچے لیکن مسلمانون نے اونکی شہادت سے اعتنا نکرکے سیڑھیان گوشہ پچھم اور دکھن کے جاکر لگادین اور سالار فیروز مع چند مسلمانون کے براہ سیڑھی فصیل قلعہ پر چڑھ گئے اور دوسری طرف سے شیخ منہاج الدین و سالار حاجی جمال و سید یوسف قتال نے دروازہ قلعہ جنوب مین داخل ہوکر دروازہ قلعہ کا کھول دیا اوسوقت ولدی امیر نظام الدین نہایت دلیری سے ایک جماعت لیکر داخل قلعہ ہوگیا اور تکبیر اللہ اکبر بلند کی اوسوقت فقیر بھی اپنی جگہ سے اوٹھکر مع ایک جماعت مسلمانونکے قریب قلعہ پہونچ گیا اور قبل دھاوے قلعہ کے ولدی امیر قیام الدین کو جمعیت تین ہزار سوار و پیادہ حوالی کڑا مین اسی خیال سے مامور کردیا تھا کہ کفار دیار ہنگام دھاوا پشت لشکر پر شبخون نہ مارین و نیز بہجوم امداد کمک راجہ مانک چند ولدی امیر تاج الدین کو دو ہزار سوار و پیادہ دیکر بعبور دریا بھیجدیا تھا کہ وہان جاکر محاصرہ قلعہ مانکپور کا کرین بعد اس انتظام کے محصوران قلعہ کڑا کا یہ حال ہوا کہ بہ نیروی مجاہدان شہادت جوی کے فتح عظیم نصیب اولیاے دولت قاہرہ مسلمانونکے ہوئی اور قلعگیان طعمہ تیغ خون آشام اسلام کے

ہوے اور جو زندہ بچے وہ لونڈی غلام بنے لیکن اوس ہلے مین سالار حاجی جمال شہید ہوے اور حسب وصیت اونکی
اندرون قلعہ کے مدفون ہوے اور رولدی امیر نظام الدین صدمۂ پتھر سے مجروح ہوا بعد اس فتح عظیمہ کے ہاتھی گھوڑے
نقد و جواہر بے شمار غنیمت مین آئے ازانجملہ بعض اشیاے نفیسہ سلطان زمان کو مصحوب ولدی امیر نظام الدین کے
کہ وہ نسبت فرزندی کی ساتھ سلطان کے رکھتا تھا بھیجی گئین اور باقی غنیمت مجاہدین کو علی السویہ تقسیم ہوئی

کیفیت فتح قلعۂ مانکپور رولدی تاج الدین نے مانکپور مین جاکر مثل قلعہ کڑا کے نہایت ہوشیاری سے محاصرہ کیا
ہنوز نوبت دھاوے کی نہین آئی تھی کہ راجہ مانک چند سراسیمہ ہوکر اوسی رات کو نکل گیا جس روز قلعہ کڑا فتح ہوا بعد
کو معلوم ہوا کہ وہ بھی پاس راجہ جی چند بمقام بنارس چلا گیا پھر تو مسلمانون نے بہت آسانی سے قلعہ مین دھاوہ
کرکے جو کچھ مال و اسباب تھا لوٹا اور تمام شہر مانکپور مین قبضہ مسلمانون کا ہوگیا بحوالۂ بعض مؤرخین مرقوم ہی
کہ بعد فتح قنوج امیر کبیر سید قطب الدین مدنی نے بخیال دوراندیشی بسپہ سالاری ایک فوج کے سید علاء الدین
اور اونکے ہمشیرہ زادے سید قاسم کو باین ہدایت آگے کو روانہ فرمایا کہ اطراف و جوانب گنگا جمنا دیکھتے بھالتے اور
چھوٹی چھوٹی گڑھی و کوٹ قلع قمع کرتے آگے چلین کہ ہنگام ورود لشکر اسلام کے کوئی اثناے راہ مین مزاحم
نہو چنانچہ بہ تعمیل اس حکم کے دونون سردار دو تین منزل آگے آگے جاتے تھے جب قریب قصبۂ ہسوہ کہ جو اب
ضلع فتح پور سے جانب پورب تین کوس ہی پہنچے معلوم ہوا کہ یہانکا فرمانروا بطور خود سر راجہ ہنس یکے از اقربا
راجہ راٹھور ہی اور یہ قصبہ آباد کردہ اسی راجہ کا ہی اور اپنے نام سے موسوم کیا ہی بکمال رعونت و خودداری
بسر کرتا ہی وہ راجہ بہت سی فوج لیکر کئی کوس پیشتر ہسوے سے آکر زنجواہ ہوا یہانتک معرکہ ہوا کہ دونون لشکر
لڑتے مرتے ہوے ہسوے پونہچے آخر راجہ ہنس و سید علاء الدین کی تلوار چلی سو انکے ہاتھ سے مارا گیا اور یہ اوسکے ہاتھ سے شہید ہوے
اور کئی قدم تن بے سر کے چلکر جاے مدفن پر گر کر شہید ہوے اور سید قاسم اوسکی فوج سے لڑتے ہوے تا مقام
تھن پور گئے کہ جو ہسوے سے ایک کوس جانب پورب ہی وہین جان بحق تسلیم ہوے سید علاء الدین کا مزار
ایک بلندی پر کہ جو اب باسم درگاہ مشہور ہی ایک گنبد مین ہی اور اوسکے اوتر مسجد ہی بمعاینہ اوس ہیئت
کذائی کے صاف یقین ہوتا ہی کہ یہ مقام قلعہ راجہ ہنس کا تھا اور اب بقبضۂ مولوی سید عبد السلام و سید عبد العزیز
کہ جنکا ذکر آگے آویگا ہی اور یہ دونون مزار ابتک حاجت رواے خلق ہین اور اہل باطن اکتساب نسبت کا
کرتے ہین بحوالۂ کتاب تذکرۃ السادات لکھا ہی کہ بعد فتح قنوج جب مخیم سرادقات امیر کبیر سید قطب الدین مدنی
مع لشکر بمقام کڑہ سادات کہ جو ہسوے سے دو کوس جانب پورب ہی ہوا تو اوسکا مطبوع و پسند خاطر
اقدس اسقدر ہوا کہ واسطے تعمیر چاہ و مسجد کے کہ بکرامت ضرب عصا کے پانی نکلا تھا حکم صادر فرمایا اور اوس
مسجد مین پانچ اینٹین جو کہ معظمہ سے ہمراہ آئی تھین تیمنًا و تبرکًا نصب کی گئین اور آب زمزم غیظہ کرتے

چاہ مین ڈالا گیا اور بخوف احتیاط متعلقان و بیاران لشکر کو چھوڑ کر ملازم کڑہ ہوے اور نسبت اوس خاک پاک کے دعائے
خیر فرمائی بعض مورخین مثل سید لال محمد کے مدح کڑہ سادات مین یہ تحریر فرماتے ہین نظم مقام دلپذیر و خوش ہوائے •
سوادِ دلکشِ جنت نمائے • میانِ کافرانِ واژگونہ • زکفر و زدینہ شد نمونہ • زہے عالی مقامے پُر سعادت • کہ آنجا
شناہ کردہ استقامت • تہے چاہے کہ آبِ فیض ہردم • بہ دون آید از و چون چاہ زمزم • ہر آن مومن کہ آبش
خورد یکبارہ شد محفوظ از نارِ جہنم • اس جگہ پر جن حضرات کو تاریخ دانی مین تبحر کامل نہین ہی وہ لڑائی چندوار
اور قنوج اور کڑہ مانکپور مین شبہہ کرتے ہین اور ان لڑائیونکو ایک زمانے مین قرار نہین دیتے اور جو لوگ ایک
ہی زمانے کی لڑائی کے مقر ہین وہ یہ خیال کرتے ہین کہ دو جی چند تھے ایک مالک راج قنوج اور دوسرا
مالک راج کڑا اور قنوج کا جی چند راٹھور کو بطور انیر کے جانتے ہین حالانکہ یہ شبہہ انکا محض قیاسی ہی کوئی
ثبوت تاریخی اونکے پاس نہین ہی دفعہ ۲۲ ذکر مفروری راجہ جی چند و مانک چند یادداشت ہندی اور
بنساوری راجہ راٹھور موجودہ کتب خانۂ راجہ مانڈہ سے دریافت ہوا کہ ہنگام مفروری راجگان جی چند و مانک چند
جسقدر نقد و جنس از قسم زر و جواہر اپنے ہمراہ لیجا سکے لیگئے مابقی کڑھاؤ آہنی مین رکھ کے جائے محفوظ قلعۂ مانکپور مین
دفن کر کے چلے گئے کہ وہ مال ابتک یقیناً اندرون قلعہ موجود ہی چنانچہ اکثر حکام پیشین اوسکے تجسس مین ہر
جابجا کھدواتے رہے لیکن کسیکو نصیب نہوا ماہ جنوری ۱۸۶۸ عیسوی کو حسب الحکم آنربل آر ایچ ڈیوس صاحب
بہادر چیف کمشنر لکھنؤ مقام مشتبہ اندرون قلعۂ مانکپور باہتمام ولیم ای فارسیپ صاحب بہادر کئی مہینے تک
کھودا گیا مگر سوائے آثارات عمارت کہنہ کے اور کوئی شی برآمد نہین ہوئی چند فلوس کہنہ برآمد ہوے کہ جنکا ذکر پہلے ہو چکا ہی اور بعد
ہزیمت کے ہر دو راجگان مانک پور سے مفرور ہو کر بنارس گئے جب وہان بھی فوج مسلمانونکی پہونچ گئی تب
راجہ جی چند بخوف مسلمانون کے زہر کھا کر مر گیا لیکن راجہ مانکچند مع اپنے متعلقان کے بمقام علاقۂ راج کنتت جا کر
مسکن گزین ہوا یہ علاقۂ کنتت جانب جنوب الہ آباد و زیر دامنگ کوہ بندھاچل جسکی سرحد راج ریوان سے ملصق ہی اور
اب بالمناصفہ اضلاع الہ آباد و مرزاپور پر منقسم ہی طرح راج ریاست کی ڈالی اور جنگل تراشی کر کے بمرور ایام ایک
ملک زرخیز ہو گیا دفعہ ۲۳ ذکر اعقاب راجہ مانک چند راجہ مانک چند کے چار پسر صلبی اول راجہ تالادیو جو
راس نشین راجہ جی چند اپنے چچا کا تھا اوسنے بمقام چندوار متصل اٹاوہ جمنا کے کنارے پر سلطان شہاب الدین و قطب الدین
ایبک سے لڑ کر شکست کھائی اور جانب مارواڑ و بیکانیر مفرور ہوا وہین طرح اقامت کی ڈال کر بنیاد راج
ریاست کی قائم کی اور ابتک اوس ملک کے راجہ خود مختار ہین اور گورنمنٹ کے دوست شمار کیے جاتے ہین
دوسرا الہ دیو جسکی نسل مین راجگان مانڈا و ڈیہا وغیرہ متعلقہ پرگنہ کھیراگڈھ ضلع الہ آباد ہین اور دس روپیہ سیکڑہ پرگنہ
کھیراگڈھ سے جسکا سالانہ تیس ہزار روپیہ سے کچھ زائد ہی نقد گورنمنٹ انگلشیہ سے انکار پاتے ہین علاوہ اسکے

چالیس پچاس ہزار روپیہ کے زمیندار و مالگذار ہین تیسرا لچھمن دیو جسکی اولاد مین راجہ سکتیس گڈھ و بیجے پور ضلع مرزاپور ہین یہ بھی مثل راجگان کھیراگڈھ کے مالک وسیع علاقے کے ہین اور سرکار سے نانکار پاتے ہین چوتھا پرہم جیت بحضور سلطان علاء الدین محمد سام بمقام غزنی جاکر مسلمان ہوگیا وہانسے علاقہ کھیرا منگرور متعلقہ ضلع بنارس بطور تمغے کے معاف پایا مدت تک وہ ریاست اوس خاندان مین رہی آخر کو بسبب کثرت اولاد کے وہ راج تقسیم ہوکر بطور زمینداران مفرد کے ہوگیا ہنوز اولاد اوسکی مسلمان ہے جب راجگان علاقۂ کنتت مین بزم تہنیت و تعزیت کی ہوتی ہے تب وہ لوگ بھی برادرانہ آکر شریک ہوتے ہین باقی حال بعہد سلطنت سلطان سکندر لودی مشروحاً تحریر ہوگا دفعہ ۴۴ بحوالۂ تذکرۃ السادات امیر کبیر سید قطب الدین نے قلعۂ کڑہ و مانکپور کا سخت محاصرہ کیا ہنوز نوبت فتح قلعہ کی نہ پونہچی تھی کہ اوسی اثنا مین سلطان قطب الدین ایبک کہ مرید و معتقد امیر ممدوح کا تھا اور بطرف مہم اودھ کے مصروف تھا باصغاے اس خبر کے بیلغار تمام آکر شریک جنگ قلعۂ کڑا و مانکپور کا ہوا اور چند روز مین قلعۂ کوہ تمثال کو ساتھ حملۂ دلاوران فیروزی لواکے برباد و مسمار کرکے مفتوح کیا اور جوانان ظفر توامان سعادت خوی شہادت جوی کو کہ شربت شہادت چکھتے گئے تھے دفن کیا اور حکومت اوس دیار کی ساتھ جناب ملازمان قطب الاقطاب امیر کبیر کے تفویض کرکے خود بطرف بنگالہ کوچ کرگیا اور الفنسٹن صاحب بھی تبایید اسکے اپنی کتاب تاریخ ہندوستان صفحہ ۵۶۵ مین یہ فرماتے ہین کہ جو مشکلین بعبور دریاے گنگ پیش تھین وہ بہت دنون سے رفع ہوگئی تھین اوس زمانے مین محمد بختیار خلجی بھی قطب الدین کی خدمت مین حاضر ہوا اودھ اور بہار کے کچھ شمالی حصون کو فتح کرچکا تھا جب یہان سے اپنی فوج کو واپس گیا تو بہار کے باقی حصون اور بنگالہ کو فتح کیا جب نوبت فتح لکھنوتی ملقب بہ گور کی پونہچی تو تمام بنگالے پر قبضہ اوسکا ہوگیا انتہی کلامہ ہنوز مہم کڑا و مانکپور و اودھ و بہار کی سر نہین ہوئی تھی کہ بادشاہ خوارزم سلجوقیونکی حکومت کو خاک مین ملاکر درمیان ایشیا کے سلطنت قائم کرچکا تھا اور اپنی شان و شوکت کو بڑھا رہا تھا اور سلاطین غوریہ کا ہمسر و حریف بن بیٹھا تھا باستدراک اسکے سلطان شہاب الدین بہت سی فوج لیکر اوسپر چڑھ گیا جب نواح ملک طوس و سیرخس مین پونہچا وہان پر خبر وفات سلطان غیاث الدین اپنے بھائی کی سنکر فوراً بامید تخت نشینی غزنی کو مراجعت فرمائی ۵۹۹ھ ہجری مطابق ۱۲۰۲ء عیسوی مین غزنی پہونچکر بجاے اپنے بھائی کے تخت نشین ہوا ذکر وفات سلطان شہاب الدین دفعہ ۴۵ بعد تخت نشینی کے بادشاہ نے مغربی صوبونکی جانب پھر کوچ کیا اور واسطے لڑائی بادشاہ خوارزم کے دوبارہ اہتمام طیاری فوج کا کررہا تھا اوسی اہتمام مین بمقام دھمیک کنارے دریاے اٹک نزول دائرۂ اجلال ہوا ایکروز بنظر تفرج طبع کنارے دریاے اٹک کے خیمہ کھڑا کرکے شب باش ہوا نصف شب کو چند اوباش جنکے عزیز و اقارب بحکم بادشاہ قتل ہوے تھے دریا تیر کے خیمے مین

ذکر وفات سلطان شہاب الدین

لمبن گئے اور تلوار و نسے بادشاہ کو شہید کیا تاریخ وفات بحوالہ طبقات ناصری جلد دوم صفحہ ۴۹۴ ۱۲
غرۂ شعبان سنہ ۶۰۲ ہجری مطابق ۱۳ - مارچ سنہ ۱۲۰۶ عیسوی ذکر اعقاب سلطان شہاب الدین اس
بادشاہ کے بہت سے غلام تھے منجملہ اونکے سلطان قطب الدین ایبک و سلطان تاج الدین یلدز و سلطان
ناصر الدین قباچہ و سلطان شمس الدین التمش جو اون مرتبۂ سلطنت کو پونہچے دفعہ ۲۶ بحوالہ صفحہ ۹۰ تاریخ الفنسٹن
جسقدر فتوحات ہندوستان مین شہاب الدین کو حاصل ہوئے وہ سلطان محمود کے فتوحات سے بہت زیادہ
ہین اگر وہ چندے اور زندہ رہتا تو فتوحات اوسکے ملک ایران مین مثل ہندوستان کے ہوجاتے اگرچہ
شہاب الدین نہایت مردانہ تھا لیکن اوسمین اور محمود مین اسقدر فرق تھا کہ مثل محمود کے لیاقت و ہوشیاری
نرکھتا تھا اسلیے کہ محمود جیسا بہادر اور فیروزمند تھا ویسا ہی تلاش و تجسس کا پورا تھا اور جسقدر کہ التفات
فوج کشی و فتوحات پر تھا ویسا ہی فضل و ہنر کی ترقی پر بھی مائل تھا اسی باعث سے آجتک محمود ایشیا مین
مشہور ہی اور شہاب الدین سے وہین تک لوگ واقف ہوے جہانتک اوسکی حکومت ہوئی دفعہ ۲
ذکر سلطنت سلطان قطب الدین ایبک بحوالہ طبقات ناصری جلد دوم صفحہ ۱۳۷ لغایت ۱۴۱ یہ بادشاہ
کریم و رحیم و مردانہ و فرزانہ ایسا تھا کہ اپنا ثانی آپ ہی تھا چنانچہ اوسکی مدح مین بہاء الدین اوشی یہ فرماتے ہین
رباعی ای کبخشش تو لکہ بجہان آوردہ * کانرا کف تو کار بجان آوردہ * از رشک کف تو خون گرفتہ دل کان *
بس لعل بہانہ درمیان آوردہ * نقل ہی کہ سلطان قطب الدین کو ترکستان سے پہلے نیشاپور مین لائے
قاضی القضات فخر الدین عبد العزیز نسل امام ابوحنیفہ کوفی وہانکے حاکم تھے اونھون نے خریدا بعد تعلیم قرآن و سواری
و تیراندازی کے سوداگرون کے ہاتھ بیچ ڈالا اونسے سلطان شہاب الدین سام نے خریدا اگرچہ قطب الدین با صفات
حمیدہ و آثار گزیدہ موصوف تھا لیکن بظاہر شکیل و حسین نتھا اور چھنگلیا اوسکے ہاتھ کی شکستہ تھی اسواسطے اوسکو
بزبان ترکی ایبک یعنی شل کہتے تھے نقل ہی کہ ایک شب کو سلطان نے بزم نشاط کی ترتیب دیکر ہر ایک غلام کو
از قسم نقد و جنس انعام عطا فرمایا جب قطب الدین بعد برخاست کے باہر آیا تمام انعام عطیہ سلطانی کو ترکان و
پردہ داران و فراشان و دیگر کارداران کو بخشدیا کوئی شی قلیل یا کثیر اپنے واسطے نہین رکھی جب اسکی خبر بادشاہ
کو ہوئی تب سے زیادہ اورون سے مورد عنایت و خصوصیت سلطانی ہوکے بعہدۂ سرخیلی مامور ہوا تھوڑے
عرصے مین امیر آخور کا ہوگیا چونکہ سردار پایگاہ علفچی کا تھا ایکروز باہتمام گھانس باہر گیا ناگاہ بدست سواران
سلطان غزنی گرفتار ہوکر مقید ہوا جب فیمابین سلاطین غور و غزنی کے لڑائی ہوئی اور سلطان غزنی منہزم ہوا
اوسوقت قطب الدین کو بندگان سلطانی بحیثیت قیدی مع تختہ بند آہنی اونٹ پر بٹھلا کے بحضور سلطان شہاب الدین
لائے بادشاہ اوسکو مورد عنایات خسروانی فرماکے اپنے ہمراہ غزنی لایا اور حکومت کہرام کی اوسکے سپرد کی

بعد اوسکے جب ہندوستان فتح ہوا تو میرٹھ کا حاکم کیا ۵۹۰ھ ہجری مطابق ۱۱۹۳ عیسوی مین ہراول لشکر سلطان غازی کا ہو کر باستعانت سالار اعزالدین حسین خرمیل بمقام چند وار ٹپہ راجہ جی چند کو شکست دی اور ۵۹۱ھ ہجری مطابق ۱۱۹۴ عیسوی مین نہرواله گیا اور راے بہیم دیو کو مار کر انتقام سلطان کا اوس طائفے سے لیا اور نیز دیگر بلاد ہندوستان کو تا سرحد ملک چین کے فتح کیا جب سلطان شہاب الدین شہید ہوا بجاے اوسکے اوسکا برادرزادہ سلطان غیاث الدین محمود بادشاہ ہوا تو اوسنے قطب الدین کو چتر عطا فرما کے لقب سلطانی دیا ۶۰۲ھ ہجری مطابق ۱۲۰۵ عیسوی مین دہلی سے لاہور گیا اور بروز سہ شنبہ اٹھارھوین ماہ ذیقعدہ ۶۰۲ھ ہجری مطابق ۱۲۰۵ عیسوی مین تخت سلطنت لاہور پر جلوس فرمایا کہ اسمین سلطان تاج الدین یلدز سے بابت سلطنت لاہور کے لڑائی ہوئی لیکن سلطان قطب الدین مظفر و منصور و تاج الدین یلدز منہزم ہوا بعد اسکے قطب الدین نے غزنی پر بھی قبضہ کیا اور چالیس روز وہانکی فرمانروائی کرکے طرف ہندوستان کے منصرف ہوا ایک روز بسواری گھوڑا چوگان بازی کر رہا تھا کہ گھوڑا اوسکا الف ہوکر اولٹ گیا کاوبس زین اوسکے سینہ مبارک پر آگیا کہ اسمین جان بحق تسلیم ہوا تاریخ وفات ۶۰۷ھ ہجری مطابق ۱۲۱۰ عیسوی ہی ایام امارت فتح دہلی سے تا آغاز وقت سریرآرائے سلطنت سولہ برس و ایام سلطنت عطاے چتر و اجراے سکہ و خطبہ سے تا وقت رحلت کچھ کم چار برس تتمۂ احوال خیر مآل امیر کبیر سید قطب الدین مدنی بحوالہ ملفوظ سید حامد بخاری السندھی قطب الدین عم زادہ حضرت غوث الثقلین یکے از خلفاے شیخ نجیب الدین سہروردی و بقولے از خلفاے نجم الدین کبری بود باستدعاے سلطان قطب الدین ایبک کہ یکے از مریدان ایشان بود بطرف دہلی آمدہ در جہاد کفاران مدد و معاون او بودہ سعی و کوشش بسیاری نمودہ بر قتل کفاران و رونق اسلام سعی بلیغ میکرد و در ایام سلطنت سلطان ناصرالدین بن شمس الدین التمش در بلدۂ کڑا وفات یافت زیارتگاہ او و اولادش در ہمونجاست قبرش حاجت رواے خلق و اولادش صاحب حال و دلق ست تم کلامہ عبارت عربی بحوالہ کتاب بحر الانساب السید قطب الدین محمد لہ الحسن الحسینی سید کبیر عالم متبحر نحریر فقیہ ولی فائق فی وقتہ زاہد مجتہد فی الخیرات الطاعات مجاہد فی سبیل اللہ تعالی و السلاطین و یعاون الصالحین وکان فی الغزنی مع والدہ السید الاجل الذی کان اماما و عالما و صالحا مجاہدا یجتہد فی الخیرات و النصایح صحبہ العارفون و الکاملون و العالمون العاملون السید رشید الدین احمد العلوی الحسنی الحسینی برد اللہ مضجعہ ولد فی سنۃ ثمان و عشرین و خمسمائۃ و مضی فی ثمان و ست مائۃ و عاش ثمانین ستۃ وکان فی رفاقتہ ثمان و عشرین و سبعمائۃ رجال کلہم عالمون و الزاہدون و استشہد فی واقعۃ المغل ہو استشہد منہم الرفقاء معہ ثمان و عشرین رجال فی الواقعۃ المذکورۃ فانتقل السید الکبیر قطب الدین محمد الحسینی الے الہند جاء فی الدہلی مع جماعۃ و تزوج ہناک ولد منہ ثلثۃ بنین السید نظام الدین و السید قوام الدین محمود و السید تاج الدین

وکان سلطان قطب الدین ایبک فی وقتہ وکان الشیخ جلال الدین التبریزی وشیخ قطب الدین بختیار الکاکی بموافقۃ السید
الکبیر قطب الدین محمد الغزنوی وکانوا مصاحبین فی الدہلی فاستقر الشیخ البختیار فی الدہلی وزیارتہ ہناک وانتقل
الشیخ التبریزی الی لکھنوتی وانتقل السید قطب الدین محمد الی خطۃ کڑا مع افواجہ واولادہ وعشایرہ وعترتہ ... ابنہ
الاوسط قوام الدین وابنہ الاصغر تاج الدین فان قوام الدین قدس اللہ سرہ ما اقام ہنا ورجع الی الدہلی وزیارتہ
ہناک کما سیاتی ذکرہ انشاء اللہ والسید تاج الدین اخذ منصب قضاء خطۃ بدایون وسکن فیہ وزیارتہ ہناک مشہور
بسراج الشہید وسا... السید قطب الدین محمد الحسینی ... فی الکڑا واستقروا فیہ واشتہروا فی العلم والزہد ...
وقتلوا الکفرۃ وتزلزلوا آثار الکفر والضلالۃ واخذوا سواد خطۃ کڑا فی قدرۃ تصرفہم وحاصلہم السید قطب الدین محمد الحسنی الاثری
ولد فی سنۃ احدی وثمانین وخمسمائۃ وعاش ستۃ وتسعین سنۃ ووفات سبعماۃ اثنتین وستمائۃ فی تاریخ الثالث
من شہر رمضان المبارک فی بلدۃ کڑا وقبرہ مشہور ہناک والسید قوام الدین محمود ابنہ الاوسط الذی اقام فی
الدہلی وہو امام عالم عامل متدین قطب السادات فی وقتہ استاذ الارادات سید السادات سید علاء الدین الجی پوری لما انتقل السید قطب الدین
من الدہلی الی خطۃ کڑا مع جماعۃ استقر السید قوام الدین محمود ابنہ الاوسط فی الدہلی اقام فیہ وکانت ابنتہ السلطان شمس الدین التمش مسماۃ فی عقدہ
بعد موافقتہ وخدمتہ ومن تلامذہ ابن اخیہ الاکبر السید رکن الدین بن سید نظام الدین بن قطب الدین محمد الحسنی وکان سید السادات علاء الدین الجی پوری تبرک بہ
وایضا کان السید قوام الدین نسبہ الی والدہ السید قطب الدین محمد فی بعض الزمان ... السید قوام الدین ولد فی سنۃ سبع وعشرین وستمائۃ وعاش
ثلاثا وثمانین سنۃ ومضی فی عشر وسبعمائۃ واللہ اعلم بالصواب ذکر انساب پدری بحوالہ کتاب تذکرۃ السادات
ہو سید قطب الدین محمد الحسنی بن سید رشید الدین احمد غزنوی بن سید یوسف بن سید عیسی بن الحسن بن ابی الحسن
بن ابو جعفر بن قاسم بن عبد اللہ بن الحسن نقیب کوفہ بن محمد الاصغر الثانی بن عبد اللہ الاشتر کابلی بن محمد النفس
الزکیہ بن عبد اللہ المحض بن الحسن المثنی بن امام الحسن السبط محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدانکہ صحت نسب قطب
العارفین ورئیس الواصلین سید قطب الدین محمد الحسنی والحسینی از تاریخ ثقات بتواتر پیوستہ چنانچہ مقرب حضرت
ربانی میر سید علی ہمدانی قدس اللہ سرہ العزیز در عمدۃ المطالب میگوید کہ دوازدہ سادات صحیح النسب اند کہ از
ولایت بہند آمدہ اند و ہو میر سید عماد الدین بغدادی و میر سید جلال الدین کرمانی و میر سید محمد سنبلی و میر قطب الدین
کڑوی و میر سید عزیز الدین پلاسی و میر سید علاؤ الدین جی پوری و میر سید مبارک غزنوی و میر سید سالار چشتی و میر سید
... ساکن دہلی و میر سید محمد ساکن خاص حوض و میر سید محمود بہرائچی و میر سید طاہر ساکن ملتان تم کلامہ بحوالہ کتاب
منبع الانساب میر سید قطب الدین ہم جد حضرت غوث الثقلین قطب ربانی اند پدر ایشان میر سید احمد و حضرت
غوث الاعظم عمو زادہ حقیقی اند ہمشیرۂ حضرت محبوب سبحانی بی بی ماہ بہ میر سید احمد منسوب بود ہنوز از ایشان میر
سید قطب الدین مدنی پیدا شدند وایشان زاد فی برای این میگویند کہ حضرت میر سید احمد مع قبایل وسرای

حج بیت اللہ رفتہ بودند بعد اداے مناسک حج بطرف مدینہ رفتند برای زیارت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم و والدۂ ایشان حاملہ بودند وقتیکہ میر سید احمد در مدینہ رسیدند بعد از دو چہار روز ولادت حضرت قطب الدین ست لہٰذا بسبب آن مدنی میگویند و ایشان مرید شیخ نجم الدین کبری بودند اول بارادت و عقیدت بخدمت محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ آمدہ مرید شدند قریب یکماہ صحبت از حضرت محبوب سبحانی ماندند بعدہ حضرت محبوب سبحانی بدار البقا رسیدند و ایشان چندمدت در صحبت شیخ ضیاء الدین ابو نجیب سہروردی بودند آخر الامر تسکین اتم از حضرت شیخ نجم الدین کبری فردوسی حاصل کردند خرقۂ خلافت فردوس و سہرورد از ایشان حاصل کردند بعضے میگویند کہ بعد رحلت حضرت محبوب سبحانی در خدمت میر سید عبد الرزاق کہ پسر حضرت غوث الاعظم بودند تربیت یافتند بسیار صاحب کمال و عارف با صمد بودند چنانچہ قبر ایشان ہم مکرامست اولاد ایشان در کڑا و نواحی کڑا ہستند سادات نجیب حسنی الحسینی ایشانرا برای این میگویند کہ جد ایشان عبد اللہ المحض از بطن فاطمہ صغرا بنت امام حسین علیہ السلام بودند و حضرت فاطمہ صغرا بحسن مثنی بن امام حسن علیہ السلام منسوب بودند نقل است کہ ہر کہ بدرگاہ ایشان بارادت و عقیدت رود بمطلب خود رسد و دیگر کرامتہاے ایشان بسیار اند تاریخ ولادت و وفات امیر کبیر سید قطب الدین ولادت ۵۲۸ھ ہجری مطابق ۱۱۹۵ عیسوی تاریخ وفات ۳ ماہ رمضان المبارک ۶۰۸ھ ہجری مطابق ۱۲۱۱ عیسوی بعہد سلطنت آرام شاہ بن سلطان قطب الدین ایبک بحوالہ بحر الانساب تاریخ ولادت ۵۰۱ھ ہجری مطابق ۱۱۰۸ عیسوی تاریخ وفات سوم ماہ رمضان المبارک ۶۶۷ھ ہجری مطابق ۱۲۶۵ عیسوی بعہد سلطنت سلطان ناصر الدین محمود بن شمس الدین التمش مزار شریف جانب پچھم قبر سید نظام الدین ولد اکبر کی زیر چھتری سنگین ایک احاطۂ پختہ مین واقع ہی اور وہ اراضی درگاہ موصوف کے حلقۂ موضع سلطانپور رہم سنوانہ سواد قصبۂ کڑا خاص کی ہی علاوہ عرس کے ایک میلہ عورات عقیمہ کا چیت مین چند جمعرات تک سالانہ ہوا کرتا ہی جس عورت کے کپڑے پر پھل بہیڑہ کا جو درگاہ مین واقع ہی از خود گرتا ہی تو برکت اوس پھل کے بانجھ عورت صاحب اولاد ہوتی ہی اور یہ درخت بہیڑہ کا اوسی بہیڑے کی اصل سے ہی کہ جس بہیڑے کے کھانے سے بکرامت امیر صاحب ممدوح کے جوگی گنگا بار گر و راجہ جی چند خود حامل ہوا تھا اور بعد انقضای ایام نو مہینے کے جب پیٹ اوسکا چاک کیا گیا تو فرزند نرینہ زندہ پیدا ہوا اور جوگی مذکور بعد قبول دین اسلام اوسی صدمے سے مرگیا قبر اوسکی حسب وصیت اوسکے زیر تابدان درگاہ شریف ہی دفعہ ۲۸ ذکر اعقاب ہمراہیان امیر کبیر سید قطب الدین بعد فتح قلعۂ کڑا و مانک پور و تسلط قرار واقعی کی امیر صاحب ممدوح نے ہر ایک ہمراہیان مجاہدین کو طلب کرکے یہ ارشاد فرمایا کہ فقیر کی حیات و ممات دونون حسب الحکم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کڑا کی ہی تم لوگونکو اجازت انصراف وطن کی بخوشی دیتا ہون سبھون نے التماس کیا کہ ہماری بھی حیات و ممات وابستہ

تاریخ وفات سید قطب الدین

دامن دولت حضور رہی تب ہر ایک کو حسب خواہش اونکے جاے معقول واسطے قیام کے عطا ہوئی ذکر سید
احسن ہراول لشکر بن سید محمد بن سید فخر الدین بن سید محسن بن سید محمد بن سید احمد بن سید صدر الدین بن سید
نظام الدین بن سید ابو الفتح بن سید ابو القاسم بن سید جمال الدین بن سید حسین بن حضرت امام موسی علی رضا
علیہ السلام ساکن ہانس کہ منجملہ قریات خراسان سے ہی ہنگام عزیمت امیر کبیر سید قطب الدین بزمرۂ ارادتمندان
ہراول لشکر ہوئی بعد قلع و قمع قلعۂ کڑا یہی ساکن کڑا رہے انکے دو پسر اول سید حسن دوم سید امجد المعروف سید چاند
جب کثرت اولاد دونون بھائیونکی ہوئی تو یہ سید ملقب بانسا چاند موسوم ہوے سید حسن کے بیٹے سید مرتضی
اونکے سید محسن اونکے سید علاء الدین اونکے سید حسن ثانی اونکے دو پسر سید فیض اللہ و سید فضل اللہ سید فیض اللہ
اپنے نصیب کی یاوری سے بزمرۂ امرایان داراشکوہ مہین پور شاہجہان کے در آئے اوسوقت موضع چرد پور
مصل کڑا خرید کرکے بنام خود گنج آباد کیا اس عرصہ مین راجہ پرتاب گڈھ اور جوار ضلع ہی بادشاہ سے باغی ہوا یہ سید
بغرض استیصال اوسکے متعین ہوئے ہنگام محاصرہ ۱۰۶۱ھ ہجری مین ضرب گولی سے شہید ہوے اونکے چیلے
زاہد محمد نے لاش اونکی فیض آباد مین دفن کرکے ایک چھوٹا سا مقبرہ بنوا دیا بعد اوسکے اونکے برادر خرد سید فضل اللہ
بجاے اونکے مقرر ہوے اونھون نے براہ خوشنودی شہزادہ داراشکوہ بہ تبدیل اسم فیض آباد نام گنج کا
دارانگر رکھا اس صلہ مین اونکو یہ موضع معاف ہوا اونکے پسر ونی بدن اونکے سید اجی اونکے سید جمال علی عرف
بکان یہ براہ تفریقہ الٹے برادری کے مالک آٹھ آنے کے تھے جب ہاتھہ مداری سے سلخ ماہ محرم ۱۱۹۰ھ ہجری مین
بعہد نواب آصف الدولہ بہادر بیگناہ مارے گئے اوسکے عوض مین نصف موضع دارانگر ضبط کرکے سید بندہ علی
اونکے پسر کو منجانب نواب ممدوح الذکر خونبہا مین دیا گیا اونکے سید فضل علی ۱۲۳۴ھ ہجری مین بعارضۂ ہیضہ
اس جہان سے گذر کر بمقام ضلع صاحب گنج مدفون ہوے اونکی اولاد حسب تفصیل ذیل ہی میر جعفر علی مفقود
میر باقر علی موجود میر ضامن علی میر فضل الدین میر صابر علی میر ساجد علی میر ہادی علی پسران مسماۃ دولت
مسماۃ نجیب النساء دختران اولاد سید چاند سے بکومیان مانکپور و سید تراب علی و سید عابد علی وغیرہ بازید پور
و رسولپور مین ہین تفصیل اونکی باعث تطویل ہی ذکر سید یوسف قتال بموضع ادرینی پرگنہ کڑا مقیم ہوے ابتک
اولاد پسری و دختری اونکی وہان موجود ہی انہین اولاد پسری سے میر تیغ علی ہین ذکر سید محمد غوث عرف گوسائین موضع
موہلی پرگنہ ککراری ضلع الہ آباد مین طرح اقامت کی ڈالی میر تصور علی وغیرہ اونکی اولاد مین اب موجود ہین ذکر
مخدوم شیخ منہاج الدین موضع کنتھوا عرف تیرگانون پرگنہ کڑا مین ساکن ہوے سلسلۂ نسب اونکا حضرت
ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تک منتہی ہوتا ہی صحت نسب مین اونکے کوئی شک نہین ہی سابقا وصلت و مصاہرت
اونکے خاندان اماجد جوارسی رہے بالفعل مؤلف کو اسکی تصدیق نسبت ہر ایک کے نہین ہی ذکر سید فخر الدین

جدمولانا مخدوم ضیاء الدین بموضع کساری پرگنہ کڑا بیت انداخت ہوے چونکہ مولانا ضیاء الدین بسلسلۂ
امیر کبیر سید قطب الدین کے خلیفہ و مرید تھے بوجہ رشد و ارشاد تعظیما اونکو شیخ کہنے لگے اب اونکی اولاد مین غلام
مصطفے ولد میان عبدالرزاق جی قائم ہین مگر موضع کساری بعلت قرضہ نیلام ہوگیا اور موتی لعل نے خریدکیا ذکر
سالار حاجی جمال موضع دولت پور کسار پرگنہ کڑا مین مسکن گزین ہوے بہت سے گہر اونکی اولاد کے وہان
موجود ہین وصلت و مصاہرت اونکی زمینداران موضع بری پرگنہ بہار ضلع پرتابگڈہ سے ہی ذکر شیخ چندن
قوم افغان محلہ کاغذیان منحلات کڑا خاص مین آباد ہوے جو اونکی اعقاب اس محلہ مین رہتے ہین بلقب
کاغذی اور جو بمحلۂ قاضی ٹولہ اندر بازار کڑا ساکن ہوے وہ بلقب کنگری مشہور ہوے اور اسوقت تک یہ
دونون پیشے اونکی اولاد مین جاری و ساری ہین غلام رسول خان و مورثان اونکے پیشۂ کنگری کرتے رہے
و نظیر محمد عرف جھبو و منو خان مع اپنی قوم کے ابتک کاغذ بنا کر بیچا کرتے ہین بحوالۂ ظہور قطبی شیخ چندن افغان
تیراندازی مین ضرب المثل تھے تیر و کمان بوجہ شوق ایسے عمدہ بناتے تھے کہ اکثر اوس عصر کے لوگ بفرمایش
دوستانہ بنوایا کرتے تھے آخر کو یہ پیشہ اونکا موروثی ہوگیا اور وصلت و مصاہرت سابقاً ساکنان موضع دولت پور
کسار سے زیادہ ہوتے رہے مگر کسی کتاب مین سلسلۂ انساب اونکا نہین ملا کتاب ظہور قطبی مین قومیت اونکی
قوم افغان سکنائے حوالی کابل مندرج ہی اور بندوبست حال سے قوم کاغذیان کو ڈگری اراضی تمام کاغذی محلہ
کی باستحقاق ملکیت و قبضہ داری کی حاصل ہوئی ذکر مخدوم قاضی شیخ شہاب الدین عمری اول
ساکن کڑا رہے من بعد موضع کنارکہ جو اب بلقب ہاشم پور کنار پرگنہ چایل مین ہی بود و باش اختیار کی شیخ
کمید و بالفعل اوس متصل سے وہان موجود ہین و شیخ رفیع الدین بموضع عمری متصل موضع کھیتولہ پرگنہ چایل
اوسی نسل سے ابتک موجود ہین ذکر سید احمد والد ماجد مولانا خواجگی صاحب اول ساکن کڑا خاص
تھے آخر آخر کو اولاد اونکی نے موضع ملسوب ہنی پرگنہ اکراری مین طرح زمینداری و اقامت کی ڈالی مولانا
شمس الدین المعروف مولانا خواجگی صاحب خلف الرشید سید احمد صاحب موصوف بڑے عالم و زاہد
متقی اہل باطن و صاحب ارشاد اس خاندان مین پیدا ہوے بہ تصدیق اسکے بعینہ عبارت کتاب
منبع الانساب کی یہ ہی کہ حضرت میر سید مخدوم مولانا خواجگی صاحب کہ قبر او در کڑاست بسیار بزرگ و صاحب
کمال از خلفائے میر سید علاء الدین جیپوری اند حضرت ابوجعفر امیر ماہ بہرایچی و حضرت مخدوم مذکور ہم تاش خواجہ
بودند و این ہر دو بزرگان خلیفۂ کامل حضرت میر سید علاء الدین جیپوری اند و حضرت مخدوم مولانا خواجگی
صاحب سید صحیح النسب اند چنانچہ جد بزرگوار ایشان میر سید شمس الدین عریض کہ قبر او در ملتان است بلکہ
پیر صحبت میر سید شمس الدین حضرت مخدوم سید شعبان جونسوی بودند و میر سید علاء الدین جیپوری خلیفۂ و

مرید سید قوام الدین بن سید امیر قطب الدین اند تم کلام مزار و درگاہ لب دریاے گنگ ایک بلند ٹیکرے پر
واقع کہرے گھاٹ اندرون سواد قصبۂ کڑا زیارتگاہ خلائق ہی اور اوپر مزار شریف کے یہ قطعہ طبع زاد
مولانا صاحب ممدوح مرقوم ہی قطعہ براے خداے عزیزان من ﴿ نویسید بر گور من این سخن ﴿ کہ چون خواجگی
در رہ خاک شد ﴿ نکو شد کہ خس کم جہان پاک شد ﴿ مشہور فقرا یہ ہی کہ جو کوئی اہل نسبت سے اونکی زیارت کو جاتا ہی نسبت
اونکے چالیس قدم آگے زائر کے پیشوائی کرتے ہیں اونکی اولاد میں میر الٰہی بخش عرف بکان میان وغیرہ ساکنان بہادرپور
مع اپنی قوم کے اہل اعتبار سے ہین خاندان سید محمد غوث الملقب سید جیو کا ازروی حسب نسب کے مثل آفتاب کے روشن ہی وہ سید محمد غوث الملقب سید جیو
بن سید فتح محمد بن سید عبد الغنی بن سید محمد زاہد بن سید محمد اسحاق بندگی بن سید ابراہیم بن سید بھیک بن سید مخدوم
ظہیر الدین بن شیخ اسد اللہ بن سید حضرت مولانا خواجگی بن سید احمد بن سید شمس الدین ملتانی بن سید صلاح الدین بن سید
اسلام الدین عریضی بن سید مومن شاہ بن سید خالد بن سید محب الدین بن سید محمد بن سید محمد امین بن سید ہاشم
بن سید احمد ہادی بن سید منتصر تصدیق بن سید عبد الحمید بن سید خالد بن سید غالب الدین بن سید احمد منصور
اسمعیل ثانی بن سید امام الدین بن سید محمد بن سید اسمعیل بن امام جعفر صادق علیہ السلام بن امام باقر علیہ السلام
بن امام زین العابدین علیہ السلام بن امام حسین علیہ السلام بن امام علی مرتضی کرم اللہ وجہہ اولاد پسری اونکی سید مظہر
حسام بن سید فتح الدین نبیرۂ سید جیو نواسۂ شاہ سید مظہر علی رئیس قطبی محلہ منحلات کڑا اور اولاد دختری سید جیو شاہ
ابو القاسم و مولوی سید سراج الدین کہ ان دونون کے پسر مولوی سید عبد السلام و سید عبد العزیز ساکنان
درگاہ منحلات قصبۂ ہسوہ ضلع فتح پور مین کہ جنکا تذکرۂ نسب پدری آگے بیان ہوگا اور اولاد پسری مولانا خواجگی
صاحب قدس سرہ کی موضع بہادرپور پرگنۂ کڑا مین ہی ازانجملہ سید شاہ رکن الدین ساکن و رئیس قصبہ منحلات کڑا
ہین کہ باوصاف حمیدہ و اخلاق پسندیدہ مرید و خلیفہ آبا عن جد اپنے باپ دادا کے ہین شجرۂ انساب مولانا خواجگی
مؤلف کو دینا کہا تھا مگر پھر موقع اونسے لینے کا نملا اور میر الٰہی بخش عرف بکان میان ساکن و رئیس محلہ بازار
شہر کڑا کی نہایت تقوی کے ساتھ ہین درگاہ مولانا خواجگی صاحب کی بسبب تمادی ایام اکثر جا بجا سے شکستہ
ہوگئی تھی اوسکی شکست و ریخت سید شاہ رکن الدین احمد نے بہت خوبی کے ساتھ کرادی اصل مرکز ان سب
حضرات کا موضع بہادرپور ہی ذکر مخدوم شیخ ضیاء الدین زاہد و مفسر اولاد اونکی موضع کھکڈیرو پرگنہ ٹکدلہ
ضلع فتح پور مین ساکن ہوے اور نہین ملے دمڑی میان سابق مین زندہ تھے اب معلوم ہوا کہ وہ بھی مر گئے
تحقیق نہین ہی کہ اونکے فرزند وغیرہ کوئی ہی یا نہین ذکر مخدوم شیخ حسام الدین غوری متصل مقبرہ
امیر کبیر قبر اونکی ہی شیخ زادگان موضع نورعباس پرگنہ سیپایل انھین کی نسل سے ہین اور اسوقت تک
وصلت و مصاہرت خاندان ماجد سے کرتے ہین ذکر مخدوم شیخ بڈھا انصاری کٹرہ خاص مین آباد

ہوے اور وہ محلہ باسم انصاری مشہور اب اونین سے کوی نہین ہی ذکر مخدوم شیخ بہاء الدین سالار
یہ شیخ عثمانی ہین موضع سید سراوان پرگنہ چایل ضلع الہ آباد مین طرح اقامت کی ڈالی اب اونکی اعقاب مین
مولوی شیخ شیر علی وکیل و محمد بخش و شیخ عماد الدین ولد امام علی و شیخ منور علی ولد دانش علی و شیخ قمر الدین حسین
بن غلام محی الدین و شیخ ہدایت علی ولد فرخ علی و مولوی فتح الدین ولد علی بخش وہان موجود ہین مگر یہ لوگ
اپنے حال سے ایسے بیخبر تھے کہ اونکو اپنی اصلیت نہ معلوم تھی مؤلف نے تحقیقات کرکے اسما اونکے درج
کیے مگر افسوس پشت نامہ اونکا نملا طہارت نسب مین اونکے کچھہ شک نہین ہی ذکر قاضی احمد محتسب یہ بھی
شیخ عثمانی ہین فرزندان اونکے وقتاً فوقتاً منصب احتساب پر مامور رہے اور آخر آخر کو منصب دار عہدہ
قضا کے ہوے اور بہت کچھہ اونکو اقتدار دنیاوی حاصل ہوا خصوصاً بعہد سلطنت خاندان طیموریہ کے
بڑے بڑے منصب حاصل کیے اور بہت سے دیہات معافی بطور جاگیر اور التمغہ کے شاہان دہلی سے
پائے چنانچہ شیخ صدر جہان و شیخ بدر جہان عرف بہورا پسران قاضی شاہ محمد ابن قاضی شمس الدین اس
خاندان مین علم و فضل مین مشاہیر روزگار سے ہوے اور خاندان مخدوم شاہ حسام الدین مانکپوری
قدس سرہ کے تامی اس خاندان نے سلسلہ بیعت حاصل کیا اور بنظر حسن عقیدت موضع انہاے بزرگ کرڈا
جو سابق سے مین ... بیرزادہ کڑا کے تھا اور ... سے پشتون اور دیہات
کے اسکو اپنے نام معاف کرایا اوسکو واسطے مرمت درگاہ و مصارف عرس حضرت مخدوم شاہ حسام الدین
کی نذر کیا لیکن جس خاندان مین یہ لوگ مرید تھے اونکی اولاد دختری مین صاحبان پالی گلی تھی وہ لوگ
قابض ہوے سنہ ۱۸۲۰ عیسوی مین یہ موضع ضبط ہوکر خالصہ ہوگیا اور دالان جانب پچھم درگاہ شریف کا
بنوایا ہوا انھین قاضی شمس الدین ممدوح الذکر کا ہی اور اولاد قاضی صاحب سے بالفعل شیخ محمد حسن
عرف کلن میان اور حافظ علی حسن و شیخ ابو الحسن و شیخ الٰہی بخش و سراج الدین وغیرہ وغیرہ برادران عمزاد
نہایت عظمت و عزت سے ہین اور انکی طہارت نسب مین ابتک کوئی شک و شبہہ نہین ہی اور وصلت مصاہرت
ان لوگون کے ساتھہ خاندان جوارکے ہوا کرتی ہی اور دوسری تفریق مین شیخ فتح الدین ہین لیکن اب
وہ معافیات خالصہ ہوکر تفر تعلقداری ہوگئی ہی اور کچھہ اولاد شیخ احمد محتسب کی بموضع نندمئی پرگنہ کراری مسکن گزین
تھے چنانچہ اونین سے شیخ احسن اللہ و شیخ ... و شیخ ظہور اللہ تا سنہ ... ہجری اوس موضع مین تھے
مگر عرصہ سے وہان سے منتقل ہوکر بعضے شہر الہ آباد و موضع رشید مئی مین مثل شیخ محمد علی و مسکین میان وغیرہ
کے مسکن گزین ہین باقی اسامیان ہمراہیان نے اعقاب کا ذکر بوجہ تطویل کتاب نہین لکھا گیا دفعہ ۲۹
ذکر قوم ... عثمانیان مانکپور دام خان مضافات ملک غور مین ایک شہر ہی بحوالہ عبارت صفحہ ۵۵

تاریخ افغستان باشندے اوس ملک کے قوم افغان ہین اور بحوالۂ کتاب طبقات ناصری قوم سنبانانی ہین اور
بعد انتقال وہان کے ہندوستان مین اولاد بعض اشخاص کے جو منسوب ہوے ساتھ قوم شیخ کی یہ بوجہ
فضل و ہنر اون لوگون کے ہی کہ اکثر اونمین سے بسلسلۂ بیعت مشایخ کبار داخل ہوکر بمجاہدات شاقہ متقی و پرہیزگار
ہوتے گئے جب سلاطین سنبانانی نے نشو و نما پکڑا اونکے ساتھ یہ قوم دام غانی وقتاً فوقتاً اکثر معرکون مین
جانبازی کرتے گئے اس باعث سے بازدیاد مراتب و مناصب ممتاز ہوتے رہے جب سلطان
شہاب الدین سام نے ملک ہند کو فتح کیا تو یہ قوم بھی ہندوستان مین آئے اور بعد اخراج راجگان راٹھور کے
علاقۂ مانکپور کی جاگیر اونکو ملی بمرور ایام ترقی اس قوم کی یہانتک ہوئی کہ تمام علاقۂ مانکپور مین پھیل گئی
اور بعطاے منصب تمغا و جاگیر و معافی کی حضور شاہان دہلی سے وقتاً فوقتاً سرفراز و ممتاز ہوتے رہے
بعد انقضاے ایام سلطنت غلامون کے دوسرے بادشاہون کو التفات اونکی جانب کم ہوا اس
باعث سے اس قوم کے لوگ بترک منصب سلطانی بطور جاگیردار و زمینداران کے ہوگئے بحالت اقتدار
اس قوم کے مانکپور مین بہت سی عمارات شاہانہ طیار ہوئی اور آخر آخر مین اونمین سے نوسو نواسی
پالکی نشین ہوے اب حصۂ مانکپور جسمین یہ قوم دام غانی آباد تھی موضع چوکاپار پور پرگنۂ مانکپور رہی
آثارات عمارات کے عمدہ عمدہ موجود ہین اور قبرین اس قوم کی بہت سی موجود ہین اور اکثر اونمین سے صاف ہوہو کر کھیت ہوگئے تمامی احوال
زوال اونکا بعہد سلطنت خواجہ جہان سلطان الشرق کے مقالۂ دوم مین تحریر ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ

دفعہ ۳ ذکر سلطنت آرام شاہ بعد انتقال سلطان قطب الدین ایبک کے باتفاق امرا و ملوک
دہلی کے آرام شاہ نے جو بیٹا پورا اوسکا تھا بغرض تسکین فتنہ و آرام رعایا و اطمینان لشکر تخت سلطنت پر
جلوس فرمایا چونکہ اوسکو قابلیت سلطنت کی نتھی سلطان ناصر الدین قباچہ بہنوئی اوسکا ملک ملتان و اوچہ
پر اور سلاطین خلجی اقطاع لکھنوتی پر قبضہ کرکے حاکم خودسر ہوگیا تب ارکین سلطنت نے سلطان شمس الدین
التمش پسر خواندہ سلطان قطب الدین ایبک کو کہ حاکم بدایون و بہار کا تھا طلب کرکے تخت سلطنت پر
بٹھلایا مدت سلطنت آرام شاہ کچھ کم ایک برس دفعہ ۱۳ ذکر سلطان شمس الدین التمش یہ بادشاہ
ترکی نژاد ہی باپ اسکا ایلم خان سرخیل اوس ملک کا تھا اوسکے چند پسر تھے منجملہ سبعہ اونکے شمس الدین حسن
و صورت و کیاست مین بے مثل تھا لہذا مثل یوسف کے محسود برادران ہوا ایکروز اون لوگون نے بحیلۂ
تماشاے گلۂ اسپان شہر سے باہر لیجاکر ایک سوداگر کے ہاتھ بیچ ڈالا اور بعض مورخ یہ تحریر کرتے ہین
کہ وہ برادران عمزادے تھے اوس سوداگر نے بشہر بخارا لیجاکر بدست عزیزان صدر جہان حاکم بخارا کے
فروخت کیا اور وہان پر اسکی تربیت و تعلیم بہت عمدہ ہوئی اونسے حاجی بخاری سوداگر نے خرید کیا

ذکر سلطنت آرام شاہ بن ایبک

ذکر سلطان شمس الدین التمش

بعد اوسکے جمال الدین چست قبا اوس سے مول لیکر غزنی مین لایا سلطان شہاب الدین نے بوجہ گرانی قیمت
کے خرید نکیا اور حکم دیا کہ اس غلام کو کوئی خرید نکرے جب سلطان قطب الدین ایبک بعد فتح نہروالہ کے بحضور
بادشاہ دارالسلطنت غزنی مین حاضر ہوا اوسنے یہ قصہ سنا تب حسب اجازت بادشاہ کے بمقام دہلی پچاس
ہزار جیتل کو جسکا ایکہزار روپیہ ہوتا ہی دیکر خرید کیا شمس الدین التمش مختلف وقتونمین اپنے نصیبے کی یاوری سے
ترقی پاتا رہا یہانتک کہ پسر خواندہ و داماد سلطان قطب الدین ایبک کا ہوا سنہ ۶۰۷ ہجری مطابق ۱۲۱۱ سنہ
عیسوی مین تخت سلطنت دہلی پر بیٹھکر بادشاہ ہوا نسابان ہند نے اوسکو زمرۂ سادات صحیح النسب مین داخل
کیا ہی نقل ہی کہ جب اوسنے آرام شاہ سے تخت دہلی کا لیا اوسوقت وہ بہار کا صوبہ دار تھا اسی بادشاہ کے وقت
مین مغلون کے بادشاہ چنگیز خان نے بیشمار فوج لیکر تاتار سے خروج کر کے ممالک آزوی دریاے سندھ مین
ایک قیامت برپا کی مشہور ہی کہ ملکونکی تباہی اور بربادی ایسی آجتک کبھی کسیکی ہاتھ سے نہین ہوئے جسقدر
چنگیز خان کے ہاتھ سے ہوئے یہ ظالم جہان جاتا تھا وہان قتل عام اور رڈہائی و جلانے لوٹنے ڈوبانے
کو بہتر جانتا تھا جب خوارزم کا بادشاہ جلال الدین اپنی حفاظت جان کے لئے گھوڑا تیرا کر دریاے سندھ
کے اس پار بھاگ آیا تب مغلونکی فوج اوسکا تعاقب کرتی ہوئی ملتان اور سندھ تک داخل ہوئی لیکن
شمس الدین التمش نہایت ہوشیار اور سمجھدار تھا جب جلال الدین نے اس ملک مین کچھ روز قیام کا
ارادہ کیا فوراً اوسنے جلال الدین کو کہلا بھیجا کہ آب و ہوا یہانکی آپ کے مزاج کے موافق نہ آویگی
جلال الدین یہ بات سنکر مطلب سمجھ گیا اور سندھ سے ایران کی طرف روانہ ہوا تب اون مغلونکی فوج بھی الٹی
پھر گئی لیکن نمونہ اپنے ظلم کا اس تنے ہی عرصے مین دکھا گئے کہ دس ہزار ہندو غلام بنانے کو قید کر کے
لیگئے اور جب اونکے لشکر مین رسد کی قلت ہوئی بے تکلف اون سب غلامون کے سر کاٹ ڈالے چنگیز خان
اور اوسکے ساتھی اہل اسلام نہ تھے بلکہ مشرک تھے بعد مفروری مغلون کے اس بادشاہ کا رعب تمام
ہندوستان مین چھا گیا سندھ اور بنگالہ اوسکے ہاتھون سے فتح ہوا قلعہ رنتھنبور اور مانڈو سر کیا اوجین کا
ایک بڑا بتخانہ موسومہ مہاکال جسکی رفعت سو گز سے زیادہ تھی اسکے عہد سلطنت مین توڑا گیا قلعہ گوالیار
فتح کر کے اوس ملک پر دوبارہ قبضہ کیا بغداد کے خلیفہ سے بادشاہت کا خطاب حاصل کیا دہلی مین
ایک بڑی مسجد کی بنیاد ڈالی مگر ایک ہی مینار اوسکا تیّار پایا جسکو اب دہلی کے لوگ قطب صاحب کی لاٹ
کہتے ہین جب تمام فتوحات ہند سے فارغ ہو کر تیاری سفر ملتان کی کی اسی اثنا مین بستم شعبان المعظم
سنہ ۶۳۳ ہجری مطابق ماہ اپریل سنہ ۱۲۳۶ عیسوی عازم ملک بقا ہوا مدت سلطنت اوسکی کچھ کم چھبیس برس قطعہ
تاریخ وفات چو ششصد سی و سہ از سال ہجری ❊ گذشتہ بست روز از ماہ شعبان ❊ بشد سلطان شمس الدین التمش ❊

بسوی جنت الماویٰ خرامان ٭ بحوالۂ طبقات ناصری جلد دو صفحہ ١٦٥ تا صفحہ ١٦٦ ؛ یہ سلطان منصف مزاج کریم حلیم مجاہد عابد خلق پرور عدل گستر سعید عالی خاندان حاتم دوران تھا اس صفت کا بادشاہ دوسرا بیان نہین ہوا ہی زبانی بادشاہ کی یہ نقل ہی کہ جب سوداگر نے مجھے بدست اقربائے صدر جہان حاکم بخارا کے بیچ ڈالا اونہون نے ایک قراضہ واسطے خریدا نگور کے دیکر بازار بھیجا اتفاقاً راہ مین وہ قراضہ مجھسے گر گیا تب مجھپر بوجہ صغرسن و خوف باز پرس آقا کے گریۂ وزاری طاری ہوئی باستدراک اسکے ایک فقیر نے انگور اپنے پاس سے خرید دیے اور مجھسے وعدہ لیا کہ جب تو مرتبۂ سلطنت کو پہونچے اپنے اس حال کو مت بھولیو اور اعزاز واکرام و بخشش تمام مستحق پر کریو جب سے مجھے لحاظ ایسے لوگون کا زیادہ رہا کرتا ہی اس بادشاہ نے خواص انام و سادات کرام و مشائخ عظام و امرائے ملوک اطراف گیتی سے اتفاق کرکے شہر دہلی اور اوسکے اطراف مین اسقدر مجمع کیا کہ پھر کسی سلاطین مابعد کے عہد دولت مین ایسا اجماع نہین ہوا اور ہرایک کے علی قدر مراتب ہزار روپیہ سے لاکھ روپیہ تک وظیفے و جاگیر و معافی و مناصب مقرر کیے تفصیل ہرایک کی اس جگہ باعث تطویل کتاب ہی اور مؤلف کو اسوقت بقیۂ حالات سابقہ و کیفیت گڑہ مانکپور لکھنا مقصود ہی لہذا جو لوگ یہان تشریف لائے تشریح اونکی یہ ہی دفعہ ٢ بحوالۂ کتاب جذب القلوب الی دیار المحبوب بعد شہادت جناب سید الشہدا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے بحکم یزید علیہ ما یستحقہ ولید بن عقبہ ہراول لشکر ہوکر مدینۂ منورہ پر چڑھگیا اور قتل عام کیا اور مدت تک مدینۂ طیبہ ویران رہا اوس فتنے مین حضرت حسن بن حضرت عبد اللہ بن حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہان سے منتقل ہوکر شہر یمن مین متوطن ہوئے ولبسی جمیلہ وہ اور اونکی اولاد باجرا و تعلیم شرائع دین محمدی مصروف رہے با نقلاب سلطنت خلفائے عباسیہ مولانا اسمعیل آٹھوین جانشین بخوف فتنہ قیام اپنا وہان مناسب نہ جانکر فارس آئے وہان سے بطور خود یا باستدعائے سلطان شمس الدین التمش کے دہلی پہنچے لیکن بوجہ عارف باللہ ہونیکے کسی خدمت سلطانی کو پسند نفرمایا کے بحکم باطن توطن مانکپور اختیار کیا تب حضور بادشاہ سے ساٹھ بیگہ اراضی مانکپور خاص مین جو اب ملقب بہ خانقاہ ہی بغرض تعمیر مسجد و خانقاہ و مدرسہ و مکانات مسکونہ کے دیگئی بعد تعمیر عمارات متذکرۂ بالا کے تعلیم علم ظاہر و باطن متوجہ ہوکر ایک عالم کو اپنے نور سے منور فرمایا سلسلۂ انساب پدری مولانا صاحب یہ ہی ہو مولانا اسمعیل فاروقی بن حضرت جلال الدین بن حضرت برہان الدین بن حضرت جمال الدین بن حضرت نظام الدین بن حضرت بہاء الدین بن حضرت تاج الدین بن حضرت سراج الدین بن حضرت امیر حسن بن حضرت عبد اللہ بن حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفۂ دوم مزار شریف اونکا ایک جزو اراضی چوکا پارپور متصل درگاہ ملک امام الدین کے واقع ہی اور اولاد و امجاد اونکے وقتاً فوقتاً ایک بعد دوسرے کے ابتک محی سنن باعث جد کے ہوکر اپنے نور باطن سے جہان کو منور فرماتے آئے تذکرہ ہرایک کا دفعوار بقید سلطنت آئندہ تحریر ہوگا انشاء اللہ تعالے دفعہ ٣ اسیطرح پر سید شہاب الدین و سید شمس الدین گردیزی

[illegible]

ذکر سادات گردیزی

برادران حقیقی بن سید زین العابدین بن سید عیسی باقر بن سید نظام الدین بن سید ابو طالب حمزہ بن سید جعفر بن سید امام علی نقی رضی اللہ عنہ تا علی مرتضےٰ کرم اللہ وجہہ کہ اتقیای زمانہ سے تھی اوسی عرصے مین شہر گردیز مضافات کابل سے دہلی آئے سید شمس الدین ساکن سیوات ہو کر وہین مدفون ہوئے اولاد امجاد اونکی اوسی نواح مین بموضع مضافۂ ذیل بلول بہادر پور بجو نگیر مور انہ ہی بحوالۂ تذکرۃ السادات سید شہاب الدین بحکم باطن ساکن بانکپور رہے

ذکر سید شہاب الدین گردیزی ساکن بانکپور

بروایت بعض ثقات گردیزی سید صاحب موصوف منصب دار سلطانی ہو کر جاگیر دار مانک پور کیے گئے بر دور ایام ایسے کثیر الاولاد ہوئے کہ بہت سے مواضع اونکی اولاد سے آباد ہوئے اور بعہد سلطنت سلاطین جونپور بہت کچھ اقتدار اس قوم کو حاصل ہوا کہ جسکی تفصیل دفعات مابعد مین مشرحاً تحریر ہوگی تیج تو یہ ہی کہ ایسا اقتدار ظاہری و باطنی دوسرے سادات کو حاصل نہین ہوا پہلے مزار سید صاحب قدس سرہ کا لب دریا تھا جب وہ مقام دریا برد ہونے لگا تب اونکی اولاد نے متواتر خواب دیکھا کہ نقل نعش مبارک کرکے دوسرے مقام پر مدفون کرنا چاہیے آخر بخوف دریا برد اونکی نعش کو نکالکر اراضی شہاب الدین آباد مین دفن کیا مشہور رہی کہ نعش و کفن بجنسہ نکلا تھا کہین بوسیدہ نہ تھا ایک روضہ سنگین وحصین اب قبر پر قائم ہی دفعہ ۴۴ بحوالۂ تذکرۃ السادات و منبع الانساب

ذکر سید حمزہ بن حامد

سید السادات عالی درجات صاحب وفا و سخا سید حمزہ بن سید حامد بن سید ابو بکر بن سید جعفر بن سید زید بن سید زیاد بن سید ابو الفرح عریضی بن سید حسن زاہد بن سید یحیی وحید بن سید یحیی بن سید حسین ذوالدمعہ بن سید زید الشہید بن امام زین العابدین رضی اللہ عنہ بخشی الملک سلطان روم و سرخیل لاکھ سوارونکے تھے ایک شب کو برویاے صادقہ جمال با کمال حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوئے ارشاد ہوا کہ ای فرزند اسقدر خزانہ و مال و سپاہ تو نے جمع کیا ہی یہ بہ تجہیز جہاد کفاران سعی کر جب بیدار ہوئے کیفیت خواب سے بادشاہ کو مطلع کرکے عازم ہندوستان ہوئے ہر چند بادشاہ مانع رہا قبول نفرمایا بعد اوسکے اپنے لشکریان و توابعان و خویشان و فرزندان سے یہ ارشاد کیا کہ مینے جان و مال و اطفال براہ مولا بجل و مباح کیا جسکو جانبازی منظور نظر ہی میرے ساتھ ہندوستان چلے ورنہ ترک بیعت کرے چنانچہ تیس ہزار سوارون سے جسمین اکثر زاہد و عابد و عالم و حافظ تھے رہگراے ہندوستان ہوئے جب مخیم سرادقات سید السادات شہر سرہند ہوا ایک مسجد بلقب حامد حمزہ طیار کراکے نماز پڑھی باشندگان ملک سلطان شمس الدین بغرض پیشوائی حاضر ہوکے باداے مراسم تعظیم و تسلیم عرضہ پرداز ہوا کہ یہ تخت و تاج نذر جد امجد حضور ہی آپ خود تخت سلطنت پر جلوس فرما کر فرمانروائی کیجیے ارشاد ہوا کہ مجکو سلطنت درکار نہین مقصود جہاد ہی اسقدر چاہتا ہون کہ جاے محفوظ بغرض قیام فرزندان خرد سال و لشکریان بیمار کی ملجاوے بادشاہ نے تمام علاقہ گومتی گنگ جواب بلقب پرگنہ کوٹیا کو میر تحصیل کلیانپور ضلع فتحپور ہی نشان دیا سید صاحب نے اوس مقام پر آکر ایک شہر بڑا آباد فرمایا جو اب موسومہ حاجی پور گنگ ہی وہان بعض قبائل اپنے و بیماران

لشکر کو چھوڑکر طرف سنگلدیپ کے کہ جسکو اب لنکا کہتے ہین براہ ہگلی نہضت فرما ہوئے جب خلیج بنگالہ پر پہنچے وہانسے بسواری جہاز ملک سنگلدیپ یعنی لنکا مین جاکر وہان کے راجہ سے جنگ مجاہدانہ کرکے شہید ہوئے مزار اونکا سنگلدیپ مین ہی اور بعضے کہتے ہین کہ پسر کلان اونکے اوس ملک کے بادشاہ ہوگئے تھے اور بعض بعض اولاد اونکی اب تک وہان موجود ہی اب تتمہ اسکا بعہد سلطنت محمد شاہ تغلق ساتھ حالات فتنہ پردازی نظام ملبن کے مفصل تحریر ہوگا انشاءاللہ تعالی دفعہ ۳۵ ذکر اعقاب سلطان شمس الدین التمش بحوالہ کتاب ظہور قطبی سادات موضع کاہی وسنہی الشہیر اینٹ گانؤن تحصیل کہاکا ضلع فتحپور راسی بادشاہ کی نسل سے ہین لیکن یہ لوگ اپنے تئین سادات سبزواری کہتے ہین شجرۂ انساب اونکا مؤلف کو نہین ملا کہ درج کتاب کرتا لیکن شجاعت وسخاوت واخلاق جو جو خاصہ ولازمۂ قوم سادات ہی وہ اوصاف حمیدہ وخصائل پسندیدہ اونمین پائے جاتے ہین الا بوجہ گردش فلکی علم واقتدار ظاہری انمین سے جاتا رہا ہی یہانتک نوبت آئی کہ موضع مذکور جو سابق مین معافی وبعدہ زمینداری تھی بہ ہلداری سرکار انگلشیہ بسبب سنگینی جمع نیلام ہوگئی اور اون دونون گانؤن کی زمینداری از رہے خریداری بیع سلطانی کے اعقاب لالہ بھوانی پرشاد کی ہی بالفعل اوس نسل سادات سے منشی میر ثابت علی ومیر عبدالحکیم وکیل کانپور نے کچھ وجاہت ظاہری حاصل کی ہی لیکن بسبب نہونے زمینداری کے جیسی کچھ اصلاح چاہیی اونکے قبضۂ اقتدار مین نہین ہی اور میر ثابت علی نے برشتۂ مصاہرت موضع بلندہ مین سکونت اختیار کی ہی تم کلامہ دفعہ ۳۶ ذکر سلطنت سلطان رکن الدین بن شمس الدین التمش بحوالہ صفحہ ۱۸۰ تا صفحہ ۱۸۰ جلد دو طبقات ناصری یہ شاہزادہ باتفاق امرا وملوک سلطنت تخت سلطنت پر بیٹھکر افعال بدمستی وشہوت پرستی کی کرنے لگا ایک نشہ جوانی اوسپر مستزاد فرمانروا ہوا دیوانہ ہوکے تمام خزاین سلطانی مردمان غیر مستحقین ارباب نشاط پر تقسیم کرنا شروع کیے جب کبھو بنظر تفریح طبع سوار ہوتا تھا تو ہاتھی پر سے روپیہ لوٹاتا جاتا تھا آخر اپنی تماش بینی وعیاشی سے ایسا خود رفتہ ہوا کہ بالکل امور عظیمہ سلطنت سے غافل ہوگیا تب ملکہ جہان اوسکی مان نے حل وعقد امور مملکت اپنے ہاتھ مین لیلیے لیکن اوسنے بھی وہ طریقہ اختیار کیا کہ جس سے سب لوگ متنفر ہوئے ازانجملہ دیگر محلات سلطان مرحوم سے کہ بوجہ خوے جبلی نسوان اوسکو رشک وحسد تھا کتنون کو قتل اور کتنون کو قید کیا آخر نتیجہ اوسکا یہ ہوا کہ سات مہینے کے بعد شہزادۂ رکن الدین تخت سلطنت سے اوتار کر جیلخانہ سلاطین مین بھیجا گیا ذکر سلطنت رضیہ بیگم ۶۳۴ھ ہجری مطابق ۱۲۳۶ء عیسوی مین سلطان رضیہ بیگم ہمشیرۂ رکن الدین تخت سلطنت پر بٹھلائی گئی یہ بیگم نہایت عقیلہ وفہیمہ امور جہانداری سے ایسی واقف تھی کہ جب سلطان مرحوم دہلی سے مالوہ جانے لگا اوسکو اپنے تمام بیٹون فوق دیکر اپنی نیابت پر چھوڑ گیا تھا اکثر اوقات بادشاہ کا یہ قول تھا کہ اگرچہ رضیہ بیگم بصورت زنان ہو لیکن عقل اوسکی امور سلطنت مین مردون سے بہتر ہی نقل ہی کہ سلطان رضیہ بیگم سوا لے قرآن مجید

کے اوسکو پڑھی نہ تھی اور سوائے اس نقصان کے کہ وہ عورت تھی باقی سب خوبیان جو اچھے اچھے بادشاہونکو لائق ہین اوسمین موجود تھین اور بادشاہونکی طرح تخت پر بیٹھکر دربار کرتی تھی اور بہت عدل و انصاف سے لوگون کی نالش سنکر دادرسی کرتی تھی باانہمہ تمام خوبیونکے ایک خطا اوس سے ایسی ہوگئی کہ جو اوسکی عقل اور عزت کی بالکل خلاف تھی یعنی جمال الدین یاقوت حبشی امیر آخور کو بمنصب امیر الامرائی ممتاز کیا اور وہ ایسا منھ لگا ہوگیا کہ ہمیشہ اوسکی بغل مین ہاتھ دیکر گھوڑے پر سوار کراتا تھا اسلیے تمام ارکین سلطنت کا دل اوس سے برگشتہ ہوگیا اور یہ نوبت پہنچی کہ بیگم اور حبشی دونون جان سے مارے گئے اور بادشاہت اوسکے بھائی معزالدین کے ہاتھ آئی مدت سلطنت اوسکی ساڑھے تین برس ذکر ملک قمرالدین قیران تمرخان بعہد دولت سلطان رضیہ بیگم ملک قمرالدین قیران حاکم کڑہ و مانکپور کا تھا چنانچہ بتا بید اسکے مصنف طبقات ناصری بحوالہ صفحہ ۲۴۷ و ۲۴۸ جلد سوم یہ ارقام فرماتے ہین کہ یہ غلام ترکی نژاد سلطان شمس الدین نے اسدالدین سوداگر سے بقیمت مبلغ یکہزار روپیہ خرید کیا و بزمان مختلف ترقی پاتا رہا بعہد سلطنت اس بیگم کے پہلے حاکم قنوج ہوا بعد اوسکے جب ملک کالیوار و مالوہ پر فوج کشی کرکے فتح کیا اس حسن خدمت مین تا بقاے سلطنت حاکم کڑہ و مانکپور رہا جب نصیرالدین حاکم اودھ مرگیا تب اودھ بھی شامل ولایت کڑہ و مانکپور کے کیا گیا دفعہ ۳

ذکر سلطنت بہرام شاہ بن شمس الدین التمش بحوالہ صفحہ ۱۹۱ لغایت ۱۹۷ جلد دو طبقات ناصری روز دوشنبہ ۲۷ ماہ رمضان ۶۳۷ھ ہجری مطابق ۱۲۳۹ عیسوی سلطان رضیہ بیگم قلعہ ترہندہ مین قید کی گئی اور چودہ روز تک فیمابین امرا و ملوک باستقرار امور عظیمہ سلطنت بحث رہی بالآخر روز یکشنبہ ۱۱ ماہ شوال کو بیعت عام سلطنت باتھ شہزادہ بہرام شاہ پر اس شرط سے ہوئی کہ ملک اختیارالدین اتگین عہدہ وزارت پر بدستور بحال رہے یہ بادشاہ باوصاف حمیدہ و اخلاق برگزیدہ تھا لیکن ساتھ اوسکے جبار و قہار و خونریز بدرجہ تھا لہذا بعد اجراے خطبہ و سکہ کے ہمت اوسکی اسپر مصروف ہوئے کہ جنکی استعانت و دستیاری سے تخت پر بیٹھا ہون اونکو کسی حیلہ و فریب سے قتل کرون ہنوز اسی تہیہ مین تھا کہ دفعۃً فوج مغلونکی بہ تسخیر ملک ہند لاہور پہونچ گئی اور جو لشکر شاہی پہلے سے بغرض مقابلہ اونکے بھیجا گیا تھا اون افسرونمین بوجہ نفسانیت باخود ایسی پھوٹ پڑی کہ عافیت بادشاہ مین سخت فتور واقع ہوا اگرچہ بادشاہ نے اپنے مدعیون سے مداہنت کرکے شیخ الاسلام حضرت قطب الدین بختیار دہلوی قدس اللہ سرہ العزیز کو بغرض رفع فتنہ پاس امرا و ملوک فتنہ پردازان کے بھیجا چونکہ اہل فساد منجانب بادشاہ مطمئن نہ تھے لہذا جانا حضرت قدس سرہ کا سودمند نہوا انجام اوسکا یہ ہوا کہ دو برس ایک مہینہ پندرہ روز بادشاہت کرکے گرفتار ہوا اور قیدخانے مین جان بحق تسلیم ہوا اسکے عہد سلطنت مین بحوالہ صفحہ ۲۷۶ جلد تین طبقات ناصری ارکلی داد بک سیف الدین شمسی عجمی تا بقاے سلطنت اس بادشاہ کے حاکم کڑہ و مانکپور کا رہا یہ حاکم حلیہ عدل

ذکر سلطنت علاء الدین مسعود و غلام

سیاست وکیاست واتباع سنن مین نہایت آراستہ وپیراستہ تھا اسکی اصل قپچاق کی ہی خواجہ منعم شمس الدین عجمی
ملک التجار نے بدست شمس الدین کے فروخت کیا تھا دفعہ ۳۸ ذکر سلطنت علاء الدین مسعود بن رکن الدین
یہ شہزادہ بعد قتل بہرام شاہ اپنے چچا کے تخت سلطنت پر بیٹھا اسکے عہد دولت مین اسکی عیاشیون کی سبب سے
بہت کچھ خرابیان پیدا ہوئین کہ جسکی تفصیل قاضی منہاج الدین مصنف طبقات ناصری بحوالہ صفحہ ۱۹۰ تا صفحہ
۲۰۱ جلد تین یہ وقائع چشم دیدار قام فرماتے ہین کہ جب سلطان معزالدین بہرام شاہ سے تخت دہلی کا خالی
ہوگیا باتفاق تمام امرا و ملوک ناصرالدین وجلال الدین وعلاء الدین تینون شہزادے قیدخانے سے نکالے گئے
اور بحث عظیم رہی کہ منجملہ ان تینون کے کون بادشاہ ہو بعد کنکاش تمام امرا پر سلطنت علاء الدین کے سب متفق
ہوئے اور تخت جہانداری پر بٹھلا کر بیعت عام اوسکے ہاتھ پر واقع ہوئی بعد اسکے نظام الملک مہذب وزیر اور ملک
قراقش امیر حاجب و ملک عزالدین طبن صوبہ دار ناگور و مندو و اجمیر و ملک تاج الدین سنجر قتلق صوبہ دار اقطاع
بدایون مقرر ہوا اور چونکہ مصنف اوس خلفشار مین چار روز پیشتر عہدۂ قضا سے مستعفی ہوچکا تھا بجاے میرے
قاضی عماد الدین محمد چہارم ماہ ذی الحجہ کو مامور ہوئے نظام الملک نے مہذب اقطاع کویل پر متصرف ہوکر اپنے
دروازہ پر ہاتھی و نوبت قایم کی یہ فعل اوسکا امراے ترک کو ایسا ناگوار ہوا کہ روز چہارشنبہ دوم جمادی الاول سنہ ۶۴۰
ہجری مین باعث شہادت وزیر الممالک کا ہوا بعد اس معرکے کے مصنف روز جمعہ نہم ماہ رجب سنہ مذکور کو دہلی سے
روانہ ہوکر بدایون آیا وہانکا حاکم تاج الدین میرے ساتھ مراسم مہمانداری و ضیافت نے بہت اچھی طرح بجالایا
بحصول دستوری حاکم ممدوح کے اودھ مین حاضر ہوکر مورد الطاف قمرالدین خان قیران صوبہ دار کا ہوا اسی
اثنا مین معلوم کیا کہ طغاخان عزالدین طغرل صوبہ دار لکھنوتی بسواری کشتی کرہ مانکپور آنیوالا ہے چنانچہ قبل تنزل
دائرۂ دولت صوبہ دار کے بخیف کرہ مانکپور مین پونہچا ہنگام رونق افروزی اونکی باریاب ملازمت ہوا اور اپنے
اہل و عیال کو کرہ مانک پور مین چھوڑ کر بوقت انصراف صوبہ دار ہمراہ اوسکے لکھنوتی آیا اور دو سال تک علی الاتصال
مقیم لکھنوتی رہا اس مابین مین اکثر مخیم سرادقات سلطانی اقطاع قنوج رہا اور بجاے ملک نظام الملک مہذب
شہید کے ملک نجم الدین ابوبکر وزیر الممالک مقرر ہوا یوم یکشنبہ ۱۱ ماہ ربیع الثانی سنہ ۶۴۱ ہجری مصحوب مولانا
جلال الدین کاشانی قاضی اودھ بادشاہ نے خلعت چتر لعل کا صوبہ دار لکھنوتی کو روانہ فرمایا دہم ماہ ذیحجہ
سنہ مذکور کو ہر دو چچا سلطان کے بشفاعت امرا و ملوک بعطاے خلعت ممتاز ہوکر جلال الدین بامارت قنوج
و ناصرالدین ایالت بہرایچ پر روانہ کیے گئے دونون کے حسن انتظام سے نظم و نسق اون دونون ملکونکا
قابل تحسین و آفرین ہوا اول ماہ شوال سنہ ۶۴۲ ہجری چنگیز خان مغل بقصد تسخیر اقطاع لکھنوتی براہ تبت نیپال
بنگالہ مین آیا و بہ نیروے جلادت تمر خان قیران و طغاخان طغرل خائب و خاسر ہوکر اپنے ملک کو پلٹ گیا غرض

ذیقعدہ کو فیما بین ہر دو سرداران باستقرار حکومت دیار لکھنوتی مناقشہ پیدا ہوا اور روز چہارشنبہ سوم ماہ مذکور دونون کی صلح
منجر بصلح ہوئی تمرخان فیران لکھنوتی مین رہا اور طغاخان طغرل عازم دہلی ہوا روز دوشنبہ ۱۱ ماہ صفر ۶۴۳ ہجری
کو شیخ جیف بمعیت طغاخان داخل دار السلطنت دہلی ہوکر باریاب سلطانی ہوا اوسی روز شیخ جیف مورد عنایات سلطانی
ہوکر بعہدۂ تولیت اوقاف و قضاے کلیر و تذکرات جامع مسجد کے مقرر کیا گیا ماہ رجب باصغاے خبر آمد لشکر کفار
مغل بمقام اوچہ بادشاہ بذات خود بغرض استیصال اوسکے روانہ ہوا ہنگام نزول دائرۂ دولت سلطانی کنارے
دریاے بیاہ کفار مغل پر ایسا رعب سلطانی طاری ہوا کہ بلا کسی مقابلہ کے وہان سے واپس گئے اوسی سفر
مین چند اشخاص بد وضع نے مزاج سلطان مین دخیل ہوکر اوسکو جانب لہو و لعب و عیاشی کے متوجہ کردیا آخر
آخر کو طبیعت بادشاہ جانب قتل امرا و ملک کے مائل ہوئے ان حرکات کا آخر یہ نتیجہ ہوا کہ کل ارکین سلطنت نے
بادشاہ سے باغی ہوکر اوسکو تخت سے اوتار کر جان سے مروا ڈالا مدت سلطنت دو برس کئی دن بعہد سلطنت
اس بادشاہ کے ملک عز الدین طغرل طغاخان حاکم کڑہ و مانکپور کا رہا یہ حاکم ترکی نژاد ملک خطا سے تھا
سلطان شمس الدین التمش کا غلام تھا دفعہ ۹ ۳ ذکر سلطنت ناصر الدین محمود بن شمس الدین التمش
سوم ماہ محرم ۶۴۴ سنہ ہجری مطابق ۱۲۴۶ عیسوی مین باتفاق ملوک و امرا و صدور و کبرا و سادات و علما
تخت دہلی پر جلوس کیا اور اسکے ہاتھ پر بیعت عام ہوئی غیاث الدین بلبن ترکی نژاد جو اوسکے باپ کا غلام
اور داماد تھا بعطاے خطاب اعظم الغ خان بعہدۂ وزارت مامور ہوا وقائع بہرایچ و کڑہ و مانکپور بسال جلوس
بادشاہ باتفاق ملکۂ جہان اپنی والدہ کے ولایت بہرایچ مین آکر بعد قلع و قمع متمردان و نظم و نسق اوس ولایت کے
روز پنجشنبہ دوم ماہ محرم ۶۴۵ ہجری مطابق ۱۲۴۷ عیسوی کو دار الملک دہلی مین داخل ہوا اور چھ مہینے تک تا
انقضاے ایام برسات مقیم رہا پنجم ماہ جمادی الثانی کو جانب پانی پت کے نہضت فرمائی وہان سے بماہ شعبان
سنہ مذکور بمقام تلندہ متصل قنوج کے آیا دریافت ہوا کہ موضع مذکور مین ایک قلعہ نہایت متین ہی اور اوسمین اکثر
زمیندار متمرد متحصن ہین اونکا استیصال کلی مناسب جانکر محاصرہ کیا اور بعد فتح قلعہ و قتل عام کفاران متمردان کے روز
دوشنبہ بارھوین ماہ ذیقعدہ سنہ مذکور کو مخیم سرادقات سلطانی مقام شہر کڑہ ہوا یہان بدریافت تمردی و سرکشی راجایان
ڈلکی و ملکی کے مزاج بادشاہ کا برہم ہوا اور معلوم کیا کہ یہ راجایان کڑہ سے جانب لکھن حوالی دریاے جمن ایک پہاڑ پہ
ساکن ہین اور فوج اور ملک اور مال وافر رکھتے ہین بحالت خلفشار سلطنت نشان بادشاہی اوٹھا لیگئے اور تا
کالنجر و کڑہ و مانکپور و مالوہ پر قبضۂ مخالفانہ کر لیا اور آپ بھی بادشاہ سے باغی ہین تب بادشاہ نے الغ خان معظم
کو بہمراہی لشکر گران کے باستیصال متمردان متعین فرمایا چنانچہ وزیر الممالک نے بعد قطع جنگل و درستگی راہ کے
وہان پہونچکر محاصرہ اوسکے قلعہ کا کیا اور چند روز مین بجلادی لا اوران فیروزی لوا کے قلعہ فتح کیا اور تمام زنان و

ذکر سلطنت ناصر الدین محمود ... غلام

فرزندان اونکے اسیر مردان سلطانی ہوئے اور غنیمت بے انتہا ہاتھ آئی منجملہ اونکے پندرہ سو گھوڑے تھے یہ سب
غنیمت لیکر وزیر الممالک بمقام کڑہ بحضور بادشاہ حاضر ہوا روز پنجشنبہ گیارھوین ماہ ذی قعدہ سنہ مذکور کو بادشاہ
کڑہ سے کوچ کرکے قنوج گیا حاکم قنوج برادر بادشاہ حاضر ہوکر باریاب ملازمت ہوا وہان سے بادشاہ نہضت
فرمائے دار الملک دہلی ہوا اور تا سنہ ۶۵۱ ہجری بحسن انتظام وزیر الممالک کے کوئی فتور سلطنت مین واقع نہین ہوا سنہ ۶۵۱
ہجری مطابق سنہ ۱۲۵۳ عیسوی مین بہ غمازی امام الدین عیار غیاث الدین بلبن تغیر عہدۂ وزارت امارت ہانسی
حصار پر روانہ کیا گیا اور بجاے اوسکے خود امام الدین مذکور مامور ہوا اوسنے کل متوسلین بلبن کو موقوف کرکے
اپنے آوردہ بھیجدیے چنانچہ اقطاع کڑہ ومانکپور پر کیل خان صوبہ دار و عزیز الدین کسلو خان کو امیر حاجب کرایا
بوجہ ماموری امراے ناتجربہ کارون کے فتور کلی مملکت ہند مین واقع ہوا اور ابواب فتنہ و فساد کے کھل گئے بوقوع
ان خرابیون کے امرا و ملوک نے بحضور حضرت قطب الدین اوشی و قاضی شمس الدین بہرایچی حاضر ہوکر یہ استدعا کی
کہ اگر ببرکت انفاس آپ لوگون کے وزیر سابق پھر مامور ہو جاوے تو باعث امن خلائق ہی چنانچہ بتحریک ان
دونون بزرگوارون کے وزیر جدید موقوف و وزیر سابق بحال ہوا اور قبل موقوفی وزیر جدید کے غیاث الدین
حسب تحریر امرا و ملوک کے ہانسی سے دہلی آگیا تھا سنہ ۶۵۵ ہجری مطابق سنہ ۱۲۵۷ عیسوی مین جب امام الدین
موقوف ہوا تو بہت سی فتنہ پردازیان کین منجملہ اونکے ایک عزیز سلطان کو ایسا متہم کیا کہ اوسکی عافیت مین فتور
واقع ہونیوالا تھا مگر بمضمون چاہ کنندہ را چاہ درپیش عند الله دریافت وہ عزیز بری ہوا اور امام الدین جان سے مارا
گیا اوس مفسدہ مین راجہ سنتور و حاکم سندھ بھی شریک تھا سنہ ۶۵۵ ہجری مطابق سنہ ۱۲۵۷ عیسوی مین بادشاہ
باستیصال مغلون کے پنجاب گیا اور وہان سے نصرت الدین ارسلا خان سنجر و قلیچ خان صوبہ داران کڑہ و اودھ
کو بغرض استمداد اوس مہم کے طلب فرمایا یہ دونون حاضر نہوئے بلکہ علم مخالفت کا بلند کرکے بغاوت اختیار کی
بادشاہ بعد سر اوس مہم کے بغرض سزادہی صوبہ داران کے جانب کڑہ و مانکپور متوجہ ہوا جب مخیم سرادقات سلطانی
نواح کڑہ ہوا صوبہ داران مذکورین پر جلادت و صولت خسروانی ایسی غالب ہوئی کہ بلا کسی لڑائی کے بحضور بادشاہ
یہ عرضداشت کی کہ بشرط عفو تقصیرات ہر دو قلعہ پر قبضۂ سلطانی کرا دیا جائے بادشاہ نے درخواست اونکی منظور
فرماکے بلا مزاحمت عنان عزیمت جانب دہلی کے معطوف فرمائی وارسلا خان ہاتھ اپنے رومال مین باندھکر بحضور
بادشاہ حاضر ہوکر مورد مراحم خسروانی ہوا اور برائے چندے بہ تغیر حکومت کڑہ و مانکپور سے لکھنوتی بھیجا گیا آخر کو پھر
اصلی حکومت کڑہ مانکپور پر مامور ہوا اور قلیچ خان بحالت کوہ پایہ جو شیوک کے پہاڑ و نین ہی بھیجا گیا بحوالۂ تذکرہ
طبقات ناصری یہ نصرت الدین ارسلا خان سنجر غلام بادشاہی ہی لیکن مردانہ و فرزانہ تھا اصل اسکی خوارزم ہی
ابوبکر حبشی نے مصر و عدن سے لاکر بدست سلطان شمس الدین کے فروخت کیا تھا تذکرہ خجستہ خصائل بادشاہ

بادشاہ نے قوت اپنی اور اپنے بیگم کی ہدیۂ کتابت قرآن مجید پر مقرر کی تھی اور اپنے زوجہ کے ہاتھ سے کھانا پکوا کر کھاتا تھا
نقل ہے کہ ایک لڑائی مین بہت سے لونڈی غلام قید ہو آئے اوسکی زوجہ نے عرض کیا کہ کھانا پکانے سے
مجھے بدرجہ تکلیف ہے اگر منجملہ انکے ایک کنیزک مجھے ملی تو بدرجہ مشکور بادشاہ کے ہونگے اس التماس پر بادشاہ
بہت رویا اور یہ کہا کہ تم سے عدالت نہو گی مواخذہ عقبے دشوار ہے نقل ہے کہ جب حضرت قطب الدین بختیار اوشی
قدس سرہ نے اس جہان سے رحلت فرمائی اور جنازہ حضرت بغرض ادائے نماز جنازہ پیش ہوا کئی ہزار
علما وصلحا حاضر تھے خادم نے ندا کر دی کہ لائق امامت اس جنازے کے وہ شخص ہے کہ جسکی مدت العمر سنت
قبل عصر ترک نہوئی ہو اور ساتھ تحریمۂ امام کے ہمیشہ شریک جماعت ہوا ہو اور گاہے مرتکب زنا نہ ہوا ہو چنانچے
اس ندا کے ہر ایک بجائے خود ساکت و سرنگون رہا مگر بادشاہ آبدیدہ ہوا اور اظہار ان صفات کا نسبت اپنے
کر کے نماز پڑھائی نقل ہے کہ ایکروز بادشاہ تلاوت قرآن مجید مصروف تھا ایک امیر نے فیہ ایک جلد قرآن
بادشاہ مین دیکھکر اپنی لاعلمی و نادانی سے ایک فیہ کو غلط قرار دیا بادشاہ نے ایک فیہ کے اوپر حلقہ پھیر دیا
جب وہ رخصت ہو گیا تو قلم تراش لیکر اوس حلقہ کو چھیلنا شروع کیا دوسرے مصاحب نے عرض کی کہ پہلے
آپنے اوس امیر کے کہنے پر اس فیہ کو غلط سمجھکر حلقہ پھیرا اب پھر اوسکو آپ چھیلتے ہین جواب دیا کہ یہ دونون
فیہ صحیح ہین اگر مین اوسکے اعتراض و مفہوم کو غلط کرتا تو وہ میرے روبرو بدرجہ محجوب ہوتا چھیلنا حلقۂ فیہ
کا آسان تھا اور رفع ندامت امیر کی غیر ممکن تھی یہ بادشاہ نہایت نیک ذات عالی صفات تھا کل امور جہانداری
اپنے بہنوئی وزیر غیاث الدین بلبن کے اعتماد پر چھوڑکر بعبادت الٰہی مشغول رہتا تھا اور غیاث الدین بلبن بھی
ایسا خوش تدبیر تھا کہ اوسنے جو جو خرابیان سلطنت ماسبق مین واقع ہوئی تھین سبکو بہت آسانی سے رفع کیا غزنی
دو بار فتح کیا کالپی کے مفسدین کو گوشمالی دیکر بخوبی نظم و نسق کر لیا نرور کا قلعہ فتح کر کے چندیری پر بخوبی قبضہ
کیا جب وکیل یعنی کیشن ہلاکو خان نبیرۂ چنگیز خان کا ہندوستان مین آیا تو دو ہزار ہاتھی اور پچاس ہزار سوار
و دو لاکھ پیادہ اپنے ساتھ لیکر اوسکے استقبال کو گیا اوسکے وکیل پر یہ جلادت فوجی دیکھکر ایسا رعب اور داب
سمایا کہ پھر اوسکے عہد سلطنت مین مغلون نے ہندوستان آنے کا ارادہ نہین کیا بیس برس سلطنت کر کے سنہ ۶۶۴
ہجری مطابق سنہ ۱۲۶۶ عیسوی مین اس جہان سے گذر گیا کہتے ہین کہ یہ بادشاہ نہایت نیک خصال عابد و زاہد
و خیر اندیش رعایا و سخی و شجاع با مروت خوش خلق تھا کچھ تھوڑے سے اسکی نیک صفاتی و کریم نفسی اوسکے حالات
سلطنت مین تحریر ہو چکی ہے اسی پر اوسکے تمام حالات قیاس کرنا چاہیے میری یہ رائے ہے کہ اس سے بہتر پھر
ہندوستان مین اس اوصاف حمیدہ کے ساتھ کوئی بادشاہ نہین ہوا اور ایک بہت بڑا سبب اوسکی خوبی سلطنت
کا یہ بھی تھا کہ اسکے عہد سلطنت مین علما و فقرا اور صلحا ایسے گذرے ہین کہ جو آجتک ہر علم اور فن مین امام اور

مقتدا قرار دیے جاتے ہین ازانجملہ یہ حضرات بابرکات کہ جنکا ذکر باعث برکت کتاب ہی یہ ہین ذکر قطب الاقطاب
حضرت قطب الدین بختیار اوشی قدس سرہ العزیز اونکا تذکرہ ضمن حالات وقائع سلطانی مین ہو چکا ہی
کہ جنکا شجرۂ انساب فہرست سادات مین نہایت موشح سے مندرج ہی جسکو تفصیل اسکی منظور رہو ملاحظہ فرماوے
کتاب تذکرۃ السادات و بحر الانساب و عمدۃ المطالب و اخبار الاخیار کو مؤلف کی کیا حقیقت ہی کہ حضرت کے فضائل
تحریر کرے اونکے خلیفہ بے شمار ہین ازانجملہ جو اونکے بعد بھی طریقۂ حضرات چشت سے ہوئے وہ حضرت فرید الاولیا
شیخ فرید الدین شکر گنج بن جلال الدین سلیمان اولاد شاہ فرخ کابلی سے ہین قاضی شعیب جد بزرگوار انکے نے
بعد چنگیز خان شہر لاہور مین آکر قصبۂ قصور مین اقامت فرمائے سلطان پٹن نے آنا انکا غنیمت جانکر نہایت عزت
وحرمت کے شیخ فرید اپنے باپ داداکے قصبۂ اجودھن مین گئے وہان بہ تحصیل علوم ظاہر مصروف ہوئے ایکدن
حضرت قطب الدین بختیار اوشی سے ملاقات ہوگئی حضرت نے تحصیل علوم رسمی سے منع فرماکر تزکیۂ باطن کی
ترغیب دی بابا فرید اوسوقت سے متوجہ کسب صفای باطن ہوکر تھوڑے دنونمین مظہر کرامات ہوگئے بعد
رحلت خواجہ قطب الدین بختیار اوشی کے صاحب خرقہ و ارشاد ہوئے لقب شکر گنج کے بارے مین مختلف روایتیں
ہین بعضے کہتے ہین کہ ایک سوداگر شکر لادے ہوئے جاتا تھا خواجہ نے اوس سے شکر مانگی اوسنے جواب دیا
اسمین شکر نہین ہی نمک ہی فرمایا کہ اگر نمک ہی نمک رہے گا جب سوداگر نے اوسکو واسطے فروخت کے کھولا تمام شکر
موافق فرمانے آپ کے نمک تھی پریشان خاطر آپکی خدمت مین حاضر ہوکر عفو قصور چاہا آپنے فرمایا کہ اگر شکر ہی تو شکر
سہی وہ سب بار شکر ہوگئی تب سے آپکو گنج شکر کہنے لگے اور بعضون کا قول ہی کہ آپکی تاثیر نگاہ سے تودۂ خاک
شکر ہو جاتی تھی خانخانان محمد بیرم خان نے مضمون اول کو نظم کیا ہی ایک شعر اوسکا درج ہوتا ہی شعر کان نمک
جہان شکر شیخ بحر و بر + آن کز شکر نمک کند و ز نمک شکر + اور کتاب سیر العارفین مین مرقوم ہی کہ شیخ المشایخ شیخ
سعد الدین حمویہ اور سیف الدین باخرزی اور شیخ بہاء الدین زکریا اور شیخ فرید الدین ہمعصر تھے پہلے سعد الدین حمویہ نے
انتقال کیا بعد تین برس کے شیخ سیف الدین نے رحلت فرمائی تیسرے سال اونکے وفات کے شیخ بہاء الدین
جان بحق تسلیم ہوئے بعد تین سال کے رحلت شیخ فرید الدین کے ہوئی تاریخ وفات ۶۶۴ سنہ ہجری پنجم محرم روز شنبہ
مقبرہ آپکا پاک پٹن واقع ملک پنجاب مین ہی اور بعض کتابون سے معلوم ہوتا ہی کہ ولادت آپکی ۵۶۹ سنہ ہجری مین ہوئی
اور اوائل مین نام آپکا شیخ مسعود تھا عمر پچانوے سال چنانچہ اس شعر سے یہ سب حالات ظاہر ہین شعر
فرا شد تولد عابد آزادہ عمر + شد فرید ایسہ سال رحلت مسعود عصر + اور لفظ فرید عصر سے بھی تاریخ وفات ہی اور
بقولے سال وفات ۶۶۸ سنہ ہجری چنانچہ ان موزون تاریخونسے واضح ہی تاریخ اول افتخار زمان فخر زمین + شیخ دنیا و دین فرید الدین
بیگمان پنجم محرم بود + کہ فرید از زمانہ نقل نمود + گر تو پرسی ز سال وصلت او + از جہان شد فرید آہ بگو + تاریخ دوم

ذکر حضرت قطب الدین بختیار اوشی و شیخ فرید [illegible] گنج شکر قدس سرہما

فریدالدین کہ او گنج شکر بود ✤ چو در ذات خدا شد محو مطلق ✤ بنظم گفت ہاتف سال نقلش ✤ فریدالدین ولی واصل حق ✤ اور اعقاب حضرت کے مقام پاک پٹن مین ہنوز رہتے اونہین سے ایک شخص سجادہ نشین ہوتا ہی جو کہ پاک پٹن متعلقۂ ملک پنجاب ہی اور وہان کی تحقیقات مؤلف کے تعلق نہین کی گئی تھی اسلیے اجمالاً یا تفصیلاً لکھنا مناسب نہ جانا

ذکر خاندان مولوی عبدالغنی فریدی مانکپوری

ذکر خاندان مولوی عبدالغنی فریدی مانکپوری کا غذات خاندانی انکے ایک ایسے صاحب کے پاس تھے کہ بوجہ عناد خاندان مولوی صاحب یا بخل مؤلف کو دینے نسکے تھوڑے سے کاغذات و فرمان شاہی مجھے ملے جسکا ملخص یہ ہی کہ شاہ غلام جعفر مورث اعلی مولویصاحب پاک پٹن سے بتقریب اکتساب علم ظاہر و باطن اول دہلی آئے جب اپنی ریاضات بدنی و مجاہدات نفسی سے شہرۂ آفاق ہوئے تب اورنگزیب عالمگیر بادشاہ دہلی نے بوجہ علو خاندانی اونکی یا اونکے کمال کے جیسا کچھ ہو بذریعہ فرمان سنہ جلوس مطابق سنہ ہجری کے اراضیات مفصلۂ ذیل موضع چوکا پور بسرام چک علاول چک سید ھوا چک لنگا دھر چک بنی متعلقۂ بہار چک جونی متعلقۂ کرتی چک علی آباد معاف فرمائے چونکہ وہ دیہات حوالی مانکپور سے تھے ناگزیر شاہ صاحب نے بوجہ عطاے معافی سکونت مستقل اپنی مانکپور مین قرار دی شجرۂ اعقاب کا یہ ہی



مولوی عبدالغنی و مولوی عبدالصمد کے باپ اونکے صغر سن مین انتقال کر گئے تھے لہذا قصبۂ مچھلی شہر ضلع جونپور مین بتخصیص رشتہ داری وہان جاکر تربیت پائی جب سن بلوغ کو پہنچے بسفارش اونہین حضرات کے کہ جنکے یہان تعلیماً گئے تھے مولوی عبدالغنی منصف گورکھپور و مولوی عبدالصمد تحصیلدار اعظم گڈھ مقرر کیے گئے اور باعث ضبطی معافی کا یہ ہوا جب نواب سعادت علیخان فرمانروائے اودھ ہوئے اونھون نے بہ شمول اور معافیون کے اسکو بھی ضبط کر لیا مدت تک خالصہ رہا جب جور و ظلم عاملان شاہی زیادہ ہونے لگا تو یہ دیہات معافی کہ جو خالصہ رکھی تھی غلط دوسرون کے ہاتھ جاتی رہی اب کچھ حصۂ موضع ابنائے بزرگ پرگنہ کڑا در جزو اراضی محلہ میران جی منحلات شہر مانکپور کے اونکے قبضے مین ہی مولوی عبدالکریم صدر قانونگوے ضلع فیض آباد محمد ظہور سربراہ کار

کورٹ ضلع برائے پونچی کے ہین مولوی عبدالکریم باوصاف حمیدہ واخلاق پسندیدہ۔ ایسے لائق وفائق
وناز کخیال ہین کہ عہدوسے عمدہ جو خدمت گورنمنٹ کی اونکے تعلق کیجائے بہت حسن وخوبی سے انجام دینگے اور
وصلت ومصاہرت اس خاندان کی ساتھ صاحبان پالی گگی کی ہی چنانچہ مولوی عبدالکریم نواسہ شاہ سید عبد السمیع
صاحب کے ہین اور یہین پالی گگی پراسی رشتہ ناہالی سے سکونت پذیر ہین۔ دفعہ ۴ ذکر سلطنت غیاث الدین
بلبن جوکہ پہلے سے حل عقد امور عظیمہ جہانداری اس بادشاہ کے قبضۂ اقتدار مین تھا بعد فوت اپنے
سالے کے اسکو بادشاہ ہونے مین چندان دقت نہوئی لہذا باتفاق امرا ومولوی سنہ ۶۶۴ ہجری مطابق سنہ ۱۲۶۶
عیسوی مین اوپرا ریکۂ فرمانہی کے بیٹھکر خطبہ وسکہ اپنے نام کا جاری کیا ✽ ضرب سکہ مدور بخط ثلث عبارت طرف
اول السلطان الاعظم غیاث الدنیا والدین ابوالمظفر بلبن السلطان عبارت طرف ثانی الامام المستعصم
امیر المومنین ضرب ہذا الفضۃ بحضرت دہلی ✽ وقائع سلطنت پہلے ہی سال جلوس مین قوم میواتیون نے
بلوہ کیا اوس بغاوت مین بیس لاکھ جان سے مارے گئے سنہ ۶۷۸ ہجری مطابق سنہ ۱۲۷۹ عیسوی مین طغان خان
طغرل حاکم بنگالہ باغی ہوا اوسکے استیصال کے لیے ایک لشکر گران بافسری ایک امیر کے بھیجا گیا لیکن وہ
افسر ہنگام نبرد حاکم بنگالہ سے منہزم ہوکر واپس دہلی آیا بجرم مغروری وہ سردار اس وجہ سے جان سے مارا گیا
کہ یہ بادشاہ اپنے تئین خلیفۃ اللہ جانتا تھا اور طغان خان کو باغی جانکر اسکو بھیجا تھا جب وہ افسر وہان سے
بھاگا تو وہ بموجب فتوائے علما جہاد سے بھاگنے والا کافر ہی اس قصور پر اوسکو یہ سزا دیگئی تب خود بادشاہ
عین ایام برسات مین کہ طغیانی بارش کی تھی بنگالہ گیا اور وہان لڑائیان حاکم باغی سے نہایت بہادری سے لڑا
آخر متواتر لڑائیون سے وہ عاجز ہوا تب اوسکو پکڑا اور جان سے مارڈالا کہ اسمین بادشاہ کی صولت اور سطوت
ہر ایک صوبہ دار ہندوستان پر زیادہ ہوئی اس بادشاہ باغی کا مؤلف نے سکہ اپنی آنکھ سے دیکھا ہی معلوم
ہوتا ہی کہ اوس تھوڑے سے ایام بغاوت مین اسنے سکہ اپنے نام کا جاری کردیا تھا نقل ہی کہ اسکے عہد دولت
مین دہلی کے وفور آبادی سے یہ کیفیت تھی کہ چالیس شہزادہ و بادشاہ ولایت سمرقند و کاشغر و خطا و روم و غور
و خوارزم وغیرہ کے بخوف چنگیز مغل مفرور ہوکر دہلی مین پناہ گزین تھے اور بادشاہ نے بکمال ہمدردی اونکی
اور علو شان سلطنت اون تمام شہزادون اور بادشاہونکو موافق اونکے مرتبہ او عزت کے ایک ایک علوفہ اور
جاگیرین اور منصب مقرر فرمایا تھا اور وہ ہر ایک ایک ایک محلہ مین آباد کردئے گئے تھے کہ وہ محلہ اونہین نامون
سے شہر مین مشہور تھا کہتے ہین کہ جب یہ بادشاہ تخت سلطنت پر جلوس کرتا تو ہر ایک وہ ہی بادشاہ و شاہزادہ
موافق اپنے اپنے مرتبے کے اوسکے تخت کے سامنے کھڑے ہوتے تھے یہ بادشاہ جیسی کوشش رعب وداب
واظہار شان وشوکت مین کرتا تھا ویسا ہی عدل وانصاف مین ہر دم مستعد وسرگرم رہتا تھا چنانچہ پہیت خان صوبہ دار

ذکر سلطنت غیاث الدین بلبن

ظلم

اودہ نے شراب کے نشہ مین ایک غریب آدمی کو مارڈالا تھا جب اوسکی بی بی مستغیث ہوئی بادشاہ نے اوسکے
جرم مین ہیبت خان مذکور کو پانچسو کوڑے مارے اور اپنے غلامی سے نکالکر اوسکی غلامی مین دیدیا اور فرمایا کہ یہ جو آجتک میرا غلام تھا اب
تیرا غلام ہو تب ہیبت خان نے نہایت سعی و سفارش و منت و سماجت سے بیس ہزار روپیہ دیکر اوس عورت کی
غلامی سے آزادی پائی یہ بادشاہ بادشاہت سے پہلے کبھو کبھو شراب پیتا تھا جس روز سے تخت سلطنت پر
بیٹھا ایکدم سے شراب پینا چھوڑکر توبہ کی اور ایسی نفرت ہوگئی کہ جسپر جرم شراب خواری کا ثابت ہوتا اوسکو قرار واقعی
سزا دیتا مقید صوم و صلوۃ و تبع سنن کا ایسا تھا کہ کبھو ترک جمعہ و جماعت نکرتا تھا اور ہر وقت باوضو رہتا تھا اور بغیر
موزے اور ٹوپی کے کبھی کسی خدمتگار نے نہین دیکھا اور شادی و غمی مین امیرونکے مکانپر جاکر ادائے مراسم تہنیت
و تعزیت کرتا اور اکثر علما و فقرا و محدثین کے مکانونپر جایا کرتا تھا اگرچہ سواری اوسکی اس شان و تجمل سے
نکلتی تھی کہ پانچسو سوار برہنہ شمشیر اوسکی اردلی مین ساتھ چلتے تھے جسپر بھی اگر رستہ مین کہین سنتا کہ وعظ و درس
کا مجمع ہو بے تکلف اوتر پڑتا اور وعظ سنکر رونے لگتا با این ہمہ مجرمونکو بلا لحاظ مسئلہ فقہ کے سزاے سخت دیتا اس
بادشاہ نے محمد خان مہین پور کو تمام ملک پنجاب پر اور بغرا خان پسر دومی کو ملک بنگالہ کا صوبہ دار مقرر کیا اگرچہ محمد خان
مہین پور نہایت لائق و شایستہ و مردانہ و فرزانہ تھا کہ تمامی سکناے دہلی و لاہور و اہالیان لشکر اوسکے عاشق تھے
بادشاہ نے اوسکو اپنا ولیعہد کیا اور حضرت امیر خسرو و ملک الشعرا اسی شاہزادہ کے مصاحبت مین تھے و مخدوم
شیخ سعدی شیرازی علیہ الرحمہ کو بھی بغرض تلمذ طلب کیا تھا ذکر افصح الفصحا سعدی شیرازی علیہ الرحمہ

ذکر شیخ سعدی شیرازی

نام انکا شیخ مصلح الدین ہی بعہد سلطنت سعد بن زنگی تخلص سعدی موسوم ہوئے فضل و کمال مین کوئی ہمسر نہین
گذرا والد ماجد انکے عبداللہ ملازم سلطان اتابک کے تھے اور بھائی انکے روبرو بارگاہ اتابک کے دوکان بقالی
کی رکھتے تھے شیخ سعدی علیہ الرحمہ نے اوائل مین مدرسۂ نظامیۂ بغداد مین شیخ الشیوخ ابوالفرج بن جوزی سے بیس
برس تک تحصیل علوم ظاہری کی اور بیس برس تک سیاحت دیار دیار کی کرتے رہے اور باقی عمر گوشہ نشینی
مین بسر کی اور بقولے بیت المقدس مین مدت تک سقائی کرتے تھے اور لوگونکو بلا اخذ اجرت کے پانی پلایا یہانتک
کہ ایکدن جناب خضر علیہ السلام سے ملاقی ہوئے اونھون نے زبان مبارک اپنی انکے مُنہ مین رکھی اوسکی برکت
سے زلال فصاحت و بلاغت و شربت معرفت و حقیقت سے سیراب ہوئے چودہ بار پیادہ پا حج بیت الحرام سے
مشرف ہوئے اور اپنے پیر ارادت شیخ شہاب الدین سہروردی کے ہمراہ سفر دریا مین رہے جیساکہ باب دوم گلستان
مین یہ اشعار مندرج ہین ابیات مرا شیخ داناے مرشد شہاب * دو اندرز فرمود بر روے آب * یکے
آنکہ بر خویش خود بین مباش * دگر آنکہ در غیر بد بین مباش * واسطے جہاد کے روم و ہند گئے اور تمام اکناف
عالم کی سیر کرکے ہر جگہ کے آدمیونکو بنظر امتحان دیکھا لیکن زمانۂ ابتداے ظہور شیخ کا عہد اتابک سعد بن زنگی

تھا اور حصول کمال بعہد اتابک ابوبکر بن سعد زنگی ہے چنانچہ کتاب بوستان سے مستفاد ہوتا ہے سنہ ۶۵۵ ہجری مین بوستان اور سنہ ۶۵۶ ہجری مین گلستان کو ختم کیا اور کلیات انکا قریب بیس ہزار شعر کے ہی اور انکے دیوان کو نگران شعر لکھتے ہین تصدیق اسکے ملا جامی کا ایک قطعہ لکھا جاتا ہی قطعہ در شعر سہ کس پیمبرانند ❊ قولیست کہ جملگی برانند فردوسی و انوری و سعدی ❊ ہر چند کہ لانبی بعدی ❊ اور تاریخ شعرا مین مذکور ہی کہ سلطان محمد خان حاکم ملتان پسر بزرگ غیاث الدین بلبن بادشاہ دہلی نے اپنے زمان حکومت مین دوبار ملتان سے قاصد مع زاد راہ واسطے طلب شیخ سعدی کے شیراز کو روانہ کیا مگر شیخ بسبب ضعف پیری کے متحمل صعوبات سفر کے نہوسکے اور دونون مرتبہ دیوان اور قصائد وغیرہ اپنے بھیجکر سفارش امیر خسرو دہلوی کے بدرجہ اتم کے وفات انکی سنہ ۶۹۱ ہجری مین اور عمر انکی ایک سو بیس کی ہوئی تاریخ وفات از کتاب مخبر الواصلین شیخ سعدی کہ عارف حق بود ❊ راز دان وجود مطلق بود ❊ یکصد و بست سال عمرش بود ❊ کان زمان رحلت از جہان فرمود ❊ بشب جمعہ پنجم شوال شد بفردوس آن ستودہ خصال ❊ چون زخاصان حق تعالے بود ❊ خاص تاریخ او ملک فرمود ❊ ذکر شہادت شہزادہ محمد خان و وفات بادشاہ عجب اتفاق ہوا کہ فوج مغلونکی ترکستان سے سنہ ۶۸۱ بغرض تسخیر ملک ہندوستان بڑے زور و شور سے پنجاب آئی شہزادہ محمد خان اپنی فوج کو آراستہ کرکے بکمال شجاعت باستقبال اونکے گیا اور داد مردانگی کی دیکر عین ہنگامۂ کارزار مین شہید ہوگیا اسکی شہادت کا ہر برنا و پیر رویا علی الخصوص بادشاہ اوسکے صدمۂ مفارقت سے ایسا ضعیف و ناتوان ہوگیا کہ آثار ضعیفی کے اوسپر بہت جلد ظاہر ہوگئے اور اپنی زندگی سے مایوس ہوگیا اور واسطے ولیعہدی کے بغرا خان پسر دوم حاکم لکھنوتی کو طلب کیا بغرا خان حسب الطلب بادشاہ کے حاضر ہوا لیکن اپنی نادانی سے بلا اجازت و رخصت بادشاہ کے اپنے دار الحکومت لکھنوتی کو واپس گیا بادشاہ اوسکی اس حرکت ناشایستہ سے بدرجہ ناراض ہوکر شہزادہ کیخسرو پسر محمد خان مرحوم شہید کو ولیعہد کرکے مرگیا تاریخ وفات سنہ ۶۸۶ ہجری مطابق سنہ ۱۲۸۷ عیسوی اسکے عہد سلطنت مین کوئی وقائع کڑہ مانکپور کا کسی کتاب مین پایا نہین گیا اسقدر البتہ معلوم ہوا کہ جب بادشاہ باستیصال طغرل خان بنگالہ کو گیا تو آمد و شد مین نزول دائرۂ دولت کڑہ مانک پور مین ہوا اور یہان سے بوجہ ہمسرحدی ملک بنگالہ کے بمقتضائے اوسوقت کے استمداد رسد کی ہوئی دفعہ ۱۴ ذکر سلطنت معزالدین کیقباد بعد فوت بادشاہ کے تمامی امرا و ملوک بہ کنکایش تمام یہ خیال کرتے گئے کہ اگر کیخسرو بادشاہ کیا گیا تو ضرور بغرا خان بادعائے سلطنت کینہ خواہ ہوگا لہذا یہ صلاح قرار پائی کہ بغرض رفع فتنۂ آیندہ کیقباد پسر بغرا خان بادشاہ اور کیخسرو بدستور بجائے اپنے باپ کے حاکم ملتان رہے چنانچہ سنہ ۶۸۶ ہجری مطابق سنہ ۱۲۸۷ عیسوی مین شہزادہ کیقباد کو کہ بعمر اٹھارہ سال تھا تخت سلطنت پر بٹھلا کر بیعت عام کرتے گئے اور کیخسرو حاکم ملتان مقرر ہوا کیقباد نے تخت پر بیٹھتے ہی امور جہانداری سے غافل

ذکر سلطنت معزالدین کیقباد

وبے پرواہو کر جانب عیش وعشرت کے مصروف اور اپنے باپ دادا کی روش چھوڑکر اپنے چچازاد بھائی کیخسرو کو قتل کرکے بہت امیرون کو جان سے مارڈالا اور تماش بینی کا یہانتک بازار گرم ہوا کہ ہر ایک بلاخوف وخطر علانیہ رنڈی بازی کرنے لگا اور اس درجہ رنڈی بھڑوے وغیرہ جمع ہوئے کہ دربار مین سوائے انکا اور کوئی نہ رہا اور سوائے گانے بجانے مسخرہ پن اور جوتی پیزار کے دوسرا شغل نہ تھا جب بغراخان حاکم بنگالہ اوسکے باپ نے یہ حال سنا بہت افسوس کیا و بغرض تحفظ سلطنت بہت سی فوج لیکر بنگالہ سے جانب دہلی کوچ کیا وزیر کیقباد کہ نہایت مرد بیہودہ اور واہی تھا کیقباد کو واسطے مقابلہ بغراخان کے باہر دہلی لیگیا اور قریب تھا مین دونون لشکرون کے صفین لڑائی کی باندھی گئین آخر محبت پدری و پسری ایسی جوش مین آئی کہ وزیران دونون کے ملنے کو روک نہ سکا لیکن وزیر کی شرارت سے واب دربار سلطانی ایسی تجویز کیے گئے کہ ناصر الدین بغراخان کو ذلت اوٹھانی پڑی اور آداب کر کر بجا لانے پر بادشاہ نے تعظیم وتکریم اوسکی نکی تو اوسکے حرکات ناشایستہ سے بغراخان کو رقت طاری ہوئی مگر اوسکے رونے نے یہ اثر پیدا کیا کہ بادشاہ اپنے استقلال پر قائم نہ رہا اور تخت سے اوتر کر باپ کی طرف بے تحاشا دوڑا اور چاہا کہ باپ کے قدمون پر گر پڑے مگر باپ نے اوسکو گلے لگالیا دیر تک دونون لپٹ کر روتے رہے اور اس کیفیت سے ہر ایک متاثر ہوا چنانچہ حضرت امیر خسرو قدس اللہ سرہ العزیز نے اس کیفیت کو مفصل اپنی مثنوی قران السعدین مین رقام فرمایا ہے بعد اوسکے کیقباد نے اپنے باپ سے معذرتین کین اور بکمال ادب پیش آکر اوسکو تخت پر بٹھلایا چونکہ بغراخان کو پہلے سے فرمانروائی سلطنت دہلی کی منظور نہ تھی لہذا اپنے بیٹے کو بہت سی نصیحتین کرکے منصرف بنگالہ ہوا لیکن وقت عزیمت بنگالہ یہ کہا کہ آج سے فرزند اور سلطنت دونونکو رخصت کیا بعد چلے جانے بغراخان کے چندے کیقباد پابند نصیحت اپنے باپ کا رہا پھر اپنی اصلی حالت پر آکر مصروف تماشہ بینی ہوگیا آخر کثرت رنڈی بازی سے نحیف وضعیف ہوکر بعارضہ رعشہ وفالج مبتلا ہوا یہانتک اوسکی طاقت طاق ہوئی کہ صاحب فراش ہوگیا ایکروز اوسکے مصاحبون نے جو بڑے یار غار تھے کمل ڈال کر اسقدر مارا کہ جان سے مرگیا اور لاش اوسکی ایک کھڑکی سے نکالکر جمنا مین ڈالدی مدت سلطنت اسکی کچھ کم تین برس اگرچہ یہ بادشاہ واہی خبطی بیہودہ اور رنڈی باز شراب خوار تھا لیکن نظم جہانداری اسکے وقت مین خراب نہین ہوئے اسواسطے کہ کئی بادشاہ اس سے پہلے جو گذرے وہ ایسے نیک ذات عالی خصال جو جو خوبیان بادشاہونکو ہونی چاہئین وہ وہ ان مین سب تھین اور ایسے آئین جہانداری کے جاری کیے تھے کہ احکام فوجداری و دیوانی وملکگیری مین کوئی فتور نہین ہوا دوسری وجہ یہ بھی تھی کہ کچھ کم تین برس یہ بادشاہ رہا جو کچھ خرابیان اسکی تماش بینی سے واقع ہوئین اوسکا اثر شہر مین تھا اکناف واطراف مین پھیلنے نہ پایا تیسرے اوسوقت مین اراکین سلطنت بڑے متقی ودیندار تھے کہ اونکے برکت نفوس سے نظم جہانداری مین کوئی نقصان نہین ہوا اس بادشاہ کے ضرب سکہ بشکل مدور ریختہ ثمنت عبارت

ذکر سلطنت جلال الدین فیروز شاہ خلجی

طرف اول السلطان الاعظم معز الدنیا والدین ابو المظفر ابن السلطان معز شاہ عبارت طرف ثانی فی عہد الامام المستنصر
امیر المومنین ضرب ثانی اول طرف السلطان الاعظم معز الدنیا والدین ابو المظفر کیقباد السلطان طرف ثانی
الامام المستعصم امیر المومنین ضرب بحضرۃ دہلی سنہ ۱۸۷۵ء عیسوی مین جب مؤلف بتقریب دورہ پرسیور ضلع گونڈہ مین
مقیم تھا عند المعائنہ کوٹ یعنی گڑھی راجہ پرسیور بنیاد گڑھی مین کہ اوسی عرصے مین منجملہ ملازمان راجہ سے مکان بنایا تھا
چند سکۂ اکبری نکلے منجملہ اونکے ایک سکہ اوس سے لے لیا اب تلاش سکونکی مؤلف کو ہوئی اوسی ہنگام مین ہنگام
دورہ ضلع اوناؤ سکہ ضرب ثانی اس بادشاہ کا ایک مہاجن ساکن صفی پور سے حاصل کیا یہ دونون سکہ مینے جناب کپتان
ڈینیوسنے فاربس صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر گونڈہ کو دیدیے دفعہ ۲ ۱۴ ذکر سلطنت جلال الدین فیروز شاہ
خلجی یہ بادشاہ نسل قالج خان سے ہی قالج خان ایک بڑا قبیلہ دار مردانہ و فرزانہ تھا شادی اوسکی دختر چنگیز خان مغل
سے ہوئی یہ دختر چنگیز خان سرالولد سرلا بیہ کے ایسی تند مزاج و جنگجو تھی کہ قالج خان اوسکی باتونکا متحمل نہین ہوا
ایک مرتبہ اوسکی بد مزاجی سے تنگ ہوکر اوسکو تنبیہ کی وہ زوجہ اوسکی درپے پرخاش ہوئی قالج خان ڈرا کہ مبادا آ
اسکا چنگیز خان اسکے پاداش مین کہین قتل نکرے لہذا ایک روز مخفیہ مع تمامی اپنی قبیلہ قریب تیس ہزار آدمیونکے
وطن سے مفرور ہوکر کوہستان غور و گرجستان مین جا چھپا بمرور ایام وہ اور اوسکی قوم کے لوگ بزیر پناہ سلاطین غوریہ
کے ملازم ہوکر بلقب قلجی مشہور ہوئے آخر کو غلطی عوام سے حرف قاف ساتھ خے کے تبدیل ہوکر خلجی ہو گیا جب
سلطان شہاب الدین سام بعد فتح راجہ راٹھور کے مستقل بادشاہ ہندوستان کا ہوا تو اس جلال الدین کا دادا ہندوستان
مین آکر پہلے بزمرۂ سوارون کے نوکر ہوا اپنی کاردانی اور نصیبے کی یاوری سے وقتاً فوقتاً ترقی پاتا رہا آخر افسر
فوج ہو گیا جب وہ مر گیا تو اوسکا بیٹا بجائے اوسکے مامور رہا جب اس جلال الدین کی نوبت سلطنت کی آئی تو اوس
عہدے سے ترقی کرکے عالی کام مین مقرر ہوا غیاث الدین بلبن کے عہد مین نائب ناظم سامانہ کا مقرر ہوا جو کہ خدا نے اسکی
تقدیر مین سلطنت لکھی تھی اس نیابت سامانہ . . یہ ایسا شہرۂ آفاق ہوا کہ تمام اراکین سلطنت کے ذہن مین اسکی لیاقت
ایسی جاگزین ہوئی کہ بعد مرنے غیاث الدین کے اسے لوگون نے واسطے بادشاہت کے تجویز کیا اگرچہ ملک چھجو بسر
کشلی خان برادر عم زاد کیقباد مدعی سلطنت تھا لیکن اوسکو کسیطرح لائق بادشاہت تصور نہ کیا کل اراکین سلطنت
کئی روز تک کمیٹی اسکی کرتے رہے کہ منجملہ دونون کے کون مرجح ہی آخر بعد کنکاش تمام یہ قرار پایا کہ جلال الدین
بادشاہ اور ملک چھجو حاکم کڑہ و مانکپور کیے جائین سنہ ۶۸۹ ہجری مطابق سنہ ۱۲۹۰ عیسوی کو بساعت سعید سلطان جلال الدین
کو کہ اوسوقت مین عمر اوسکی ستر برس کی تھی تخت سلطنت پر بٹھلا کر نام اوسکا فیروز شاہ رکھا اور خطبہ اور سکہ اوسکے نام کا
تمام ہندوستان مین جاری ہوا چونکہ یہ بادشاہ معمر اور متبع شریعت تھا لہذا چتر شاہی کو کہ جو ہمیشہ سے برنگ سرخ
تھا اوسکو تبدیل کرکے سفید کیا اور اپنے برادر کو بمنصب عرض ممالک و خطاب عرض خانی و اختیار الدین حسین پور کو

باسم خونخانی و ارکلی خان پسر ثانی کو بلقب قدر خانی و علاء الدین و الماس بیگ برادرزادگان کو بنام الغ خانی
سرفراز و ممتاز کیا اور امیر علی سرجامدار کو مخاطب بہ حاتم خان کرکے صوبہ دار اودھ کیا اسیطرح بہت ارکین دولت
بازدیاد مراتب و مناصب ترقی پاتے گئے آخر سنہ جلوس مین اپنے دونون لڑکیونکی شادی ایک علاء الدین الغ خان
دوسری الماس بیگ کے ساتھ بڑی دھوم دہام سے کی دفعہ ۴۳ ذکر بغاوت حاکم کڑہ و مانکپور دوسرے
سال جلوس مین امیر علی حاتم خان صوبہ دار اودھ و کل امرائے بلبنی کہ جو جاگیردار صوبہ کڑہ و مانکپور اودھ کے تھے
جلال الدین بادشاہ سے باغی ہوئے اور بعد کنکاش تمام ملک چھجو کہ جو حاکم کڑہ و مانکپور تھا اوسکو بادشاہ قرار دیکر
بمقام کڑہ تخت سلطنت پر جلوس کرایا اور نام اوسکا سلطان مغیث الدین رکھا گیا اور بہت سی فوج نئی نوکر رکھ کے
سب کے سب بڑی دھوم دہام سے بغرض تسخیر شہر دہلی کے کڑہ سے روانہ ہوگئے اور یہان سلطان جلال الدین
فیروز شاہ نے بھی بافسری ارکلی خان شہزادہ کے بہت سی فوج کو واسطے قلع و قمع ملک چھجو کے روانہ کیا اور بعد اوسکے
خود بھی بغرض اعانت ارکلی خان بارہ کوس کے فاصلے سے آہستہ آہستہ چلا بمقام قنوج دونون لشکرون سے
محاربہ ہوا آخر کو ارکلی خان مظفر و منصور و ملک چھجو مخذول و مغرور ہوا اور امیر علی حاتم خان مع دیگر امرایان بلبنی کے
زندہ گرفتار ہوا اور ارکلی خان شہزادہ نے نہایت ذلت اور خواری سے تمام قیدیونکی گردنونمین دوشاخہ ڈالکے
شتران بے کجاوہ پر بادشاہ کے پاس بھیجا جب باین ہیئت کذائی وہ قیدی بادشاہ کے پاس آئے چونکہ یہ بادشاہ
بدرجہ رحیم تھا متحمل دیکھنے اس عذاب کا نہو کر بے اختیار رونے لگا اور آنکھ اپنی بند کرلی اور چلایا کہ خدارا ان قیدیونکو
اس عذاب سے جلدی نجات دو بعد اوسکے اونکو حمام کرایا اور بہ تبدیل پوشاک فاخرہ مورد الطاف خسروانہ ہر ایک
کو علی قدر مراتب کیا اور یہ شعر زبان پر لایا شعر بدی را بدی سہل باشد جزا ٭ اگر مردے احسن الی من اسا ٭ بعد اوسکے
ملک چھجو بھی کہ مکان ایک زمیندار مین مخفی و مستور تھا گرفتار آیا بادشاہ نے اون سبکو باعزاز و اکرام بسواری محافہ مع
اہل و عیال قلعہ ملتان کو روانہ کرکے وہان کے حاکم کو حکم دیا کہ ان لوگون کو نظربند کرکے تمام اسباب اکل و شرب
و عیش و عشرت اور جو جو لائق سلاطین ہوتا ہے ہمیشہ مہیا رکھے اور اونکی خاطر جوئی و رضامندی مین کوئی امر ترک
نکیا جائے بوادید اس حسن سلوکی بادشاہ کے ملک احمد حبیب و دیگر امرائے سلطانی معترض بھی ہوئے مگر بادشاہ
نے کچھ خیال نکیا بدستور سلوک رہا دفعہ ۴۴ بعد اس ہنگامے کے سنہ ۶۹۲ ہجری مطابق سنہ ۱۲۹۳ عیسوی مین ملک
علاء الدین برادرزادہ و داماد بادشاہ حاکم کڑہ و مانکپور مقرر ہوا اگرچہ علاء الدین بالکل پڑھا لکھا نہ تھا لیکن اپنی
دلیری کی وجہ سے بے سوچے و سمجھے بڑے بڑے زمینداران متمردان سے بیخوف و خطر لڑائیان لڑا کہ جس
سے یقین تھا کہ اوسکے انتظام صوبہ داری مین تخلل واقع ہوگا چونکہ سلطنت اوسکی تقدیر مین تھی لہذا ہر جگہ منصور
و مظفر رہا اور تھوڑے عرصے مین تمامی علاقہ کڑہ و مانکپور پر ایسا رعب و داب بیٹھ گیا کہ بلاتردد مالگذاری اوسکے

خزانے مین داخل ہونے لگی اب ہمت اوسکی بر تسخیر ممالک لہ ندیلکھنڈ و مالوہ متوجہ ہوئے اور بحصول اجازت شاہی ممالک
مالوہ و بوندیلکھنڈ مین بڑے بڑے راجاؤن پر گیا اور اونکے قلعونکو مسمار کرکے غنیمت بے انتہا حاصل کی بوقوع
ان فتوحات عظیمہ کے بادشاہ نے حکومت اودھ کی بھی اوسکو عطا فرمائی اوسوقت بخیال دوراندیشی بادشاہ بیگم خوشدامن
علاقی علاء الدین معترض ہوئے کہ اشتمال ملک اودھ با ولایت کڑہ مانکپور بموجب ازدیاد قوت و بغاوت علاء الدین
ہی لیکن بادشاہ نے اوسکے اعتراض کو محمول بہ حسد کرکے کچھ التفات نفرمایا بعد اسکے علاء الدین نے اکثر امرائے
بلبنی کو جو شجاعت و بہادری مین موصوف تھے اپنی سرکار مین ملازم کرکے رفیق بنایا و ۶۹۳ سنہ ہجری مطابق ۱۲۹۴ عیسوی
مین علاء الدین نے دکھن کا ارادہ کیا جو شاہان اسلام کے دھاوے سے اوسوقت تک محفوظ تھا چنانچہ اپنی ہمراہ آٹھ
سے آٹھ ہزار سوار آزمودہ کار اپنے ہمراہ لیے اور ایسے بڑے بڑے جنگلون و شوار گذار سے گذر گیا جو درمیان کڑہ و
مانکپور و ضلع برار کے واقع تھے اور جو راجہ و زمیندار درمیانی ان دونون ملکون کے ملتے گئے اونسے یہ کہتا گیا کہ بادشاہ
کی ناخوشی سے مینے جلا وطنی اختیار کی ہی پہاڑون پہاڑون اور جنگلون جنگلون اپنی جان بچانے کے لئے بھاگا
پھرتا ہون اس شبہے مین کوئی رئوسای دکھن مزاحم حال اوسکے نہوا یہانتک کہ براہ مالوہ و برار ایلچپور تک جو ریاست
حیدر آباد دکھن کا وسط ہی پہونچ گیا اور وہان سے جانب پچھم چلا یہانتک کہ مقام دیوگڈھ مین اچانک پہونچ گیا (دیوگڈہ
ایک مقام ہی کہ جو اب دولت آباد کے نام سے موسوم ہی) اوسوقت وہانکا والی راجہ رام دیو تھا اور یہ راجہ
وہان کے بڑے راجاؤن مین بڑا گنا جاتا اور بلقب مہاراجہ موسوم تھا اور تمام مرہٹون کے ملک کا مالک شمار کیا جاتا
تھا اکثر راجگان ہند حسب عادت جبلی اپنی ہر وقت جنگ و جدال پر آمادہ و طیار رہتے تھے اور ایک دوسرے پر اچانک
دھاوا کرنے کو امراہم جانتے تھے اس سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ طریقہ راجپوتون کا ایسا مروج تھا کہ اس موقع پر راجہ
رام دیو بھی دشمن کے دھاوے سے بالکل بیخوف تھا اور اوسدن اوسکے پاس فوج بھی نتھی اور لڑکے بالے ایک مندر
مین بغرض پوجا گئے تھے اور مندر اوس شہر سے قریب تھا جبکہ علاء الدین شہر کے قریب پہونچ گیا دفعتاً غلغلۂ آمد
فوج مسلمانون کا ہوا راجۂ مذکور باصغائے اس خبر کے گھبرا گیا تاہم اپنے ہوش کیجا کرکے تین چار ہزار آدمی بہزار
دشواری فراہم کیے اور بیرون شہر آکر مقابل حریف ہوا لیکن تھوڑی لڑائی مین اوسکے پانون اوکھڑ گئے اور
متصل شہر ایک قلعہ مین جو بالائے پہاڑ واقع تھا مغرور ہو کر محصور ہوا اور ہنگام مغروری اپنے جسقدر بورہ ہائے غلہ
سمجھ کے ہمراہ لے گیا وہ بورہ بالکل مملو از نمک تھی علاء الدین نے باطمینان تمام داخل شہر ہو کر جہانتک لوٹ سکا شہر کو
خوب لوٹا اور سوداگران و مہاجنان شہر کو بغرض نشاندہی خزینے و دفینے کے سخت تکلیفین دیکر دولت بے انتہا حاصل
کی اور چالیس زنجیر فیل اور کئی ہزار گھوڑے مع دیگر اشیائے نفرہ از آن راجہ ضبطی مین آئے بعد اسکے محصوران قلعہ
لڑائی کرکے یہ مشہور کر دیا کہ یہ فوج بطور ہراول کے ہی لشکر کثیر بادشاہی پیچھے سے آتا ہی بدریافت اسکے راجہ سراسیمہ ہو کر

خواستگار صلح کا ہوا تب علاءالدین نے صلح و انصراف اپنا موقوف اوپر کئی سو من سونے و چاندی و پارچاے ریشمی کے کیا راجہ ثلث مال دینے پر رضامند ہوا ہنوز نوبت تحریر مراتب صلح کی نہ آئی تھی کہ اس اثنا مین راجہ کا بیٹا جو محصوران قلعہ سے نہتا باہر فوج اکھٹا کر کے علاءالدین پر آیا قریب تھا کہ فوج اہل اسلام بالکل منہزم ہو جاوے مگر نیر اقبال علاءالدین کا ترقی پر تھا نہایت دلیری و مردانگی سے محاصرہ قلعہ کا بدستور قائم رکھ کے کسیقدر فوج سے مقابل ہوا اور ایسی بہادری و ہوشیاری سے لڑائی کی کہ خود مظفر و منصور اور غنیم خائب و خاسر ہو کر منہزم و مفرور ہوا اوسوقت راجہ کو گمان ہوا کہ جس فوج کی آمد کا غلغلہ پہلے سے ہو رہا تھا اوسی فوج نے ہندوستان سے آکر میرے بیٹے کو شکست دی اور جو اوسکو امید اعانت رؤسای جوار سے تھے وہ بالکل منقطع ہو گئی اسلیے موافق مرضی علاءالدین کے سات سو من سونا اور سات سو من مروارید اور دو من جواہر از قسم لعل و یاقوت و زمرد اور ہزار من چاندی باوزان دکھن اور چار ہزار چادر ریشمی و دیگر اشیاے نفیسہ و تمام محاصل ملک ایلچپور مع متعلقات اوسکے دیکر صلح کی تب ملک علاءالدین نے اسقدر مال لیکر محاصرہ قلعہ سے دست بردار ہو عنان عزیمت جانب کڑا مانکپور معطوف فرمائی بر اے مسٹر فاربس صاحب بہادر بحوالہ عبارت صفحہ ۲۰۳ تاریخ الفنسٹن صاحب کڑا مانکپور سے دیوگڈھ سات سو میل ہے علاءالدین کے سفر کا بڑا حصہ بندیاچل کے پہاڑون اور جنگلون سے ہوا تھا جہان سے خاص ہندوستان کی حد دکھن سے جدا ہے راستون کی تنگی اور ہر شی کی کمیابی اور پہاڑون کی تیرہ افشانی مین ایسے دشوار گذار خاردار درختون خودرو مین سے اتنی تھوڑی فوج لیکر جانا نہایت دشوار تھا دکھن کے ایسے چوڑے چکلے اور بستے رستے ملک مین آٹھ ہزار سوار لیکر جانا کچھ دلاوری کی بات نہین پائی جاتی بلکہ ایک اندھے کے موافق بے سمجھے بوجھے کنوین مین گرنا تھا خطرات مذکورۂ بالا سے محفوظ اور مامون رہنا اور ایک نئے طریقے سے کام نکالنا اور بعد اوسکے اوسی راہ سے بہزار دقت و دشواری واپس آنا علاءالدین کی دلیری و دلاوری کا بڑا اثر لوگون کے دلون پر پیدا ہو گیا مگر اس فقرے سے جو اوسنے مشہور کیا کہ مین راج مندرے کے راجہ کی نوکری کرنے جاتا ہون اس سے صاف واضح ہے کہ بخلاف ابتداے سلطنت مسلمانون کے چندان حرارت مذہبی قوم ہنود مین باقی نرہی تھی۔ چونکہ یہ عزیمت بلا اجازت و اطلاع بادشاہ کے تھی لہذا تا ایام سفر کوئی کتابت علاءالدین کی بحضور بادشاہ نگئی مگر نائب اوسکا کڑا مانکپور سے بغرض رفع بدگمانی بادشاہ کے یہ عرضداشت کرتا رہا کہ علاءالدین باستیصال راجۂ چندیری کے مصروف ہے یہانتک کہ اسمین چھ مہینے گذر گئے اور شہرہ اوسکی بغاوت کا تمام اکناف و اطراف دہلی مین ہو گیا اور ملکۂ جہان بادشاہ کی بیگم ہر وقت علاءالدین کیطرف سے بادشاہ کو بدگمان کرتی جاتی تھی لیکن بادشاہ بجوش محبت فرزندی اوسکی باتون پر لحاظ نہین کرتا تھا ہنگام مراجعت علاءالدین مخیم سرادقات سلطانی مقام گوالیار تھا کہ دفعتاً مشہور ہوا کہ علاءالدین دیوگڈھ سے مظفر و منصور اور زر و جواہر سے معمور دارالحکومت

کڑہ کو واپس آتا ہی باستماع اس مژدۂ فتح بخش کے بادشاہ مسرور ہوا اور از دیاد مال ومنال اوسکے کو باعث رفعت اور حشمت اپنے کا سمجھا ایکروز ملک احمد حبیب نے عند التذکرہ التماس کیا کہ کثرت فوج وجمعیت مال علاء الدین کے باعث سرکشی ہوگی وسکنائے کڑہ ومانک پور کہ قدیم سے مفسد ومتفنی ہین یہی لوگ باعث بغاوت ملک چھجو کے تھے اسکے کب بغاوت نہونگے بمقتضائے دور اندیشی مصلحت یہ ہی کہ بادشاہ بمقام چندیری کہ معبر راہ دیوگڈھ ہی سدراہ ہو فوج علاء الدین کہ بالفعل کوفتہ وخستہ ہی تھوڑے دباؤ مین کل مال پیشکش حضور کریگی بادشاہ کو یہ رائے پسند نہ آئی اور فرمایا کہ تو علاء الدین سے مجھے بدگمان کرتا ہی مینے اوسکو مثل فرزندون کے پالا ہی تاید اسکے ملک فخر الدین نے عرض کیا کہ ہنوز عرضداشت بھی ملک علاء الدین کی نہین آئی ہی اور نہ خبر تحقیق ہی کہ معبر اوسکا خواہی نخواہی چندیری سے ہوگا اور ایام برسات بھی قریب آگئے جانا مناسب نہین ہی اور بر تقدیر یہ سب کیا جائے اور علاء الدین مطلع ہوکر دوسری راہ سے چلا جائے تو اسمین کسیقدر قباحت واقع ہوگی بقول بے آب موزہ کشیدن ہی + لو فرضنا اگر باغی بھی ہو جائے تو ایک حملۂ فوج سلطانی مین کام اوسکا تمام کردیا جائیگا ملک احمد یہ بات سنکر بدمزہ ہوا اور یہ شعر پڑھتا ہوا اوٹھ گیا شعر چو تیرہ شود مرد را روزگار + ہمان میکند کش نباید بکار + اور بادشاہ گوالیار سے کوچ کرکے دہلی مین داخل ہوا اس عرصے مین علاء الدین اپنے دار الحکومت مین پہونچکر باستجماع اسباب سرکشی سرگرم ہوا اور ظفر خان کو باین غرض لکھنوتی کو روانہ کیا کہ کشتیان گذر دریا پر بغرض عبور فوج ہر وقت طیار رکھے اور بحضور بادشاہ باین مضمون عرضداشت روانہ کی کہ اکتیس زنجیر فیل اور گھوڑے ودیگر نقد وجنس جو دیوگڈھ سے لایا ہون وہ تمامہ از آن بادشاہی ہی لیکن بوجہ مسافت بعیدہ نوبت ترسیل عرائضات کی نہین آئی مبادا ترک ترسیل عرائضات باعث غبار خاطر اقدس ہوا ہو لہذا امیدوار ہون کہ شقہ دستخطی خاص بعفو تقصیرات بنام دولتخواہ وافسران فوج کے صدور پاوے کہ حاضر حضور ہوکر سعادت دارین حاصل کرون بوصول اس عرضی کے بادشاہ نے بخلوص دولتخواہی مطمئن ہوکر قطعۂ فرمان مشعر عفو واطمینان تحریر کرکے مصحوب دوکس مقربان سلطانی کے دار الحکومت کڑا مانکپور کو روانہ فرمایا چنانچہ بمجرد پہونچنے اونکے کے علاء الدین نے اونکو قید کیا اور الماس بیگ برادر علاء الدین نے بادشاہ سے عرض کیا کہ علاء الدین نہایت محجوب ومخوف ہی اور کہتا ہی کہ عزیمت دیوگڈہ مین کوئی عریضہ بحضور بادشاہ نہین پہنچا اس باعث سے مین بدرجہ منفعل ہون اور حقوق حضرت شاہنشاہی مجھپر ایسے نہین ہین کہ مین اونکو بھول جاؤن بادشاہ میرے ولی نعمت حقیقی ومجازی ہین بوقوع اندک رنجش خاطر بادشاہ کے زندگی میری تلخ ہی اگر واقعی بادشاہ کو مجھسے رنجش ہی تو مجکو اطلاع دے کہ اپنے تئین زہر سے ہلاک کرون یا جلاوطنی اختیار کرون تصدیق اسکے تحریر علاء الدین اسی خود ملاحظہ کرائی و بکمال گریہ وزاری ملتمس ہوا کہ اگر حضور اقدس جریدہ وبنظر استمالت علاء الدین تا کڑہ مانکپور قدم رنجہ فرماوینگے علاء الدین بے تکلف حضور مین حاضر ہوکر کل مال واسباب حاضر حضور کریگا ورنہ وہ ہلاک یا آوارۂ وطن ہوگا اور حضرت کو بجز

افسوس کے کچھ حاصل نہوگا اوس سادہ لوح نے کلام الماس بیگ کو باور کرکے ارشاد کیا کہ تو پہلے سے علاء الدین کے پاس جاکر فہمایش کر کہ اقدام قتل نفس کا نکرے اور مین متعاقب تیرے بغرض تسکین اوسکے جریدہ کڑہ مانک پور مین آتا ہون الماس بیگ نے پہلے سے آکر علاء الدین کو اس حال سے خوش حال کیا اور کہا کہ اب قصد جانے لکھنوتی کا مت کر بادشاہ بطمع مال واسباب عین شروع ماہ برسات مین جریدہ آتا ہی جب وہ یہان آوے کام اوسکا تمام کر اور جب تک ارکلی خان تخت سلطنت پر جلوس کرے تب تک ممالک جونپور و لکھنوتی و بنگالہ پر قبضہ کرکے ارکلی خان کو بھی مستاصل کر علاء الدین اپنی فوج لیکر کڑھے دریا اوترکے مانکپور مین بانتظار بادشاہ کے ٹھہرا اور اپنے بھائی الماس بیگ کو بغرض استقبال بادشاہ روانہ کرکے فہمایش کی کہ جہانتک ہوسکے بادشاہ کو جریدہ میرے پاس لانا سترھوین ماہ رمضان المبارک کو چتر سلطانی کشتی پر دور سے نمایان ہوا اور علاء الدین ہر دو طرف دریاے گنگ کے فوج لیکر بقصد لڑائی و بظاہر بغرض پیشوائی کھڑا ہوا اوسوقت الماس بیگ نے بادشاہ سے عرض کیا کہ اگر ایک روز قبل علاء الدین کے پاس نہ پہونچتا تو وہ بخوف حضور ضرور آوارۂ وطن ہو جاتا اور اب بھی اوسکے دلپر وہی خوف سلطانی طاری ہی اگر بقدر جمیعت قلیل بھی جو ہمراہ بندگان والا ہی دیکھے گا تو بخوف اوسکے بھاگ جائیگا لہذا امیدوار ہون کہ بجز کشتی حضور کا وہانتک چلے بادشاہ بمنت و سماجت اوسکے مع چند خواصون کے بسواری روزہ رکھے ہوئے اور قرآن پڑھتے ہوئے کشتی اوسکی مانکپور کو چلی ملک خرم مصاحب بادشاہ بر اودیہ صفوف آرائی ملک علاء الدین کے الماس بیگ سے معترض ہوا مگر یہانتک اوسنے لطائف الحیل مین رکھا کہ قریب نماز عصر کنارے دریاے گنگ بمقام مانکپور بادشاہ نے نزول اجلال فرمایا اور علاء الدین چند قدم بڑھ کے قدمبوس ہوا بادشاہ نے پنجۂ شفقت کا اوسکی پیٹھ پر رکھکر فرمایا کہ محبت تیری تمام عزیزون سے مستزاد ایسی دلپر اثر پذیر ہی کہ تیرے حق مین کوئی بدی مجھ سے ممکن نہین ہی ہنوز تیرے پیشاب کی بو میرے کپڑون سے زائل نہین ہوئی اور ہاتھ پکڑکے اپنے ساتھ جانب کشتی کے لیچلا محمود بن سام ساکن سمانا نے باشارۂ علاء الدین کے بادشاہ مقتول کو تلوار سے مجروح کیا اور اختیار الدین نے زمین پر گراکر سر اوسکا کاٹکر علاء الدین کے سامنے کیا یہ سانحہ ۱۷ - ماہ رمضان المبارک ۶۹۵ھ ہجری مطابق ۱۲۹۵ء عیسوی قریب غروب آفتاب وقت مغرب کے واقع ہوا علاء الدین نے سر بادشاہ کا نیزے پر رکھواکر مانکپور مین ساتھ اس ندا کے گشت کرایا کہ طمع کرنے والے مال دنیا کی یہی سزا ہی یہ بادشاہ سادہ لوح نہایت رحم دل تھا اپنے ملاقاتیون سے بحالت سلطنت وہی برتاؤ رکھا جیسا بعہد امارت رکھتا تھا مگر بوجہ خون ناحق سید مولائی کہ ایک اکابران دین سے تھے مورد وبال نکال کا ہوکر اس ذلت و رسوائی سے مارا گیا مدت سلطنت سات برس سکہ اس بادشاہ کا مدور بخط ثلث مضروب ۶۹۰ھ ہجری اس شکل کا تھا عبارت طرف اول السلطان الاعظم جلال الدنیا والدین ابو المظفر فیروز شاہ عبارت طرف ثانی الامام المستعصم

امیرالمومنین بحضرت الدہلی فی سنہ تسعین وستمائہ سکہ ثانی سنہ ۶۹۳ ہجری مین اسقدر عبارت اضافہ ہوئی * ضرب ہذا بفضہ فی سنہ ثلاث وتسعین وستمائہ سکہ ثالث سنہ ۶۹۵ ہجری ضرب ہذا الفضہ بحضرت الدہلی فی سنہ خمس وتسعین وستمائہ روایت ثانی بحوالہ تاریخ فرشتہ وظہور قطبی وملفوظ خواجہ کرگ کے یہ معلوم ہوا کہ جب علاءالدین مظفر ومنصور ہوکر سفر دیوگدھ سے دارالامارت کڑہ مانک پور مین واپس آیا تب بخوف مواخذہ سلطانی اکثر بغرض استعانت بحضور خواجہ کرگ اسم مجذوب صاحب ولایت کڑہ کے حاضر ہوا کرتا تھا ایکروز بحالت جذب خواجہ صاحب نے یہ فرمایا ؎ مرحبا اے بادشاہ دہلوی * گشت مغلوب تر خصم قوی * من ترا دادم سریر سلطنت * برزدم بر خاک تاج دشمنت * ہر کہ آید بر سر جنگ * تن در کشتی سر در گنگ * چونکہ خواجہ سے سیکڑون خرق عادات الٰہی ہوا کرتی تھے اور تمام سکنا وہانکے معتقد ونیز علاءالدین بھی اونکے ارادتمند ونہین تھا جب یہ شعر خواجہ صاحب نے اوسکے نسبت فرمایا ہوائے سلطنت ہندا وسکے دلپر ایسی جاگزین خاطر ہوئی کہ اوسیوقت سے باستجماع اسباب ملک واری متوجہ ہوا جب سلطان جلال الدین فیروز شاہ بسواری کشتی مانک پور پہونچا اور علاءالدین بھی بغرض ادائے مراسم استقبال بسواری کشتی باریاب ملازمت ہوا بادشاہ نے اشارہ اوسکی قتل کا کیا علاءالدین نہایت سراسیمہ ہوکر خواجہ کرگ اسد سے استعانت خواہ ہوا پس علاءالدین متشکل ہوا بصورت جلال الدین کے اور جلال الدین متمثل ہوا بشکل علاءالدین کے سرہنگون نے جلال الدین کو علاءالدین معلوم کرکے تلوار اوسکی گردن پر ماری کہ سر اوسکا کٹکر اندرون دریاے گنگ جاتا رہا اور تن حسب مصداق شعر خواجہ صاحب اندر کشتی کے رہا ؎ ہر کہ آید بر سر جنگ * تن در کشتی سر در گنگ * واور وہ سر بہتا ہوا بمقام گمسرہ گم ہوگیا اس باعث سے نام اوس مقام کا گمسرہ ہوا مگر بوجہ تمادی ایام وغلطی عوام کے اب گھمسرہ مشہور ہی اور مانکپور سے بفاصلہ دو میل زمینداری مین راجی سید تعشق حسین صاحب کے ہی اور تاج نہا ہی کو ملاحون نے اوس پار گنگا کے پکڑا اور حضور مین علاءالدین کے لائے بجلدوی اوسکے بادشاہ نے اراضی اوس پار کے ملاحون کی معافی مین دیدی اسوجہ سے وہ اراضی باسم تاج ملاحہ موسوم ہی اور طولانی اوسکی مانک پور سے تا کڑہ ہی قبر بادشاہ گھمسرہ قریب مسجد ایک شبی تھی بوجہ انہدام دیوار مسجد زیر دیوار مسجد آگئی ہی نقل ہی کہ بعد سنوح اس سانحہ کے علاءالدین نے زر و جواہر واطعمۂ لذیذ بطور نذر بحضور خواجہ صاحب گذرانا مگر خواجہ صاحب نے اوسپر کچھ التفات نفرماکے یہ رباعی ارشاد فرمائی ؎ رباعی قانع شدہ ایم بہ خشک نانی وترہ * مسلم نبود بسوے بریان و برہ * دہلی وسمرقند وبخارا وعراق * این چار ترا باید مرا بادکرہ * ذکر خواجہ کرگ اسد ولی اسد مجذوب صاحب ولایت کڑہ ہین حالات انکے بہت بطول تطویل ہین اجمالا یہ ہی بحالت طفولیت والدین آپکے انتقال کرگئے جب بالغ ہوئے متروکۂ پدری تبلاش مرشد کامل صرف فقرا کرتے تھے ایکروز ہمراہ کاروان موضع بہمرولی پرگنہ چایل ضلع الہ آباد مین شب باش ہوئے ہنگام خواب وہ قافلہ آپکو چھوڑکر آگے چلا گیا جب بیدار ہوئے اپنی تنہائی پر بہت روئے

اسمین ملہم غیبی سے بشر ہوئے کہ اندرون آبادی جا کر مولانا اسمعیل قریشی کے ملازمت حاصل کرا و رحسب ارشاد اونکے
کاربند ہو جب اونکے حضور مین حاضر ہوئی اونکو پہلے سے اپنا منتظر پایا بعد اداے مراسم سلام مولانا نے فرمایا کہ دس برس
سے تیرا انتظار کرتا ہون یہ خط لے اور اوس پہاڑ پر جہان روشنی ہی چلا جا یہ خط دیلیے خط کے خواجہ کو ذوق و شوق پیدا
ہوا جب زیر دامن کوہ پہونچے ایک چشمۂ عظیم پانی کا دیکھکر غسل کیا اور تھوڑا سا پانی پیکر پہاڑ پر چڑھگئے دیکھا کہ حضرت خضر
علیہ السلام مشغول نماز ہین بعد ختم نماز وہ خط اونکے سامنے رکھدیا ارشاد ہوا کہ تو بمرتبۂ ابدالی مامور ہوا شراب کو گلاب
بناکے پیا کر بعد اعطاے خلعت ابدالی بحضور مولانا واپس آئے اور شراب مانگی ارشاد ہوا کہ وہ شراب وہین ہی
یہان نہین ہی خواجہ صاحب نے نشان حجرۂ مولانا صاحب کا دیا فرمایا کہ اگر یہان ہی تو لیلے عند التجسس شراب
حجرے مین ملی پیکر مست ہوگئے خرق عادت خواجہ صاحب کے بیشمار ہین جسکو شوق ہو ملاحظہ کرے اونکے ملفوظات کو
خواجہ صاحب مغلوب الحال ایسے تھے کہ سواے مے نوشی کے دوسرا کام نہ تھا ہمیشہ بھٹی شراب کی روشن رہتی تھی جو
کوئی جو شی نذر دیتا تھا اوسکو فوراً بھٹی مین ڈالدیتے تھے اور جس کسیکے وہ فعل کروہ خاطر ہوا بلا ضرر اوس چیز کو
بھٹی آگ سے نکالکر واپس دیتے تھے چنانچہ تایید اسکے بحوالہ مفتاح التواریخ یہ نقل ہی کہ خواجہ قطب الدین بختیار
اوشی قدس سرہ العزیز نے واسطے آپکے خرقہ بھیجا آپنے اوسکو آگ مین ڈالدیا جو خادم خرقہ لایا تھا وہ بحضور قطب صاحب
شکایت لیگیا ارشاد ہوا کہ پھر جا اور اوس خرقہ کو مانگ تاکہ تجھپر کیفیت مراتب خواجہ صاحب کے منکشف ہو وہ واپس
آکر طالب خرقہ ہوا آپنے کہا کہ اندر بھٹی کے گھسکر اپنا خرقہ نکال لے جب وہ اندر اوسکے بتلاش خرقہ گیا تو بہت سے
خرقونکو آگ مین رکھا ہوا پاکر شرمسار ہوا مشہور ہی کہ آپ ہمیشہ برہنہ رہتے تھے مگر قاضی سید امیر رکن الدین نبیرۂ سید
قطب الدین کو دیکھکر کپڑا پہن لیتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ ایک آدمی ہی اسکو دیکھکر مجھے شرم آتی ہی اور قاضی
صاحب ممدوح بھی انکا بدرجہ ادب کرتے تھے سبب اوسکا یہ تھا کہ امیر کبیر سید قطب الدین مدنی نے بروے مکاشفہ
خبر دی تھی کہ بعد میرے یہان ایک فقیر مجذوب باسم گرگ اللہ ہوگا لحاظ رکھنا اور خواجہ صاحب بھی قاضی امیر رکن الدین
کو بہت چاہتے تھے اور فرماتے تھے کہ تو سردار ہی تیری اولاد بھی سردار رہیگی تیرے فرزند مین میرے فرزند ہین جو
کوئی اونکو ایذا پہونچاویگا اوسکے حق مین اچھا نہوگا ذکر وفات خواجہ صاحب ہنگام وفات ایک ارادتمند حسب
معمول بحضور خواجہ صاحب شراب لایا فرمایا کہ آج اسکو زمین پر پھینکدے مینے توبہ کی اب شراب محبت الٰہی سے
مخمور ہون اوسکے بعد مسجد مین جا بیٹھے اور آنکھین سرخ ہوگئین اور یہ آیت پڑھی اذا جاء اجلهم لا یستاخرون ساعة
ولا یستقدمون + فرماتے تھے کہ آج وہ روز ہی کہ گرگ کو تمسے جدا کرتے ہین اے یارو مجکو فراموش نکرنا جب تک کہ گردہ
آباد ہی حق تعالے اس شہر کو بلا سے محفوظ رکھیگا بعد اوسکے نعرہ کرتے تھے اور روتے تھے اور سورۂ اخلاص کو بار بار
پڑھتے تھے یہانتک کہ روے مبارک زرد ہوگیا اور یہ آیت پڑھی کل من علیها فان ویبقی وجه ربك ذو الجلال والاکرام

سالار نامی خادم نے عرض کیا کہ آپ کیون روتے ہین فرمایا کہ ہیبت و عظمت اللہ سے نہین معلوم کہ کیا معاملہ پیش آویگا
بعد ختم اس کلام کے جانب علیین سدھاری تاریخ سوم رجب المرجب روز جمعہ ۵۰۶ھ ہجری مطابق ۱۱۱۳ عیسوی
اور بقول ۵۴۱ ہجری مطابق ۱۱۴۶ عیسوی کا جی تاریخ قول ثانی رباعی کرد رحلت ز عالم فانی * رفت در جنت و بیار امید * درد سر داشت
از خمار فراق * لاجرم بادۂ وصال چشید * بعد انتقال خواجہ صاحب کے بوجہ اونکے جلال کے کسیکو ایسی جسارت نہوئی
کہ قریب لاش جاوے مگر قاضی امیر رکن الدین ممدوح الذکر حاضر ہو کر تجہیز تکفین و تدفین مصروف ہوئے و باقتدای
صلحا و علما نماز جنازے کی پڑھائی نقل ہی کہ ملک المشائخ شیخ ضیاء الدین زاہد نے قریب لاش مبارک جاکر کہا
السلام علیک یا خواجۂ ابدال نامی گرگ قطب ذوالجلال بجواب اوسکے خواجہ صاحب نے فرمایا و علیکم السلام بحوالہ جلد
اول ظ و قطبی جو لوگ دعوائے فرزندی نسبت خواجہ صاحب یا اونکی بہن کے کرتے ہین کسی کتاب نسب سے ثابت نہین
کیونکہ خواجہ صاحب کو ممض تجرید تھی اور و پدر و برادر و خواہر و زن و فرزند و غلام و جاریہ و خانہ کچھ نہ تھا مزار شریف خواجہ صاحب
زیر چھتری سنگین اندرون دو حصارون کے موضع سلطانپور دیہ معافی مین واقع ہی اور وہ موضع ہمسر حد سواد قصبہ
کرہی دیہات و چکوک بہت صرف درگاہ حسب ذیل معاف ہین سلطانپور خواجہ گرگ روپ نراین پور گوریون چک نراین پور
چاپ تلوک پور اب بند و بست حال مین انکی جمع یکجائی تجویز ہو کر معاف ہی مگر جو لوگ منصرم معافی ہین صرف
اوسکا حسب منشائے واہب نہین کرتے اور نہ او پر مذہب اور ملت خواجہ صاحب کے ہین نقل ہی کہ خواجہ صاحب ہر مخاطب
کو بی بی کا سر کہتے تھے یعنی بی بی کا اسیر بی بی مراد دنیا سے ہی یعنی دنیا دار چونکہ استاد ارادت خواجہ صاحب کے
مولانا اسمعیل ممدوح الذکر ہین لہذا ضرور ہوا کہ ان کا بھی مجملی حال تحریر کیا جائے - یہ فرزندان مخدوم بہاء الدین ذکریا
ملتانی سے ہین بحکم باطن اپنے وطن اصلی سے منتقل ہو کر مسکن گزین موضع بھرولی پرگنہ چایل ضلع الہ آباد ہوئے
اور اپنے نور باطن سے تمام نواح بھرولی کو منور فرمایا حالات انکے کمالات کے بے انتہا ہین درگاہ انکی متصل آبادی
جانب اوتر بھرولی ہی بعد انکے شیخ شہاب الدین خلف الرشید سجادہ نشین ہوئے بالفعل اونکی اولاد سے عبد المجید
پسر پیر بخش و کمال الدین و جمال الدین پسران تفضل حسین و شمس الدین پسر حاجی منہاج الدین موجود ہین بوجہ
نزاع خاندانی قبل بلوہ آٹھ آنہ حصہ زمینداری شیخ احمد علی و شیخ امام بخش کا بعلت قرضہ نیلام ہو گیا نصف باقی ہی خلیفہ
ثانی مولانا اسمعیل کے شیخ نتھن و انا ہمتاش خواجہ گرگ اللہ صاحب ذوق و شوق تھے جنکا مزار صمد آباد مزرعہ چوکا پور
مین ہی مشہور ہی کہ جو شخص بروز پنجشنبہ بعد نماز صبح مزار خواجہ صاحب پر فاتحہ پڑھکے بھرولی جائے اور مولانا اسمعیل
قریشی کی زیارت کر کے بمقام کمسرو نتھن دانا کے مزار پر فاتحہ پڑھی وہان سے تا نماز مغرب پھر درگاہ خواجہ صاحب پر
حاضر ہوا نشاء اللہ تعالی ملاقات جسمانی خواجہ صاحب سے مشرف ہوگا - مخدوم شیخ تقی المعروف متی گل بیتی مرید
و خلیفہ شیخ نتھن دانا کے ہین بحوالہ کتاب منبع الانساب معلوم ہوا کہ شیخ تقی قوم مذاون سے ہین لیکن صاحب ذوق و شوق

تھے قبر اونکی موضع بنڈاپور متصل منڈوا سادات پرگنہ ہنگام ضلع فتح پور میں ہی شیخ زادگان بارہ مکن سلسلۂ انساب پدری
اپنا ساتھ انھین بزرگ کے منتہی کرتے ہین نقل ہی کہ موضع موہی پرگنہ ہسوہ ضلع فتح پور مین زمیندار بڑے سرکش تھے
ایصال مالگذاری اوس علاقے کی مشکل سے ہوتی تھی عامل عہد نے شیخ رکن عالم عرف شیخ مکن فرزند شیخ تقی کو
بطور مخبری کے موضع موہی مذکور مین تعین کیا شیخ مکن وہان جاکر اونکے حالات سے اطلاع دیتے رہے اوس ایام
مین اون زمینداروں کے یہان تقریب جلسۂ ناچ ورنگ مقرر ہوئی وہ لوگ روز معین کو شراب پی پی کر بدمست
ہوئے شیخ مکن کی مخبری سے عامل مذکور نے شبخون مارا اور زمینداران مع زن وبچہ کے مارے گئے اور کل اسباب اونکا
لوٹ لیا گیا تب عامل نے بجلدوی اس خیرخواہی کے موضع موہی مع تعلقات بارہ موضع کے شیخ مکن کو وہان کی
زمینداری دیکر اونکے ساتھ بندوبست کردیا تب سے شیخ مکن زمیندارانہ مسکن گزین ہوکر جمع مشخصہ عاملان شاہی
کو ادا کرتے رہے بمرور ایام اونکی اولاد کے اس درجہ کثرت ہوئی کہ مواضعات مفصلۂ ذیل آباد ہوئے لیکن میر امید علی خان
مؤلف ظہور قطبی ارقام فرماتے ہین کہ شیخ مکن نسل حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ سے ہین مگر سلسلۂ انساب پدری
اونکا مندرج نہین فرمایا اور نہ یہان آنیکی کیفیت لکھی تحریر میر صاحب بلا حوالہ کتاب ہی اور مصنف منبع الانساب
اون سے مقدم ہین اور وہ اس قول کے خلاف ہین جیسا کہ پہلے تحریر ہوچکا ہی مکن پور خاص پرگنہ ہسوہ و موہی
پرگنہ ہسوہ و اوڑیرہ پرگنہ ہسوہ موضع چیت پرگنہ ہسوہ موضع چھوٹیا پرگنہ ہسوہ موضع سموڑا پرگنہ فتح پور موضع سکولپور
فرسی پرگنہ فتح پور موضع نورگنج پرگنہ ہنگام موضع کرون پرگنہ ہنگام وغیرہ وغیرہ منجملہ مواضع متذکرۂ بالا کی مکن پور
خاص وچیت واوڑیرہ و فرسی و نورگنج مین اولاد شیخ رکن عالم عرف مکن کی ہین ماتقی اور موضع ہین بالفعل آباد نہین ہین
عند التحقیقات شیخ قادر بخش ولد شیخ غلام چشتی عرف شیخ بلو میان زمیندار و رئیس مکن پور کے گھر سے جو شجرۂ
انساب مؤلف کو ملا وہ یہ ہی حضرت ابیطالب بن جعفر طیار بن عبد اللہ بن علی انور بن محمد بن ابراہیم بن
ابوالحسن بن صالح بن عبد اللہ بن شیخ داؤد بن احمد حجازی بن حمزہ طبرستانی بن اسمٰعیل بن غنی تغرانی بن
یعقوب بن قاسم بن جعفر بن محمود احمد بن ابراہیم معروفی بن جعفر بغدادی بن بوعلی امیر خیبر بن بوحلیم بن سلیمان بن جعفر
بن عقیل بن صریر بن اسحاق بن مخدوم تقی المعروف شیخ متی گل تپی بن خرم بن غلام حسام بن رکن عالم مکن
بن حاتش بن علاء الدین بن آدم بن فیض اللہ بن فتح اللہ بن عالم شاہ شہید بن رحمن علی بن عبد الکریم
بن خواجہ ابراہیم بن جلال الدین بن پیر محمد بن غلام حسین بن شیخ غلام چشتی عرف بلو میان بن قادر بخش موجود
چھٹی پشت مین شیخ بندہ علی ولد نثار علی ولد واحد علی ولد غلام محمد علی ولد شیخ کریم اللہ ولد شیخ داؤد ولد شیخ تاج الدین ولد رحمن علی
مکن پور و فرسی وغیرہ مین بہت سے گھر شیخ مکن کی اولاد کے آباد ہین انا منجملہ آخر زمانے مین شیخ نثار علی تحصیلدار
طرفدار مع شیخ بلو میان ثاقب اہل دول و مشاہیر جوار سی تھے شادیان اس قوم کی لڑکیونکی اکثر شرفاے جوار مین

کثرت سے ہوئی ہین اور سب کے سب تا تحریر اس کتاب کے حنفی المذہب اہل سنت سے ہین اور اکثر صوم وصلوٰۃ کے مقید ہین بالفعل بخلاف پہلے کے کسیقدر زمانہ ان سے ناموافق ہی اور باعث اقتدار اس قوم کا زمینداری تھا اس عملداری سرکار انگریز بہادر مین بسبب افترا پردازی بعض مفسدون کے انکی زمینداری مین نقصان گیا اور آخر کو جن لوگون نے انکو فریب دیکر زمینداری حاصل کی تھی وہ لوگ بھی تباہ و برباد ہوگئے دفعہ ۵۴

ذکر سلطنت سلطان علاء الدین خلجی بعد شہادت جلال الدین فیروز شاہ کے امیران وافسران فوج نے علاء الدین کو یہ مشورہ دیا کہ ملک نصیرالدین بافسری تھوڑی فوج کے بلا انقضاے ایام بارش کے بتسخیر وضبط ولایت لکھنوتی و بنگالہ کے بھیجا جاوے اور یہان خود بدولت باستجماع اسباب خودداری کے مستعد وسرگرم ہون ہنوز ملک نصیرالدین جانب لکھنوتی روانہ نہوا تھا کہ ملک حبیب جو بادشاہ شہید کی طرف سے لشکر لئے کڑہ کو آتا تھا باصغاے خبر شہادت منصرف دہلی ہوا وہان ملکہ جہان بیگم بادشاہ نے اس خبر کو سنکر بہ نادانی کی کہ چھوٹے قدر خان اپنی کم عمر لڑکے کو جو اوسکی بطن سے تھا خودرائی کرکے باتفاق بعض امرا و ملوک کے تخت سلطنت پر جلوس کراکے بلقب رکن الدین ابراہیم شاہ موسوم کیا ارکلی خان مہین پور حاکم ملتان جو ہرطرح بہ لائق بزاوار سلطنت تھا باصغاے اس خبر کے دہلی نہ آیا چونکہ علاء الدین کو بادشاہ شہید سے زیادہ خوف ارکلی خان کا تھا جو نوبت سلطنت کی اوسکو نہ پہونچی بلا تردد مقام کڑہ مین تخت سلطنت پر جلوس فرمایا اور الماس بیگ کو بخطاب الغ خان و ملک نصیرالدین کو بلقب ظفر خانی و ملک نصرت کو باسم نصرت خانی اور خسرپورہ کو بعہدۂ امیر مجلسی معزز و ممتاز فرمایا اور علاء الملک کو بحکومت کڑہ مانک پور مقرر کرکے عین طغیانی بارش مین بقصد تسخیر تخت دہلی عازم دہلی ہوا اور ہرایک کو بعطاے خلعت زر و جواہر علی قدر مراتب سرفراز فرماتا ہوا بداون پونہچا اور اس کثرت سے نگہداشت فوج کی کی کہ ایک عالم اوسکے پاس جمع ہوگیا یہانتک کہ برادو یداوسکے جمادی کی اکثر امرا و ملوک جنہے جو دہلی مین تھی بوجہ نالیاقتی رکن الدین ابراہیم شاہ کے فرادیٰ فرادیٰ دہلی سے آکر شریک اردوے سلطان علاء الدین کے ہونے لگی جب علاء الدین دہلی کے قریب آیا تب ملکہ جہان مادر ابراہیم شاہ نے ارکلی خان مہین پور کو بغرض استمداد ملتان سے طلب کیا اوسنے جواب دیا کہ کام ہاتھ سے جاتا رہا امرا و ملوک مین نفاق واقع ہوگیا اب مجھسے کچھ ہو سکے گا علاء الدین نے جب یہ خبر سنی باستعجال تمام کوچ در کوچ کرکے آکر محاصرہ دہلی کا کیا سلطان رکن الدین ابراہیم شاہ دہلی سے نکلکر تھوڑی سی لڑائی مین مع اپنی والدہ ملکہ جہان و ملک رجب و ملک قطب الدین علوی واحمد محتسب و میر جلال کے جانب ملتان مفرور ہوا اس نابالغ کی سلطنت برائے نام سلطنتو نمین شمار کی گئی اور علاء الدین نے دہلی مین داخل ہوکر پانچ مہینے کئی دن بعد شہادت جلال الدین سنہ ۶۹۵ ہجری مطابق ۱۲۹۶ عیسوی مین کر تخت سلطنت دہلی پر جلوس فرمایا اور خطبہ اور سکہ اپنے نام کا اس عبارت سے جاری کیا سکہ مدور بخط

ثلث عبارت طرف اول السلطان الاعظم علاء الدنیا والدین ابو المظفر محمد شاہ عبارت طرف ثانی
سکندر العادل امین الخلافت ناصر امیر المومنین دہلی سکہ ثانی سنہ ۷۱۱ ہجری سکندر العادل امین الخلافت
ناصر امیر المومنین ضرب ہذا الفضۃ بحضرت الدہلی سنۃ احد عشر و سبعمائۃ سکہ ثالث سنہ ۷۱۰ ہجری سنۃ عشر و سبعمائۃ
سکہ رابع سنہ ۷۱۴ ہجری اربعۃ عشر و سبعمائۃ سکہ خامس سنہ ۷۱۵ ہجری خمس عشر و سبعمائۃ ۔ اور ملک علاء الملک
حاکم کڑہ کو کوتوال دہلی دبجاے اوسکے نصرت خان کو حاکم کڑہ مقرر کیا اور دیگر امرا و ملوک کو بعطاے خلعت
وجاگیر کے ایسا مسرور و محظوظ کیا کہ جلال الدین کی قتل کو بھول گئے اور یہ بخشش بوجود عام اوسکی اس نظر
سے تھی کہ الزام قتل چچا کا اوسکے ذمے باقی نرہی باوصف اس جود و عطا کے بوجہ سفاکی و بیباکی ہر دل
عزیز نہوا اور ہمیشہ ہر ایک اوس سے خائف و ترسان رہا گو سلطنت اوسکی نہایت زور و شور سے قائم رہی مگر
مفسدونکی مفسدہ پردازی و بغاوت سے اوسکی سلطنت مین چندی امن نہوا ۔ پہلے ہمت علاء الدین کی اسبات پر
مصروف ہوئی کہ بادشاہ شہید کے بیٹونکا کام تمام کرے لہذا الغ خان و ظفر خان بافسری چالیس ہزار فوج کے
ملتان بھیجے گئی وہ دونون ملتان مین جاکر دو تین مہینے تک لڑتے رہے جب جلال الدین کی لڑکی اور امرا معین
لڑکون کے محاصرے سے تنگ آئے تب باطمینان پناہ دہی حاضر ہوگئے پہلے اون لوگون سے تمام مال و اسباب جبراً
چھینا گیا بعد اوسکے دہلی مین حاضر کیے گئے اور بحکم بادشاہ آنکھین نکالی گئین اور پھر جان سے مارے گئے ازانجملہ
پسران ارکلی خان بھی بری حالت سے قتل کیے گئے ایک لڑکا بادشاہ شہید کا زندہ رکھا گیا کہ وہ قلعۂ ہانسی میں
قید ہوا اور تمام مال منضبط اونکا خزانۂ شاہی مین داخل ہوا مغلونکا حملہ بعد اس ہنگامے کے مغلون نے دریاے
سندھ سے اوتر کر ہندوستان پر حملہ کیا الغ خان و ظفر خان حسب الحکم شاہی اونکے مقابلے پر جاکر زمزخواہ ہوئے
متصل جالندھر بعد کشت و خون بسیار مظفر و منصور ہوئے اور بہت سے مغل محبوس و مقتول ہوئے ملتان کی
فتح اور قتل اعقاب جلال الدین سے علاء الدین کی سلطنت کو ایک طرح کا استحکام پیدا ہو چکا تھا اب مغلونکی
شکست سے زیادہ اوسکی سلطنت کو قوت پیدا ہوئی گجرات کی فتح اور سپاہ کی بغاوت تیسرے سنہ جلوس
کے شروع مین الغ خان و نصرت خان نے بہت سی فوج لیجاکر گجرات کو فتح کیا اور پھر نہروالہ پر قابض ہوئے
گجرات کا راجہ کرن رلے راجہ رام دیو والی دیوگڈھ کے پاس عافیت خواہ ہوا اوسکی رانیان اور لڑکیان
وخزانہ و ہاتھی بادشاہی لوگونکے ہاتھ آئی سومناتھ کا بتخانہ جسکو محمود غزنوی نے توڑا تھا اور اوس سومناتھ
کے مندر مین ہندؤن نے پھر ایک بت رکھ لیا تھا اس مرتبہ پھر توڑا گیا اور وہ بت دہلی کو بھیجا گیا وہان سے نصرت خان
ملک کھنبایت کو گیا تھوڑی سی لڑائی و دباؤ مین وہان کے لوگ مطیع و منقاد ہوئے مالدار راجاؤن سے بہت
کچھ جواہرات نفیسہ بقیمت ارزان خرید ہوا اور ایک غلام موسومہ کافور جو اپنے حسن و جمال مین بے نظیر تھا

ایکہزار دینار کو خرید کیا گیا الغ خان و نصرت خان مظفر و منصور دہلی مین بحضور بادشاہ حاضر آئے چونکہ کافور بدرجہ
حسین و ملیح تھا لہذا منظور نظر بادشاہ ہوکر بزمرۂ خواجہ سرایان داخل ہوا عندالانصراف دہلی کی فوج سے مطالبہ
خمس غنیمت کا کیا گیا لوگون نے اوسکے دینے سے اغماض کیا یہانتک سختی کیگئی کہ اکثر فوج کے لوگ باغی ہوگئے
منجملہ اون باغیون کے مغل نومسلم زیادہ تھے آخر کو نوبت مقاتلہ و مجادلہ کی آئی وزیر کا بھائی اور بادشاہ کا ہمشیرزادہ
یہ دونون باغیونکے ہاتھ سے مارے گئے اور فوج باغی بھی بہت سی ہلاک ہوئی جو باقی رہے وہ بھاگ کر راجگان
دور دست کے پاس پناہ گزین ہوئے جب بادشاہ کو اون مغلون کے سرکشی کی خبر ہوئی تو اونکے زن و بچونکو جو
دہلی مین تھی قید کیا اور محض قید پر قناعت نکر کے عورتونکو قوم اجلاف پر بحل و مباح کیا اور طفلان خردسال
اپنی مادرونکی چھاتیون پر ذبح کیے گئے اس بیرحمی و سفاکی بادشاہ سے تمام اہالیان دہلی مثل بید کے بجائے
خود لرزان تھے اسی سال مین ظفرخان نے سوستان کو فتح کیا اور اس فتح مین اوس سے وہ کار نمایان
ہوئے کہ علاءالدین کو بھی اوسپر رشک آیا یہانتک کہ درپے اوسکے استیصال کا ہوا مغلونکا دوسرا حملہ آخر
سال مین مغلون کے سردار قتلق خان نے بہت سی سپاہ جمع کر کے ہندوستان پر حملہ کیا اور لاہور سے چلکر دریاے
سندھ سے عبور کیا اور یہانتک کہ قریب دہلی کے پہونچ گیا چونکہ اس حملہ سے مغلونکی غرض فتح دہلی سے تھی لہذا
اثناے راہ مین اور ملکون سے مزاحم ہوکر تاخت و تاراج نہین کیا اونکے حملہ کے خوف سے قرب و جوار کے لوگ دہلی
مین بھاگ کر طالب عافیت جو ہوئے اور تمام دہلی اون لوگون سے معمور ہوگئی یہانتک کہ شہر مین آدمی کی گنجائش
باقی نرہی اودھر علاءالدین بھی اپنی سپاہ طیار کر کے شہر سے باہر نکلا اور مغلون کے مقابلہ پر طیار ہوا
کہتے ہین کہ اسقدر فوج دہلی کے سامنے قبل اسکے جمع نہین ہوئی اس معرکۂ عظیم مین ظفرخان کی جانفشانی اور شجاعت
اور دلیری سے علاءالدین مظفر و منصور ہوا ظفرخان کے دلیرانہ کامون پر الغ خان اور علاءالدین دونون رشک
کرتے تھے مغل اوسکی جوانمردی کے ایسے معترف تھے کہ جب کوئی جانور پانی نپیتا تھا تو وہ کہتے تھے کہ کیا تجکو ظفرخان
دکھائی دیتا ہی اس حسد سے الغ خان نے وقت نبرد اوسکی امداد نکی ایسے وقت مین کہ جب وہ تھوڑے آدمیون
سے مغلون کے پیچھے لڑتا چلا جاتا تھا جب مغلون نے اوسکو بے یار و مددگار دیکھا تو چارون طرف سے گھیر لیا
مگر یہ رستم ثانی بیخوف و خطر لڑتا رہا جب یہ بہادری مغلون نے دیکھی تو قتلق خان سردار مغل نے ظفرخان کو
پیغام دیا کہ میرے پاس چلا آ میرا باپ تجکو وہ شان و منزلت دیگا کہ علاءالدین نے تجکو وہ رتبہ کبھی ندیا
ہوگا مگر اوسنے اوسکے کہنے پر کچھ خیال نکیا جب مغلون نے دیکھا کہ اوسکا زندہ گرفتار آنا دشوار ہی تو یکبارگی
اوسپر ٹوٹ پڑے اور سب ہمراہیونکے سمیت مار ڈالا علاءالدین کو اس فتح سے دو مسرتین حاصل ہوئین ایک
فتح دوسرے مارا جانا ایسے رستم دوران کا کہ جسکی بہادری کا رشک کیا کرتا تھا علاءالدین کے بیہودہ خیالات

جب علاءالدین کو ملکون کے فتوحات اور اولاد کی کثرت اور فوج و خزانے کی ترقی ہونے لگی اوسوقت اسکو
یہ خبط سمایا کہ دعواے نبوت کرکے ایک مذہب نئے طرح کا جاری کرے اور ایک امیر کو سلطنت دہلی کی سپرد کرکے
مثل سکندر کے ہفت اقلیم مین مداخلت کرے ان خیالات فاسد سے تمام علما و مشایخ دہلی دعا مانگتے تھے کہ خیال
فاسد اسکا اللہ تعالی زائل کرے ورنہ سب مسلمانون کو شہید ہونا پڑیگا جب اسکا غلغلہ زیادہ ہوا تب علاءالملک
نے جو پہلے کڑہ کا حاکم اور آخر مین کوتوال دہلی تھا اور نہایت ذہین اور متین اور مُنھ لگا بادشاہ کا تھا بعنوان
شایستہ بادشاہ کو ان ارادون سے باز رکھا اور اوسکی فہمایش سے بادشاہ نے شراب پینا چھوڑدیا اور جو لوگ
بیہودہ اوسکی صحبت مین جمع ہوگئے تھے اونکو نکالدیا قلعہ رنتھور کے محاصرے کا سبب میر محمد شاہ بادشاہ
سے باغی ہوکر پاس راجہ ہمیر دیو والی رنتھور کے بھاگ کر پناہ گزین ہوا یہ قلعہ قریب دہلی واقع تھا اور راجہ ہمیر دیو
نواسہ راجہ پتھورا کا تھا بادشاہ نے تبرسیل شقہ میر محمد شاہ کو طلب کیا راجہ نے اوسکے دینے مین انکار کیا تب بادشاہ
نے اوسکے استیصال کے لیے الغ خان اور وزیرالممالک نصرت خان کو معین کیا ان دونون نے پہلے جھاین
پر قبضہ کرکے رنتھور کا محاصرہ کیا شروع لڑائی مین جو اندر قلعہ سے براہ منجنیق پتھر پھینکے جاتے تھے ایک پتھر
وزیر کے لگا اوسکے صدمے سے جان بحق تسلیم ہوا بعد اوسکے محصورین نے محاصرین پر حملہ کو لاورانہ کیا
الغ خان محاصرۂ قلعہ سے دست بردار ہوکے پیچھے ہٹا اور جھاین مین قیام کرکے بادشاہ سے مستدعی امداد
کا ہوا بادشاہ نے نصرت خان حاکم کڑہ کو معین کیا اوسنے رنتھور مین جاکر اچھے اچھے کارنمایان کیے جب
قلعہ کے فتح ہونے مین عرصہ گذرا تب بادشاہ بحیلۂ شکار بغرض اعانت محاصرین قلعہ رنتھور چلا اتفاقا ایکدن
شکار کھیلتے کھیلتے رات ہوگئی لشکر مین نہ جاسکا وہین مسیاچم گزین ہوا قبل طلوع آفتاب کے حکم شکار کا صادر
فرمایا اور چند ہمراہیونکو لیکر خود ایک ٹیلے پر بغرض تماشاے شکار رونق افروز ہوا اکت خان برادرزادہ
بادشاہ کو یہ خیال آیا کہ جسطرح علاءالدین اپنے چچا کو مارکر بادشاہ ہوگیا اوسیطرح مین بھی آج اسکا
کام تمام کرکے فرمانروا ہون نو مسلم مغلونکو ہمراہ لیکر بحضور بادشاہ گیا اور شیر شیر کہکر سلطان علاءالدین
پر تیر برسانا شروع کیا جاڑے کا موسم تھا دگلہ اور قبا پہنے ہوئے بادشاہ کرسی پر بیٹھا تھا اس باعث سے
خوب تیر کارگر نہوئے جب زیادہ تیر برسنے لگے تو اوسکے ایک غلام اور چند سپاہیون نے اپنی سپرونسے
بادشاہ کو ڈھانپ لیا اکت خان ارادہ سر کاٹنے کا رکھتا تھا مگر پیادون کے واویلا سے یہ سمجھا کہ بادشاہ
جان سے مرگیا وہان سے شادان و فرحان لشکر شاہی مین آکر بادشاہ کے مارے جانے کی خبر مشہور
کردی اور تخت سلطنت پر بیٹھکر حرم سرا مین جانا چاہا ملک دینار مقابلے مین آکر مانع ہوا اور کہا کہ جب تک
ہم سر بادشاہ کا نہ دیکھ لینگے تمکو بادشاہ نہ جانینگے یہان جب علاءالدین کو کچھ افاقہ ہوا اپنے زخم کپڑون سے

باندھکر تھوڑے آدمیون کے ساتھ آہستہ آہستہ لشکر کی طرف چلا جسوقت بادشاہ کے چتر سفید پر لشکر کی نگاہ پڑی
اوسیوقت نئے بادشاہ کی مجلس درہم و برہم ہوگئی اور اوسکو بھاگنا پڑا علاء الدین نے تخت سلطنت پر جلوس
فرماکر اوسکی تلاش کے لیے آدمی بھیجے اونھون نے اوسکو گرفتار کرکے قتل کیا اور سارے لشکر مین سر اوسکا
پھرایا گیا بھانجون کی بغاوتین اور رنتھنبور کا دوبارہ فتح کرنا ہنوز قلعہ رنتھنبور فتح نہین ہوا تھا کہ بادشاہ
کے ہمشیرہ زادگان امیر عمر حاکم بدایون و منگو خان حاکم اودھ یہ دونون باغی ہوکر حاکم خودسر ہوگئے باصغا
اسکے بادشاہ نے امراے دہلی و قنوج و کڑہ مانک پور کو متعین فرماکر گرفتار کرایا اول اونکی آنکھون مین سلائی
پھیری گئی پھر بُری بُری حالتون سے جان سے مارے گئی یہ قصہ رفع نہونے پایا تھا کہ حاجی مولا غلام زادۂ
ملک فخر الدین کوتوال سابق نے بادشاہ کو قلعہ گیری مین مصروف دیکھکر آدھی رات کو ایک جماعت کے ساتھ کوتوال
حال کے دروازہ پر آکر کہلا بھیجا کہ بادشاہ کا حکم آیا ہے اوسکو سُن جاؤ جب وہ باہر آیا حاجی مولا کے ہمراہیون
نے اوسکو پکڑ کر مار ڈالا اور عوام مین مشتہر کر دیا کہ بحکم بادشاہ یہ مارا گیا اور بجاے اوسکے قائم مقام ہوکر تمام شہر پر قابض
ہوگیا اور قیدیونکو چھوڑ کر خزانہ اور ہتیار تمام اپنے ہمراہیون کو تقسیم کر دیا اور مسمی علوی کو جو نسل سلطان شمس الدین
التمش سے تھا تخت سلطنت پر بٹھلایا جب بادشاہ اس حال سے مطلع ہوا تو مصلحتا اسکا افشا نکرکے پہلے سے زیادہ
قلعہ کے فتح کرنے مین مصروف رہا اندر ہفتہ کے ملک حمید الدین بدایون اور امروہا سے لشکر لیکر دہلی مین آیا اور لڑکر
حاجی مولا سے شہر لے لیا اور کوتوال اور بادشاہ دونون کا سر کاٹ کر تمام شہر مین پھرایا جب بادشاہ کو یہ عرضداشت
پہنچی الغ خان باغیونکی سیاست کے لیے متعین کیا گیا ملک فخر الدین کی بیٹی جنکو اس بغاوت سے کچھ واسطہ
نہ تھا ناحق جان سے مارے گئے وہان بادشاہ نے قلعہ رنتھنبور کو سنہ [illegible] ہجری مطابق سنہ [illegible] عیسوی مین ایک
برس کے محاصرے مین فتح کیا اور تمامی محصورین قلعہ مع مرد و زن ایکدم سے مارے گئے امیر محمد خان باغی زخمی
پڑا تھا بادشاہ نے بنظر رحم پوچھا کہ اگر تیرا معالجہ کیا جائے اور تو صحت پاوے تو میرے ساتھ کیا معاملہ کرے گا
جواب دیا کہ تجکو اپنے ہاتھون سے قتل کرون اور راجہ ہمیر دیو کے بیٹونکو بادشاہ بناؤن اس بات پر بادشاہ نے
اوسکو ہاتھیون کے پیر کے نیچے کچلوا ڈالا لیکن تجہیز و تکفین اوسکی اچھی طرح پر کرائی اور آپ دہلی مین واپس آیا
اور الغ خان وہان پانچ چھ مہینے تک حاکم رہکر اس جہان سے گذر گیا تدبیرین انسداد بغاوت کے بوقوع
بغاوتون کے مشیرون نے چار اسباب بغاوت نکے قرار دیے اول رعایا کی نیک و بد سے خبر نرکھنا دوم شرابخواری کی
علانیہ کثرت ہونا سوم اعیان سلطنت کا باہم رشتہ کرنا چہارم دولت کی کثرت جس سے ارذال و کمینون کے خیالات خام
ہوتے ہین بادشاہ نے ان چارون امورنکی انسداد کے لئے یہ اصلاح فرمائی رعایا کی نیک و بد حالات
دریافت کرنے کے لئے اخبار نویس و خفیہ نویس مقرر کئے اور شراب خواری علانیہ موقوف کرا دی اور حکم دیا

کہ بدون استجازت شاہی آپس مین وصلت و مصاہرت نکرین اور ایک دوسرے کی ملاقات کو نجاوین اور جو گانون بطور وقف یا تمغہ یا جاگیر کے تھے عموما ضبط کرکے خالصہ کردیا اس سے یہ نتیجہ پیدا ہوا کہ اوسکی سلطنت مین پھر کوئی فساد نہین ہوا چتور گڈھ کی لڑائی کا سبب سنہ ۷۰۳ ہجری مطابق سنہ ۱۳۰۳ عیسوی مین علاء الدین کو ایک بھاٹ یعنی کبیشر کی زبانی معلوم ہوا کہ راجہ رتن سین والی چتور ایک پدمنی عورت سنگلدیپ سے لایا ہے اور وہ پدمنی صورت و سیرت مین شہرۂ آفاق ہے بادشاہ نادیدہ اوسپر عاشق ہوکر بحیلہ شکار چتور گڈھ پونہچا راجہ رتن سین نے بحضور بادشاہ حاضر ہوکر اندر شیش محل واقع قلعہ کے لیجاکر اپنا مہمان کیا مساۃ پدمنی و ناگمتی دونون رانیان پشت پر واسطے زیارت بادشاہ کے آکر کھڑی ہوئین جب اونکا عکس شیشے مین بادشاہ کو نظر آیا بیہوش ہوگیا جب افاقہ ہوا حیلہ بیماری کا کرکے وہانسے اپنے لشکر کو چلا رتن سین ساتھ ساتھ بادشاہ کے باہر پونہچانیکو آیا بادشاہ نے اوسکو قید کرکے یہ حکم دیا کہ جب تک پدمنی کو نہ منگا دیگا تب تک تیری مخلصی نہوگی جب رانی پدمنی کو یہ حال معلوم ہوا تو سات سو راجپوتونکو سات سو ڈولیونپر سوار کرایا اور ایک محافہ پر اپنا دوپٹہ ڈالدیا کہ جسکے اثر سے بھونرہ اوسپر گونجتا جاتا تھا یہی شناخت پدمنی کی تھی اور مشہور کیا کہ پدمنی بادشاہ کے محل مین داخل ہونے جاتی ہے مگر اوسکی یہ استدعا ہے کہ ایک مرتبہ راجہ رتن سین کو دیکھ لے بادشاہ نے بہت خوشی سے اسکی اجازت دی جب وہ محافہ قیدخانے مین پونہچا راجہ رتن سین کی بیڑیان کاٹکر ایک گھوڑے پر سوار کراکے چتور گڈھ روانہ کردیا اور جو سپاہی ڈولیون مین تھے لڑتے بھڑتے منصور چتور گڈھ ہوے جب بادشاہ کو اسکی خبر ہوئی تب بڑے غیظ و غضب مین آکر بہت سی فوج لیکر چتور گڈھ کا محاصرہ کیا اور لڑائی شروع کردی بیان یہ معاملہ گذرا کہ جب راجہ رتن سین قیدخانۂ شاہی سے چھوٹ کر اپنے گھر آیا تو رانی پدمنی نے آتے ہی اوس سے یہ بیان کیا کہ کام سین جو تمھارا بڑا رشتہ دار ہے تمھاری غیبت مین مجھسے کہتا تھا کہ اب راجہ کا چھوٹنا بہت دشوار ہے تو میری زوجہ بنکر میرے ساتھ نکل چل راجہ کو یہ سنکر غصہ آیا اور اوسکے مارنے کو چلا وہ بھی مقابل ہوا اوس لڑائی مین یہ دونون ایک دوسرے کے ہاتھ سے جان سے مارے گئے رانی پدمنی و ناگمتی اپنی عصمت بچانے کو یا برواج قوم ہنود نعش راجہ کو لیکر ستی ہوگئین اس عرصے مین قلعہ فتح ہوگیا بادشاہ اندر محل کے داخل ہوکر پدمنی کے محل مین پونہچا دیکھا کہ چند خواصین ایک راکھ کے ڈھیر پر رو رہی ہین عند الاستفسار اونھون نے یہ سب حال بیان کیا بادشاہ بکمال رنج و افسوس ایک مشت خاک اوٹھاکر کلمات حسرت زبان پر لایا جسکا خلاصہ مضمون ملک محمد جایسی نے یہ تحریر فرمایا ہے ؎ اوٹھائی لین چال ایک ماٹی ٭ اوڑلے دہین پر تھمی چھوٹی ٭ تفصیل اسکے مثنوی ملک محمد جایسی مین مفصل و مشرح مندرج ہے جسکو منظور ہو ملاحظہ کرے کرت ثانی مغلونکا دہلی پر چڑھ آنا علاء الدین کا کسی مہم دور دراز پر جانا سنکر طرغی نے چالیس ہزار سوارون سے دہلی پر حملہ کیا

باستدراک اسکے علاءالدین مہم چھوڑکر مع اپنی فوج کے مین بارش مین دہلی آیا بوجہ کمی لشکر و شکستگی فوج کے
میدان مین رزمخواہ نہوسکا ناچار اندرون شہر کے مورچہ بندی کی تاہم مغل غالب آکر شہر مین گھس آتے تھے
اور غلہ اوٹھا لیجاتے تھے ان وجھون سے علاءالدین اور کل شہروالون کو یقین تھا کہ بہت جلد مغل شہر پر
قابض ہو جاینگے اور تمام شہر کا ایسا محاصرہ مغلون نے کرلیا تھا کہ کہین سے بادشاہ کو مدد نہ پہونچ سکتی تھی ایسے
نازک وقت مین بادشاہ نے حضرت سلطان المشائخ شیخ نظام الدین اولیا قدس سرہ العزیز کے حضور مین استدعا
ٹل جانے اس بلاے ناگہانی کے کی حضرت نے پاس خاطر خضر خان مین پور بادشاہ کی ایسی ہمت اپنی مصروف
فرمائی کہ تمام مغلون پر خود بخود رعب شاہی اور ہیبت الٰہی طاری ہوئی اور بلا کسی مجادلہ کے دہلی چھوڑکر اپنے
ملک کو منصرف ہوئے یہ کرامت بین سلطان المشائخ کے دیکھکر بادشاہ و تمام سکناے دہلی بدرجہ معتقد ہوئے بعد
مغروری اونکے وہ خیال خام کہ مین سکندر کی طرح تمام ملک کو فتح کرلونگا بادشاہ کے دل سے زائل ہوگیا اور
بغرض تحفظ شہر فصیل شہرپناہ کے سرنو سے بنوائے اور قصر ہزار ستون کا طیار کراکے بہت سے عمدہ عمدہ مکان
تعمیر کرائے اور مغلون کی آمد و شد کی راہون مین قلعہ متین بنواکر بڑے بڑے تجربہ کار سردارونکو متعین کیا اور
ایک مجلس عقلاے ارکین سلطنت کی منعقد کرکے مغلونکی انسداد کے لئے صلاح لی تب حسب مشورہ اونکے
بکمی تنخواہ فوج بڑھائی گئی اور اونکی بسر اوقات کے لئے نرخ ہر اشیا کا ارزان حسب تفصیل ذیل کیا گیا گندم فی
روپیہ دو من جو فی روپیہ تین من تیس سیر شکر فی روپیہ ساڑھے سات سیر گھی فی روپیہ تین سیر کپڑا فی روپیہ
چالیس گز لونڈی غلام پانچ روپیہ سے لیکر دو سو روپیہ تک آور موافق اسکے نخود اور موٹھ اور ماش کو قیاس
کرنا چاہیے یہانتک کہ کل ارباب نشاط اور زنان بازاری کا نرخ مقرر ہوا اور ان سب کے لیے ایک قانون
بنایا گیا جب دوکانداروں نے اسمین اپنی فلاح نہ دیکھی تو کم تولنا شروع کیا بادشاہ نے اوسکی سزا یہ مقرر کی
کہ جو کم تولے اوسکے کان اور ناک کاٹ ڈالے جائین آخر عہد سلطنت مین بوجہ قحط سالی ان ضوابط مین
کچھ خلل واقع ہوا بعد اس انتظام کے پھر مغلون نے جو ارادہ دہلی کا کیا تو خائب و خاسر ہوئے آخر آخر میں
ایسا رعب اونپر طاری ہوا کہ ایک سوار شاہی دس دس مغلونکو رسی مین باندھکر پکڑ لاتا تھا نقل ہے کہ اوسی
ایام مین علی بیگ خان جو نسل چنگیز خان سے تھا کوہ شمالی سے آکر امروہہ پر حملہ آور ہوا ملک نعیق
اونکے مقابلے مین جاکر علی بیگ خان اور ترتاک کو مع ہزارون مغل کے زندہ پکڑ لایا بادشاہ نے دربار عام کرکے
سبکو نیچے پیر ہاتھیون کے روندوا ڈالا اور اونکے سر کاٹکر ایک برج بنوایا مدت تک وہ برج قائم رہا ایسی شکستون کے
پھر مغلون نے حملہ کا ارادہ نہین کیا مہم دکھن بعد قلع و قمع مغلونکے علاءالدین کو پھر خیال دکن کا آیا اور دیوگدم
کے فتوحات کثیر یاد کرکے ملک کافور خواجہ سرا کو بعمر کردنی ایک سپاہ جرار کے جانب دکن روانہ کرکے الغ خان

حاکم گجرات و عین الملک ملتانی حاکم مالوہ کو حکم تاکیدی بھیجا کہ ہر حالت مین ملک کافور کے معین رہین سنہ ۷۰۶ ہجری مطابق سنہ ۱۳۰۶ عیسوی مین ملک کافور مالوہ و خاندیس ہوتا ہوا راج دیوگڈھ مین گیا اور قبل محاصرے کے مرہٹونکے ملکون کو خوب تاخت و تاراج کیا راجہ رام دیو والی دیوگڈھ اوسکی لوٹ پوٹ سے ڈرا اور بہت سا تحفہ تحائف لیکر پاس ملک کافور کے حاضر آیا ملک کافور بعد تبلیغ فتح نامہ راجہ رام دیو کو دہلی مین بحضور بادشاہ حاضر لا کر اوسکا ساعی ہوا سلطان علاء الدین نے بپاس سفارش ملک کافور راجہ رام دیو کو خطاب شاہ ...ن کا دیکر دیوگڈھ رخصت کیا اس مہم مین راجہ مہاکرن کی مہارانی کملادی گرفتار آئی اور بادشاہ اپنے نکاح مین لایا چونکہ یہ مہارانی اپنے حسن و سیرت مین بے مثال تھی لہذا بادشاہ اوسپر جان و دل سے عاشق تھا ایکروز اوسنے بادشاہ کو خوش پاکر عرض کیا کہ میری دختر موسومہ دیول دی کہ مجھ سے زیادہ حسین ہے اگر بادشاہ اوسکو بھی منگالے تو مین اوسکو دیکھکر اپنا کلیجہ ٹھنڈا کرون الغ خان جو مہم گجرات پر تعین تھا واسطے لانے مسماۃ دیول دی کے بھیجا گیا الغ خان نے راجہ کرن کو بہت سے لالچ دلائے اور دھمکایا مگر وہ راضی ہوا یہانتک کہ لڑائی شروع ہوگئی مسمی سنگادیو راجہ رام دیو کا بڑا بیٹا اوسپر پہلے سے عاشق تھا اور اوسکی خواستگاری کی درخواست اوسکے باپ سے کرتا رہا مگر راجہ کرن دیو قوم کا راجپوت تھا سنگادیو کو مرہٹہ سمجھکر اوسکے ساتھ شادی کرنا قبول نہین کرتا تھا ایسے وقت نازک مین اوسکے گھر بھیجنا مناسب جانکر روانہ کیا اثناے راہ مین مسماۃ دیول دی بحسن اتفاق مردمان شاہی کے ہاتھ آگئی اوسکو نہایت عزت و حرمت سے دہلی لائے مان بیٹیان خوب گلے ملکر روئین چونکہ خضر خان ہمین پور سلطنت پہلے ست باصغاے شہرۂ حسن و جمال شیفتہ و فریفتہ اوسپر تھا لہذا بادشاہ نے اوسکے ساتھ بڑی دہوم دھام سے شادی دیول دی کی کردی کہ ان دونوکی عشق اور شادی کے کتاب قران السعدین حضرت امیر خسرو دہلوی قدس سرہ العزیز نے بڑے زور و شور سے نظم فرمائی ہی اور اسی دیول دی کی دو شادیان اور ہوئین ایک قاتل خان سے دوسرے غاصب سلطنت خسرو خان سے فتح تلنگانہ سنہ ۷۰۹ ہجری مطابق سنہ ۱۳۰۹ عیسوی مین ملک کافور دوبارہ براہ دیوگڈھ ملک ورنگل پر بھیجا گیا راجہ رام دیو والی دیوگڈھ نے اوسکا استقبال کیا اور اپنا اردو بانار بٹھاکر بہت اچھی دعوت کی اور وہان سے ورنگل مین جاکر بہت لوٹ مار کی قلعۂ ورنگل کے دو حصار تھے حصار بیرونی او اندرونی سنگین تھا راجگان بیرون اندرون حصار گلی و راجۂ ورنگل خاص اندرون حصار سنگین محصور رہے چونکہ فتح ہونا ایسے قلعۂ سنگین کا ملک بیگانہ مین محالات سے تھا جب بادشاہ کو بذریعۂ ڈاک چوکی وہانکی سختی کا حال معلوم ہوا تو بحضور سلطان المشائخ حضرت سلطان نظام الدین اولیا قدس اللہ سرہ العزیز استدعاے دعا کی حضرت نے فرمایا کہ قلعہ بھی فتح ہوگا اور فتوحات عظیمہ سے بہرہ ور ہوگا بعین دعاے حضرت سلطان المشائخ کے چند مہینے کے محاصرے مین یہ دونون قلعے فتح ہوگئے

اور غنیمت بے انتہا ہاتھ آئی سلطان علاء الدین نے اس فتح و غنیمت سے بہت کچھ شکر گذاری حضرت سلطان المشائخ کی ادا کی ممالک کرناٹک ملیبار و راس کماری کا فتح ہونا جب کابل اور سندھ اور تمام بنگالہ اور گجرات بادشاہ کے قبضے مین آگیا اور فتوحات کلی دکن سے آنے لگے تب ۷۱۰ سنہ ہجری مطابق ۱۳۱۰ سنہ عیسوی مین ملک کافور خواجہ سرا حسب الحکم علاء الدین کے براہ دیوگڈھ دریاے گوداوری پر جو پٹن مین واقع ہے گیا اور دریا کے کنارے کنارے ملکونکو فتح کیا بعدہ راجہ بلال دیو والی کرناٹک سے محاربات سخت کیے اور اوسکے تعاقب مین دارالسلطنت دوارکا سمندر کے کنارے پر پہونچا چونکہ تایید غیبی شامل حال تھی وہ ملک بھی فتح ہوا بعد اوسکے راجہ کے خاندان کو زیر و زبر کرکے راجہ بلال دیو کو مقید کرلیا اور تمام بت اور بتخانے وہان کے شکست و مسمار کیے گئے اور جو بت طلائی اور نقرئی تھے وہ ضبطی مین آئے اور بمقام سیت بند رامیشور مین مسجد شاہی طیار ہو کر نماز و اذان ہوئی بعد حصول ان فتوحات غیبی کے کافور مظفر و منصور واپس دہلی ہوا ۷۱۱ سنہ ہجری مطابق ۱۳۱۱ سنہ عیسوی مین بعد وفات راجہ رام دیو والی دیوگڈھ کے اوسکا بیٹا قائم مقام ہو کر بادشاہ سے باغی ہوا لیکن ملک کافور نے فوراً دیوگڈھ مین پہونچکر اوسکو قتل کیا اور تمامی ملک کرناٹک پر چڑھائی کرکے وہان کے راجگان خرد و کلان کو ایسا زیر و زبر کیا کہ مدت تک وہ لوگ قابل لڑائی کے نرہے باعث قتل مغل جب فتح نو مسلم مغلون کی موقوف ہوگئی اور احتیاج سے عاجز آئے تو اونمین بعض اوباشونکا یہ قصد ہوا کہ بادشاہ کو ہنگام شکار بازہری کے قتل کرنا چاہیے اور علاء الدین نے اونکے ارادیسے اطلاع پا کر حکم قتل عام قوم مغل کا صادر فرمایا قریب تین ہزار مغل کے بیگناہ قتل ہوئے اور زن و بچہ اونکے لونڈی غلام اجلاف کے بنے کافور کی غمازیون سے علاء الدین کے خاندان کا تباہ ہونا کثرت تماش بینی سے علاء الدین انواع انواع امراض مین مبتلا ہو کر صاحب فراش ہوا اور ملک کافور و الغ خان کو دکن سے طلب کرلیا اور یہ دونون بادشاہ کے مصاحب بنے معمول ہے کہ مریض حالت بیماری مین بدمزاج ہو جاتا ہے بادشاہ کی بدمزاجی بھی حد سے گذر گئی تھی اوسوقت کافور نے بادشاہ سے عرض کیا کہ ملکہ جہان آپکی بیگم اور خضر خان جو مین پور آپکی اعادت نہین کرتے آپکی موت بغرض اپنی سلطنت کے جلد چاہتے ہین اور اسبات کو ایسا ذہن نشین کیا کہ بادشاہ نے بدگمان ہو کر خضر خان کو طرف امروہا کے باین فہمایش روانہ کیا کہ جب تک مین اچھا ہون تم دہلی مین نہ آنا چونکہ خضر خان فتنہ پردازی کافور سے بیخبر تھا اپنے باپ کی منتین مانتا ہوا امروہا گیا منجملہ اونکے ایک یہ منت اوسکی تھی کہ جب میرا باپ اچھا ہو جائے تو مین برہنہ پا خدمت مین سلطان المشائخ نظام الدین اولیا قدس اللہ سرہ العزیز کے حاضر ہون جب خبر صحت اپنے باپ کی سنی تو واسطے منت کے برہنہ پا امروہاسے دہلی بحضور سلطان المشائخ حاضر آیا کافور نے یہ حاضری اوسکے خلاف حکم شاہی کے سمجھکر بادشاہ سے اطلاع کی بادشاہ پہلے تو برہم ہوا اگرچہ جوش فرزندی سے بلا کر اپنے گلے لگا یا دوسرے

دن کافور نے موقع پاکر بادشاہ کو یقین کرایا کہ خضرخان باتفاق ارکین سلطنت کے آپکا کام تمام کیا چاہتا ہے
تب بادشاہ نے خضرخان وشادی خان دونون پسران کو قید کرکے قلعہ گوالیار مین روانہ کیا اور ملکہ جہان
اونکی مان کو دہلی کہنہ مین محبوس کیا اور الپ خان اور بہت سے ارکین سلطنت جنپر احتمال سازش کا تھا جان سے
مارے گئے **ذکر وفات بادشاہ** بعد ان خرابیون کے ۶ شوال ۷۱۶ سنہ ہجری مطابق ۱۳۱۶ عیسوی مین بادشاہ
اس جہان سے گذر گیا مشہور یہ ہی کہ ملک کافور نے علاج مین زہر دیدیا مدت سلطنت بیس برس یہ بادشاہ خورد
وکلان چوراسی لڑائیان لڑا اور اسکے عہد مین فوج چار لاکھ سوار علاوہ پیادگان کے تھے تعداد شاگرد پیشہ
ستر ہزار ازانجملہ سات ہزار معمار وبیلدار ایسے کاریگر وچابکدست تھے کہ ایک مہینے کی مدت مین کیسی ہی عمارت عالیشان
ہوتی طیار ہو جاتی تھی ایجاد عماری کی اسی بادشاہ نے کرکے پہلے ہاتھی پر رکھی **کیفیت اجمالی علاء الدین**
کی بداخلاقیان وتعدیان وانتظام مملکت کے ضوابط نہایت جبار وقہار وناخدا ترس وظالم وبیباک
تھا اور خودپرست اور خودبین ایسا تھا کہ باوجود ناخواندہ ہونے کے اپنی لیاقت پر کسی عالم فاضل کی لیاقت کو
فائق نہین ہونے دیتا تھا اور اگر کسی نے ناوانستگی مین کچھ بھی اظہار اپنی لیاقت کا کیا جان سے مار ڈالتا تھا
اور اجراے حکم سیاست مین کردہ ناکردہ سب برابر تھے اگر کسی قوم سے کوئی شخص مجرم ٹھہرتا تو مع اپنی قوم کے
مارا جاتا اور اسپر بھی قناعت نہوتی اوس قوم کی عورتین اور لڑکے خردسال مثل بکریون کے ذبح ہوتے قہر
واستیلا اوسکا اس درجہ تھا کہ کسی معزز افسر کو مقدور نہ تھا کہ اپنے بیگناہ بھائی کی شفاعت مین لب ہلا سکتا اور
اگر کسی سے ناخوش ہوا تو پھر تمام عمر صاف نہوا اور جسکو قید کیا وہ بغیر مرے چھوٹا لیکن باینہمہ تشددگی کسی ظالم کا یہ مقدور نہ تھا کہ کسی
ادنی شخص پر کچھ ظلم کرے اگر ایسا ہوا تو وہ جان سے مارا گیا قزاقی ورہزنی اوسکے عہد دولت مین ایک قلم
موقوف ہوگئی تھی کارخانۂ تجارت کو ازحد رونق ہوئی اوائل سلطنت مین اہلکارون سے مشورہ لیتا تھا کہ تھوڑے
دنون کے بعد تمام امور جہانداری کو اپنی راے پر کردیا تھا اوسکا یہ مقولہ تھا کہ ایک بادشاہ دانا کی راے مجمع مختلف الآرا
پر فضل ہی تارک الصوم وصلوۃ تھا اور کہتا تھا کہ مذہب کی باتین کہیل کودکی ہین انکی کوئی حقیقت نہین ہی رعایا کے
قضایا مین برتاؤ شرع شریف کا زیادہ کرتا تھا گراپنے کامون مین پابند نہ تھا پہلے دعوی نبوت کا کرنا چاہتا تھا
جب لوگونکو نفرت اوسکے اس دعوے سے ہوئی تو سہم گیا اوسکو ترک کرکے ادعا اوسکا ذوالقرنین سکندر ثانی
کا ہوا آخر اوسمین بھی اوسکو کامیابی نہوئی جب مغلون نے محاصرہ دہلی کا کیا وہ بات بھی جاتی رہی باینہمہ
معتقد سلطان المشائخ سلطان نظام الدین اولیا قدس اللہ سرہ العزیز کا بدرجہ تھا نقل ہی کہ ایک مرتبہ سلطان
نے بقصد امتحان سلطان الاولیا چند فصلین مکتوبہ کرکے بدست خضرخان مین پور کے روانہ کین سلطان المشائخ
نے بغیر معاینہ اوسکے جواب کہلا بھیجا جب بادشاہ نے استدعا حاضری کی کی جواب آیا کہ فقیر کے دو دروازے

ہین ایک دروازہ سے بادشاہ آویگا دوسرے دروازہ سے فقیر باہر چلا جاویگا اسبات پر پھر حاضر نہین ہوا حاصل
اثر اس سفاکی کا یہ ہوا کہ اوسکے عہد سلطنت مین آسایش رعایا اس مرتبہ ہوئی کہ پھر اور سلطنتونمین یہ آرام نہین ہوا
فرزند اوسکے چار ایک خضر خان مہین پور دوسرا شادی خان خاص محل سے تیسرا مبارک خان بطن محل ثانیہ سے
چوتھا شہاب الدین عمری از بطن محل ثالث باستعانت ملک کافور کے شہاب الدین عمری تخت سلطنت پر بٹھایا گیا
باوجود سفاکی وبیباکی اس بادشاہ کے اسکے عہد دولت مین دین اسلام کی بدرجہ رونق ہوئی اور بہت سے سادات
عظام ومشایخ کرام وعلماے باحترام جمع ہوئے چنانچہ نمونہ از خروارے اسماے ذیل ہین قاضی فخر الدین ناقلہ و
قاضی شرف الدین سرپانی ومولانا نصیر الدین غنی ومولانا تاج الدین مقدم وقاضی ضیاء الدین سنّہ ومولانا ظہیر الدین
لنگ ومولانا ظہیر الدین بھکری وقاضی محی الدین کاشانی ومولانا کمال الدین کولی ومولانا وجیہ الدین پابلی ومولانا
منہاج الدین ومولانا نظام الدین کلاہی ومولانا نصیر الدین صابونی ومولانا علاء الدین تاجر ومولانا کریم الدین
جوہری ومولانا حجت ملتانی ومولانا وحید الدین ملہو ومولانا حسام الدین شرح ومولانا گل محمد شیرازی ومولانا حمید الدین
مخلص ومولانا برہان الدین بھکری ومولانا افتخار الدین مودلی ومولانا جلال الدین گرگ ومولانا حسام الدین سکّہ و
ومولانا حمید الدین ملتانی ومولانا فخر الدین ہانسوی ومولانا سقاق قاضی زین الدین ناقلہ ومولانا سرکیتی ومولانا صدر الدین راشتی
ومولانا علاء الدین صدر الشریعۃ ومولانا میران باربکلہ ومولانا نجیب الدین شادی ومولانا شمس الدین سمر ومولانا
صدر الدین ومولانا علاء الدین لاہوری وقاضی شمس الدین گازرونی ومولانا معین الدین نارنولی ومولانا افتخار الدین
رازی ومولانا معز الدین اندرسی ومولانا نجم الدین انتشار در آخر عمر سلطان علاء الدین مولانا علم الدین نبیرۂ شیخ
بہاء الدین ذکریا ملتانی ذکر قاسیان مولانا علاء الدین معتبری وخواجہ ذکی خواہرزادہ حسن بصری قدس اللہ
سرہم از اہل واعظ مثل حسام الدین درویش اور برادر اونکے مولانا ضیاء الدین سنانی ومولانا شہاب الدین
جلیلی اور سپہ سالار مولانا تاج الدین عراقی وخداوندزادہ وبلبن بزرگ وملک رکن الدین وملک عز الدین طغا خان
ونصیر الدین نور خان ندماے مجلس بحوالہ اخبار الاخیار خواجہ مؤید الدین بعہد ایالت علاء الدین اقطاع کڑہ ومانکپور
کے خواجہ مؤید الدین ملک زادہ کڑہ سے کوئی کام عمدہ اسکا ہوا تھا جب سلطان علاء الدین بادشاہ دہلی ہوا
خواجہ مؤید الدین کو یاد کیا اوسوقت یہ معلوم ہوا کہ خواجہ ترک دنیا کرکے خانقاہ سلطان المشایخ حضرت سلطان
نظام الدین اولیا مین اکتساب علم باطنی کررہے ہین بادشاہ نے بغرض عطاے کسی خدمت کے اونکو طلب فرمایا
سلطان المشایخ نے کہلا بھیجا کہ اونکو اب دوسرا کام پیش آیا ہی کوئی خدمت سلطانی نہین کرسکتے ذکر سلطان
المشایخ سلطان نظام الدین اولیا اکمل مشایخ ہند سے ہین وملقب بہ سلطان المشایخ مولد بدایون اور مسکن
دہلی ہی نسب آپکا بعد بارہ پشت کے جناب امام ہمام علی نقی ابن موسی رضا علیہ السلام سے منتہی ہی تفصیل مہدنظام

بن سید احمد واینال بن سید خواجہ علی بخاری ثانی بن سید عبد اللہ بن سید خواجہ علی بن سید احمد بن سید عبد اللہ بن سید علی اشعر بن سید عبد اللہ جعفر بن جناب امام علی نقی علیہ السلام تا علی مرتضی کرم اللہ وجہہ جد آپکے سید خواجہ علی بخاری وجد آپکے والدہ کے خواجہ عرب یہ ہر دو بزرگ ملک بخارا سے اول لاہور مین تشریف لائے اور وہان سے بدایون مین آکر مسکن گزین ہوئے آپکی والدہ نے صغر سن مین انتقال کیا بارہ برس کی عمر مین مرید شیخ فرید الدین گنج شکر کے ہوئے اور مریدان قدیم پر سبقت لیگئے ملک ہند مین جمیع اولیا سے مشہور زیادہ ہین سلطان علاء الدین خلجی نے وفور اخلاص وعقیدت سے چاہا کہ مقبرہ واسطے آپکے طیار کرے قبول نفرمایا آخر کو خضر خان اور شادی خان فرزندان سلطان نے کہ مرید آپکے تھے نہایت عجز والحاح کر کے مقبرہ عالیشان طیار کرادیا مگر جب وقت وفات آیا آپنے وصیت کی کہ اس مقبرے مین دفن نکرنا بعد وفات بہ تعمیل وصیت و پاس خاطر سلطان دروازۂ مقبرہ پر دفن ہوئے اور وہ مقبرہ اب بجاے مسجد کے ہی بعد وفات سلطان علاء الدین کے جب سلطان قطب الدین فرزند اوسکا تخت نشین ہوا بسبب اسکے کہ در شیخ پر ہجوم عام ہوا کرتا تھا کہلا بھیجا کہ ہمارے قلمرو سے باہر چلے جائین شیخ نے قبول کیا اور آمادۂ سفر ہوئے بادشاہ مبتلاے درد شکم ہوا اور باوجود علاج درد بڑھتا جاتا تھا معلوم ہوا کہ یہ نتیجہ اوسی گستاخی کا ہی ارکان سلطنت واسطے شفاعت کے خدمت مین شیخ کے حاضر ہوئے مگر اون لوگونکی منت وسماجت مفید نہوئی آخر کو والدۂ سلطان خود مضطر ہو کر حاضر ہوئین اور نہایت گریہ وزاری سے خواہان دعاے صحت ہوئین آپنے فرمایا کہ سند سلطنت کی بمہر بادشاہ وارا کین سلطنت بنام میرے لکھوا کر قارورۂ بیمار کے ساتھ بھیجدے اوسنے ایسا ہی کیا جب قارورہ اور سند سلطنت بنام آپکے لکھوا کر روانہ خدمت کی آپنے سند کو قارورہ مین ڈالدیا اور فرمایا کہ میرے نزدیک سلطنت دنیا اس قارورۂ بیمار کے برابر ہی بعد اوسکے دعاے صحت کی اور اوسکو صحت حاصل ہوئی نقل ہی کہ ایک شخص کی سند معافی اراضی کشیر کی گم ہو گئی تھی آپکی خدمت مین حاضر ہو کر کیفیت عرض کی آپنے ایک دام عنایت کیا کہ اسکا حلوا خرید کر لا جب اوسنے حلوا خرید کیا تو جس کاغذ مین حلوائی نے حلوا دیا تھا وہی کاغذ اوسکی معافی کا تھا اور آپ کے خلفا مین سے شیخ نصیر الدین چراغ دہلی ہین اور حضرت مخدوم اخی سراج اور شیخ برہان الدین غریب بھی آپکے مرید ہین اور دولت آباد دکن مین مدفون ہوئے ہین اور بعد چھ مہینے کے راہی ملک بقا ہوئے اٹھارہوین ربیع الاول ۷۲۵ہجری روز چہارشنبہ وفات شیخ واقع ہوئی تاریخ وفات انتظام زمان واہل زمین ❊ شیخ عالی نسب نظام الدین ❊ نود وچار سال عمرش بود ❊ کان زمان شد بحضرت معبود ❊ چارشنبہ بخلد نقل نمود ❊ ہجدہم از ربیع اول بود ❊ سال ترحیل آن ستودہ شیم ❊ زد خرد زندہ نیست رقم ❊ ذکر اشرف الاولیا شیخ ابو علی قلندر مشہور بہ شیخ شرف الدین پانی پتی مشایخ کبار سے ہین اگرچہ اصل مین بادشاہان

عراق سے ہین مگر چونکہ مسکن اور مدفن آپکا پانی پت ہی شہور ہوئے اور خود اپنی تصنیف مین اکثر ذکر اور حال ملاقات شمس تبریز و مولوی روم کا تحریر فرماتے ہین ہمیشہ مجذوبونکی طرح گرد سر بازار کے پھرتے تھے آخر کو یہ نوبت پونہچی کہ ہمیشہ مستغرق رہتے تھے اور کسی سے گفتگو نکرتے تھے انساب پدری آپکا یہ ہی بو شاہ بو علی قلندر بن حضرت سلار فخر الدین عرف شیخ زبیر بن شیخ حسن بن شیخ عبد اللہ العزیز بن ابو بکر بن شیخ شاہ غازی بن شیخ فارس بن عبد الرحمن بن عبد الرحیم بن شیخ محمد بن اتابک بن امام اعظم ابو حنیفہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ پیر اول آپ کے حضرت شہاب الدین خلیفہ حضرت قطب الدین بختیار کاکی و مرشد ثانی حضرت شاہ نجم الدین قلندر ہین لیکن مرتبہ محبوبیت کا حضرت شاہ مرتضی علی کرم اللہ وجہہ سے عالم معاملات مین حاصل کیا حالات آپکے طول طویل ہین یہ مختصر گنجایش اونکی نہین رکھتا ہی نقل ہی کہ سلطان علاء الدین خلجی کہ مرید آپکا تہا چاہتا تھا کہ کسیکو مع تحف و ہدایا آپکی خدمت مین بھیجے مگر کوئی شخص قابل اس کام کے نظر نہ آتا تھا آخر کو سبھون نے باتفاق امیر خسرو دہلوی کو تجویز کیا اونھون نے شیخ المشایخ سے اجازت لی اور روانہ ہوئے جب پانی پت مین پونہچے بعد حصول اجازت حاضر ہوئے شیخ نے فرمایا کہ خسرو ہیرے گو تیرا ہی نام ہی التماس کیا کہ یہی لقب میرا ہی ارشاد ہوا کہ اپنی تصنیف سے کچھ سنا خسرو نے یہ اشعار پڑھے اشعار ایکہ گوئی ہیچ مشکل چون فراق یار نیست * گر امید وصل باشد ہمچنان دشوار نیست * چند گویندم برو زنار بندلے بت پرست * بر تن خسرو کدامی رگ کہ آن زنار نیست * شیخ نے بعد سماعت کے تعریف فرمائی اور یہ اشعار اپنے طبع زاد ارشاد کیے اشعار دیہیم خسروان بر ما نعل استرست * خسرو کسے کہ حلقۂ تجرید بر سرست * گفتم ز علم و عقل بلک دگر شوم * ملکم ز علم و عقل چو دیدم فزون ترست * سیمرغ وار روے نہفتم بہ قاف عشق * کو عارفے کہ منتظرش عرش اکبرست * در سر شرف نبود ز الواح ابجدی * لوح جمال دوست چگویم چہ برترست * امیر خسرو اس غزل کے سنتے ہی بہت روئے شیخ نے بزبان ہندی فرمایا کہ ایں ہرو نداینہ کچھ تجھ دانیہ یعنی یہ جو تو روتا ہی کچھ تیری سمجھ مین آتا ہی خسرو نے کہا کہ حضرت کا کلام تو سمجھنا بہت مشکل ہی مین اپنا کلام خود نہین سمجھتا شیخ کو یہ بات بہت پسند آئی بعد تین روز کے رخصت کیا اور واسطے شیخ نظام الدین اور سلطان علاء الدین کے تحفہ بھیجا اور سلطان کو دو کلمہ باین طریق لکھے کہ علائے خلج خوطی دہلی مقرر داند کہ با بندگان خدائے تعالے زندگی نیکو کند جب یہ نوشتہ پاس سلطان کے پونہچا بعض نادانون نے بادشاہ سے کہا کہ ایسے کلمات نسبت بادشاہ کے لکھنا زیبا نہین تھا بادشاہ نے جواب دیا کہ عنایت بیحد مجھپر ہوئی کہ لقب خوطی دہلی کا میرے اوپر بحال رکھا یہ مقام شکر ہی نہ جاے شکایت نقل ہی کہ ملک نائب نے آخر عہد سلطنت مین تسلط پیدا کیا تھا اور بادشاہ کے مزاج مین دخیل ہوگیا تھا کسی فقیر کو فقرائے شیخ سے تکلیف پونہچائی اوسنے دادخواہی شیخ سے کی شیخ نے بادشاہ کو ایک رقعہ لکھا کہ عبارت

اوسکی بعینہ یہی علاء الدین خوزلی دہلی را اعلام آنکہ • خواجہ سرلے پیش بریدہ پس دریدۂ توکی از مردیشان را
آثار رساینہ وعرش الرحمان رابلرزہ درآوردہ اگرادرا ایذا رسانیدی بہتروالا بجاے توخوزلی دیگر در دہلی تتائیدہ
خواہد شد • وفات آپکی تاریخ نہم ماہ رمضان المبارک ۷۲۴ ہجری مین واقع ہوئی اور آپکی اتنی عمر ہوئی تھی کہ
حضرت شاہ خواجہ شمس تبریز کو اپنی آنکھ سے دیکھا تھا عمر آپکی قریب سو برس کے ہوئی مزار آپکا پانی پت مین
زیارتگاہ عالم ہی سوال از نظام الدین اولیا اشعار کہ راست کند صورت مردی وزنی • گہ بشکند او جامۂ جان را
نستنے • کس نیست کہ اوستاد قضا را پرسد • کاے بار خدا چہ حکمت وچیست فنے • جواب از شاہ بوعلی قلندر
اشعار شہر راست کہ با امر خدا دم نزنی • این نوع کہ گفتی نہ تو مردی نہ زنی • گل را چہ مجال ست کہ پرسد زکلال • کز
بہر چہ سازی وچرا میشکنی • ذکر طوطی ہند امیر خسرو دہلوی اکابر شعراے ہند سے ہین والد ماجد آپکی امیر
سیف الدین لاچین سکناے حوالی لجج ہین باتبلاے فکر معاش اپنے مولد سے جلاوطن ہو کر دہلی تشریف لائے
حضرت امیر خسرو اور دو بھائی اور دہلی مین پیدا ہوئے جب حضرت امیر خسرو چار برس کے ہوئے تب والد ماجد
آپکے باریاب ملازمت سلطان ناصر الدین محمود بن شمس الدین التمش ہو کر منصب دار ہوئے اور اوسی حالت
منصب داری مین انتقال فرمایا بعد اوسکے حضرت امیر خسرو اپنے ماموں کے زیر پرورش وتربیت رہے اور وہ
منجملہ امراے کبار سلطان سے تھے جب سن تمیز کو پونہچے بحضور سلطان المشائخ شیخ نظام الدین اولیا قدس اللہ
سرہ حاضر ہو کر بیعت کی سلطان المشائخ نے یہ رباعی امیر خسرو کے حق مین فرمائی رباعی خسرو کہ بہ نظم ونثر
مثل اوکم خاست • ملکیت ملک سخن این خسرو راست • این خسرو ماست خسرو ناصر نیست • زیرا کہ خداے
ناصر خسرو ماست • جس زمانے مین کہ شیخ نے یہ رباعی فرمائی ناصر الدین خسرو بادشاہ دہلی تھا یہ اشارہ اوسکی
طرف ہی • بیان کرتے ہین کہ امیر خسرو نے باشارۂ شیخ حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات کی اور استدعاے آب دہن
کی کی آپنے فرمایا کہ یہ مخصوص واسطے سعدی کے تھا مایوس ہو کر خدمت شیخ مین واپس آئے اور حال
عرض کیا شیخ نے فرمایا کہ اگر خضر نے اپنا آب دہن تمکو نہین دیا تو مین تمکو اپنا آب دہن دیتا ہون یہ فرما کر اپنا
آب دہن اونکے منہ مین گرایا اور برکت اوسکی ایسی ظاہر ہوئی کہ انھون نے ننانوے کتابین تصنیف کین
امیر خسرو ابتدا مین رفیق شاہزادۂ محمد سلطان کے تھے اور بعد شہادت اوسکی کے ندیم اوسکے باپ غیاث الدین بلبن
کے رہے اور عنفوان شباب سے آخر عمر تک ہمیشہ خدمت سلاطین مین رہے اور سات بادشاہون کے زمانے
کو دیکھا اول سلطان ناصر الدین محمود بن سلطان شمس الدین التمش دوم سلطان غیاث الدین بلبن سوم سلطان
معز الدین کیقباد چہارم سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی پنجم سلطان علاء الدین خلجی ششم سلطان قطب الدین
مبارک شاہ اور بعد اوسکے ناصر الدین خسرو کے کئی مہینے ہفتم سلطان غیاث الدین تغلق شاہ • یہ بادشاہ اخیر

امیر خسرو دہلوی

کی نہایت تعظیم و تکریم کیا کرتا تھا اور جب بنگالہ جانے لگا تو باصرار تمام اونکو ہمراہ لیگیا جب وہان سے واپس آئے حضرت کو مسند ارشاد پر پایا اور بجاے حضرت کے نصیر الدین چراغ دہلوی رونق افروز تھے سمجھ گئے کہ حضرت رحلت کر گئے جانب مزار کے متوجہ ہوئے قریب مزار جا کر یہ شعر ہندی کا پڑھا شعر گوری سووے سیج پر مکھ پر ڈالے کیس + چل خسرو گھر آپنے سانجھ بھئی چونہہ دیس + قصد تھا کہ مزار سے جا لپٹین مگر کسی اہل باطن نے وہان جانے نہ دیا اسی کشاکش مین ۷۲۵ ہجری مین رحلت فرمائی کسی نے اون بزرگ سے اعتراض کیا کہ کیون ایسے عاشق کو مزار پر جانے نہ دیا جواب دیا کہ اس سے زیادہ بے اختیاری سلطان المشائخ کو تھی مجھے خوف تھا کہ مبادا سلطان المشائخ مزار سے نکل نہ آوین عرس آپکا ہر سال سترھوین شوال کو ہوتا ہی مرزا اصغر بن مرزا شاہرخ نے اشعار کو انکے جمع کیا ہے ایک لاکھ بیس ہزار سے زیادہ ہین اور امیر خسرو نے خود اپنی کسی کتاب مین لکھا ہی کہ اشعار میرے چار لاکھ سے زیادہ اور پانچ لاکھ سے کم ہین سنہ ۹۰۰ ہجری مین ایک شخص مہدی نام نے احاطہ جالیدار سنگ سرخ کا گرد قبر کے تعمیر کرایا سلطان ظہیر الدین محمد بابر شاہ نے اپنے عہد سلطنت مین تاریخ وفات مصنفہ خواجہ حسن دہلوی اور تاریخ بنای عمارت احاطہ کندہ کروائی اور وہ تاریخین یہ ہین + لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ + زینت را ازین لوح شد سرفرازی + بدوران بابر شہنشاہ غازی + تاریخ وفات میر خسرو خسرو ملک سخن + آن محیط فضل و دریای کمال + نثر او دلکش تر از ماء معین + نظم او صافی تر از آب زلال + بلبل دستان سرای بیقرین + طوطی شکر مقال بیمثال + از پے تاریخ سال فوت او + چون نہادم سر بزانوے خیال + شد عدیم المثل یک تاریخ او + دیگر شد طوطی شکر مقال تاریخ بناے عمارت احاطہ مہدی خواجہ کہ بود با جاہ و جلال + شد بانی این اساس بے شبہ و مقال + گفتم سعی جمیل مہدی خواجہ + تاریخ بنای او چو کردند سوال + دو سو برس تک انکی قبر پر کوئی گنبد و عمارت طیار نہین ہوئی تھی سنہ ۱۰۱۴ ہجری مین ایک امیر نے امراے جہانگیر شاہ سے کہ طاہر بیگ نام تھا عمارت سنگ مرمر کی بالاے قبر بنائی اور یہ اشعار تاریخ اوسمین ثبت کئے تاریخ بناے عمارت گنبد ای خسرو بے نظیر عالم + با روضۂ تو مرا نیاز ست + تعمیر نمود طاہر آن را + فیض ازلی ہمیشہ باز ست + تاریخ بنا ش عقل گفتہ + با روضہ بگو کہ جاے راز ست **وقعہ ۶۴ ذکر سید تاج الدین و قاضی رکن الدین** تاج الاولیا امیر کبیر سید تاج الدین بن سید قطب الدین احمد قدس سرہ متنکرہ کا حسب الحکم سلطان علاء الدین کے عہدہ قضا کڑہ سے تبدیل ہو کر شہر بدایون مین قاضی مقرر ہوئے اور بجاے اونکے سید رکن الدین برادرزادہ اونکے مامور ہوئے مصنف فیروز شاہی چشم دید انکی مدح و فضائل مین بہت کچھ تحریر کرتا ہی جس کسیکو انکے حالات ظاہر و باطن کا دریافت کرنا منظور ہو چاہیئے کہ سے تاریخ فیروز شاہی کو اور یہ عہدہ قضا کا اوس زمانے مین ہم پلہ صوبہ تھا صوبہ دار کام عاقلانہ اور قاضی انصرام کام حاکمانہ کرتا تھا ذکر مولانا جلال الدین بن مولانا

اسمٰعیل متذکرہ دفعہ ۲۳ بحوالۂ صفحہ ۴۰۰۲ کتاب اخبار الاخیار عالم و عابد متقی بعہد سلطنت اس بادشاہ کے تھے نقل ہی کہ بعد نماز عشا کے تا بیداری مردم شہر آرام فرماتے تھے اور جب لوگ استراحت کرتے تو یہ اوٹھکر تا نماز صبح بعبادت حق مشغول رہتے اور چالیس مرتبہ شبکو سورۂ یسین پڑھتے اور تمام روز بتعلیم علم ظاہر مصروف رہتے اور جب اوس سے فراغت پاتے تو باوضو کتابت قرآن مجید کی کرتے اور ہدیہ اوسکا دہلی مین پانچ سو تنکہ کا ہوتا یہی اونکی وجہ کفاف تھا اور جس سال ولایت کرطہ مانکپور مین منجانب سلطان لوٹ پوٹ ہوتی اوس سال گوشت کسی مویشی کا نکہاتے کہ مبادا یہ مویشی نسل ان سے معرفت سے نہو پیرارادت حضرت کے شیخ محمد خلیفہ سلطان المشایخ سلطان نظام الدین اولیا قدس سرہ تھے اور ہمیشہ بلباس امرا و ملوک اپنے تئین مستور رکھتے تھے ایک مرتبہ مولانا جلال الدین کی ملاقات کو مانکپور آئے قاضی شہر مع اپنے پسر کے بغرض امتحان باریاب ملازمت ہوئے شیخ نے مولانا سے فرمایا کہ یہ قاضی بغرض امتحان آئے ہین ٹکڑا مصری کا حاضر لاؤ جب وہ ٹکڑا پیش قاضی کیا گیا تو وہ محجوب و خجل ہوئے بعد اوسکے قاضی نے مدعو کیا آپنے بجواب اوسکے فرمایا کہ چالیس برس سے دعوت قاضیون کی نہین کھائی دفعہ ۷ ہم ذکر مخدوم سید شعبان الملۃ والدین ہم جد سید شمس الدین و سید ماہ و سید صدر الدین و سید بدر الدین کے ہین جنکی قبرین [illegible] مضافات سندھ مین واقع ہین سید محمد کی جد امجد سید شعبان کے منجملہ سلاطین یمن کے ہین ایک روز بہنگام خواب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد جہاد ہوا بعہد سلطنت سلطان شمس الدین التمش [illegible] قلعہ [illegible] مین مسکن گزین ہوئے سنہ [illegible] ہجری مین بعہد سلطنت سلطان ناصر الدین محمود بن شمس الدین التمش کے سید شعبان الملۃ والدین نبیرہ سید [illegible] ارادت حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی کے [illegible] آئے بعد اکتساب علم باطن کے بعہد سلطنت اسی بادشاہ کے منجانب اپنے پیر کے اہل خدمت جھونسی جو محاذی الہ آباد آنرو ی گنگ ہی مقرر ہوئے یہان کا راجہ ہربونگ تھا بکار ہ پیش آیا آخر بتاثیر عمل اقتلو یا مریخ کے وہ مع اپنی قوم کے تباہ و برباد ہوا اور بلدۂ جھونسی کو بہ تبدیل نام موسوم بہ ہادی آباد کرکے مسکن گزین ہوئے اونکے خلف ارشد مخدوم شاہ تقی الدین ہین بعد اپنے باپ کے بمسند ارشاد جانشین ہوئے حالات صوری و معنوی اونکے لاتعد ولاتحصے ہین ازانجملہ حضرت مخدوم سید جہانگیر اشرف و مخدوم سید تقی الدین سے باستقرار ولایت جھونسی مناقشہ ہوا مخدوم شاہ حسام الدین صاحب ولایت مانکپور کو ان دونون نے حکم مقرر کیا جب نوبت محاکمہ کی بحضور مخدوم شاہ حسام الدین ممدوح پہونچی فریقین کو جانب صحرا لیگئے ایک سیاہ سانپ بھاگا جاتا تھا فرمایا کہ تم دونون آدمی اس سانپ کو آواز دو جسکے حکم سے سانپ ٹھہر جائے وہی صاحب ولایت ہی چنانچہ آواز مخدوم شاہ تقی الدین کے سانپ ٹھہر گیا تب آپنے فرمایا کہ تابع صاحب خدمت کے ہر ذی حیات ہے اس سے معلوم ہوا کہ مخدوم شاہ تقی الدین صاحب

تذکرہ سید شعبان الملۃ والدین

ولایت جھونسی کے ہین ان وجوہ سے مخدوم سید جہانگیر اشرف کو شاید غبار خاطر شاہ نقی الدین سے پیدا ہوگیا ہو
اور اپنی تصنیفات مین مجہول النسب اونکو تحریر فرمایا ہو اسواسطے کہ وہ سوا سادات بارہہ کے تمام سادات
ہندوستان کو مجہول النسب تحریر فرماتے ہین اور جو مصنف اخبار الاخیار بحوالہ لطائف اشرفی تحریر فرماتے ہین
کہ شیخ نقی الدین جو کرلہ مانک پور مین تھے قوم جولاہک سے ہین لیکن حق سبحانہ تعالے نے اونکو تقوی و برکت
عطا کی تھی نام اونکا دفع زہر سانپ مین زیادہ موثر ہے تم کلامہ بمقابلہ تذکرۃ السادات و منبع الانساب کے
اسقدر عبارت اخبار الاخیار کی مؤلف صحیح نہین جانتا معائنہ منبع الانساب سے بھی یہ ثابت ہوا کہ شیخ نقی الی
کرلہ مانک پور مین متعدد گذرے اور ایک شیخ نقی قوم جولاہک سے گذرگیا ہی شاید مصنف اخبار الاخیار کو باعث
تعدد نام کے شبہ واقع ہوا ہو بہرکیف طہارت نسب شاہ مخدوم نقی الدین مین کوئی شک و شبہ نہین ہی بالفعل
اونکی نسل سے شاہ حسین علیصاحب مرحوم ساکن لگرہ پرگنہ سکندرہ کے نہایت خوبی کے ساتھ آراستہ تھے میر علی عزیز
و میر فضل حسین رسالے محلہ چک منحلات شہر الہ آباد اس نسل سے ہین انکی طہارت نسب مین کوئی شک نہین مگر
والد انکے والعلائی پرگنہ سکندرہ سے منتقل ہوکر بود و باش مستقل الہ آباد مین اختیار کی میر فضل حسین مؤلف سے فرماتے تھے کہ ہمارے دادا
وقت تک سلسلہ آبائی پیری مریدی کا برابر جاری تھا اور مذہب بھی اہل سنت تھا اگرچہ ہم اوسکو بمقتضاے
حکمت عملی زمانے کے تقیہ یقین کرتے ہین ہمارے والد ماجد نے بعد اکتساب علم ظاہر کے ترک تقیہ کیا اب ہم لوگ
مذہب موروثی پر ہین میر تقی حسین و میر فضل حسین دونون بھائی بزمان مختلف عہدہ [illegible] انگریزی پر بکر
آخر مرتبہ مین تحصیلدار ہوئے بعد انقضاے ایام کارکردگی پنشن لے لیکر اپنے وطن مالوف مین خانہ نشین ہین اوصاف حمیدہ
و اخلاق پسندیدہ جو جو کہ حضرت سادات کو چاہیے وہ اون دونون بھائیون مین پائے جاتے ہین شجرہ
انساب پدری مؤلف کو دینا کہا تھا مگر بہ عدیم الفرصتی میری نہ مین اوسے لے سکا اور نہ اوضون نے میرے پاس بھیجا
مگر وصلت و مصاہرت ان لوگون کے فی زمانہ خاندان مشاہیر سادات اوس جوار سے مثل جہنپور کے نہین ہی
ہان بزمان سابق مولانا اسمٰعیل قریشی و سید نصیر الدین سادات کپسہ پرگنہ سکندرہ سے تھے سید نصیر الدین
سادات موضع کپسہ سے ہین اور اہل خاندان و ہم جد سید السادات رفیع الدرجات میر سید نورالدین مبارک
و میر سید فخرالدین کے ہین جو متصل درگاہ شریف حضرت قطب الدین بختیار کاکی قدس اللہ سرہ العزیز آسودہ
ہین تفصیل اس اجمال کی بحوالہ تذکرۃ السادات و عمدۃ الانساب یہ ہی کہ سید فخرالدین و سید نورالدین مبارک
مع اپنے برادران دہلی مین آئے مدت ایام جب کثرت اولاد ہوئی تو بمواضعات مفصلہ ذیل جواب [illegible]
بار بار ہی قیام پذیر ہوئے سید بڈا موضع بڈا سید جعفر موضع بدولی سید مسعود موضع جھجھر سید نظام جہاتر دل [illegible]
پر موضع فتھن پور و گندپور و جانسٹھ و میران پور مین مسکن گزین ہوئے آخر آخر کو کچھ لوگ قصبہ [illegible]

میرٹھ و قصبہ جھاڑی مین ساکن ہوئے قصبہ گلاؤتی ضلع میرٹھ جانے کا اتفاق نہین ہوا اور نہ اونکا شجرہ اچھا
ملا مگر میر امراؤ علی کوتوال حال شہر فیض آباد اوسی نسل سے ہین وہ ناقل ہین کہ یہ قصبہ تمام و کمال مع کئی بڑا
ایکڑ کے بھاری تمام قوم پر معاف تھا ۱۸۵۷ع مین گورنمنٹ انگلشیہ نے ضبط کرکے خالصہ کر دیا ترقی ہماری قوم
کی باتباع سنن پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی ہوئی تھی جب سے حصول علوم روحانی کا کم ہوا ہم لوگ معارض زوال
مین آگئے اب عام لوگون کے موافق ہین سید داؤد موضع کپسہ پرگنہ سکندرہ ضلع الہ آباد کی معافی حضور بادشاہ
سے حاصل کرکے یہان چلے آئے و سید اسد الدین نقرآباد ضلع جونپور مین ہے و اولاد سید معز الدین بن
سید علاء الدین ملقب بہ رسولدار ہوئے و سید محمد نے بود و باش اپنی قصبہ بلگرام ضلع ہردوئی مین اختیار کی
کہ ہنوز قبر اونکی حاجت روائے خلق اور اولاد اونکی اہل اعتبار سے ہے سادات سراوان متصل سونپت اور
پانی پت بھی اسی نسل سے ہین و میر سید شہاب الدین رسولدار کے صحت نسب مین کچھ شک نہین یہ سب سادات
والاصفات اولاد امجاد سید السادات عالی درجات صاحب کرم والاہم میر سید آبو الفرح واسطی سے ہین سلسلۂ انساب
پدری یہ ہے ابو الفرح واسطی ابن سید محمد صغر بن سید یحیے بن سید حسین ذو الدمعہ بن زید شہید بن امام زین العابدین
علیہ السلام مصنف عمدۃ السادات بروایت شیخ تاج الدین یہ ارقام فرماتے ہین کہ سید ابو الفرح دو ہین ایک نسل سید محمد صغر
بن سید یحیے بن سید حسین ذو الدمعہ بن سید زید شہید سے دوسرے ابو الفرح نسل سید یحیے سے ہین یہ بزرگ ایک
شاخ دو گل اور دو موتی ایک صدف سے ہین ایک بمقام عریض جو قریات مدینۂ منورہ سے ہے دوسرا
بمقام واسط منقامات بغداد آسودہ ہین تفصیل اسکی اگر ناظرین کو مطلوب ہو معائنہ کرین عمدۃ السادات
و رفیع الانساب و تذکرۃ السادات کو شرح اسکی واسطے تعدد نام کی لکھی گئی تاکہ شبہہ نہ واقع ہو دفعہ ۴

ذکر سید نصیر الدین نبیرۂ سید مسعود سادات کپسہ پرگنہ سکندرہ ضلع الہ آباد تاریخ فرشتہ سے ثابت ہے
کہ یہ بزرگ بزمرۂ چہل نفر امرایان علاء الدین بادشاہ کے تھے وصلت و مصاہرت انکے ساتھ فرزندان
مخدوم شاہ تقی الدین بن شعبان الملۃ و الدین سادات جھونسی واقع ہوئی بالفعل انکی نسل سے سادات
کپسہ و سیلھن و محمود پٹی و پھول پور پرگنہ سکندرہ ضلع الہ آباد ہین از انجملہ سید نصیر الدین کی پانچوین پشت
مین سید حسین برشتہ دامادی بخانہ فرزندان مخدوم شاہ حسام الدین صاحب ولایت مانک پور کے کپسہ سیلھن
سے منتقل ہو کر مانک پور مین آئے اونکے پسر سید لطف اللہ عرف منتھن موضع کاہی سوہنی عرف اینٹ گانون
پرگنہ ہنگام مین ساکن ہوئے اور وہان جب سید احمد کے سید فتح محمد و سید امجد دو پسر پیدا ہوئے منجملہ اونکے
سید فتح محمد نے علم باطن حاصل کیا و مولوی سید امجد دہلی مین جاکر عالم متبحر ہوئے بمرور ایام جب انکے علم
ظاہر و باطن کا شہرہ ہوا تو چکوک و دیہات حوالی کرہ و ہنسوہ کی معافی حاصل کی نسب نامہ اونکا یہ ہے

سید محمود و سید مولوی امجد ہین سید احمد بن سید ابراہیم حسین بن سید لطف اللہ عرف تھمن بن سید حسین بن سید حمزہ بن سید
بڈا ثانی بن سید ابو زید بن سید مرتضی بن سید نصیر الدین ثانی بن سید میر پیران بن سید بڈا بن سید نصیر الدین
بن سید علی بن سید مسعود واسطی بن سید غیاث الدین بن سید ابو الفرح ابو العاص بن داؤد بن سید یحیی
بن سید عیسے کہ اونکو سید عمر بھی کہتے ہین بن سید حسن بن سید علی بن سید حسین بن ہادی بن سید زید شہید
بن سید حضرت امام زین العابدین سید شاہ فتح محمد وہان سے منتقل ہوکر بمقام کرملہ محلہ بازار مین قیام
پذیر ہوئے انکے تین پسر اور ایک دختر صلبی سید فقیر اللہ و سید بدر الدین و سید نصیر الدین پسران و مسماۃ
صالحہ بی بی دختر شاہ ابراہیم علی مرید و خلیفہ شاہ پیر محمد شرف سلونی پسر سید فقیر اللہ خلف اول کے نہایت عابد
زاہد ایسے بابرکت ہوئے کہ نور باطن سے ایک عالم کو منور کیا اور بلا چھوڑنے اعقاب کے انتقال کیا دوسرے
بھائی انکے سید قمر اللہ ہین اونکے سید مقبول علی اونکے تین پسر شاہ رضا علی سید خورشید علی و سید احمد و ایک دختر
جنکے پسر قاضی سید امامت علی مشہدی ہین و سید نصیر الدین کی اولاد دختری رہے جن سے شاہ ابو القاسم و
مولوی سید سراج الدین ساکنان ہنسوہ تھے اور سید بدر الدین کے اعقاب مین بالفعل کوئی نہین ہو اور مسماۃ
صالحہ بی بی ممدوحہ کی اولاد دختری مین جدہ اس مؤلف کی ہین مولوی سید امجد قصبہ ہنسوہ ضلع فتح پور
مین بست انداخت ہوئے اونکے دو فرزند عالیجاہ ایک مولوی سید رفیع الدین دوسرے مولوی سید وجیہ الدین
عرف تھمن اولاد مولوی سید رفیع الدین کے بڑے صاحبزادے میر لطف اللہ جنکی تیسری پشت مین شاہ ابو القاسم
و مولوی سید سراج الدین و میر سید زین العابدین و والدہ کلان مؤلف ہین محمد ایوب برادر لطف اللہ کی اولاد مین
میر سعادت علی جنکے اب نبیرہ محب حسن و محب حسین ہین و برشتہ ناناہالی محلہ قضیانہ متصلات کرا کے ساکن ہین
و مولوی سید وجیہ الدین کے دو پسر حاجی میر دولت علی و میر محمد سعید حاجی میر دولت علی کے فرزند رشید میر بشیر علی
و قاضی انوار علی اور میر محمد سعید کی اولاد مین میر یاد علی ساکنان ہنسوہ خاص منسوب تھے دفعہ ۹ ہم ذکر سادات
زید پور ضلع نوابگنج بارہ بنکی متصل لکھنؤ بعہد سلطنت سلطان شمس الدین التمش سید عالیقدر میر سید زید معہ اپنے
والد ماجد سید عبد اللہ کے عجم سے لکھنؤ آئے اور حوالی وسکے ایک موضع زید پور بنام خود آباد کرکے قیام اختیار کیا مگر
میر سید عبد اللہ پدر بزرگوار اونکے موطن اصلی کو متصرف ہوئے سلسلہ انساب پدری اونکا یہ ہی ہو میر سید زید
بن میر سید عبد اللہ بن میر سید یعقوب بن میر سید احمد بن میر سید محمد بن میر سید حسین بن امام علی تقی علیہ السلام علی مرتضی کرم اللہ وجہہ
اور سادات کرالی ضلع الہ آباد و سادات قبائے قصبہ راے بریلی و سادات جھونسی و سادات دانسہ و سکندرہ
پر سب نسل سید حسین بن سید امام علی تقی علیہ السلام سے ہین دفعہ ۵۰ ذکر سادات کرالی ضلع الہ آباد
بحوالہ روایت ظہور قطبی و دیگر کتب معتبرہ سے یہ ثابت ہو کہ میر سید حسام الدین اہل خاندان سادات زید پور بعہد

سلطنت اس بادشاہ کے منصب دار ہوئے اور بافسری ایک لشکر جرار کے بجانب بادشاہ بغرض خواستگاری دختر
راجہ اودیپور کے مامور ہوئے ممدوح الذکر نے اودیپور مین جا کر محاربات سخت کئے بالآخر راجہ وہان کا مخذول
ومقہور ہوا تب ناچار ہو کر اپنی دختر پری پیکر کو واسطے ازدواج سلطان علاءالدین کے محافے مین سوار کر کے
بھیجدیا سید صاحب جب اوس ڈولی کو دہلی لیکر چلے اثناے راہ مین اوسکے حسن خداداد پر ایسے عاشق زار ہوئے
کہ بانعقاد شرعی ہم بستر ہوئے باصغاے اس خبر کے بادشاہ برسر غضب ہوا لیکن پاس سیادت اونکے خون
سے درگذر کر کے یہ حکم صادر کیا کہ ہمارے ملک محروسہ سے نکل جاوین تب سید صاحب وہان سے کوچ کر کے جنگل
حوالی کڑہ مین تا بقاے سلطنت اس بادشاہ کے خفیہ مقیم رہے بعد انقضاے ایام سلطنت علاءالدین کے وہ بیچ
جنگل کو کاٹکر موضع کرالی آباد کیا وجہ تسمیہ یہ ہی کہ ڈیہہ موضع کرالی خاص پر ایک روز سگان شکاری سید صاحب
سے ایک خرگوش بمقابلہ پیش آیا تب سید صاحب بوقوع جرأت اوس خرگوش کے اوس زمین کو سخت و کرای سمجھکر بنام نہاد کرار
موسوم کیا جب وہ اور اونکی اولاد بافزونی جمع و کثرت آبادی کے مصروف ہوئے یہانتک کہ بعض تردد اون
لوگون کے مواضع آباد ہوئے کہ ایک تعلقہ ہو گیا بعہد سلطنت خاندان مغلیہ کے عہدہ چودہرائی اوس پرگنہ
کا عطا ہوا بعہد سلطنت ورنگ زیب و ایالت ابوالمنصور خان و شجاع الدولہ باعطاے خطاب و تمغہ کے سرفراز
ہوتے رہے بعض اولاد اونکے مواضع مفصلہ ذیل مین آباد ہی بمجھن پور ہاتا مہانوان کرالی ہیروی سخاوت
وشجاعت اس قوم کا خاصہ ہی بالفعل بوجہ اسراف کثیر کے بعض بعض لوگونکے زمینداری بعلت قرضہ نیلام ہو گئے
اور جن لوگونکی زمینداری باقی ہی بوجہ سنگینی جمع مجوزہ بندوبست حال کے مؤلف کو امید نہین ہی کہ اسکو بقا ہو
دفعہ ۲۴ ذکر اولاد سید نصیر الدین و سید شرف الدین پسران سید نجم الدین سبزواری جنکی قبر شہر بنارس
مین ہی سلسلہ نسب پدری اونکا حضرت جعفر ثانی بن امام علی نقی علیہ السلام سے منتہی ہوتا ہی سادات صحیح النسب
سے ہین اولاد امجاد اونکی بمقامات مختلف آباد ہی ازانجملہ سادات نصیر آباد و جائس بھی ہین بعہد سلطنت
اسی بادشاہ کے اولاد انکی بنارس سے منتقل ہو کر قصبہ جات متذکرۂ بالا مین مسکن گزین ہوئے بمرور ایام اقتدار
علمی و فلاح دینی و دنیاوی وقتاً فوقتاً حاصل کرتے رہے دفعہ ۲۵ ذکر سادات قصبۂ نصیر آباد اس قصبے مین
بہت سے گھر اس خاندان کے ہین وصلت و مصاہرت انکے باخود یا و سادات قطبیہ سے رہی ازانجملہ خاندان
سلطان العلما مولوی سید دلدار علی صاحب مجتہد العصر غفران مآب نے عہد ایالت نواب سعادت علیخان یمین الملک
سے تا زمان انتزاع سلطنت واجد علی شاہ بہت کچھ مرتبہ حاصل کیا و مذہب اہل سنت و جماعت مین جناب
مولانا مرشدنا مولوی سید ابوالحسن صاحب قدس اللہ سرہ العزیز تھے اب اونکے خلف الرشید مولوی سید ہادی حسن
صاحب موجود ہین دفعہ ۲۶ ذکر سادات قصبۂ جائس اس قصبہ مین سادات نجمی زیادہ ہین طہارت

نسب مین کوئی شک نہین وصلت مصاہرت سواے اپنی قوم کے دوسرے سادات مین نہین کرتے تا
بروقت ضرورت خاندان شیخ ابوالیث کہ جو اوسی بستی مین با ہما الامتیاز ہی ہوا کرتی ہو مذہب ان لوگون کے
اثنا عشری ہین علم وفضل مین شہرۂ آفاق ہین شجرۂ انساب اس خاندان کا مولف کو تھوڑا سا ملا تھا کہ
جبکہ پورا نملا تو کیا فائدہ تھا کہ اوسقدر مندرج کرتا کچھ لوگ اس قوم کے حوالی الہ آباد مین ہین چنانچہ مواضع کہ
فتوحہ و گرسن پرگنہ کیوڑے ضلع الہ آباد اسی نسل سے ہین وصلت بمصاہرت ان بستیون کے ساتھ سادات
شیوخ شیخ پور جو کیا و محمود پٹی تحصیل پھول پور و موضع بلندہ و منڈوا وغیرہ وغیرہ ہوتے ہین اور مذہب ان سادات
کا اثنا عشریہ ہو میر علی سجاد اول سررشتہ کلکٹری الہ آباد رہے پھر تحصیلدار ہوے ڈپٹی کلکٹر ہوکر انتقال کیا اونکے
دو پسر میر علی جواد و میر علی عباد اور ہمشیرہ زادہ اونکے میر نوازش حسین عہدہ ہاے جلیلہ پر مامور ہین وفعۃ ۹
ذکر تعلقہ موضع کوٹ تحصیل ککرہٹی ضلع فتح پور یہ کنارے جمنا کے ایک علاقہ ہو آبادی اسکی قدرتی مستحکم
واقع ہوئی ہو کہ جانب مغرب و شمال نالہ خندق اور جنوب جمنا اور پورب کی طرف مرور اس موضع کا ہی ممکن نہین
کہ کوئی فوج غنیم کی باسانی اس موضع مین جا سکے نشیب و فراز اس کل علاقے مین بہت ہی زراعت یہان نے
بالکل بارانی ہو کنوان اگر یہان کھودا جاتا ہو تو بہت دور پانی نکلتا ہو لوگ یہان کے بہادر قوی ہیکل زور آور
مردانہ مزاج و غصہ ور ہین اور قوم کھوکھر پٹھان ہین اور چھاؤنی اس موضع کی بالکل کھپریل کی ہو اس تعلقہ
کے متعلق مواضعات مفصلہ ذیل کوٹ خاص موضع اڈھیا موضع اور ہاشاہ نگر رتن پور کلی پرویز پور رحمت پور
شیو پوری منمی بدنوا آخر کے دو موضع تعلقہ سے علحدہ ہین یہان کے باشندے قوم شیخ ہین لیکن ان شیخون
کی وصلت بمصاہرت اور تمدن کھوکھرون کے ساتھ ہو مرد و زن تعداد چھ سات ہزار سے کم نہین مذہب اثنا عشری
حنفی المشرب کہا جاتا ہو کہ ملک بھیل و اونکے برادرزادہ ملک بھل بعہد سلطنت علاء الدین خلجی یہان آکر ساکن
ہوے تصدیق اوسکی اوس پتھر سے ہی جسمین ایک عبارت منقوش ہو علاء الدنیا والدین سکندر ثانی سنہ تسع
وتسعین وسبعمائۃ کہ جسکے ۷۹۹ ہجری ہوتے ہین وہ پتھر اوس مسجد مین تھا جو سو برس پہلے دریا برد ہوگئی
وہان سے نکالکر اب ایک نئی مسجد مین جانب اوتر نصب کردیا ہو کہ جواب لگاری جمنا سے دو سو قدم کے فاصلہ
پر ہو یہ لوگ اپنے تئین کھوکھر کہتے ہین اور قوم افغانیت سے انکار کرتے ہین اباعن جد بیان کرتے ہین کہ پیشتر
پہلے غوریا اوسکے مضافات کے رہنے والے تھے الحاق لفظ خانی ہم لوگون کے نام کے ساتھ خطابی ہو مولف
نے جہانتک کتاب نسب پٹھانون کے معائنہ کیا اور اوسکا خلاصہ کیا ہو کوئی قوم کھوکھر نکی اوسمین لکھی نہین ہو
سواے گکھڑون کے کہ جنکی تفصیل بعہد سلطنت سلطان سلیم شاہ کے تحریر کرونگا میرے نزدیک یہ قوم کھوکھر یا گکھڑ
جو کچھ ہو واللہ اعلم نہ مغل ہین نہ شیخ ہین نہ سید ہین اگر حسب بیان خود باشندۂ غوریا اوسکے مضافات کے ہین

تب بھی قوم افغان مین بجاے مصنف طبقات ناصری قوم سنا مانی افغان سے ہین اسمین کوئی شک نہین کہ انکی آبادی اس تعلقہ مین ساڑھے چھ سو برس سے ہے تعجب خیز یہ ہو کہ تمدن انکا ایک طرح پر چلا آتا ہو تحفظ نسب مین ان لوگون کو تعصب ہی عصمت اور عفت یہان کے مستورات کے ضرب المثل ہو آجتک کسی متنفس نے اس قوم مین سے سوائے مذہب اہل سنت حنفیہ کے دوسرا مذہب اختیار نہین کیا ارادت وعقیدت خاندان حسامیہ خانقاہ مانکپور سے برابر چلی آتی ہو وقت تحریر اس تاریخ کے ممتاز علیخان ونیاز علیخان پسران سردار علیخان خاندان پیارے سے دوالی خان خاندان بخاری سے وحسین خان چوتیہا وغلام سید وخان وغلام محمد خان وغیرہ وغیرہ اس قوم مین ایک اعتبار سے ہین شیخو نمین شیخ احمد بخش خان بہادر جو پہلے وکیل صدر دیوانی آگرہ تھے اب بعد بلوہ بعطاے خلعت وخطاب خانی بدلنؤ مین بحیثیت تعلقداری کے آنریری مجسٹریٹ ہین قوت دماغی اونکی بہت اچھی ہے کیسے معلد نہین ہین بالکل حلیم مزاج ہین موضع منئی جو مدت سے اس تعلقہ سے نکل گیا تھا خان بہادر نے اپنی کوشش اور جوانمردی سے بہت سارو پیہ دیکر خریدا اور شامل بدلنؤ کے کرلیا دفعہ ۵ ذکر سلطنت شہاب الدین عمر بن علاء الدین دوسرے دن مرنے علاء الدین کے ملک کافور نے ایک نوشتہ مصنوعی اس مضمون کا تمام اراکین سلطنت کے سامنے پیش کیا کہ خضر خان مہین پور کو ولیعہدی سے موقوف کرکے بجاے اوسکے شہاب الدین عمر کو بسرپرستی ملک کافور کے ولیعہد سلطنت مقرر کیا اس شہزادے کی عمر سات برس کی تھی تخت سلطنت پر بٹھلاکر آپ اوسکا وزیر بنا اور تمام حل وعقد جہانداری اپنے ہاتھ مین رکھا اور ملک سنبل کو قلعہ گوالیار مین بھیجکر خضر خان وشادی خان پسران علاء الدین کو اندھا کرایا اور اونکی مان کا تمام زیور چھین کر شہاب الدین کی مان سے اپنا نکاح کیا اور شہزادہ مبارک خان کو بھی قید کرکے یہ ارادہ کیا کہ اندھا کرکے اوسکو بھی قتل کرے اور خود بادشاہ بنی ہو اوید اسکے والدہ مبارک خان شیخ نجم الدین اولیاے جو فرزندان احمد جام سے تھے بترسیل پیام استعانت خواہ ہوئے شیخ نے اپنی کلاہ کج کرکے یہ فرمایا کہ جب تک مبارک خان تخت پر جلوس نکریگا تب تک کلاہ راست نکرونگا چنانچہ تصرف کرامت سے باعث زوال کافور کا یہ ہوا کہ ایک روز ملک کافور نے کچھ لوگون کو واسطے قتل مبارک خان کے روانہ کیا تو اونسے حقوق سلطان علاء الدین کے یاد دلاکر ایک مالاے مروارید اونکو دیا اور اپنی جان بچائی اور اپنے سرداران مبشر وبشیر سے عذر خواہ ہو کر یہ کہا کہ نمک حرام کو ضرور قتل کرنا چاہیے دونون سردارون نے متفق ہو کر ملک کافور اور اوسکے ہمراہیون کو فی النار والسقر کیا مدت ایالت حکومت اسکی پینتیس روز اوسکے مارے جانے کے بعد مبارک خان کو قید خانے سے نکالکر وزیر بنایا دو مہینے تک یہ وزارت کا کام کرتا رہا جب کچھ بل اوسکا ضبط ہو گیا تب شہاب الدین عمر کو محض بیگناہ تخت سلطنت سے اوتار کر سلائی اوسکے آنکھون مین پھیرے اور قلعہ گوالیار مین جہان اوسکے بھائی قید تھے قید کیا ایام سلطنت اسکے تین مہینے پانچ روز دفعہ ۶ ذکر سلطنت

قطب الدین مبارک شاہ خلجی ہشتم ماہ محرم ۷۱۶ھ ہجری مطابق ۱۳۱۶ء مین تخت سلطنت دہلی پر جلوس
کرکے خطبہ وسکہ اپنے نام کا جاری کیا سکہ مدور بخط ثلث ۷۱۷ھ ہجری عبارت طرف اول الامام الاعظم
قطب الدنیا والدین ابو المظفر خلیفۃ اللہ عبارت طرف ثانی مبارک شاہ السلطان ابن السلطان [illegible]
امیر المومنین ضرب ہذا الفضۃ بحضرۃ دار الخلافۃ فی سنۃ سبع عشر وسبعمأتہ سکہ ثانی ۷۱۸ھ ہجری عبارت طرف
اول قطب الدنیا والدین عبارت طرف ثانی مبارک شاہ السلطان ابن السلطان جب اوسنے بادشاہی
قانون علائی کی ایک قلم چھوڑ دی اور بہت سے قیدیون کو رہا کیا معافی وجاگیرین منضبطہ بحال کردین [illegible] کیا اور
زروجواہر بہت لوگون کو دیا چونکہ بعہد سلطنت علاء الدین کے لوگ روپیہ پیسے کا نام بھول گئے تھے اسلئے تھوڑے دنون مین
جو روپیہ وافر ہر ایک کو ملا صرف ناچ رنگ مین کرنا شروع کیا اور قمار بازی وشراب خواری علانیہ جاری ہوگئی
بعد اسکے اوسنے گجرات مین فوج روانہ کی اور آپ دکھن مین جاکر راجہ ہرپال کو قید کرالایا اور زندہ [illegible] کھال
کھینچکر اوسمین بھس بھروایا اسطور سے جب ملک مین رعب اور دبدبہ ہوا تو بالکل عشرت ودلشادی [illegible]
اور شب وروز اپنے ثروت ودولت کی مستی مین مخمور اور شراب کے نشہ مین چور رہنے لگا اور [illegible] اوسکا
بدمستی مین قدم بڑھایا کہ [illegible] کرلیتا [illegible]
تھا اور [illegible] ان کو آدمی چھپاتا [illegible] ننگا مادرزاد بلاکر دربار مین [illegible]
بٹھلاتا اور اونکے کپڑون [illegible]
وخواب غفلت مین مست ہوا [illegible] سے مارا گیا [illegible]
کتاب [illegible] نظامیہ مین یہ مذکور ہے کہ اس بادشاہ نے سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیا [illegible]
بادشاہ ادب کرتے آئے تھے اپنے دربار مین حاضر ہونے کا حکم دیا تھا اوس سے سلطان المشائخ [illegible]
مین باربار یہ فرماتے تھے شعر ای روبہ تو ہرا لنشستی بجای خویش ہا با شیر پنجہ کردی [illegible]
جسوقت آپنے یہ فرمایا اوسیوقت خسرو خان کے ہاتھ سے بادشاہ مارا گیا پھر تو خسرو خان سبکو قتل [illegible]
کرکے علاء الدین خلجی کی اولاد مین سے ایک شہزادے کو بھی زندہ نہ چھوڑا اور مسماۃ دیولدی مطلقہ زوجہ شہزادہ
خضرخان کو اپنے نکاح مین لایا اور تخت سلطنت پر جلوس کرکے خطبہ وسکہ اپنے نام کا جاری کیا اور انواع واقسام
کی بدعتین شروع کین مگر باوجود بدنامی وبدکرداری کے بہت سے خیرخواہ دوست اپنے پیدا کرکے اپنی
سلطنت کو مضبوط کیا اور سوائے اپنے بھائی بندون کے پرانے امیرون کو عمدہ عمدہ عہدون پر [illegible]
دوست اپنا بنایا منجملہ اونکے جونا خان پسر غازی خان تغلق [illegible] داخل کرکے مصاحب
خاص کیا مگر خسرو خان کی یہ تدبیر موافق تقدیر نہ آئی اور جونا خان دربار سے چلا گیا اور غازی خان تغلق [illegible]

پنجاب علانیہ باغی ہوگیا اور جو بہادر فوج اوسکے خاص پنجاب مین تھے جمع کرکے دہلی پر چڑھ آیا اور خسرو خان
مذکور نے بھی اپنی ٹوٹی پھوٹی فوج سے آگے مقابلہ کیا ۲۳۔ رجب ۷۲۱ سنہ ہجری مطابق ۲۲۔ اگست ۱۳۲۱ سنہ عیسوی
کو غازی خان کی فوج سے خسرو خان مارا گیا مدت سلطنت خسرو خان چار مہینہ ۔ بعد قتل خسرو خان مذکور کے
غازی خان تغلق نے دہلی مین داخل ہوکر کل امرائے سلطنت کو جمع کرکے یہ کہا کہ قتل خسرو خان سے مقصود تھا کہ
خلق خدا اوس ظالم کے پنجے سے نجات پاوے تمنائے سلطنت نہین ہے جو کوئی خاندان شاہی سے ہو تخت پر
بیٹھے اور سلطنت اوسکو مبارک ہو چونکہ خاندان خلجی سے کوئی متنفس باقی نرہا تھا لہذا باتفاق و اصرار کل امرائے
سلطنت کے غازی خان تخت سلطنت پر بیٹھا اور نام اپنا غیاث الدین تغلق رکھا ۔ فصل ۵ **ذکر سلطنت غیاث الدین** اس بادشاہ کی حقیقت یہ ہے کہ باپ اسکا غیاث الدین بلبن کا ایک ترکی غلام اور ماں اسکی
ایک ہندی عورت تھی تغلق اصل مین قتلق ہے بوجہ کثرت استعمال تغلق ہوگیا اور رفتہ رفتہ ترقی پاتا رہا اور
۷۲۱ سنہ ہجری مطابق ۱۳۲۱ سنہ عیسوی مین تخت پر بیٹھا اور سکہ مدور بخط ثلث ۷۲۴ سنہ ہجری عبارت
طرف اول السلطان الغازی غیاث الدنیا والدین ابو المظفر عبارت طرف ثانی تغلق شاہ السلطان
ناصر امیر المومنین بحضرۃ دہلی سنۃ اربعۃ وعشرین وسبعمائۃ ضرب ہذہ السکۃ ۔ جاری کیا اور جو جو خرابیان بعہد
علاء الدین خلجی کے امور سلطنت مین پیدا ہوگئی تھین اونکی اصلاح کی اور اعزاز اکرام سادات و مشائخ و علما کا
علی قدر مراتب کیا اور دکھن مین شہر بدر کو فتح کیا اور ورنگل کے راجہ کو قید کرکے دہلی مین لایا تغلق آباد کا
قلعہ و شہر اسی بادشاہ نے احداث کیا بعد اوسکے بنگالے کی طرف گیا اور وہان کا ناظم ناصر الدین قراخان
یعنی کیقباد کا باپ جو بعہد سلطان علاء الدین کے بوجہ سلامت نفس خانہ نشین ہوگیا تھا بادشاہ نے بمہر اوسکو
بعطائے چتر و تخت حکومت دیار لکھنوتی یعنی گور کے بدستور عنایت کرکے مامور فرمایا اور محافظت ستارگانون
او بنگالہ اور کرہ مانک پور کے متعلق اسکے کے عند المراجعت ترہٹ کو فتح کرکے وہان کے راجہ کو پکڑا جب دہلی
کے قریب پہنچا وہان اوسکے بڑے بیٹے فخر الدین جونا خان عرف الغ خان نے اپنے باپ کی ملاقات اور
دعوت کے واسطے ایک محل چوبی تین روز مین طیار کرایا اوسکے اندر دونون باپ بیٹون سے ملاقات ہوئی
اور اوسی مکان مین بادشاہ اور شہزادے نے کھانا کھایا بعد فراغت کھانے کے شاہزادہ مکان سے باہر
نکل آیا یکایک ناگاہ وہ مکان گر پڑا اوسمین بادشاہ مع اپنے پانچ امیرون کے دبکر مر گیا چونکہ الغ خان
پہلے سے باہر نکل آیا تھا اس نظر سے لوگون کو شبہہ گذرتا ہے کہ الغ خان نے اپنے باپ کا کام تمام کرنے
کے واسطے یہ حکمت نکالی ہو اس بادشاہ کی تاریخ وفات خلیفہ ہے جس سے سات سو پچیس نکلتے ہین
تاریخ وفات ماہ ربیع الاول ۷۲۵ سنہ ہجری مطابق ماہ فروری ۱۳۲۵ سنہ عیسوی مدت سلطنت چار برس کئی

ذکر سلطنت غیاث الدین تغلق

سے یہ بادشاہ حلیم کریم مطیع شریعت تھا علم وہنر کا قدرشناس تھا حضرت امیر خسرو قدس اللہ سرہ العزیز کو جو
الفراغ اس بادشاہ کے وقت مین حاصل ہوا وہ اور کسی بادشاہ کے عہد مین نصیب نہین ہوا اور جو بوجہ
خسرو خان کے انتظام ملکی مین خلل واقع ہوا تھا اوسکو بہت آسانی سے رفع کیا اور جو بعد علاء الدین بوجہ انقلاب
سلطنت خزانہ خالی ہوگیا تھا اوسکو بہت آسانی سے معمور کیا رعایا کی باقیات معاف کی اور جو وصول کیا بہت
نرمی سے وصول کیا حاصل یہ کہ امور جہانداری اوسکے الزام سے معرا تھے اور مغلون نے بھی اسکی سلطنت مین
قصد اوسکا نہین کیا ❊ بحوالہ منبع الانساب بعہد سلطنت اس بادشاہ کے سید حامد خان سبزواری حاکم کڑہ مانکپور
کے مقرر ہوئے اور بحسن انتظام اپنے سکنائے ورعایائے ولایت کڑہ مانکپور کو نہایت رضامند رکھا وبحالت حکومت
بمقام مانک پور انتقال فرمایا اور بالائے قلعہ مانک پور اندرون صحن مسجد جانب مغرب مدفون ہوئے اور ایسے
بابرکت تھے کہ جو حاکم قلعہ مانکپور مین اول اجلاس کرتا تھا پہلے شیرینی پر فاتحہ سید صاحب کا کرکے اجرائے
کام حکومت کا کرتا تھا اور روزانہ اونکے مزار پر منجانب سرکار چراغ جلا کرتا تھا عملداری سرکار ملکہ معظمہ سے فاتحہ
اونکا موقوف ہوا امیر سید علی ہمدانی مصنف تحفۃ السادات ارقام فرماتے ہین کہ سید حامد خان سادات علوی مین
نسل حضرت حسنین سے نہین ہین بلکہ حضرت عباس بن علی مرتضے کرم اللہ وجہہ سے سلسلہ انساب کا منتہی
ہوتا ہے ❊ وہ مسجد کہ جہان مزار سید صاحب کا ہے بہت کنارے قلعہ کے ہے کیا عجب ہے کہ تھوڑے عرصے مین دریابرد
ہو جائے ❊ ذکر سلطنت محمد شاہ تغلق ۲۵سنہ ہجری مطابق ۱۳۲۴سنہ عیسوی مین تیسرے دن بعد
فوت اپنے باپ کے جونا خان جو پہلے سے ولیعہد تھا تخت سلطنت پر بیٹھکر نام اپنا محمد شاہ تغلق رکھا اور دراہم
واشرفی مثل اولون کے برسایا کہ ہر ایک مفلس توانگر ہوگیا اور ارکین سلطنت کو جاہ ومناصب عطا کرکے سادات
عظام ومشائخ کرام وعلمائے ذوی الاحترام کے وظیفہ نقدی وزمین کے ایسے معین کئے کہ کسی وقت مین ایسے
مقرر نہین ہوئے سکہ مدور عبارت بخط ثلث ۲۷سنہ ہجری ضرب فی زمن العبد الراجی رحمۃ اللہ محمد
بن تغلق طرف اول لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہذا الدینار بحضرۃ الدہلی فی سنۃ سبع وعشرین وسبعمائۃ
سکہ ثانی ۳۳سنہ ہجری عبارت طرف اول بشرح صدر عبارت طرف ثانی بن السلطان السعید
الشہید تغلق شاہ سنۃ ثلث وثلاثین وسبعمائۃ سکہ ثالث ۲۶سنہ ہجری الواثق بتائید الرحمن محمد شاہ
السلطان ضرب ہذا الدینار بحضرۃ الدہلی سنۃ ست وعشرین وسبعمائۃ طرف اول اشہد ان لا الہ الا اللہ
واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ ❊ اور ہزار ستون کا ایک محل تغلق آباد مین بنایا اوسکو بہت [illegible] تھا تمام
لوگ اسبات پر متفق ہین کہ بادشاہ اپنے وقتون مین نہایت قابل اور خوش بیان تھا اور علم عربی وفارسی
وطب ومنطق وریاضی وقوت حافظہ وانشا پردازی وشعر گوئی مین بے بدل تھا اور روزہ نماز کا نہایت

پابند تھا اور شرع کے اجرائے احکام مین کوشش بلیغ کرتا تھا مے نوشی سے کمال محترز تھا اور اپنے دین وملت کے قاعدونکی مراعات ومحافظت کو مقدم جانتا تھا اور باوصف ان باتون کے میدان جنگ مین بھی کمال شجاعت وجلادت کے ساتھ اطراف واکناف عالم مین مشہور ومعروف تھا پھر تو اوسنے ایسے کام خودرائے وخودپسندی کی لیے کہ لوگون کو اوسکے جنون مین شبہ نرہا اور ایسے خیالی مضمون ملک گیری کے اوسکے دلمین پیدا ہوئے کہ جس سے فوج ورعایا تباہ ہوئی پہلے ایران پر چڑھائی کی طیاری کی اور تین لاکھ ستر ہزار سوارونکی جمعیت بہم پونہچائی لیکن جب خرچ کی زیادتی سے خزانہ خالی ہوگیا تو ایک لاکھ سوارون کو نیپال کے پہاڑونکی راہ سے چین فتح کرنے کو روانہ کیا اور چاندی کے بدلے تانبے کا روپیہ جاری کیا اور رعیت پر محصول حد سے زیادہ بڑھایا پس ان حرکتون کا نتیجہ یہ ہوا کہ بادشاہی فوج نے چین کی سرحد پر پہونچ کر ایسی شکست کھائی کہ لاکھ سوارونمین صرف تھوڑے آدمی جنگل اور پہاڑون مین زندہ بچے باقی سب مارے گئے اور جو بھاگے ہوئے بادشاہ کے پاس آئے وہ بحکم بادشاہ قتل ہوئے خرید وفروخت لین دین کا کام بند ہوگیا رعیت اوسکے ظلم سے تنگ ہوگئی صوبہ داران خودمختار ہوگئے بہت سے صوبے اوسکے قبضے سے نکل گئے زمیندار جنگل مین بھاگ گئے کھیت پڑے رہگئے ملک مین قحط اس شدت کا پڑا کہ آدمی کو آدمی کھانے لگا اور وبا بھی اس زور وشور سے پہیلی کہ لوگون نے پریشان ہوکر اور ملکونمین نکل جانے کا قصد کیا اور دہلی کو اوجاڑ دیوگڈھ دکھن مین آباد کیا اور نام اوسکا دولت آباد رکھا اور جن لوگون نے دہلی چھوڑنے سے انکار کیا اونکے ساتھ بہت سختی ہوئی ☙ مقام غور ہی کہ اوسوقت مکناسے دہلی پر کیا صدمہ گذرا ہوگا ذکر فتنہ مالوہ ۷۴۲سنہ ہجری مطابق ۱۳۴۱سنہ عیسوی مین بادشاہ کا برادرزادہ پہلے پہل ملک مالوہ مین باغی ہوا اور خود بادشاہ اوسکے استیصال کے واسطے دکھن گیا بعد کشت وخون بسیار کے اوسکو گرفتار کیا اور کھال کھینچکر بڑے صدمو نسے مارا ذکر فتنہ پنجاب ۷۴۳سنہ ہجری مطابق ۱۳۳۹سنہ عیسوی مین ملک اکرام جو بادشاہ کے باپ کا بہت پورانا رفیق اور اوسکے تخت نشینی کے وقت کا بڑا مددومعاون ہوا تھا ملک پنجاب مین باغی ہوا وہ ہنگامہ بھی فرو ہوا اور اوسکی گردن ماری گئی ذکر فتنہ بنگالہ کا حاکم بھی باغی ہوا از روے تاریخ فرشتہ یہ ثابت ہوا ہی کہ جب قدرخان حاکم لکھنوتی جو منجانب بادشاہ صوبہ دار تھا مارا گیا تب ملک فخرالدین نے ستارگانون کو تخت گاہ کیا اور آیار اپنے غلام کو بہت سا لشکر دیکر واسطے ضبطی ملک لکھنوتی کے روانہ کیا علی مبارک شاہ کہ عارض لشکر قدرخان مقتول کا تھا ساتھ فخرالدین سے کے دوستانہ ملا باظہار دولت خواہی موقع پاکر اوسکو مار ڈالا اور عرائض نویدفتح بحضور بادشاہ روانہ کرکے درخواست عطاے عہدۂ حکومت لکھنوتی کے اپنے نسبت کی بادشاہ نے اوسکی درخواست کو نامنظور کیا اور یوسف خان کوتوال کو جو دہلی مین حاکم تھا حاکم لکھنوتی کا مقرر کرکے روانہ کیا باصغاے اس خبر کے علی مبارک شاہ

بادشاہ سے باغی ہوگیا اور نام اپنا سلطان علاء الدین رکھکر لکھنوتی مین جاکر متصرف ہوا سنہ ۷۴۱ ہجری مطابق سنہ [illegible]
عیسوی مین خطبہ و سکہ اپنے نام کا جاری کیا اور اوسکے بغاوت کو یہانتک قیام ہوا کہ ایک سال چند ماہ بادشاہت
کرکے عازم ملک بقا ہوا اور بادشاہ سے کچھ تدارک اوسکا نہو سکا بادشاہ کا دہلی مین رہکر رعایا کا قتل کرنا
ہنگام قیام دہلی واجبہ کی تحصیل مین کاشتکارون پر بادشاہ نے جبر کرنا شروع کیا اور یہانتک اونپر زیادتی ہوئی
کہ گاؤن اور کھیت چھوڑکر جنگلونمین چلے گئے وہان سے گرفتار کرکے بہتونکی گردن ماری اور بہتونکو زندہ درگور
کیا اور کشتون کے سر کاٹکر قلعہ کے کنگرونمین لٹکا دیا اور فوج نے تا مقام دلمئو تاخت و تاراج کیا ۔ مثل شکار ہرن
اور نیل گاے کے چارون طرف سے رعایا کو ہنکوا کرکے مارتے تھے کہ اسکا اثر نصف ضلع فتحپور و تمام ضلع انّاؤ
و اونام تک پہونچا ذکر بغاوت ملک تلنگ ہنگام قتل عام قنوج و دلمئو سید حسن پدر سید ابراہیم خریطہ دار باغی ہو
اور بادشاہی عاملان کو مار ڈالا اور علاقہ تلنگ پر اپنا قبضہ کر لیا باستماع اسکے بادشاہ دلمئو و قنوج سے چلکے دہلی
گیا اور وہانسے جانب دیوگڈھ دولت آباد روانہ ہوا دو چار منزل ابھی چلا تھا کہ گرانی غلہ کی اسدرجہ ہوئی کہ بہتونکے
سبب سے راہین مسدود ہو گئین مگر بادشاہ بہزار شدت منزلین طے کرکے دیوگڈھ آیا اور ملک مرہٹہ پر ابواب محصول کے
زیادہ کئے اور احمد ایاز کو اپنا نائب مقرر کرکے دہلی بھیجا اور خود بجانب تلنگ کے چلا وہان وبا شروع ہوگئی
اور بہت سے آدمی ضائع ہوئے بادشاہ بھی اسی مرض مین مبتلا ہوا چار ناچار تلنگ کو اپنا نائب مقرر کرکے
جانب دیوگڈھ واپس آیا اثناے راہ مین اوسکے ایک دانت مین درد ہوا اوسکو زنبورک سے نکلوا کر بیڑ موضع
سے مدفون کیا اور اوسپر ایک مقبرۂ عظیم تعمیر کرایا اور وہان بھی شدت مرض سے نہ ٹھہر سکا شہاب الدین سلطان
کو بخطاب نصرت خان ممتاز کرکے ملک بیدر کا حاکم مقرر کرکے جانب دہلی کے روانہ ہوا اور وقت روانگی کے
سکناے دہلی کو جو دہلی سے اوجڑ کر دیوگڈھ مین آباد ہوئے تھے یہ حکم دیا کہ جسکا جی چاہے یہان رہے یا دہلی چلا
جائے اور دہلی مین پہونچکر تعمیر عمارت اور افزونی زراعت کے جانب متوجہ ہوا مگر قحط کی وجہ سے کیا ہو سکتا تھا
کہ آدمی کو آدمی کھاتا تھا اور سبزے کا نام بھی کہین نہ تھا ۔ ہنوز یہ بلا رفع نہین ہوئی تھی کہ شاہو افغان پٹھانونکو
جمع کرکے ملتان مین باغی ہوا جب بادشاہ اوسکے تدارک کو دو چار منزل چلا اپنی مان کی خبر وفات سنکر بہت
ملول ہوا اوس مرحومہ کا نام مخدومۂ جہان تھا اوسکے سبب سے بہت غریب غربا پرورش پاتے تھے ہنوز بادشاہ
ملتان مین نہین پہونچنے پایا تھا کہ شاہو افغان بترسیل عرضداشت جرم بغاوت سے تائب ہوا بادشاہ وہان
سے واپس دہلی آکر تدبیر افزونی زراعت پر متوجہ ہوا بادشاہ کا سونام اور سامانہ کے متمردون کو سزا
دینا اوسی عرصے مین یہان قوم مینا اور چوہان نے سرکشی اختیار کی بادشاہ نے وہان جاکر بعضون کو قتل
اور بعضون کو زندہ دستگیر کیا اور گڈھیان اونکی برابر کرکے دہلی واپس آیا اور جو لوگ اوس قوم کے قیدی ہمراہ آئے تھے

بعضون کو مسلمان کیا اور بعضون کو مارڈالا کہ اسی مابین مین قحط پر قحط پڑا اب بادشاہ نے کنوا کے اور تالاب کے کھودنے کے لیے بہت
کچھ تقاوی دیے اور لوگ دو روپیہ کھائے اوس سے نتیجہ پیدا نہین ہوا خلیفہ مصر کا بادشاہ کو خلعت بھیجنا اسی
مدت مین بادشاہ کو یہ بیوقوفی سوجھی کہ خلفاے عباسیہ سے اجازت سلطنت کی حاصل کرنی چاہیے بادشاہ نے
بوسیلہ سفیر بادشاہ خلفاے عباسیہ سے بیعت حاصل کی اور اپنا اور خلیفہ کا نام خطبہ و سکہ مین برابر جاری کیا اور
سنہ ۷۴۴ ہجری مطابق سنہ ۱۳۴۳ عیسوی مین حاجی سید صرصری خلیفہ مصر کی طرف سے بادشاہ کو خلعت و رایت
لایا اسکی بڑی تعظیم و تکریم ہوئی اور اسکی مدح مین قصاید بدر چاچ بدرالدین چاچی نے تصنیف کیے چاچ ضمیمہ
ملک تاشقند کا ہے ازانجملہ اشعار مدح یہ ہین اشعار جبرئیل از طاق گردون البشر گویان رسید * کز خلیفہ سوی
سلطان خلعت و فرمان رسید * ہمچنان کز بارگاہ کبریاے لایزال * از پے عز محمد آیت قرآن رسید * کرناٹک
کی بغاوت اسی مابین مین کشنا نائک پسر لڈر دیو و بلال دیو راجہ کرناٹک نے متفق ہو کر ملک تلنگ اور کرناٹک
سے بادشاہی لوگون کو نکالکر اپنا قبضہ کر لیا اور بلال دیو نے ایک شہر آباد کر کے اپنے بیٹے بیجن راے کے نام
باسم بیجن پور موسوم کیا آخرآخر وہ شہر بیجاپور مشہور ہوگیا یہ شہر پہاڑونکے اندر مسلمانونکی راہ روکنے کے لئے
آباد کیا گیا چونکہ بادشاہ کے تمامی افعال اور حرکات مجنونانہ سیاست آمیز تھے اس باعث سے تمامی سکناے
ہند علی الخصوص دکنی لوگ بادشاہ کی عملداری سے متنفر ہوتے جاتے تھے وجہ تسمیہ سرگ دواری جب بادشاہ
نے دیکھی کہ قحط کے باعث دہلی میں لوگ مرے جاتے ہین تو اونکو حکم آزادی کا دیا وہ سب افتان وخیزان الجوع
الجوع کرتے ہوئے جانب بنگالہ کے چلے اور خود بادشاہ ضلع فرخ آباد ہو کر قصبہ کھور کے متصل بلب دریاے
گنگا مقیم ہوا اور نام اوس مقام کا سرگ دواری رکھا یعنی جنت کا دروازہ اور وہان کے سکنا کو حکم دیا
کہ متصل بستیون کے سکون اختیار کرین تاہم گرانی غلہ کی ان تدبیرات سے رفع نہوئی ذکر رسد رسانی
ولایت کڑہ و مانک پور ہوا و دھ سے ملک عین الدین عین الملک بصوبہ داری اقطاع اودھ و کڑہ مانکپور
تھا اسنے ہنگام حکومت اپنے اپنے برادران و عزیزان کو مقام ظفرآباد مین قیام کرکے دارالریاست اپنا قرار
دیا یہ ظفرآباد اب جونپور کے متصل بفاصلہ چھ سات کوس کے ہے جب اسکو کیفیت قحط و گرانی غلہ کی معلوم ہوئی
تو اوسنے اسی لاکھ تنکہ کا کپڑا و غلہ ہر قسم کا مع نقد بحضور بادشاہ بمقام سرگ دواری روانہ کیا بجلدوی
اس حسن خدمت کے بعطاے خلعت مورد مراحم خسروانہ کا ہوا معلوم ہوتا ہے کہ اقطاع کڑہ مانکپور اودھ مین شامل نہ تھا ذکر
بغاوت کڑہ مانکپور اس عرصے مین چار بغاوتین متواتر واقع ہوئین اول کڑے مین نظام بلین نے فتنہ کھڑا کیا تفصیل اسکی
اجمال کی یہ ہے کہ نظام بلین ایک مرد بیہودہ یاوہ گو کم استعداد نشہ باز تھا باغواے و اتفاق ہمشیرہ زادہ بادشاہ کے اسباب بغاوت کا
مہیا کرکے علم مخالفت کا بلند کیا او نام اپنا سلطان علاءالدین رکھکر تخت سلطنت کڑہ پر جلوس کیا اور چتر و تاج

شاہی کو لازمۂ بادشاہی ہی سر پر رکھا اور زمینداران و تعلقہ داران اقطاع گردہ ہانک پور کو مطیع و منقاد اپنا کرکے
باج گذار کیا الا تعلقہ داران اینٹھا کہ جو مالک آٹھ قلعچہ کے تھے جنکا نام اب ضلع فتح پور ہے اوسکی اطاعت و ادائے
خراج سے منحرف ہوئے اوسوقت علاء الدین بادشاہ بہت سی فوج بلوائی لیکر بمقام تعلقہ داران جاکر محاصرۂ
قلعہاے ایٹھا کا کیا بعد زد و کشت بسیار بادشاہ جدید اونپر غالب آیا اور اونکے قلعچون کو مسمار کرکے بعضون کو قتل
اور بعضونکو اسیر کرکے تمام مال و اسباب اونکا لوٹ لیا اور اوس مقام کو فتح کرکے نام اوسکا فتحپور رکھا اوسوقت
بعض تعلقداران ایٹھا سے مفرور ہوکر موضع سلطانپور متذکرۂ بالا مین پناہ گزین ہوئے یہ سلطانپور فتح پور سے
بفاصلۂ چار کوس واقع تھا باصغاے اس خبر کے بادشاہ جدید بدرجہ غصہ ہوکر بنام سادات سلطانپور فرمان صادر کیا
کہ جو تعلقداران ایٹھا تمھارے موضع مین پناہ گزین ہین اونکی اعانت مت کرو بلکہ اونکو گرفتار کرکے ہمارے پاس
بھیجدو و در صورت عدم تعمیل ہمارے حکم کی تمھارے حق مین بہتر نہوگا اوسوقت سلطانپور مین سردار قوم سادات
سید نور الدین اولاد سید حمزہ بن حامد کی تھی اور کمال شجاعت و دلاوری مین مشہور تھے بروقت فرمان کے
اوسکو جلا دیا اور تعمیل نکی جب خبر شوخی سادات مذکور کے بادشاہ باغی نے سنی نہایت پیچ و تاب کھا کر بغرض استیصال
اونکے بجمعیت پچاس ہزار سوار کے عازم سلطانپور ہوا اودھر سید نور الدین ممدوح نے بھی مع برادران و قوم
کے کہ چالیس نفر سے زیادہ نتھی علاوہ دیگر ملازمین کے استقبال دشمن کا کیا اور ایسی لڑائی عظیم واقع ہوئی کہ
کل سادات شہید ہوئے اور پسر کلان بادشاہ جدید کا مارا گیا اور وہین مدفون ہوا ہنوز قبر اوسکی بالاے تالاب
کندہ اندر صحن مسجد قنات متصل چاہ دہ درہ جانب مغرب فتح پور خاص موجود ہے اور فوج سلطان باغی نے موضع
سلطانپور کو ایکدم مین قتل و تاراج کیا سادات باقی ماندہ وہان سے اوس خلفشار مین منتشر ہوکر جابجا
مسکن گزین ہوئے چنانچہ سید بڈا کہ عالم و فاضل و صاحب کمالات صوری و معنوی کے تھے موضع بہیرہ تحصیل کھاگا ضلع
فتحپور ساکن ہوئے مزار و اولاد اونکی ابتک وہان موجود ہے لیکن مذہب اونکا امامیہ ہے و سید عالی درجات سید محمد موضع سلری ہرسوہ مین
قیام پذیر ہوئی مزار و اولاد اونکی ابتک ہے و مورثان سید مسعود عرف شاہ سیدہ صاحب ولایت بمقام فتحپور خاص آسودہ ہوئے کہ ہنوز
درگاہ و اولاد اونکی وہان موجود ہے کیفیت تفصیلی بعہد سلطنت سلاطین جونپور کے تحریر ہوگی بعض سادات موضع مبتی پرگنہ ہسوہ
و فتحپور خاص مین مقیم ہوئے مدت تک اولاد اونکی بہ مذہب آبائی قائم رہے لیکن بعہد ایالت نواب ابو المنصور خان صفدر جنگ
مذہب امامیہ اختیار کرتے گئے اب اونمین سے معدودے چند باقی ہین وہ بھی کالعدم اور کچھ لوگ موضع اوگاسی
و سمونی و کالنجر ضلع باندہ مین مسکن گزین ہوئے تھے اونمین سے صرف چند گھر اوگاسی و سمونی مین
باقی ہین اور جو لوگ نرور و کوٹ اور کوٹلہ مین آباد ہوئے تھے اونکی کیفیت مؤلف کو معلوم نہین ہوئی لہذا
وہانکا حال قلم انداز کیا و سید بدر الدین عرف سید عثمان نے قصبۂ دلمؤ ضلع رائے بریلی مین جاکر اپنے نو بار

سے ایک عالم کو منور فرمایا ہو مزار اونکی جانب شمال ہو تر دلمئو کے ایک بڑی بلندی پر واقع ہی اہل نسبت اسوقت تک
اونکے مزار سے مستفیض ہوتے ہین لیکن اولاد دختری یا پسری اونکی اب وہان موجود نہین ہی نہ اور کہین معلوم
ہوتی ہی قاضی سید عبداللطیف ساکن موضع سمونی ضلع باندا ایسے نقبائے زمانہ سے تھے کہ اورنگ زیب
عالمگیر بادشاہ اونکا بدرجہ معتقد تھا وہ اپنے رقعات مین لکھتا ہی کہ مین بحضور قاضی صاحب حاضر ہو کر مستدعی
ہوا کہ چند دیہات معافی واسطے صرف خانقاہ کے لیلیجیے جواب اوسکے یہ فرمایا بیت شاہ ما رادہ دہ منت
نہند؛ رازق ما رزق بے منت دہد؛ اور قبول نفرمایا اونکی اولاد مین قاضی قاسم علی تھے مؤلف نقبہ
اونکی ملاقات کو گیا عندالملاقات معلوم ہوا کہ قاضی صاحب محض ناخواندہ ہین اب ونکے نواسے علی اکبر پسر
میر تصدق حسین ساکن کورہ سادات ہین ذکر سزادہی باغیان کرہ و مانک پور ۷۴۳ھ ہجری مطابق
۱۳۴۲ عیسوی مین باصغاے خبر بغاوت و شورش و فتنہ پردازی نظام ملبن و شیخ زادہ دنشامی کے قاصد
اس بات کا تھا کہ کرہ مانک پور مین جاکر استیصال کلی اونکا کرے ہنوز بادشاہ اسی تہیہ مین تھا کہ ملک
عین الدین عین الملک صوبہ دار اودھ و کرہ و مانک پور مع اپنے اپنے برادران ... ظفرآباد سے
بمقام کرہ پہونچکر نظام ملبن و شیخ زادہ دنشامی سے لڑا اور اون دونون کو منہزم کرکے گرفتار کیا اور کھال اونکی
کھینچکر سر کے بحضور بادشاہ بھیجدے بغاوت ثانی سلطان شہاب الدین المخاطب نصرت خان
... کا صوبہ دار تھا انصرام اپنے عہدے کا نکرسکا اوسپر یہ مستزاد ہوا کہ مال شاہی غبن کرکے باغی ہوگیا
بالسندراک اسکے بادشاہ نے بنام قتلغ خان حاکم دیوگڈھ کے یہ حکم بھیجا کہ استیصال کلی اوس باغی کا کرے
اور دہلی سے اوسکی کمک کے لئے چند امیرون کو روانہ کیا قتلغ خان نے حصار بید مین جاکر اوسکی عافیت
تنگ کی بالآخر بمصالحت اوس قلعہ کو فتح کیا اور نصرت خان باغی کو بحضور بادشاہ بھیجدیا بغاوت ثالث
ہنوز بغاوت ثانی بخوبی رفع نہوئی تھی کہ علیشاہ ایران صدہ سے جو ظفر خان کا رشتہ دار تھا دولت آباد
سے بغرض وصول مالگذاری گل برگہ جاتا تھا اثنائے راہ مین ملک کو عمال و فوج شاہی سے خالی پاکر باتفاق
حسن کاکوی بہمنی کے گل برگہ کے صوبہ دار کو ۷۴۶ھ ہجری مطابق ۱۳۴۵ عیسوی مین مار کر خود متصرف ہوگیا
بادشاہ نے قتلغ خان کو مع لشکر مالوہ کے اوسپر واسطے استیصال کے متعین کیا قتلغ خان نے بمصالحہ اوسکو
حصار سے باہر کرکے بحضور بادشاہ بھیجدیا جب وہ بادشاہ کے پاس آیا تو غزنی بھیجا گیا آخر اپنی حماقت سے
بادشاہ کے حکم سے مارا گیا بغاوت رابع چونکہ عین الدین عین الملک سے دو خدمتین پسندیدہ متذکرہ
بالا ہوچکی تھین اس باعث سے بادشاہ اوسکو کمال معتمد الیہ جانتا تھا جب قتلغ خان کے عمالونکی شکایتین
رشوت ستانی کی بحضور بادشاہ متعدد پہونچین تب بادشاہ نے عین الدین عین الملک کو کرہ مانک پور و اودھ

سے دولت آباد دکھن کو تبدیل فرمایا اسمین عین الملک کو انواع توہم پیدا ہوئے ازانجملہ ایک وہم او سکا یہ قوی تھا کہ قتلغ خان اوستاد بادشاہ کا ہی اور ضبط اوسکا اوس ملک مین بخوبی ہی اگر مین یہانسے گیا اور ضبط میرا اوس ملک مین نہوا اور بادشاہ متلون ہی نہ معلوم کیا سمجھا اوسکا کیا ہو لہذا وہان جانے سے انکار کیا دوسرے قضیۂ اتفاقیہ یہ پیش آیا کہ جو عمال شاہی بخیانت منسوب ہوئے وہ دہلی سے مفرور ہوکر بظل حمایت عین الملک کے پناہ گزین ہوئے ان وجوہ سے عین الملک کو علانیہ باغی ہونا پڑا اس توہم مین بادشاہ سے حکم حاصل کیا کہ مین اپنے بھائیون کے لشکر سمیت حضور مین حاضر ہوتا ہون اسمین حکم شاہی صادر ہوا کہ مجرمان شاہی کو باندھکر حضور مین بھیجدے غرض کہ اس حکم سے عین الملک زیادہ متوہم ہوا اور اپنے بھائیون اور فوج کو لیکر ظاہر مین باطاعت و باطنًا بارادۂ بغاوت بمقام سرگدواری عازم ہوا جب قریب لشکر شاہی کے پونہچا تو آدھی رات کو فوج سے نکلکر اپنے بھائیونکی فوج مین جا ملا بھائی اوسکے بجمعیت چار ہزار سوارون کے قریب سرگدواری کے اوترے ہوئے تھے صبح کو اوسکے بھائی تمام ہاتھی اور گھوڑے جو جنگل مین چر رہے تھے پکڑ لے گئے بادشاہ نے اونکی یہ گستاخی دیکھکر سامانا اور امروہہ اور برن اور کویل سے لشکر طلب کیا اور قنوج مین پہونچکر تھوڑے دن متوقف ہوا بعد اوسکے عین الملک سے سخت لڑائی ہوئی چونکہ عین الملک اور اوسکے بھائی لڑائی مین کچے تھے بانگر مو متعاہد صمام اونام کے قریب دریاے گنگ سے اوترا اسپار اس ارادے سے متوقف ہوئی کہ اکثر لشکر شاہی بادشاہ سے ناراض ہی ضرور ہم لوگون کے شریک ہوگا مگر صولت و سطوت شاہی سے کوئی اونکے شریک نہوا اور بادشاہ غضب مین آکر حملہ آور ہوا سیکڑون مقتول اور ہزارون دریاے گنگا مین ڈوب کر مرگئے اور جو زندہ بچے اونکے گھوڑے و ہتیار چھین لیے منجملہ اونکے عین الملک بھی زندہ گرفتار آیا مگر بادشاہ باوجود ایسی سفاکی کے نہ معلوم کیا تائید غیبی ہوئی کہ اوسکے خون سے درگذرا اور یہ کہا کہ اسکی ذات مین کوئی شرارت نہ تھی یہ لوگون کے بہکانے سے باغی ہوا خلعت و مناسب جلیلہ پر سرفراز فرمایا جب یہ بغاوتین بالکل فرو ہوگئین تو بادشاہ بغرض زیارت حضرت مسعود سالار غازی کے بہرائچ گیا اور مشرف بزیارت ہوکر وہان کے خدام اور مجاوران کو بہت کچھ روپیہ و اشرفی عطا کیا ✦ محمد قاسم مؤلف تاریخ فرشتہ اس مقام پر یہ تحریر کرتے ہین کہ یہ سید مسعود شہید سپہ سالارونمین سلطان محمود غزنوی کے تھے سنہ [illegible] ہجری مین شہید ہوئے معلوم نہین کہ یہ خبر مجہول کہان سے لکھی کیونکہ وفات سلطان محمود کے سنہ ۴۲۱ ہجری و شہادت سید مسعود کی سنہ ۴۲۴ ہجری مین واقع ہوئی جسکا تذکرہ مین پہلے لکھ چکا ہون اور بہرائچ سے بادشاہ نے خواجہ جہان کو باین حکم ظفرآباد اودھ بھیجا کہ جو لوگ عین الملک کے یہان ہون اونکو مع اون دمان کے جو دہلی سے بخوف مواخذہ سلطانی وہان پناہ گزین ہین دہلی مین روانہ کرے اور خود دہلی آیا دہلی مین رہکر بادشاہ کو تدبیرین

افزونی زراعت کی کرتین ہرچند بادشاہ نے بغرض افزونی زراعت و تعمیر عمارت و چاہ و باندہ بہت کچھ روپیہ عاملون کو دیا مگر بوجہ قحط سالی وہ لوگ کہا گئے اور اوسمین سے دسوان حصہ بھی خرچ نکیا اگر بادشاہ ٹھٹھہ کی مہم سے زندہ واپس آتا تو یقین تھا کہ اون اہلکارون سے ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑتا دوسرے مغلون کے حال پر زیادہ متوجہ ہوا گھوڑے اور خلعت اور روپیہ انعام دینے تیسرے لشکر کی آراستگی مین کوشش بلیغ کی چوتھے رعایا پر محصول بڑھایا پانچوین سیاست کو اسقدر ترقی دی کہ تمام ملک ویران ہو گیا اور خلق اوس سے بدرجہ محترز ہوئے اسی باعث سے بہت صوبہ اوسکے قبضہ سے نکل گئے چھٹے مرہٹہ کی ملک مین اچھا ضبط کیا اور اوسکو چار ضلع پر تقسیم کیا اور ہر ضلع مین حاکم جدا جدا مقرر کیے اور اون حکام کو یہ تاکید تھی کہ امر مخالفت مین کسیکو زندہ نچھوڑین ✤ قتلغ خان حکومت دکھن سے معزول ہو کر بلا لیا گیا عزیز خمار جو شدت سے احمق تھا اوسکی جگہہ وہانکا حاکم ہوا اوسکی بیوقوفی اور بادشاہ کے ظلم سے امیران صدہ باغی ہوئے اور آخر نتیجہ اوسکا یہ ہوا کہ حسن کا کوی بہمنی وہانکا بادشاہ مستقل ہو گیا کہ جسکی تفصیل جلد دوم تاریخ فرشتہ مین موجود ہی ضیاء الدین برنی مصنف تاریخ فیروز شاہی جو مدت تک بادشاہ کے ہمراہ رہا نہایت تعجب سے تحریر کرتا ہی کہ مینے بادشاہ کو ہمیشہ رذیل اور ذلیل اور کم اصل کمینون سے متنفر پایا اور اکثر اونکی برائیان بیان کیا کرتا تھا مگر آخر وقت مین اوسنے کنجڑون اور جولاہون کو معزز عہدون پر ممتاز کیا ذکر وفات بادشاہ بادشاہ دہلی سے واسطے انتظام دکھن کے گیا اور عرصہ تک وہان کے انتظام مین مصروف رہا ایک طرف انتظام کرتا تھا دوسری طرف بگڑ جاتا تھا وہان سے جانب سندھ کے روانہ ہوا جب کوندل مین کہ کرنال سے پندرہ کوس ہی پونہچا بیمار ہوا وہان سے خواجہ جہان اور عماد الملک نائب اور وزیر الممالک کو دہلی بھیجا اور مخدوم زادہ خداوند زادہ کو دہلی سے کوندل مین طلب کیا کہ اس عرصہ مین بادشاہ کو صحت ہوئی دیپال پور اور ملتان اور اوچھہ سے کشتیان جانب ٹھٹھہ طلب کین پھر کوندل سے روانہ ہو کر دریاے سندھ سے عبور کیا کہ امین التون بہادر پانچہزار سوار مغلون سے بغرض استمداد حاضر ہو کر باریاب ملازمت بادشاہ ہوا بادشاہ اس لشکر کو لیکر ٹھٹھہ کے جانب اس ارادے سے عازم ہوا کہ قوم سومرا کو جنھون نے باغیان سلطانی کو پناہ دی تھی استیصال کلی کرے ہنوز وہان نہین پونہچا تھا کہ بادشاہ نے ایک دن مچھلی کہائی پھر بخار عود کر آیا بمشکل تمام ٹھٹھہ پونہچا ۲۱- ماہ محرم ۷۵۲ سنہ ہجری مطابق ۲۰- مارچ ۱۳۵۱ سنہ عیسوی کو اوس عارضے مین اس جہان سے گذر گیا ہنگام وفات یہ اشعار اوسکے ورد زبان تھے اشعار بسیار درین جہان چمیدم ✤ بسیار نعیم و نازدیدم ✤ اسپان بلند بر نشستم ترکان گرانبہا خریدم ✤ کردیم بسے نشاط آخر ✤ چون قامت ماہ نو خمیدم ✤ مدت سلطنت ستائیس برس اسکی وفات سے تمام لوگ خوش ہوئے اور اوسکے پنجے سے نجات پائی اسی بادشاہ کے عجیب و غریب حالات فضل کمال

بیان ابن بتوتہ

اورظلم وتعدی کے ہین جسقدر اوسمین اوصاف حمیدہ تھے اوسیقدر خصائل رذیلہ مجتمع تھے **بیان ابن بتوتہ** بحوالۂ
کتاب سیر و سیاحت مؤلفۂ ابن بتوتہ انکا نام شیخ ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ بن محمد لاوانی المشہور ابن بتوتہ
ساکن طانجی پاتا جیک ہی یہ اپنی کتاب سیر وسیاحت زبان عربی مین ارقام فرماتے ہین جسکا خلاصہ یہ ہی غرۂ محرم
۷۳۴ھ ہجری مطابق ۱۲ ستمبر ۱۳۳۳ عیسوی کو دریاے سندھ سے عبور کیا اوسی مقام سے حد سلطنت سلطان محمد شاہ
تغلق کی ہی دیکھا کہ اوسکی عملداری مین دو قسم کی ڈاک مقرر ہی ایک گھوڑے کی جسکا نام اولاک ہی اور چار چار
کوس پر چوکیان مقرر ہین دوسرے پیدلونکی اوسمین ایک کوس کے اندر تین جگہ چوکیان ہین اور ہر ادن
چوکیون کے پاس گانون بھی آباد ہین جب یہ قاصد ڈاک لیکر چلتے ہین تو ایک ہاتھ مین تھیلا خطون کا اور دوسرے
ہاتھ مین لاٹھی گھونگھرو دار لیتے ہین اون گھونگھرونکی آواز سنکر دوسری چوکی کا قاصد ڈاک لینے کو طیار ہوجاتا ہے
اور ہنگام لیجانے ڈاک کے وہ لوگ اس تیز رفتاری سے چلتے ہین کہ گھوڑونکی ڈاک سے پہلے پہونچتے ہین اور ذی رتبہ
قیدی بسواری کھٹولہ انھین قاصدونکے سر پر بادشاہ کے پاس بھیجے جاتے ہین ❊ جب کوئی شخص دوسرے
ملک سے اس بادشاہ کے ملک مین آتا ہی تو بذریعۂ انھین قاصدون کے بادشاہ کو خبر دیجاتی ہی اور پھر حسب الحکم
بادشاہ کے اوس مسافر کی مہمانداری تا پہونچنے دہلی منجانب بادشاہ کیجاتی ہی اور جب وہ غریب الوطن بادشاہ
کے حضور مین حاضر ہوتا ہی تو نذر دیتا ہی اور بادشاہ کی جانب سے اوسکو خلعت المضاعف عطا ہوتا ہی ❊ جب مین
دہلی پونہچا اوس زمانے مین بادشاہ دکھن مین تھا لیکن بحضور مخدومۂ جہان والدۂ بادشاہ کے حاضر ہوکر
اسپ و شتر و غلام و دیگر تحائف نذر گذرانے بیگم صاحب بکمال اخلاق و عنایت پیش آئین اور خلعت فاخرہ
مجکو اور میرے ہمراہیونکو کہ اکثر اونمین عالم و فاضل تھے عطا فرما کر ایک مکان قیام کے لیے تجویز فرمایا علاوہ
اسکے دو ہزار دینار واسطے خرچ حمام کے مرحمت ہوے ہنگام قیام وہان کے جب میری بیٹی مرگئی تو اسکی خبر خفیہ
بادشاہ کو دکھن مین دیگئی اور جب جنازہ اوسکا واسطے دفن کے باہر نکالا گیا تو وزیر الممالک اوسکے ہمراہ ہوکر شریک
نماز جنازہ اور تدفین کا ہوا بعد اوسکے میری زوجہ کو مخدومۂ جہان والدۂ بادشاہ نے محل شاہی مین بلاکر کلمات
تعزیت کے ادا کرکے بہت تسکین فرمائی اور عند الرخصت خلعت و زیور عطا کیا ❊ تھوڑے عرصے مین بادشاہ دکھن
سے دہلی آیا جب مین اوسکی ملازمت کو حاضر ہوا تو نہایت اخلاق سے پیش آیا اور میرا ہاتھ پکڑکر ارشاد فرمایا کہ
ہر طرح کی اعانت و امداد تمھارے ساتھ کیجائیگی بعد اوسکے عہدۂ قضا پر مامور فرمایا لیکن مینے اپنی ناآشنائی
زبان ہندی سے جب بعض عذر پیش کیے تو بادشاہ کے چہرے سے کسیقدر آثار ناخوشی کے ظاہر ہوئے مگر اپنی خوش بیانی
سے اون میرے عذرات کو رفع کرکے مجکو ساکت کیا ❊ مینے ایک قصیدہ بعبارت عربی لکھکر اوسکی مدح مین پیش کیا
خلاصہ اوسکا یہ تھا کہ مین قرضدار ہون بادشاہ نے پچیس ہزار دینار دیکر میرا سب قرضہ ادا کرا دیا باوجود اِن کے

عنایات خسروانہ کے مین ہر وقت بادشاہ کی سفاکی سے خوفناک رہتا تھا اور اپنے تئین ہر وقت موت کے منہ مین دیکھتا تھا آخر میرا یہ گمان سچا نکلا ۔ ایک درویش شہر سے باہر ساکن تھا وہ بحضور بادشاہ مشتبہ ہوا جب حکم اوسکی گرفتاری کا صادر ہوا تو اوسکے متعارف لوگ بھی گرفتار آئے منجملہ اوسکے ملنے والون کے مین بھی تھا مجہر بھی چار غلام متعین کر کے نظر بند کر رکھا وہ دن جمعہ کا تھا سارے دن تیس ہزار مرتبہ حسبی اللہ نعم الوکیل پڑھتا رہا اور پانچ وزیر روز بلکہ ہر روز ایک قرآن ختم کرتا رہا اور شام کو تھوڑے پانی سے افطار کرتا رہا تا تاثیران اوراد اور عمل کے خدا نے اوس مظلمہ سے نجات بخشی تھوڑے دنون کے بعد ایک دن بادشاہ کو خوش پاکر عہدۂ قضا سے مستعفی ہو کر عزلت نشین ہو گیا پھر بادشاہ نے چین مین ایلچی بنا کر مجھکو بھیجا اسکو مین غنیمت سمجھا ذکر حضرت نصیر الدین چراغ دہلی اس

ذکر حضرت نصیر الدین چراغ دہلی قدس سرہ

بادشاہ کا ظلم عام ایسا تھا کہ فقرا و علما بھی اوسکے ظلم سے محفوظ نہ تھے چنانچہ اکثرونکو علی قدر مراتب ایک ایک خدمت پر معمور کیا کہ تفصیل ہر ایک کی باعث تطویل ہی مگر ایک نقل بحوالہ کتاب اخبار الاخیار یہ ہی کہ حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلی سر حلقۂ اولیاء اللہ کو واسطے خدمت کپڑا پہنانے کے مقرر کیا جب حضرت نے اس خدمت سے انکار کیا تو چندے قید رکھا آخر ناچار ہو کر یہ خدمت آپ نے قبول کی ایک دن طعام لذیذ کا نسہاسے زرین مین اس غرض سے آپکی خدمت مین بھیجا کہ اگر تناول سے انکار کیا تو یہ اعتراض کرونگا کہ عطیہ سلطانی کو رد کیا اگر کھا لیا تو ظروف زرین مین کھانا بموجب مسائل فقہ کے حرام ہی دونون حالت مین قابل سزا کے ہین آپ اوسکے ان دونون خطرون پر مطلع ہو کر ایک ٹکڑے یعنی بخنی گوشت کو کاسۂ زرین سے داہنے ہاتھ سے نکالکر بائین ہاتھ پر رکھا پھر داہنے ہاتھ سے تناول فرمایا بادشاہ خجل ہوا آپ شیخ زادہ نجیب دودمان خاص کے ہین اور والد ماجد آپ کے سوداگری روئی کی کرتے تھے مولانا شیخ تقی الدین عزیزان خاص سے ہین شمار اونکا اولیاء اللہ مین ہی اور خرق عادات انکے بہت ہین مصنف منبع الانساب تحریر فرماتے ہین کہ ایکروز ابدال بحضور مولانا ممدوح آئے اور عرض کیا کہ آپ ہمارے گروہ مین شامل ہو جیے فرمایا کہ مین زن و فرزند رکھتا ہون تمہارے ساتھ میری صحبت راست نہ آویگی نسب آپکا بچند واسطہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے منتہی ہوتا ہی شیخ نجیب الدین توطن اپنا بحکم باطن قصبہ بسو پرگنہ سورام ضلع الہ آباد مین اختیار کیا مزار و اولاد آپکی آجتک بکمال عزت و حرمت موجود ہی از انجملہ شیخ نصر الدین و شیخ امین الدین تعلقداران مع اپنے برادران و قوم کے نہایت برسر عرصہ مین بالفعل اس جہاد کے سلمانونمین جمعیت و اطمینان مین ضرب المثل ہین اور قریب بیس ہزار روپیہ کے مالگذار گورنمنٹ انگلشیہ ہین اور اسی طرح پر قاضی رکن الدین نے کہ نسل عبد اللہ بن عباس عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہین توطن اپنا سورام مین اختیار کیا اور بعہدۂ قضا مامور ہوئے اب اونکی نسل سے شیخ فیاض علی وکیل عدالت دیوانی و تعلقداران اپنی قوم کے ہم پلہ و ہم ردیف صدیقیون سے چلے آتے ہین اور باخود ہا دونون وصلت

ذکر آبادی کڑہ و مانک پور

و مصاہرت کرتے ہین قوم صدیقیو نین مسکنیت اور عباسیو نین رعونت کے آثار پائے جاتے ہین اور ان
دونون خاندانون کو ارادت و عقیدت مخدوم شاہ حسام الدین صاحب ولایت مانک پور سے چلی آتی ہی
تحفظ نسب کا اسوقت تک ان لوگونین بخوبی ہی دفعہ ۹۵ ذکر آبادی کڑہ و مانک پور ہر چند اس بادشا
کے جور و ظلم سے تمام ملک ہندوستان کا ویران ہوگیا تھا تاہم ان دونون شہر کڑہ و مانک پور کے آبادی
اسقدر تھی کہ جسکا بیان خلاف قیاس تصور ہوتا ہی وسعت آبادے مانک پور تین ہزار آٹھ سو ترانو
ایکڑ کا رقبۂ آبادی اوسوقت مین تھا آبادی اسکی کنارے دریاے گنگ کے بطور بانک مثل گوشۂ کمان کے تھی کیونکہ انحنائے
دریا کا یہان زیادہ واقع ہو جانب گوشۂ دکھن و پورب تا سرحد موضع شیر گڈہ و پچھم تا جامع مسجد شہاب الدین آباد و اوتر
تا سرحد موضع اتو یا و دکھن دریاے گنگ مسٹر ڈبلو ای فاربس صاحب بہادر مہتمم بندوبست بعد تحقیقات کامل
کے اپنی رپورٹ مین یہ ارقام فرماتے ہین کہ مواضع مفصلۂ ذیل جواب علحدہ علحدہ قرار پائے گئے یہ سب آبادی کیجائی
مانک پور مین داخل تھے پورہ علی تقی - ایمہ راجی محمد حیات عرف شہاب الدین آباد - چک چندان - جوت وجہ
چوکا پارپور - کا بھی پٹی - رانان پٹی - سلطانپور - رتہائی - بجھا بھیت - مرگدوا - احاطہ خانقاہ - بہن پور
پورہ معین الدین - کھمرا - جمع تحصیل کندہ کے جسمین مانک پور شامل ہی بابت بندوبست حال کے یہ ہی

نام پرگنہ	جمع مال	سوائے	میزان
بہار	[illegible]	[illegible]	[illegible]
دھنگوس	[illegible]	[illegible]	[illegible]
رام پور	[illegible]	[illegible]	[illegible]
مانک پور	[illegible]	[illegible]	[illegible]
میزان	[illegible]	[illegible]	[illegible]

وسعت آبادی کڑہ آبادی اسکی مانک پور سے زیادہ تھی میر امید علی خان مصنف ظہور قطبی
تحریر فرماتے ہین کہ حد پچھم تا موضع کمال پور جو بحاقہ موضع سونرہی شامل ہی اور پورب تا سرحد
شہزادپور اور دکھن انتہاے سرحد دار انگریسور ہا کہ جسمین بہت سے مواضع اب علحدہ علحدہ
ہوگئے ہین اب کڑہ خاص کا رقبہ بہت کم رہگیا ہی بندوبست حال مین ایک ہزار چار سو گیارہ
بیگہ تین بسوہ اور مالگذاری اوسکی آٹھ سو پینتیس روپیہ علاوہ ابواب و تنخواہ پٹواری کے
قرار پائی ہی اور رقبہ کل پرگنہ و جمع اوسکے سنہ ۱۲۱۰ لغایت سنہ ۱۲۷۰ فصلی حسب تفصیل ذیل ہی

رقبہ کل پرگنہ کڑہ [illegible] ایکڑ		رقبہ خاص کڑہ [illegible] ایکڑ	
بندوبست اول سنہ ۱۲۱۱ فصلی [illegible]	بندوبست دوم سنہ ۱۲۱۳ فصلی [illegible]	بندوبست سوم سنہ ۱۲۱۶ فصلی [illegible]	بندوبست چہارم [illegible]
بندوبست پنجم سنہ ۱۲۴۶ فصلی [illegible]			
بندوبست ششم سنہ ۱۲۷۸ فصلی [illegible]			

چنانچہ تصدیق اسکی عبارت صفحہ ۵۰۷، ۵۰۰۸ تاریخ الفنٹن سے پیدا ہی عبارت صفحہ ۲۱۰ - ۲۲۲ - ۲۱۵ - ۲۲۴ - ترجمہ تزک بابری نوشتہ ارسکاٹن صاحب آبادی و شادابی کے مقدمہ مین جو جو بیان لکھے گئے اونکے خلاف دمقابلہ پر بابر بادشاہ کا یہ قول ہی کہ اوسکے وقت تو نین کالپی، کڑہ و مانکپور کے گرد و پیش جنگلی ہاتھیونکے غول جابجا پھرتے تھے بحوالہ ترجمہ برگز صاحب مقام [illegible] بوہ کے مشرق مین ہاتھیون کے بڑے غول سے اکبر بادشاہ سے مقابلہ ہوا + بیان مذکور الصدر سے معلوم ہوا کہ یہ دونون شہر اوس زمانے مین درمیان جنگلون کے آباد تھے جہان ہاتھیون کے غول کے غول چلتے پھرتے تھے گو اب اوسکے جنگل کٹ کٹا کر صاف ہوگیا + میری یہ راے ہی کہ سلاطین شکار باز نکی سعی و محنت سے جنگل [illegible] وقت مین آئی ترقی آبادی اور سر زمین کی کوشش بادشاہون سے نہین ہوئی ابن بطوطہ اپنی کتاب سیر و سیاحت مین جو تزک بابری سے دو سو برس پیشتر لکھی گئی یہ لکھتے ہین کہ اگرچہ بادشاہ کے ظلم سے تمام ملک اوسکا ویران ہوگیا تھا مگر یہ دونون شہر کڑہ و مانکپور نہایت آباد و بغایت شاداب تھے + چنانچہ عبارت صفحہ ۱۱۹ کتاب ابن بطوطہ ترجمہ کردہ لی صاحب چھوٹے چھوٹے جنگل اور پہاڑون کے ٹیکرے ہاتھیون کے رہنے سہنے کے لیے کافی ووافی ہونگے اور کہین کہین کھیت اور کیارون پر کھاتے پیتے رہے ہونگے باقی رہا یہ شبہ کہ ہاتھیون کے رہنے سہنے اور لوگون کے بسنے رسنے مین مخالفت ہی یعنی جہان ہاتھی رہتے ہین وہان بستی نہین بستی یون رفع ہو سکتا ہی کہ راج محل کے پہاڑونین جو بنگالے کی آبادی کے شہرون کے پاس واقع ہی گینڈونکے غول کے غول رہتے ہین اور برار جوری چکلی جنگل مین نام و نشان اونکا پایا نہین جاتا ہان دو چار ہاتھی البتہ ہونگے اور اونکی نسبت یہ تصور ہو سکتا ہی کہ وہ حقیقت مین پالو ہاتھی تھے گم گشت ہو کر جنگل مین بھاگ آئے اور وہین رہنے سہنے لگے بیان مؤلف ان دونون شہرونکے دیکھنے سے بادی النظر مین ابتک یہ معلوم ہوتا ہی کہ جو آبادی متفرق ہی یہ شہر کا ایک ایک محلہ ہی اور آثار عمارات عمدہ و مدارس و مساجد

ومقابر کہنہ و درگاہ و پہل ستون وسنگین محل و رنگین محل جسکا جلوہ دار السلطنت کی دلیل ہی ہر جگہ نمایان ہی
بقولے از نقش و نگار در و دیوار شکستہ * آثار پدید است صنادید عجم راے انجمن را کن تصور از پر پروانہ
یادگار رم بزم جمشیدی بود ویرانہ * خرمنے باشد بہ پیش چشم بینا دانہ * یاد آبادی وہد بربادے کاشانہ * ہر کجا
افتادہ بینی خشت در ویرانہ * ہست فردے دفترے از حال صاحب خانہ * افسوس اب حقیقت ان دونو
بستیونکی ایک قصبہ ویران کے برابر سب حال اسکے سے چمن کے تخت پر جبدن شہ گل کا تجمل تھا *
ہزارون بلبلونکی فوج تھی اک شور تھا غل تھا * خزان کے دن جو جا دیکھا نہ تھا جز خار گلشن مین * بتاتا باغبان
رو رو یہان غنچہ یہان گل تھا * فاعتبروا یا اولوا الابصار سے امی مصحفی ہین رو وُن کیا پچھلی صحبتونکو * بن بنکے
کھیل ایسے لاکھون بگڑ گئے ہین * ذکر مولانا خواجہ دانشمند اوسوقت اس شہر مین حضرت مولانا
خضر رحمۃ اللہ علیہ المشہور مولانا خواجہ دانشمند متوکل خلف الرشید مولانا جلال الدین بن مولانا اسمعیل متذکرہ
بالا اتقیاے دہر سے تھے بحوالۂ اخبار الاخیار تیسرے فاقہ ایک شخص نے بعد استغناکرانے استفتا کے
کچھ نذر پیش کی آپنے اوسکو مشتبہ سمجھکر رد فرمایا آپکی زوجہ محترمہ نے بعد سرزنش کے یہ کہا کہ تیسرے فاقہ
حرام چیز حلال ہوتی ہی ضرورت واپس کرنے کی نہ تھی آپ ساکت رہے اوسی روز شام کو ملک عین الدین یا
عین الملک صوبہ دار اودھ و کڑہ و مانک پور بغرض انتظام ملک کے مانک پور آیا اوسکو صحت عبارت اپنی کتاب
اوراد کی منظور تھی حسب نشا ذہبی مردمان ثقہ کے آپ سے صحت حاصل کی بعد اوسکے بہت نقد وجنس نذر
دیکر کچھ وظیفہ مقرر کیا بوادید اس کرامت کے آپکی بی بی نادم ہوئین دفعہ ۶۰ ذکر سلطنت سلطان تغلق
فیروز شاہ باربک بن رجب ۷۰۹ ھ ہجری مطابق ۱۳۰۹ عیسوی مین سلطان فیروز شاہ پیدا ہوا سات
برس کی عمر مین یتیم ہوا گیارہ برس اپنے چچا کی تعلیم و تربیت مین رہا جب وہ بھی اس جہان سے گذر گیا
تو زیر تربیت تعلیم اپنے چچیرے بھائی کے آیا دو بادشاہونکی تعلیم مین نہایت تجربہ کار ہو گیا جسوقت بادشاہ بیمار پڑا
اوسکی تیمار داری اچھی کی اوسکے صلہ مین بادشاہ نے اسکو اپنا ولیعہد کرکے اوسکی نسبت یہ شعر فرمایا شعر
تو سرسبز باشی بہ شاہنشہی * کہ من کردہ ام سر ز بالین تہی * جب بادشاہ ٹھٹھہ مین مرگیا تو التون بہادر وغیرہ
نے لشکر کو لوٹنا شروع کیا دو دن تک تمام لشکر شاہی بیخواب و خور رہا تیسرے دن خداوند زادہ و مخدوم زادہ
جو نسل سلاطین غوریہ و عباسیہ سے تھے و حضرت نصیر الدین محمود چراغ دہلی و دیگر علمای کرام و مشایخ
عظام و امرائے کبار متفق ہو کر پاس ملک فیروز کے آئے اور استدعا جلوس تخت سلطنت کے کی ملک فیروز نے
ارادہ حج کا ظاہر کرکے قبول تخت نشینی سے عذر کیا مگر جب بمبالغہ و اصرار لوگونکا حد سے گذرا تو وضو کرکے
دو رکعت نماز استخارہ پڑھی اور ۲۳ محرم ۷۵۲ ھ ہجری مطابق ۲۳ مارچ ۱۳۵۱ عیسوی کو تخت سلطنت

پر جلوس کیا اوسوقت عمر اسکی پچاس برس سے متجاوز ہو چکے تھے بعد جلوس تخت شاہی التون بہادر دوامیر نوروز گرگین کے فتنے کو فرو کیا اور جانب دہلی کے روانہ ہوا یہ وہ پہلا بادشاہ ہندوستان کا ہی جسکی سلطنت پر کل ارکین سلطنت نے اتفاق کرکے بہ مبالغہ واصرار تخت سلطنت پر جلوس کرایا جب دہلی کے قریب پونہچا تو خبر سنی کہ عماد الملک وزیر الممالک نے بوجہ خبط پیرانہ سالی ایک طفل شش سالہ کو محمد شاہ تغلق کا پسر قرار دیکر تخت سلطنت پر بٹھلایا اونام اوسکا غیاث الدین محمد رکھا اور ملک فیروز کے پاس پیغام بھیجا کہ بادشاہ کا بیٹا موجود ہو آپ بادشاہ نہو جیے اوسکے نائب ہو کر کام کیجیے سلطان فیروز شاہ نے تمام اکابر واصاغر لشکر کو جمع کرکے یہ فرمایا کہ اگر تم لوگون کے نزدیک غیاث الدین محمد بادشاہ مرحوم کا بیٹا ہی تو مجکو اوسکی اطاعت مین کچھ عذر نہین ہی جواب اوسکے مولانا کمال الدین نے فرمایا کہ اب کیا ہو سکتا ہی جو پہلے تخت پر بیٹھا وہی بادشاہ ہی اس سے معلوم ہوا کہ غیاث الدین محمد ضرور اوسکا بیٹا ہی چونکہ سلطان فیروز شاہ کی سلطنت پر ہر ایک کو اتفاق ہو چکا تھا لہذا اوس لڑکے کی سلطنت قائم نہوئی بادشاہ نے دہلی پہونچکر مکرر تخت سلطنت پر جلوس کیا اسکے بادشاہ ہونے سے تمام دہلی والون نے خوشی کرکے اپنے گھرونمین عید کی بادشاہ نے خواجہ جہان عماد الملک کو عہدۂ وزارت سے موقوف کرکے ملک مقبول ساکن تلنگانہ جو سابق مین ہندو اور بعد کو مسلمان ہوا تھا بجاے اوسکے مقرر کیا یہ بیس برس وزارت کرکے مرگیا بجاے اسکے اسکا بیٹا مامور ہوا اس بادشاہ نے پہلے جو سلطان محمد شاہ تغلق نے زر تقاوی رعایا کو دیا تھا اور رعایا کو اوسکے مواخذہ کا خوف تھا بلکل معاف کرکے اوس حساب کتاب کو بازار مین جلا دیا بنگالہ کی مہم سنہ ۷۵۴ ہجری مطابق سنہ ۱۳۵۳ عیسوی مین حاجی الیاس حاکم بنگالہ نے بادشاہ سے باغی ہو کر نام اپنا سلطان شمس الدین شاہ رکھا اور بنارس تک قبضہ کرکے دار السلطنت اپنی پنڈوی مین جو متصل مالدہ کے ہی قائم کی بادشاہ اوسکی سرکوبی کے لئے تا بنگالہ کو گیا اور چند لڑائیان لڑکر تمام ملک بنگالہ پر قدر گیا آخر کو بوجہ خوف مواخذہ قتل مسلمانون کے اوس سے صلح کرکے واپس دہلی آیا اسی سال مین خلفاے عباسیہ نے شاہان بہمنہ کی سفارش مین خط لکھا بادشاہ نے اونکی سفارش سے اوس ملک سے درگذر کرکے نذرانہ سالانہ اپنا اون سے مقرر کرلیا مہم ثانی بنگالہ بعد مراجعت بادشاہ شمس الدین شاہ نے نقض عہد کرکے ملک فخر الدین حاکم ستارگانو نکو مار ڈالا اور وہانکی رعایا کو تنگ کیا باصغاے اس خبر کے بادشاہ خانجہان کو دہلی مین اپنا نائب مقرر کرکے سنہ ۷۶۰ ہجری مطابق سنہ ۱۳۵۹ عیسوی مین لکھنوتی پر چڑھ چلا قبل پہونچنے بادشاہ کے شمس الدین شاہ مرچکا تھا سکندر خان اوسکا بیٹا جانشین ہوکر بادشاہ سے کچھ لڑا آخر لڑائی سے تنگ آکر بادشاہ سے اس شرط پر صلح کرلی کہ چالیس ہاتھی سالانہ مع کچھ نذرانہ کے ہمیشہ بادشاہ کو دیا کرے وہان سے دہلی واپس آیا اسکے آنے کی نہایت خوشی دہلی مین ہوئی نگرکوٹ وٹھٹھہ کی مہم پھر بادشاہ دہلی سے نگرکوٹ گیا وہان کے راجہ سے کچھ تھوڑے سی لڑائی کے بعد کو صلح ہوگئی نام نگرکوٹ

تبدیل کرکے محمد آباد تغلق رکھا اور وہان سے ملک سندھ فتح کرنے کو چڑھگیا وہانکی رعایا زراعت کو ضائع کرکے ایک قلعہ مین متحصن ہوئے اسمین بادشاہ کی فوج کو بہت تکلیف ہوئی آخر اپنے نیک نیتی سے بادشاہ اونپر غالب آیا اور وہ خوار اور ذلیل ہوکر قیدی بنے اور جام پانی اونکا سردار بادشاہ کے روبرو گلے مین دستار باندھکر حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مین تیرا غلام اور تو میرا بادشاہ ہی بادشاہ اوسکا قصور معاف کرکے اپنے ہمراہ دہلی لایا اور چندے اپنے پاس رکھکر پھر بحال کرکے اوسکے ملک مین بھیجدیا ذکر بغاوت گجرات سنہ [illegible] ہجری مطابق سنہ ١٣٢٧ عیسوی مین خواجہ شمس الدین دامغانی ساکن مانک پور متذکرۂ بالا نے جو امرایان عظام سلطنت سے تھا بحضور بادشاہ عرض کی کہ دریا خان پسر ظفر خان صوبہ دار و دیگر عمالان گجرات حاصل ولایت کا قرار واقعی نہین بھیجتے وگماشتہ ہاے اوس ملک کے حساب کتاب خوب صحیح نہین دیتے اگر وہان کے صوبہ داری مجکو عنایت ہو تو ایک سو ہاتھی و چار سو غلام حبشی و ہندی و دو سو گھوڑے عربی و عراقی و چالیس لاکھ تنکہ علاوہ جمع معہودہ کے اضافہ دونگا تب بادشاہ نے ضیاء شمس الدین دریا خان حاکم گجرات سے مخاطب ہوکر ارشاد فرمایا کہ اگر تم اضافہ قبول کرو تو بہتر ورنہ یہ خدمت منتزع ہوکر خواجہ شمس الدین دامغانی کو عطا ہوگے اوسنے اضافہ منظور نکیا بادشاہ نے خواجہ شمس الدین دامغانی کو بجاے اوسکے مقرر کرکے بعطاے خلعت کمرزرد خود و دوال نقرہ اوپر صوبہ داری گجرات کے روانہ فرمایا چونکہ وہان کے لوگ چہ عمال چہ زمیندار عموماً دریا خان سے راضی تھے اور دامغانی سے بوجہ اضافہ ناخوش ہوئے لہذا نہ اوسکا ضبط ہوا نہ روپیہ وصول ہوا باین وجہ محصول معہودہ خزانۂ سلطانی مین داخل نہو سکا نظر بران دامغانی بادشاہ سے باغی ہوا وہان کے سرداران باستمداد میران سندھ خواجہ شمس الدین مسبوق الذکر سے لڑے اور اوسکو جان سے مار کر سر اوسکا بحضور بادشاہ بھیجدیا مؤلف فرشتہ تحریر کرتا ہی کہ اس بادشاہ کے عہد مین کوئی حاکم سواے شمس الدین دامغانی کے باغی نہین ہوا صرف پرگنہ ایٹا دلکے زمیندار باغی ہوئے بادشاہ نے خود جاکر اونکا استیصال کلی کیا اور مقدمان کٹھرنی جو متعلق قسمت سنبھل کی تھا سید محمد حاکم بدایون کو مار ڈالا بادشاہ نے سنہ ہجری مین وہان بھی جاکر اون لوگون کو قتل کیا اور جو لوگ باقی رہے وہ کمایون مین پناہ گزین ہوئے ❊ سنبھل مین ملک داؤد خان افغان کو حاکم مقرر کرکے یہ حکم دیا کہ ہمیشہ کٹھر کے سرکشون کو سزا دیتا رہے سنہ ہجری مطابق سنہ ١٣٨٠ عیسوی مین بدایون کے متصل بسولی مین قلعہ بنا کر نام اوسکا فیروز پور رکھا ذکر وفات قتلغ خان مہین پور سلطنت یہ شہزادہ باوجود کم سنی کے نہایت ذہین و فہیم و رحیم و عادل تھا نقل ہی کہ ایکدن مکتب سے یہ شہزادہ محل کو جاتا تھا کہ اثناے راہ مین ایک پیرزال گھوڑے کی باگ پکڑ کر ابیات کے مستغیث ہوئے کہ میرا شوہر و پسر کچھ اسباب

تجارت اطراف دوسرے شاہی مین لائے تھے چورون نے چھین لیا جب وہ دونون خستہ خراب لشکر شاہی کے قریب پہنچے تو منہیان شاہی نے اونکو جاسوس سمجھکر مقید کیا باصفاے اسکے شہزادہ اونکو دھوپ مین کھڑا ہوگیا اور بعد تحقیقات کمال اوس پیرزال کو بحضور اپنے باپ کے لاکر حکم رہائی اوسکے شوہر و پسر کا دلوا بادشاہ نے اوسکے ایسے ذہانت و متانت پر فریفتہ ہوکر نام اوسکا اپنے نام کے ساتھ خطبہ و سکہ مین جاری کروایا اور اوسکے لیے علیحدہ دربار مقرر کیا جب بادشاہ مہم لکھنوتی پر گیا تو یہ شہزادہ بھی ہمراہ تھا ہنگام مراجعت بمقام کڑہ سفر آخرت پیش آیا بادشاہ کو اسی برس کی عمر مین جو یہ صدمہ پہنچا تو اوسکے بڑھاپے کو ایسی ترقی ہوئی کہ زندہ درگور ہوگیا ذکر چھاری درگاہ شہزادہ بموضع سپاہ ہمسرحد کہ زمینداری چودھری احمد یار خان مدفون ہوا اور ایک درگاہ جسکے درمیان ایک گنبد اور چارون طرف اوسکے چھوٹے چھوٹے چار برج مین پتھر اور چونہ سے بنا کیے گئے اور محاصل اوس موضع کا مع اور چند دیہات کے اوسکے مصارف کے لیے مقرر کیا گیا اب تک وہ درگاہ اوس موضع مین موجود ہی لیکن بسبب تمادی ایام کے جابجا شکست ہوگئی ہی اور دیہات معافی مصارف درگاہ اب خالصہ ہین وجہ تسمیہ موضع سپاہ اراضی اس موضع کی سواد خطہ کڑہ سے ہی بغرض انتظام ملکی جب یہان فوج رہتی تھی تو گنجایش اوسکی قلعہ کڑہ مین ممکن نتھی بوجہ چھاونی فوج شاہی کے نام اوس مقام کا باسم سپاہ موسوم ہوا بعد وفات شہزادہ قتلغ خان محمد خان پسر ثانی ولیعہد ہوا مگر بادشاہ کی قوت جسمانی و مدرکہ اس صدمہ پسر سے ایسے ضعیف ہوگئے کہ قابل امور جہانداری کے باقی نرہا ۷۸۷ھ ہجری مطابق ۱۳۸۵ عیسوی مین تمام کاروبار سلطنت بقبضہ اقتدار وزیر الممالک خانجہان کے دیدیا اسکا ارادہ ہوا کہ شہزادہ کو مارکر مین خود بادشاہ ہوجاؤن لہذا ایکدن بادشاہ سے یہ اطلاع دی کہ محمد خان ولیعہد اور مفسدان آپکی قتل کی سازشین کر رہی ہین چونکہ بادشاہ کی عقل مین فتور آگیا تھا اوسکے کہنے کو باور کرکے حکم دونون کے قید کا صادر کیا ظفر خان تو قید ہوگیا مگر شہزادے نے چھپ چھپا کر بسواری محافہ بادشاہ کے پاس پہونچکر وزیر کی شرارت ظاہر کی اور یہ بھی کہا کہ اگر میرا ارادہ ہوتا تو آپکی قتل سے کب درگذر کرتا اور جو لڑکا اپنے باپ کو ماریگا اپنی جوانی سے متمتع نہوگا بادشاہ کو اوسکا قول راست معلوم ہوا حکم دیا کہ وزیر ناسعقول کو جاکر قتل کرو شہزادہ دس بارہ ہزار غلامون کو لیکر وزیر پر چڑھگیا تھوڑی سی لڑائی مین وزیر مجروح ہوا دوسرے روز اپنے گھر سے نکلکر میوات گیا اور کوکہ چوہان کے گھر پناہ گزین ہوا شہزادہ جیتی جی اپنے باپ کے ۷۸۹ھ ہجری مطابق ۱۳۸۷ عیسوی مین تخت سلطنت پر بیٹھکر اپنے باپ کے نام کے ساتھ اپنا نام خطبہ و سکہ مین جاری کیا اور نام اپنا ناصر الدین محمد رکھا اور کل امراے سلطنت کو اپنے اپنے عہدے پر بحال رکھکر ملک یعقوب آخر بیگ کو ملک گجرات کا دیکر بخطاب سکندر خان موسوم کیا جب یہ اپنے صوبہ کو

پونہچا تو کوکہ چوہان نے خانجہان وزیر کو اوسکے سپرد کیا اوسنے سرکاٹ کر بحضور بادشاہ بھیجدیا جب بادشاہ کو
وزیر کے مارے جانے کا اطمینان ہوا تو کوہ پایہ مین شکار کھیلنے کو چلا گیا اور سکندر خان کو امیران صدہ نے
باتفاق فرحت الملک جان سے مار کر بغاوت اختیار کی باصغاے اسکے بادشاہ دہلی کو آیا مگر پھر اون باغیونکا
تدارک نکر سکا بلکہ عیش و نشاط مین ایسا مصروف ہوا کہ امور سلطنت سے بالکل معطل ہو گیا جب ارکین سلطنت
نے اوسکی بے پروائی دیکھی تو ملک بہار الدین و ملک کمال الدین برادران عمزاد اوسکے اوس سے منحرف ہوئے
اور غلامان شاہی کو اپنے ساتھ ملا لیا اور فیروزشاہ بوڑھے بادشاہ کو اپنے ساتھ کرکے ناصر الدین سے
لڑے وہ مخذول ہو کر کوہ سرمور پر بھاگ گیا اب پرانے بادشاہ مین کچھ عقل باقی نہ تھی غلامون کے
کہنے سے اپنے پوتے تغلق شاہ پسر فتح کو تخت پر بٹھلایا اس بادشاہ ثالث کا پہلا حکم یہ تھا کہ ہوا خواہان
ناصر الدین محمد شاہ قتل کیے جاوین ذکر وفات فیروزشاہ تیسری رمضان ۷۹۰ سنہ ہجری مطابق ۲۰
اکتوبر ۱۳۸۸ سنہ عیسوی کو فیروزشاہ چالیس برس سلطنت کرکے نوے برس کی عمر مین جانب علیین کے
سدھارا یہ بادشاہ عالی درجات خجستہ صفات تھا بوجہ شان رحیمی کے فتوحات ملکی اسکو کم ہوئے مگر رفاہ
رعایا مین ایسا بادشاہ ہوا ہی کہ مثل اوسکے اگلے پچھلے بادشاہون کوئی ایسا نہین ہوا چنانچہ وہ اپنی
کتاب فتوحات فیروزشاہی مین تحریر کرتا ہی کہ بعہد سلاطین ماسبق مسلمانونکی خونریزی جزجز قصور بھی
بہت سختی کے ساتھ ہوتے تھے یعنی پانون ہاتھ کان ناک کاٹنا آنکھونکا نکلوانا ہڈیون کا کوٹنا آگ
مین جلانا کھال کھینچنا ہاتھ پیر کے ناخون مین لوہے کی میخین ٹھونکنا بدن کے دو ٹکڑے کرنا یہ سزا ئین
سخت مینے اپنے عہد دولت مین موقوف کرادین دوم خطبہ سے جو نام اون بادشاہان ماقبل
کے جنکی کوشش سے ہندوستان مین رونق اسلامیہ پیدا ہوئی تھی گر گئے [illegible] داخل کرائے
سوم جو ابواب محصول کے مثل چرواہے و گلفروشی و نداقی و نیلگری و ماہی فروشی و ریسمان فروشی
و بھربھونجی کے بھنوائی ورود کانداران سے کرایہ و تہ بازاری و دادبیگی و کوتوالی و احتساب وغیرہ
سب لینا موقوف کیا اور آیندہ کے لیے حکم دیا کہ ایسا روپیہ ناجائز خلاف شرع خزانہ شاہی مین داخل
نکیا جاوے چہارم بادشاہان ماقبل نے یہ آئین مقرر کیا تھا کہ مال غنیمت سے خمس فوج کو دیا جائے
اور چار حصہ خود لین مینے بالعکس اسکے یہ کیا کہ خود خمس لینا اور چار حصہ فوج کو دینا اختیار کیا پنجم
مذہب اثنا عشریہ نے اپنی کتابون اور رسالہ اور مذہب کی اشاعت شروع کی تھی اوسکو مینے قطعا مسدود
کرایا ششم ملحد و لامشرب و بدمشرب اور بدعتی لوگون کو اپنے ملک سے نکلوا دیا کہ اور ونکو گمراہ نکرین
ہفتم کچھ لوگ ایسے پیدا ہوئے تھے کہ پارچہاے ریشمی و زیور طلائی و نقرئی پہنتے تھے اور ظروف نقرہ مین

کھانا کھاتے تھے اسکو خلاف شرع سمجھکر قطعاً ممانعت کردی ہشتم ایک شخص رکن الدین نامی نے دعوی مہدیت
و عالم الغیب ہونے کا کرکے بہت سے لوگون کو اپنا معتقد بنایا تھا اوسکو مع بیٹے قتل کرکے اوسکی جماعت کو منتشر
کردیا نہم بعین ماہرونی انی انا اللہ کہنا اختیار کیا تھا اوسکو بھی مار ڈالا دہم مسلمانون کی عورتون نے خلاف شرع
یہ شعار اختیار کیا تھا کہ بحیلۂ زیارت قبور بزرگان دین میلہ مین جاتین اور وہان فعل ناجائز کرتین اوسکی ممانعت
مین قطعی حکم صادر کیا یازدہم ہندوؤن کے نواحداث مندر نہین ہونے دیے اگر اتفاقاً کسی نے بنوایا تو اوسکو
منہدم کرادیا دوازدہم صالح آباد مین ایک مندر نواحداث ہوا تھا فوراً اوسکو گرادیا سیزدہم ایک اور
گاؤن مین سنا گیا کہ نواحداث مندر ہے وہ بھی گرادیا چہاردہم سلاطین ماسبق نے جو ظروف نقرہ و طلائی
مین کھانا پینا اختیار کیا تھا اور قبضۂ تلوارونکو مرصع کرتے تھے اونکا برتاؤ یکقلم موقوف کردیا پانزدہم
مکانون مین جو تصاویر ذی روح کی بنائی جاتی تھین اوسکو موقوف کرکے یہ حکم دیا کہ بجاے اونکے غیر ذی روح
کے مثل گل بوٹے کی تصاویر بنائین شانزدہم جتنے پرانی عمارتین جو سلاطین ماقبل کے منہدم ہوگئی
تھین اونکی ازسرنو مرمت کرکے آباد کیا اور اونکے استحکام کے لیے ایسی جایدادین مقرر کین کہ وہ ہمیشہ آباد رہین
اور جو محصول رعایا کو ناگوار اور گران تھا اوسکا لینا موقوف کردیا اور یہ بھی لکھا ہے کہ واسطے نکاح زنان بازاری جو
علانیہ فحش کرتی ہین حکم دیا تھا مگر اراکین سلطنت نے عرض کیا کہ اگر ان لوگون کا نکاح کرادیا گیا تو اکثر لشکری زنا
محصنہ مین مبتلا ہونگے لہذا اس بارے مین سکوت کیا گیا • ایک لاکھ اسی ہزار اسکے غلام تھے ہر ایک فن کی تعلیم
اونکو کراکر بجاے مناسب مامور کیا تھا اکثر اونمین فقیہ اور محدث اور خوشنویس تھے کیفیت شکار ایام گرما مین دیپالپور
جاکر گورخر کا شکار کھیلتا اور موسم سرما مین بدایون اور آنولہ مین ہرن اور نیل گاے کا شکار کرتا کیفیت امن و
امان و خوشحالی و ارزانی و افزونی زراعت اسکے عہد دولت مین نہ کبھو امساک باران ہوا نہ گرانی غلہ امیر
سے فقیر تک نہایت خوشحالی سے بسر کرتے تھے اور افزونی زراعت و ارزانی غلہ کی تمام عہد دولت مین ایسی رہی
کہ مدتون تک لوگ یاد کرتے رہے کیفیت معافیات بعوض نقدی تنخواہ ملازمان کو جاگیرین اور فقرا و علما کو معافیان
عطا ہوئین اور بعد مرنے ہر معافیدار و جاگیردار کے اونکا وارث یا رشتہ دار قریب یا بعید کا جو ہوتا تھا مالک رہتا تھا اور علاوہ
فوج غلامونکی اسی نوے ہزار سوار ملازم بادشاہ کے تھے مگر بادشاہ کی رحم مزاجی سے اوس فوج کی کیفیت بعینہ فوج واجد علیشاہ
بادشاہ اودھ کی تھی ساز و یراق کیسے درست نہ تھے اور اکثر اونمین ضعیف اور نکمی گھوڑے اور ٹٹو بھرتی تھے اور بعضون کے
پاس گھوڑا بھی نہ تھا جب آخر سال مین جائزہ ہوتا تھا تو سوار جائزہ نویسان سے گھوڑے دلاکر جائزہ پورا کرا لیا کرتے
تھے چنانچہ کتاب شمس سراج عفیفی مین یہ نقل مندرج ہے کہ ایک سپاہی نے ہنگام جائزہ فوج بحضور بادشاہ حاضر ہوکر
یہ عرض کیا کہ میرے پاس گھوڑا نہین ہے بجواب اوسکے بادشاہ نے کہا کہ محرران جائزہ کو ملا کر اپنا کام نکال اوسنے

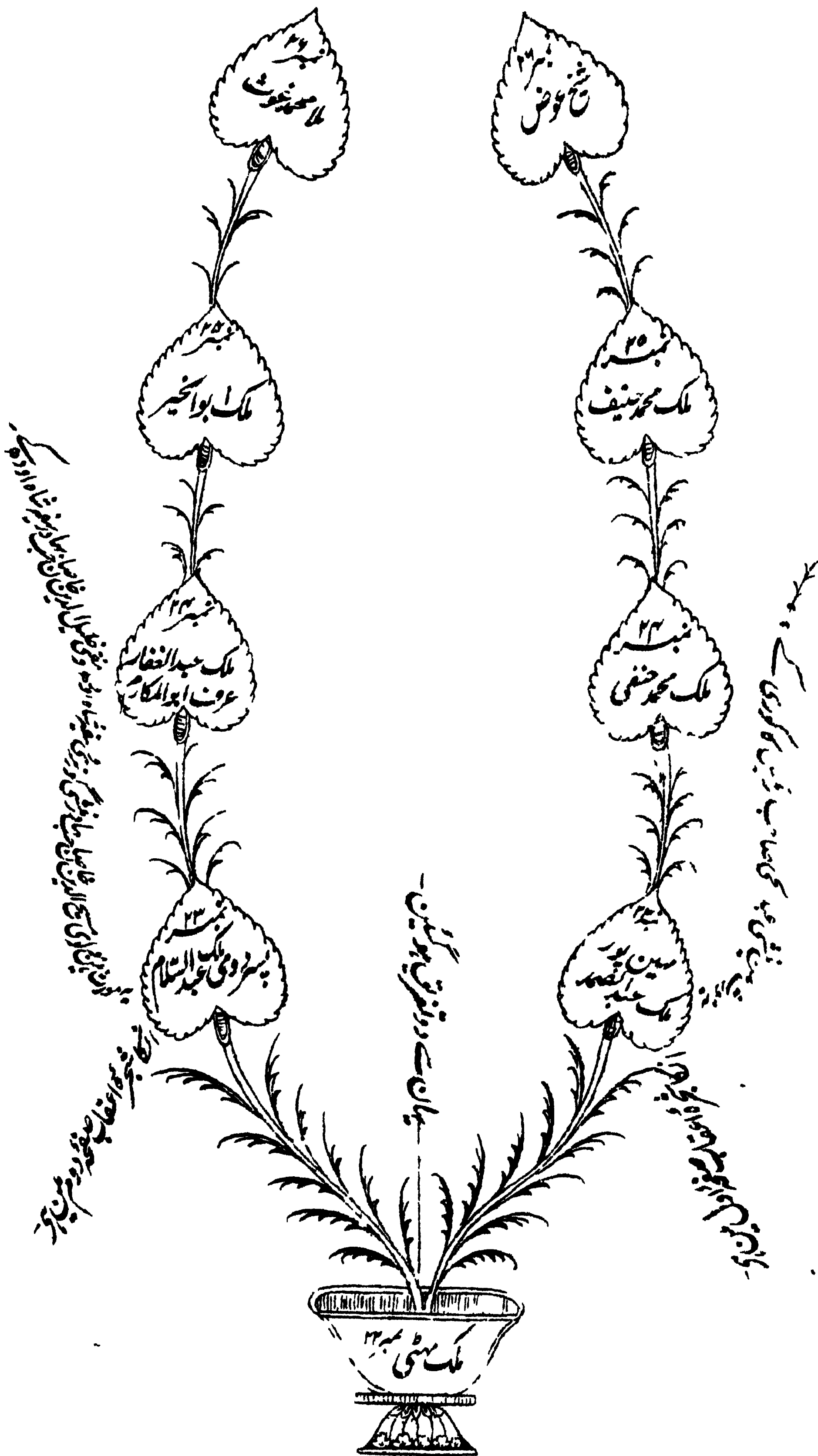
جواب دیا کہ میرے پاس اسقدر بھی مایہ بضاعت نہین ہی کہ اونکو رشوت دیکر اپنا کام نکالون بادشاہ نے کہا کہ کسقدر
اونکو دینا ہوگا کہا کہ ایک تنکہ طلائی خرچ ہوگا بادشاہ نے اپنی جیب سے نکال کر اوسکو ایک تنکہ طلائی دیا اوسنے محرران
کو دیکر سند گھوڑے کی لکھوائی اور بادشاہ کو دکھلا دی نقل دوم محمد اسحاق خان پسر عماد الملک نے ایکروز عرض کی
کہ اکثر مردمان لشکری ضعیف و بیکار ہوگئے ہین بجاے اونکے دوسرے مامور ہون حکم ہوا کہ سپاہی زیادہ بوڑھا ہو جاے
بجاے اون لوگون کے اونکے بیٹے خواہ داماد یا دیگر رشتہ دار مامور کیے جائین بعد اسکے فرمایا کہ مین اسکو بھی خلاف جانتا
ہون خداوند تعالی اپنے بوڑھون کو کیا رزق نہین دیتا ہی جو مین اپنی بوڑھی سپاہ کو موقوف کرون اس بادشاہ
کے عہد مین عمارت مفصلۂ ذیل طیار ہوئی باندہ دریا و ندی - مسجد - خانقاہ - کوشک - باغات بیشمار - شہر چند - نہر چند
منجملہ شہرون کے فیروزہ حصار و فیروزآباد و جونپور و فتح آباد اسکے بسائے ہوے ہین دربارہ آبادی جونپور کے یہ تحریر ہی کہ جب
بادشاہ بہ تسخیر لکھنوتی مکرر متوجہ ہوا اور ہوتا ہوا سرزمین جونپور پر پہونچا وہان اوسنے شب کو یہ خواب دیکھا کہ محمد شاہ تغلق اوسکا
برادر عم زادہ یہ کہتا ہی کہ میرے نام سے اس جگہ شہر آباد کرو صبح کو جب بادشاہ بیدار ہوا تو بنیاد شہر کی ڈالکر نام اوسکا جونپور
رکھا محمد شاہ کا اصلی نام جونا خان تھا جونا بزبان ترکی آفتاب کو کہتے ہین کیفیت ارادت و عقیدت بادشاہ کی
نسبت اہل قبور کے بادشاہ بدون استمداد اولیاء اللہ و استعانت اہل قبور کے کوئی مہم پر نجاتا جب وہان
سے مظفر و منصور واپس آتا تو اونکی منتین و نذرین ادا کرتا چنانچہ بہرایچ مین آکر زیارت مزار حضرت مسعود سالار غازی سے
مشرف ہوکر تعمیر درگاہ کی مثل عمارت شاہانہ کے فرمائی اس سے معلوم ہوا کہ کسی اگلے وقت مین اونسے منت مانی
ہوگی نقل ہی کہ ہنگام رونق افروزی سلطان فیروز شاہ بمقام بہرایچ سر حلقۂ اولیا حضرت سید ابو جعفر امیر ماہ بہرایچی مسند
آراے عالم باطن کے تھے اور ایک عالم اونکے نور باطن سے منور ہو رہا تھا بادشاہ بھی بکمال عقیدت اکثر اونکے حضور مین حاضر ہوا
کرتا تھا ایک روز مراتب سید مسعود سالار غازی کے براہ کشف قبور اونسے پوچھے ارشاد ہوا کہ سید مسعود شہید قدس سرہ ایسے عالی مرتبت
و والا صفات ہین کہ تمسا سلطان اور مجھ سا فقیر اسوقت دونون اونکے خادمی مین حاضر ہین نقل ہی کہ حضرت ابو جعفر امیر ماہ
بہرایچ مین انگلیون کے بل چلتے تھے پورا قدم نرکھتے تھے عندالاستفسار بادشاہ کے ارشاد ہوا کہ کثرت قبور شہدا سے مجکو چلنے
کی جگہ نہین ملتی پانچوین اگست [illegible] عیسوی کو مولف حسب الحکم مسٹر نیٹ صاحب بہادر مہتمم بندوبست ضلع گونڈہ بغرض
استدراک امور تاریخی بہرایچ و کیفیت تعمیر درگاہ حضرت مسعود سالار غازی مذکورۂ بالا بہرایچ گیا دو مرتبہ بعد شرف زیارت
حضرت مسعود شہید کے بغور تمام معائنہ مکانات درگاہ شریف و مقام آثار کلی کا کیا خاص مزار حضرت کا راکھ و دودھ سے
مثل کوہان شتر کے اندر ایک چھوٹے گنبد تعمیر کردۂ پدر مسماۃ زہرہ بی بی کے واقع ہی جنکے حالات مین شیخ عبدالرحمن چشتی ردولوی
نے کتاب مرآت مسعودی ارقام فرمائے ہین + علاوہ گنبد مزار شریف کے دو گنبد اور ہین ایک مین کل شہدا اور دوسرے
مین قبر مسماۃ زہرہ بی بی اور اونکے اقارب کی ہی یا بین اون دو گنبدون کے ایک چھوٹی سی قبر سکندر برہنہ کی ہی کہ جسپر

بہت سے سوتی لٹکے ہوئے ہین اور صحن درگاہ شریف مین قبر ملک رجب ہٹیلی کی ہی عند التحقیقات تطبیق کتاب مراۃ مسعودی
و دیگر کتب یہ معلوم ہوا کہ یہ دونون قبرین مصنوعی ہین ملک رجب ہٹیلی قبر سید مسعود غازی مین وسکندر برہنہ قبر شہدا
مین مدفون ہوئے ❊ عوام ہندو و مسلمان ان دونون کو حاجت روا اپنا سمجھکر مانتے ہین اور مرغا انکے نام پر ذبح کرتے
ہین اور یہ کہتے ہین کہ یہ دونون ہمشیر زادہ مسعود سالار غازی ہین اور قصہ عجیب و غریب ان دونون کا اور لیلی گھوڑی
کا قوم ڈفالی نسی بکمال ادب سنتے ہین اور منتین مانتے ہین اور بیشک یہ قوم ڈفالی ان جاہلون کے امام ہین حالانکہ
ملک رجب ہراول لشکر اور ملک سکندر کوتوال لشکر نہایت مقدس تھے جاہلونکی نافہمی سے ان دونون کو مثل بھوت پریت
کے قرار دیا ہی اور نام اونکا ہٹیلے و برہنہ رکھدیا ہی ان دونون نام کی یہ وجہ تسمیہ کتاب سے معلوم ہوئی کہ ہنگام نبرد ملک
رجب قدم جمانے مین ایسی ہٹ کرتے تھے کہ پھر وہان سے پیچھے نہ ہٹتے تھے و ملک سکندر کوتوال لشکر بغیر زرہ و بکتر کے
برہنہ لڑائی پر جاتے تھے لہذا باسم ہٹیلے و برہنہ موسوم تھے ❊ احاطۂ اندرونی درگاہ مین بہت سے دالان و کوٹھریان
شاندار ہین ایک مسجد اینٹ و چونہ سے بنی ہین اور اونکے ستون چوبی ہین مگر باوجود تمادی ایام کے اونمین کوئی نقصان
ہنوز پیدا نہین ہوا اور دروازہ درگاہ شریف کا چوبی نہایت رفعت کے ساتھ قائم ہی باہر درگاہ شریف کے ایک احاطہ
بطور جلوخانہ کے اور ہی اوسکے کنارے پر ایک باغ اور باولی ہی مرکز خدام دوکان حلوائیان و نوبتخانہ وہین ہی مگر
احاطۂ جلوخانہ جا بجا گر گیا ہی اور راستہ ہو گیا ہی مقام انارکلی سیرگاہ حضرت مسعود کا تھا یہ مقام نہایت پر فضا ہی کہ مثل
اسکے ہندوستان مین ایسے مقام کم ہونگے مقام نشستگاہ حضرت مین لوگون نے ایک چھوٹا چبوترہ جسپر چھتری چوبی ہی
بنا دیا ہی عوام لوگ ایام میلہ مین اوسپر نذر چڑھاتے ہین نیچے انارکلی کے ایک جھیل ہی جسکا میل مربع تخمیناً چھ کوس کا ہوگا
اور عمق بے انتہا ہی اور ایک ندی اوس سے بہرائچ کے نیچے نیچے ہوکر نکل گئی ہی ماہ جیٹھ مین آٹھ روز کا میلہ درگاہ شریف
کا ہوتا ہی قریب سولہ سترہ ہزار روپیہ کے نقد و جنس نذر چڑھتی ہی وہان کے خدام اس کثرت سے ہین کہ باوجود اس
بکثرت نذر کے نہایت پریشان حال ہین موضع سنگنا مراس کے تین ہزار بیگہہ پختہ اراضی جو گرد و پیش درگاہ شریف ہی
منجانب گورنمنٹ معاف ہی قریب درگاہ ایک تکیہ منشوح شاہ کا ہی بالفعل اونکا ایک جانشین وہان موجود ہی تین موضع
واسطے مصارف اوس تکیہ کے معاف ہین سلسلہ اونکا قادری ہی بیان کرتے ہین کہ ہمارے قیام کا یہان دو سوان
واسطہ پیران سلسلہ کا ہی ہمارے مورث تخمیناً ڈھائی سو برس کا عرصہ گذرا ہوگا کہ بطور سیاحت یہان آئے اور حسب
ارشاد سالار مسعود غازی بعالم معاملہ یہان تکیہ بنا کر مقیم ہوئے ایام میلہ مین جسقدر فقیر آتے ہین اونکی ہم خدمتگذاری
کرتے ہین اونکی یہ حسن خدمت دیکھکر ناظمان اودھ وقتاً فوقتاً یہ گانون جواب معافی ہین دیتے گئے ہنگام عملداری
سرکار ان گانون کے سند معافی دوام عطا ہوئی ❊ ایک مرتبہ جناب ونگفیل صاحب بہادر چیف کمشنر بتقریب دورہ
بہرائچ تشریف لائے بعد معائنہ درگاہ شریف جب تکیہ پر پہنچے تو منشوح شاہ نے ایک جماعت فقرا سے باواز بلند

اونکو دعا دی یہ ادا اونکی صاحب بہادر چیف کمشنر کو پسند آئی معافی حاضری عدالت کا حکم صادر فرمایا جسسے حاضری
عدالت اونکی معاف ہوئی بالفعل عظیم اللہ شاہ جو سجادہ نشین ہین بالکل علم ظاہر و باطن سے بے بہرہ ہین کیفیت درگاہ
رجب ہٹیلے جانب گوشۂ پورب و دکن بفاصلۂ دو میل بہرایچ سے جو درگاہ ملک رجب ہٹیلے کی واقع ہی اور وہان
بھی بہت سے خدام ہین وہ بالکل مصنوعی ہی مگر وہان بھی بایام جیٹھ میلہ ہوتا ہی اور سیکڑون روپیہ کی نذر چڑھتی ہی
اور تھوڑے رقبہ کا موضع جہان وہ درگاہ واقع ہی منجانب گورنمنٹ مجاوران کو معاف ہی بموضع نگوا پرگنہ بہادی ضلع
گونڈہ جو ایک روضہ ملک رجب ہٹیلے کا سڑک فیض آباد پر واقع ہی اوسکی نسبت لوگ یہ کہتے ہین کہ اس مقام پر
ہنگام نبرد مجاہدانہ انگشت خنصر ملک رجب کے مجروح ہو کر شہید ہوئی اوسکو دفن کر کے ایک روضہ بعد کو بنا دیا گیا
اور بعضون کا یہ قول ہی کہ بالکل مصنوعی ایک فقیر گداگر نے سوائے اپنی منفعت اور لوگونکی پرستش کے لیے اس
روضہ کو خود بنا لیا بطور چندہ وہ بنایا گیا واللہ اعلم کئی کتابین بہرایچ مین مؤلف کو حضرت مسعود سالار کے حالات
مین ملین وہی حال اوسمین مندرج تھا جو مین پہلے لکھ چکا ہون ذکر اولاد خواجہ عماد خلجی ہم جد حضرت
مسعود غازی یہ بزرگ بھی بہ نیت جہاد فی سبیل اللہ ہمراہ لشکر سالار رہا ہو حضرت مسعود غازی کے بمقام سترکھ بعض
اور ایان کنتور ضلع بارہ بنکی سے معرکۂ مجاہدانہ کر کے شہید ہوئے اولاد امجاد اونکی حضرت خواجہ ابوالقاسم و حضرت خواجہ
بڈابو سلطنت خلجیونکے چتور گڈھ مین شہید ہوئے اعقاب اونکے قصبۂ کویل جلیسر المعروف ضلع علی گڈھ مین مدت
تک رہے و ملک حسام الدین و ملک علی و ملک موجی زندہ پیر اولاد شیخ بڈا و خواجہ ابوالقاسم بانقلاب یا آنکہ مجاہدانہ موضع
بعدوالی پرگنہ فخرپور سرکار بہرایچ مین تشریف لاکر وہانکے زمینداروں کو بہ نیت جہاد قتل کر کے متوطن ہوئے مزار
و تصرفانہ اونکے اسوقت تک اوس موضع مین موجود ہین بعہد ایالت خاندان ابوالمنصور خان جب تعلقداران
اودھ کو زیادہ قوت ہوتی گئی تو اونکی اولاد امجاد نے ایذارسانی تعلقدار بونڈی سے برشتۂ مصاہرت خاندان حضرت
سید مخدوم بڈھن بہرایچ مین توطن اختیار کیا اونمین سے تاج الاولیا حضرت مولوی شاہ نعیم اللہ صاحب قدس سرہ
جو خلیفۂ اجل حضرت مرزا مظہر جانجانان صاحب قدس سرہ العزیز سے تھے مزار اونکا جانب اوتر متصل آبادی بہرایچ
اندر ایک باغ کے واقع ہی نہایت بابرکت و پرفیض ہی جو کوئی اہل باطن سے مشرف بزیارت ہوتا ہی مہمان نوازی
مین بے مثل ہین حالات انکے اکتساب فقیری مشروحاً کتاب معمولات مظہری مین مندرج ہین اب نواسہ اونکے
مولوی شاہ ابوالحسن صاحب مسند ارشاد پر ہین دفعہ ۱۶ ذکر مخدوم سید بوڈھن و سید اجمل مزاران دونون
بزرگون کے قرب مزار حضرت شاہ نعیم اللہ صاحب بہرایچی کے واقع ہین مزار حضرت شاہ اجمل صاحب کا شکستہ
کنارے سڑک کے آگیا ہی اور مزار حضرت مخدوم سید بڈھن کا زیر درخت املی بالائے چبوترہ واقع ہی نہایت بابرکت
و پرفیض ہی حضرت عبدالقدوس گنگوہی سے سلسلۂ بیعت ہی بالفعل اونکی اولاد مین مولوی سید ابوالحسن صاحب

نواسہ شاہ نعیم اللہ صاحب خلف الرشید مولوی بشارت اللہ صاحب ہین ودوسرے علاتی بھائی سید ابوالحسن کے حافظ محمد مختار
ومحمد خلیل ومحمد موسی ہین مولانا سیدنا مخدوم سید بڈھن کے طہارت نسب مین کوئی شک نہین مگر علی الاتصال شجرۂ
نسب پدری مولف کو نہ ملا اسباعث سے اوسکے لکھنے مین معذوری ہوئی اور کچھ چکوک و دیہات معافی کے اس خاندان
مین تھے عملداری سرکار انگلشیہ مین اثر قانونی سے ایک تعلقدار کے قبضے مین جاتے رہے اب محض توکل پر بسر
اوقات ہی حضرت شاہ نعیم اللہ قدس سرہ کے خلیفہ وجانشین حضرت مولوی مراد اللہ صاحب قدس سرہ تھانیسرے تھے
اونھون نے بمحبت اپنے پیر کے بہرایچ مین توطن اختیار فرمایا مزار اونکا محلہ قندھاری بازار متصلات شہر لکھنؤ اہل فیض سے ہی
نواسہ اونکے شاہ ولی اللہ اونکے خلف الرشید مولوی عبدالرحمن بہرایچ مین صاحب ارشاد سے ہین دفعہ ۶۲ ذکر
شیخ زادگان کوہندہ پرگنہ ماہل ضلع اعظم گڈھ انکی نسبت بھی کہا جاتا ہی کہ سادات علوی سے ہین مگر کسی
کتاب مین اونکا تذکرہ نہین ہی لیکن حسب بیان ثقات ومعاینہ آثار گڈھی ومقابر کہنہ وسلسلۂ انساب پدری معلوم
کیا کہ مورث اعلی انکے سید عبدالرحمن ہین جو منجملہ سپہ سالاران سلطان محمود غزنوی کے منسلک تھے بعد زوال سلطنت
محمودیہ کے سید محمود بند چھوڑ بزمرۂ سرداران سلاطین غوریہ کے درآئے اور چونکہ یہ باعث رہائی اکثر قیدیون کے
ہواکرتے تھے ہندمین اس لقب سے مشہور ہوئے جب وہ مری اونکے پسر سید ابراہیم ہمراہ سلطان شہاب الدین
سام راجہ راٹھور والی قنوج کو شکست دیتے ہوئے بنارس مین آئے اور بعد شکست بت وبتخانۂ بنارس کے بغرض
انہدام معبد قوم برج بھران کے مقام کوہندہ مین مع اپنے ہمراہیان کے آئے اور عین معرکے مین زخم تیر مخالف
سے شہید ہوئے باستماع خبر شہادت پدر کے سید تاج الدین مدد مجدد دیگر کینہ خواہ ہوئے بہ نیروے مجاہدین اوس
قوم پر غالب آئے اور اکثر کفار مقتول اور جو زندہ رہے وہ مفرور ہوئے اور حسب ایماے سلطان قطب الدین ایبک بغرض
اشاعت دین بعد حصول بارہ مواضع تمغہ کے وہین قیام پذیر ہوئے بعد انتقال اونکے سید بہاء الدین اور سید
شمس الدین اشاعت دین کرتے رہے اور اسی اشاعت دین مین بانقلاب سلطنت سید محمد داؤد وسید فتح محمد شاہ عرف
چھوٹے میان بمقابلۂ کفاران نواح اوسی مقام پر شہید ہوئے لیکن سید طاہر اونکے پسر نے مقام نہ چھوڑا بمرور ایام
جہات جاگیر خالصہ ہوگئی ہنگام حکومت محمد قلی خان صوبہ دار الہ آباد کے باستثناے مواضع کوہندہ وسید پور کے
کل دیہات مین قبضہ راج پوری کا ہوگیا لیکن حق مالکانہ تا عملداری گورنمنٹ انگلشیہ قائم رہا اب باشندہ کوہندہ ملقب
شیخ وسکناے سید پور باسم سید موسوم ہین باعث یہ ہوا کہ شیخ یسین بسلسلۂ بیعت مخدوم سید اشرف جہانگیر درآئے
وبارشاد پیر اپنے تئین باسم شیخ موسوم کیا کیونکہ اونھون نے ارشاد فرمایا تھا کہ تم علوی ہو اور یہان کے لوگ حسنی
یا حسینی ہین اسلیے تفرقہ کے لیے تم اپنے کو شیخ کہو اور سید پور والی بدستور بہ لقب سید مشہور رہے آخر کو بعہد ایالت
خاندان ابوالمنصور خان سید پور والی بہ پیرایہ دلاے تعزیہ داری شیعہ ہوگئے لیکن کوہندہ والی ہنوز باعتقاد

برادوت حضرات چشت مذہب اہل سنت پر قائم ہین اور بوجہ مخالفت مذہبی فیما بین دونون بستیون کے وصلت و مصاہرت نہین ہوتی بالفعل اونہین سے شاہ کریم بخش بن شیخ بخشن بن شیخ عباد اللہ بن شیخ بہلول بن بایزید ابن حمزہ بن جمشید بن وونہ بن اداؤد علی بن محمد مرتضی بن مسافر بن رسولی بن سدھار بن ادھار بن بہاء الدین ابن ظہیر الدین بن یسین بن سید محمد غیاث بن علاء الدین بن طاہر ہین لیکن یہ تذکرہ کسی کتاب نسب مین لکھا نہین گیا محض تحقیقات اور کاغذات پارینہ برآمدہ خانہاے سکناے کوہندہ سے لکھا گیا واللہ اعلم بالصواب ذکر سادات علوی سکناے قصبہ کاکوری ضلع لکھنؤ بحوالہ تذکرۃ السادات سلطان معظم المعروف بہادر شاہ نے انکو بھی فہرست سادات مین داخل کیا ہی کہ بعینہ عبارت اوسکی لکھی جاتی ہی حضرت امام محمد حنیفہ کہ کنیتش ابو القاسم است جلیل القدر عالیشان و حافظ قرآن و راوی احادیث زاہد خود بود شجاع و سخا بحدی بود ہ مردیست مادا میکہ انتقام برادر بزرگوار خود از بنی امیہ نگرفتہ بربستہ آرام استراحت نفرمودہ قصہ مختار ثقفی مشہور است وہمہ سادات بنی فاطمہ مداح و مشکور او بودند و ازین سید بزرگوار ۱۰۰۰ اعقاب بسیار اند در ملک یمن و مصر و ہمدان ریاست دارند و در ملک ہندوستان قلیل اند مگر جاے چند نبیرہ سید لعل محمد قطبی کوروی در ملفوظ قطبیہ آوردہ کہ شیخ زادہاے کاکوری کہ متصل لکھنؤ ست و شیخ زادہاے وحولپور باڑی من مضافات اکبرآباد و شیخ زادہاے ہانسی حصار علوی النسب اند نسب ایشان بہ قاسم بن محمد حنیفہ منتہی میشود واللہ اعلم بالصواب بیان مؤلف کاکوری مین علویونکے دو گروہ ہین ایک ملک زادے دوسرے مخدوم زادے ملک زادونکا بیان یہ ہی کہ ہمارے مورث بعہد سلطنت جونپور یہان آئے اور قصبہ کو فتح کرکے یہان رہنا اختیار کیا چہ کہ شجرۂ انساب ہی



نمبر ۳۲
منشی عبد الباقی صاحب

...الملک نواب محسن الدولہ بہادر کے ہیں چونکہ مزاج میں استغنا زیادہ ہے اوسکو چھوڑ کر بالفعل خانہ نشین ہیں [illegible] سنہ ۱۲۸۲ [illegible] بمقام لکھنؤ [illegible] ضلع سلطانپور میں تحصیلداری [illegible]

نمبر ۳۱
مہین پور
حافظ مولوی عبد الصمد صاحب

نمبر ۳۱
پسر سوم
منشی عبد العزیز صاحب

نمبر ۳۱
پسر [illegible]
منشی [illegible]

نمبر ۳۰
پسر دوم
شیخ خدا بخش صاحب

نمبر ۳۰
مہین پور
شیخ محمد بخش صاحب

نمبر ۳۰
پسر سوم
شیخ [illegible] بخش

نمبر ۲۹
شیخ فیض بخش صاحب

نمبر ۲۹
شیخ [illegible]

نمبر ۲۸
ملک شیخ غلام سرور

نمبر ۲۷
ملک محمد کبیر

نمبر ۳۳ حافظ مولوی ریاض الدین خان

حافظ مولوی ... الدین خان

مولوی ... الدین خان

نمبر ۳۰ قاضی علیم الدین خان

نمبر ۲۹ مولوی نجم الدین خان

نمبر ۲۸ مولوی حمید الدین خان

نمبر ۲۷ ملا غازی الدین

نمبر ۲۶ ملا محمد غوث

دوسرے گروہ مین حضرت مخدوم عبد اللہ نظام الدین قاری المعروف بشیخ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد جو آئم
کتاب زاد الآخرت مؤلفہ سید عبد الرشید ملتانی اور کتاب تذکرہ حمیدی من تالیف حمید الدین بدخشی کہ جنکا شجرہ انساب ہے



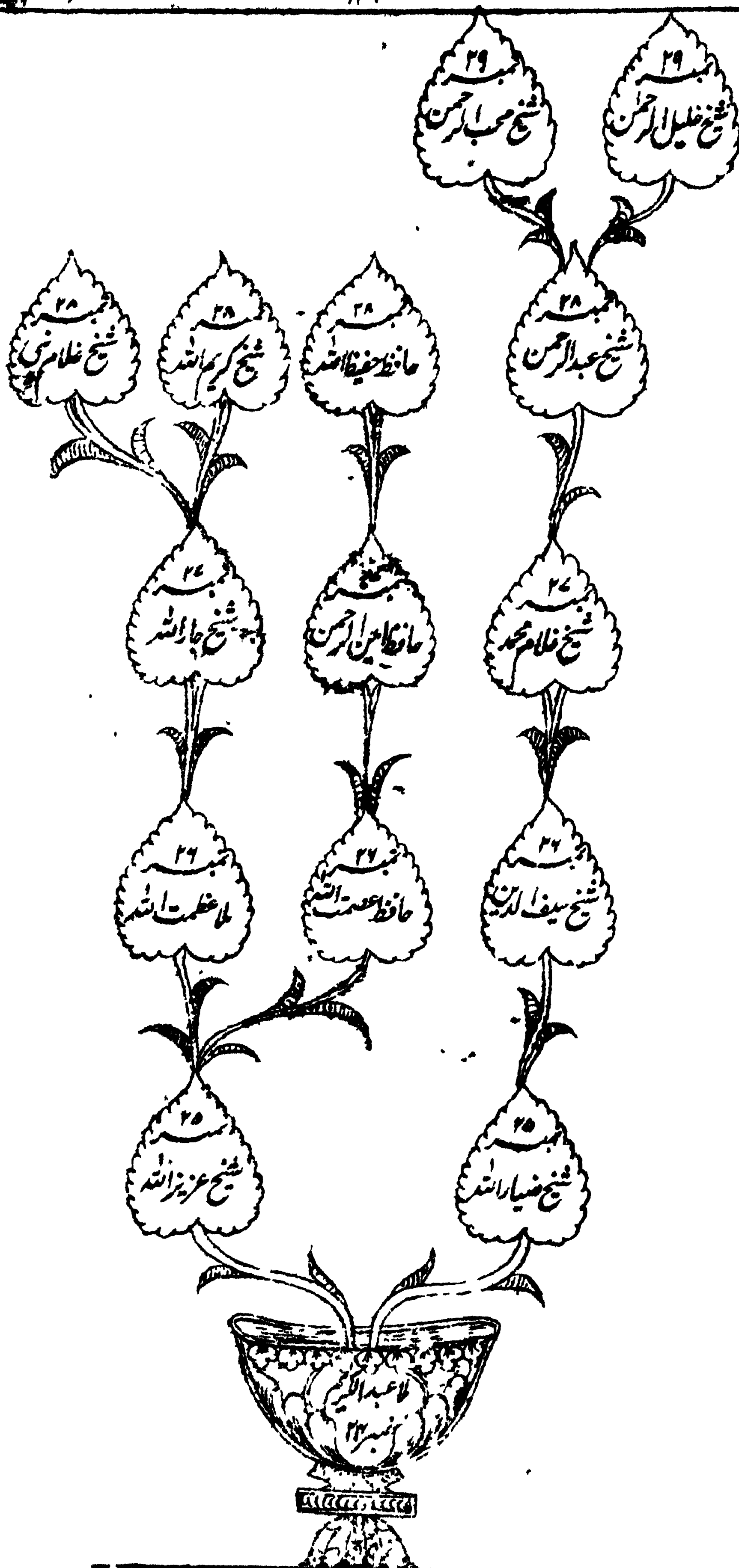
مخدوم عبد اللہ نظام الدین قاری رحمۃ اللہ علیہ کی اسلاف قصبہ صوام کے رہنے والے تھے اور صوام نواح خراسان
مین بغداد و خراسان کے درمیان ایک قصبہ ہی یہان کے اعیان و اشراف ہمیشہ سے علم و فضل کی لیاقت
و جاہت مین ممتاز تھے * چونکہ یہ لوگ سنی المذہب تھے جب شاہ عباس صفوی جو انکا بادشاہ وقت تھا اپنے

آغاز جلوس مین یہان آیا تو اوسنے ان لوگون کو بزور حکومت سب و شتم صحابہ پر مجبور کیا اور مذہب تشیع کے انکو رغبت دلائی اوسوقت یہ لوگ اپنے آبائی دین کے تبدیل کیطرح راضی نہوتے تھے چنانچہ مشہور ہو کہ بزرگان قوم مین ستر آدمیونکو ایک وقت مین اس بادشاہ نے صرف اس جرم پر کہ اونکا مذہب بادشاہ کا مذہب نہ تھا مسجد سے نیچے گرادیا آخرکار کچھ حکومت کے رعب وداب اور کچھ دنیا کی ہوس مین حواف اور صوام کے اکثر خاندان اور خود مخدوم نظام الدین کے بعض رشتہ داران جدی شیعہ ہوگئے اور رفتہ رفتہ اس تخالف مذہب نے باہمی اتفاق و معاشرت مین ایک خلل عظیم پیدا کیا جب مخدوم عبداللہ نظام الدین کے جد امجد قاری محمد صدیق معروف بہ ابو محمد جامی کا زمانہ آیا تو ایرانیونکا تشدد مذہب مین ایسا بڑھ گیا تھا اور خود اعیان قوم اور اعزلے خاندان کا غلو اور اونکی سنگدلی و بیرحمی اس مرتبہ کو پہونچ گئے تھے کہ حفظ ننگ و ناموس دشوار تھا آخرکار قاری موصوف محض دلتنگ اور برخاستہ خاطر ہو کر بمجبوری جلاے وطن پر آمادہ ہوئے اور گھر بار چھوڑ کر اہل و عیال اور بعض اعزا کے ساتھ چلے آئے ایک سال ہرات مین رہے اور پھر ایک سال ملتان مین لیکن وہان بھی دل نہ لگا تو لاہور آئے پانچ برس لاہور مین قیام رہا اس اثنا مین حاجی محمود خان تاجر المشہور بہ ملک التجار جو اپنے زمانے کا نامور تاجر اور آپکے خاندان کا ارادتمند اور اوس زمانے مین بتقریب تجارت وارد ہند تھا آپکو بڑے چندے پٹائی لایا اور خود بضرورت فروخت مال ملک اودھ چلا گیا چند روز کے بعد اوسنے آپکو اطلاع دی کہ ملک اودھ سے بہتر ایسا مقام شریفونکے مستقل سکونت کے لیے ہندوستان مین کم ملیگا جو سلاطین وقت کے مظالم سے محفوظ ہو اور یہ کہ مظفر خان صوبہ دار اودھ آپکی ملازمت کا نہایت مشتاق ہو آخرکار اوسکی ترغیب سے آپ اودھ مین تشریف لائے لیکن آپکے اخلاف دو پشت تک مختلف مقامات اودھ مین غیر مستقل طور پر بسر کرتے رہے یہانتک قاری امیر سیف الدین مخدوم نظام الدین کے پدر بزرگوار نے قصبۂ کاکوری مین مستقل قیام اختیار کیا غرضکہ مخدوم عبداللہ نظام الدین قاری المعروف بالشیخ بھکاری بن قاری امیر سیف الدین ۹[illegible] سنہ ہجری مطابق ۱۴[illegible] سنہ عیسوی مین پیدا ہوئے یہ بزرگ اپنے اسلاف کے یادگار اور اپنے وقت کے بڑے زبردست عالم باعمل اور درویش کامل تھے طرز سلوک مین آپکو حفظ شریعت محمدیہ اور طریق مخصوصہ کی پیروی کا زیادہ لحاظ تھا مزامیر نہین سنتے تھے اور مراسم عرفیۂ صوفیہ کے جانب بالکل توجہ نہ تھی مجالس مین اسرار و نکات تصوف کے بیان سے پرہیز تھا علوم ظاہری مین آپ مولانا ضیاء الدین محدث مدنی اور قاضی عبداللطیف ہراتی کے شاگرد تھے اور کتب درسیہ آپنے اپنی والدہ ماجدہ سے پڑھی تھین طریقۂ فقر مین آپ سید ابراہیم ایرجی نبیرۂ سید عبدالرزاق خلف و خلیفہ غوث پاک کے مرید تھے آپکی تصنیفات سے اصول حدیث مین منہج اور تصوف مین معارف اور ترجمۂ رسالہ لمعات قادری مصنفۂ سید عبدالرزاق یادگار ہی ۹۸۱ سنہ ہجری مطابق ۱۵۷۳ سنہ عیسوی مین آپنے انتقال کیا اس حساب سے آپکی عمر اکیانوے برس کی ہوئی مزار آپکا

کاکوری مین موجود ہی اور تمام مخدوم زادگان قصبۂ کاکوری آپکی اولاد ہین شجرۂ انساب اولاد مخدوم عبد السم
نظام الدین قاری المعروف بشیخ بکھاری اس شجرے مین اکثر اونھین مخدوم زادون کی شاخین ہین
جنھین باعتبار علم و فضل یا معزز خدمات سرکاری کے کوئی وجاہت ذاتی حاصل ہوئی اور باقی و بقیہ حیات ہین بخوف طوالت مختصر



ملا شاہ عبد الکریم بعمر اٹھارہ سال کتب درسیہ سے فراغت پاکر بطور سیاحت دہلی گئے مرزا غیاث پدر نورجہان بیگم
کے مہمان ہوئے ہنگام قیام از روے معاملۂ رویا شاہ صاحب کو یہ معلوم ہوا کہ میزبان بعہدۂ وزارت ممتاز ہوگا عنقریب
خواب مرزا غیاث معتقد حال و صورت شاہ صاحب کا ہوکر بوساطت حافظ محمد احسن خان کہ منجملہ عزیزان شیخ عبد الحق
محدث دہلوی کے تھے درخواست مناکحت ساتھ نورجہان بیگم کے کی کہ اوسوقت تک ناکتخدا تھی یہ اوسکی درخواست
سے کبیدہ ہوکر درگاہ قطب صاحب مین چلے گئے اور مدت تک باشتغال باطنی مشغول رہے آخر بتوسط حافظ محمد از
بحلقۂ حضرت خواجہ باقی باللہ درآئے ۔ حضرت شیخ احمد سرہندی قدس سرہ نے بحضور اپنے پیر خواجہ صاحب کے عرض کی
کہ دور وز سے مین برابر دیکھتا ہون کہ حضرت توجہ نسبت قادری کے برابر حصار حلقہ پر فرماتے ہین ارشاد ہوا کہ اور اک
تمھارا صحیح ہی الا ظہور اس نسبت کا بوجہ شاہ عبد الکریم کے ہی کہ یہ نبیرہ و خلیفہ حضرت نظام الدین محمد قادری کے ہین
محامد و مناقب اونکے زبان مبارک حضرت خواجہ المکنی اپنے پیر سے سنا ہی بعد اوسکے شاہ صاحب کاکوری
چلے آئے اور جب تک زندہ رہے باشغال باطنی مصروف رہے شجرۂ اعقاب اونکا یہ ہی



نمبر ۲۹ شیخ خلیل الرحمن
نمبر ۲۹ شیخ محب الرحمن
نمبر ۲۸ شیخ عبد الرحمن
نمبر ۲۸ حافظ حفیظ اللہ
نمبر ۲۸ شیخ کریم اللہ
نمبر ۲۸ شیخ غلام نبی
نمبر ۲۷ شیخ غلام محمد
نمبر ۲۷ حافظ امین الرحمن
نمبر ۲۷ شیخ جار اللہ
نمبر ۲۶ شیخ سیف الدین
نمبر ۲۶ حافظ عصمت اللہ
نمبر ۲۶ ملا عظمت اللہ
نمبر ۲۵ شیخ ضیاء اللہ
نمبر ۲۵ شیخ عزیز اللہ
ملا عبد الکریم نمبر ۲۴

نمبر ۳۴ مولوی ناصر علی صاحب

نمبر ۳۴ مولوی محمد حسن صاحب

نمبر ۳۴ مولوی [illegible]

نمبر ۳۳ مولوی شاہ حیدر علی صاحب

نمبر ۳۳ مولانا شاہ تقی علی صاحب

نمبر ۳۳ مولوی باسط علی صاحب

نمبر ۳۳ مولوی حسن بخش

نمبر ۳۳ مولوی امجد علی صاحب

نمبر ۳۲ شاہ تراب علی صاحب

نمبر ۳۲ مولوی حمایت علی صاحب

نمبر ۳۲ مولوی حکیم باسط صاحب

نمبر ۳۲ مولوی حسین بخش

نمبر ۳۲ حافظ احمد علی

نمبر ۳۱ شاہ محمد کاظم صاحب قلندر

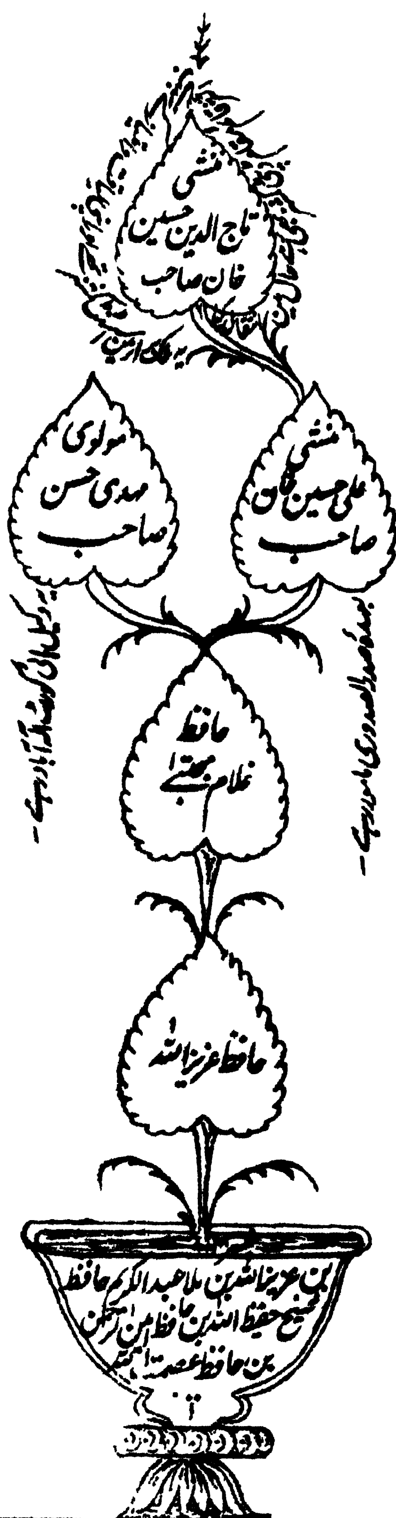
نمبر ۳۱ شاہ محمد میر عرف میرن صاحب

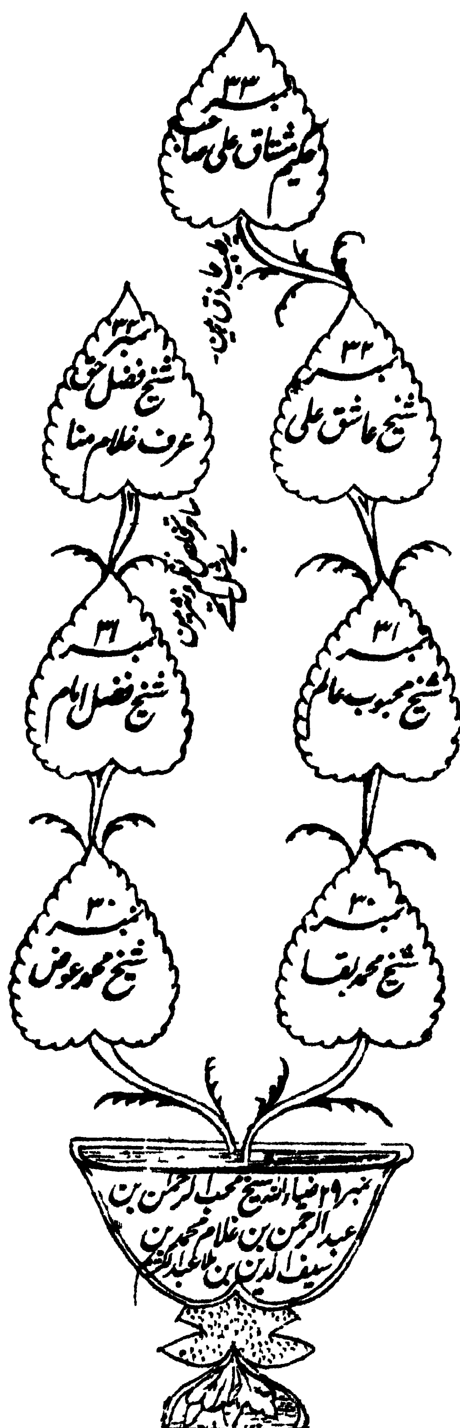
نمبر ۳۱ غالب علی

نمبر ۳۰ محمد کاشف

نمبر ۳۰ غلام صفی

نمبر ۲۹ شیخ خلیل الرحمن بن عبد الرحمن بن غلام محمد بن سیف الدین بن ضیاء اللہ بن ملا عبد الکریم


منشی
تاج الدین حسین
خان صاحب
منشی
علی حسین خاں
صاحب
مولوی
مہدی حسن
صاحب
حافظ
غلام مجتبیٰ
حافظ عزیز اللہ


نمبر ٣٣
حکیم مشتاق علی صاحب
نمبر ٣٢
شیخ عاشق علی
نمبر ٣٢
شیخ فضل حق
نمبر ٣١
شیخ محبوب عالم
نمبر ٣١
شیخ فضل امام
نمبر ٣٠
شیخ محمد بقا
نمبر ٣٠
شیخ محمد عوض

نمبر ۳۳ راجہ نواب علی خان صاحب بہادر

نمبر ۳۲ حسام علے

نمبر ۳۱ سخاوت علے

نمبر ۳۰ ہدایت علی

نمبر ۲۹ خلیل اللہ

نمبر ۲۸ شیخ کرم اللہ

نمبر ۳۳ فدا حسن خان صاحب

نمبر ۳۲ منشی علی حسن خان صاحب

نمبر ۳۱ شیخ معشوق علی خان صاحب

نمبر ۳۳ رضا حسن خان صاحب

نمبر ۳۲ امیر حسن خان صاحب

نمبر ۳۱ منشی عاشق علے خان صاحب

نمبر ۳۰ شیخ طفیل علے

نمبر ۲۹ شیخ محمد ناصر

نمبر ۲۸ شیخ غلام نبی

انکا علاقہ تہ ہو تھیان کا رنجاتھا بنگال مین تھے۔ فن نظم و نثر مین بے مثل تھے مرزا غالب علی دہلوی سے مطارحات شاعرانہ کرتے اور یہ مرزا غالب نے بسمل آپکا تخلص تھا۔

... گورنمنٹ کی وجہ سے خطاب راجگی ملا ... سال مین انتقال کیا۔

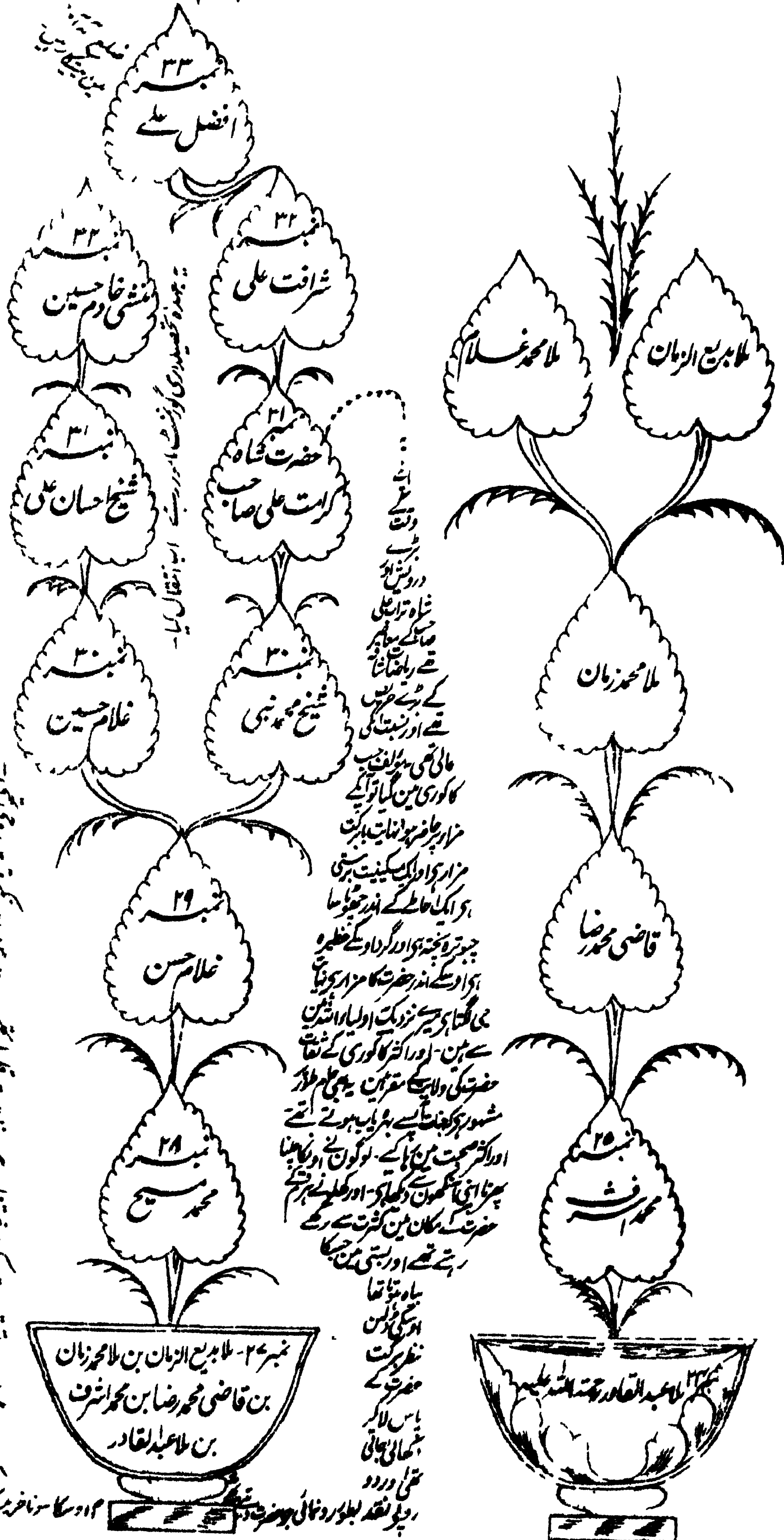
... عالم ... مین انتقال کیا۔

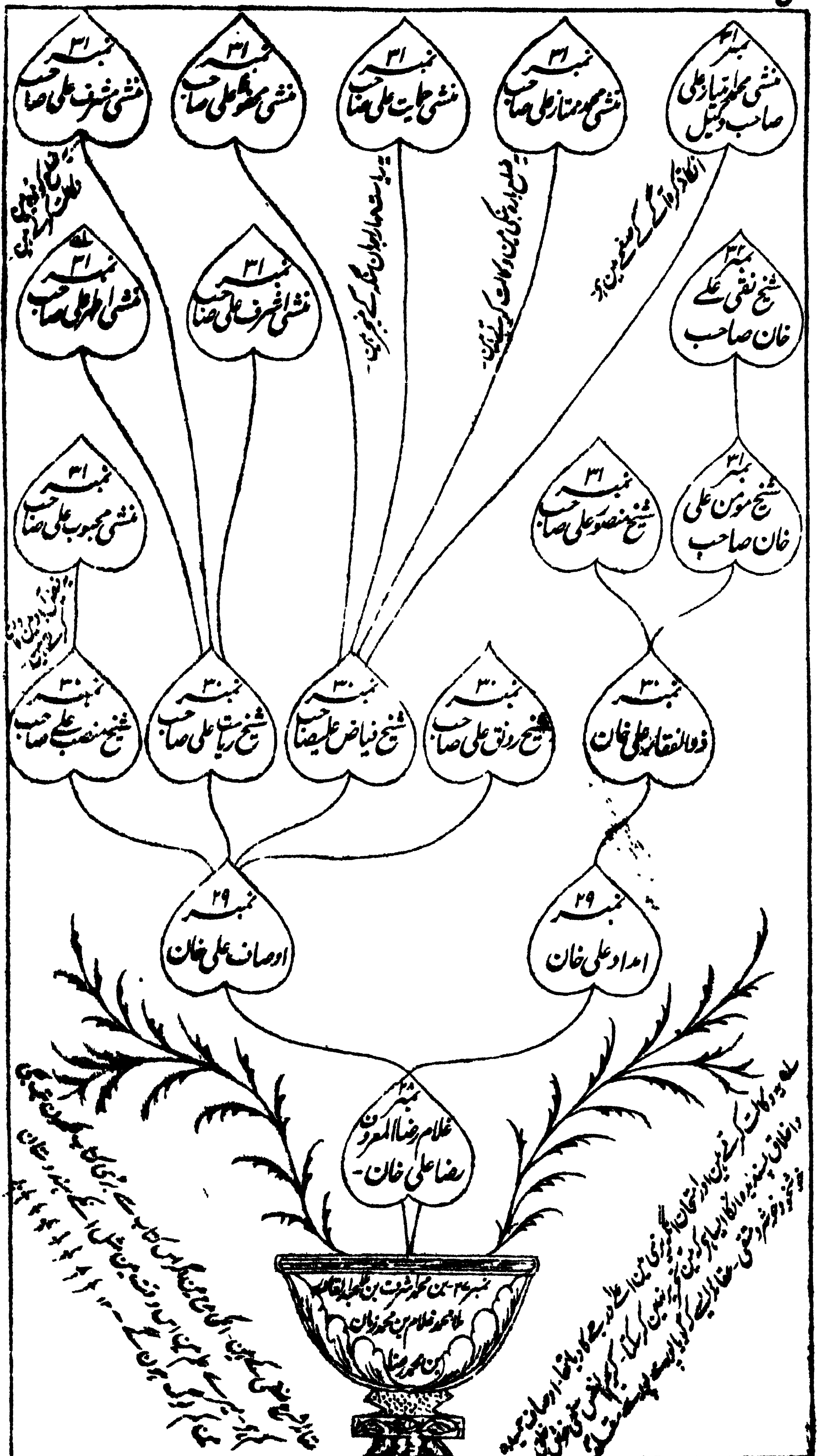
... انتقال کیا ...

نمبر ۲۷



شجرۂ اعقاب ملا عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ بن حافظ شہاب الدین بن مخدوم نظام الدین یہ اپنے وقت کے بڑے عالم و عامل تھے





نمبر ۳۱ منشی محمد امتیاز علی صاحب وکیل
نمبر ۳۱ منشی محمد ممتاز علی صاحب
نمبر ۳۱ منشی حمایت علی صاحب
نمبر ۳۱ منشی مشکور علی صاحب
نمبر ۳۱ منشی اشرف علی صاحب
نمبر ۳۱ شیخ نقی علی خان صاحب
نمبر ۳۱ منشی اشرف علی صاحب
نمبر ۳۱ منشی اظہر علی صاحب
نمبر ۳۱ منشی محبوب علی صاحب
نمبر ۳۱ شیخ منصور علی صاحب
نمبر ۳۱ شیخ مومن علی خان صاحب
نمبر ۳۰ ذوالفقار علی خان
نمبر ۳۰ شیخ رونق علی صاحب
نمبر ۳۰ شیخ فیاض علی صاحب
نمبر ۳۰ شیخ ریاست علی صاحب
نمبر ۳۰ شیخ منصب علی صاحب
نمبر ۲۹ امداد علی خان
نمبر ۲۹ اوصاف علی خان
نمبر ۲۸ غلام رضا المعروف رضا علی خان۔

یہان ایک گروہ عباسیون کا ہے کہ جو بلقب قاضی زادے نامزد ہین



انکے بیٹے شیخ ابو البرکات ... سے پہلے غزنی مین تشریف لائے ... شیخ منہاج الدین غزنی سے منتقل ہوکر قصبہ ... مین آباد ہوئے دوسرے ... شیخ ... الدین غزنی سے ... قصبہ قنوج مین ... ہوئے اونکے پسر قاضی عماد ... حضور بادشاہ دہلی سے عہدہ قضاے قصبہ ... کا حاصل کرکے ...

شجرہ انساب یہ ہے

نمبر
قاضی حامد علیخان

نمبر ۵

نمبر ۱۰

یہ لوگ سب رشتہ دار ہیں یعنی قاضی
قصبہ کاکوری ممتاز ہیں۔ اور نمبرداری زمینداری
قصبہ کاکوری کی انہیں سے تعلق ہے
بہت

پسر دوم

نمبر ۳۹
قاضی بایزید

نمبر
شیخ منہاج الدین

نمبر
شیخ فخر الدین
پسر دوم

نمبر ۳۲
شیخ ابو البرکات

یہاں ایک اور خاندان شیخ سعدی شامی رحمۃ اللہ کا ہے انکا ایک روضہ پختہ جانب پچھم آبادی کاکوری کے واقع ہے

مزار انکا نہایت بابرکت واہل نسبت سے ہی کہتے ہین کہ یہ اپنے وقت کے بڑے کامل درویش صاحب نسبت عالم باعمل تھے جلال الدین محمد اکبر بادشاہ انکی ملاقات کے لیے آیا کچھ دیہات معافی واسطے مدد معاش اور صرف فقرا وطلباء کے عطا کیے انکے والد ماجد شیخ تاج الدین قصبۂ سونام کے تھے معلوم نہین کہ کس تقریب سے یا بتقریب سیاحت یہان آکر مقیم ہوے شجرۂ انساب انکا نہین ملا معلوم نہین کہ انکا سلسلۂ انساب کہان پر منتہی ہوتا ہے اسمین کوئی شک نہین کہ خاندان اماجد سے تھے ٭ جنکا شجرۂ اعقاب یہ ہی

شیخ محسن

پسر خرد مولوی محمد عبداللہ

مولوی محمد اکرام خان صاحب

شیخ غلام حسن

حکیم محمد روشن

شیخ احمد

شیخ زین العابدین

مخدوم شیخ محمود

شیخ سعدی شامی

شیخ تاج الدین

یہ قصبہ اپنی وضع پر بہت خوش قسمتی [illegible] بسور قی [illegible] دلکش و پرفضا [illegible]
وایشیا کے خیال کے موافق [illegible] ہین اسلیے [illegible] سب [illegible] ہین بالفعل [illegible]
روشن ہی [illegible] یہ قصبہ [illegible] اور قصبہ [illegible] بیان کیا ہم [illegible]
بلند ہمت نیک صفات [illegible] باعث ان ترقیون کا میرے نزدیک یہ ہی کہ اکثر لوگ متحد المذہب [illegible] متفق النسب
ہین و با این [illegible] زمینداری وغیرہ مین کسیطرح کا اشتراک نہین ہی اسلیے قومی اتحاد [illegible] مین ایک
دوسرے کیے شیر و شکر کی [illegible] معاون ہین زمانۂ حال کے موافق ہر شخص کے خیالات ایشیا اور یورپ سے
ملے ہوئے ہین اسیکا نتیجہ ہی کہ اسوقت سرکاری عہدونپر جسقدر یہان کے لوگ مامور ہین کسی اور قصبہ کے نہین شعر
وسخن مین ہر شخص اپنا مذاق رکھتا ہی صحت عقائد و علم عرفی کی طرف توجہ ہی یہان کے اعیان و سرداران قصبہ سے
جناب منشی سید محمد امتیاز علیصاحب وکیل صدر لکھنؤ ہین جنکی ذات ان جمیع اوصاف کے جامع اور میری تحریر کے گواہ ہی
اپنی خوش اخلاقی و مروت [illegible] اور انکسار ظاہری و باطنی مین آج مرجع خاص و عام اور غمگسار کافہ انام ہین اپنی قوت
علمی اور خداداد ذہانت سے ہر فن مین استعداد کافی رکھتے ہین باوصف کمال اقتدار دنیوی و کثرت مشاغل اور
ہجوم خلائق اور تعلق حکام انگریزی کے جو اوصاف دینیہ مثل تقوی و توکل اور اعتماد خدا اور اطعام مساکین [illegible] باحلم
وسخا و تواضع و وفا اور پابندی شریعت غرائے مصطفی [illegible] اونکی ذات قدسیہ صفات مین پائے جاتے ہین
ارباب دنیا مین تو کیا اس زمانے کے اہل التقوی [illegible] مین بھی نہونگے [illegible] وکالت [illegible] ہوتی ہی [illegible]
خیرات و برکات اور مدد ذوالقربی و المساکین مین [illegible]
فقرا و علما سے از حد عقیدہ رکھتے ہین سچ تو یہ ہی کہ اس پر آشوب زمانے مین جمعیت دار ہین اور خصوصیت [illegible]
اونکی ذات مستجمع صفات بہت ہی غنیمت ہی خداوند کریم انکی عمر مین برکت دین و دنیا روزی فرمائے مخدوم زادہ کا
کاکوری کے قرابت ساتھ قاضی زادگان و مولوی زادگان قصبہ کو جاری ہی اور مولوی زادگان کی قرابت ساتھ
بعض ملک زادون کے بھی پائی جاتی ہی اولاد مخدوم نظام الدین قاری کی قرابت ابتدا ساتھ اولاد مخدوم اعظم
ثانی کے قصبہ دیوے مین ہوئی بعدہ سلسلہ بسلسلہ دیگر قصبات امیٹھی و بلگرام کے ہمدرج شیوخ و سادات سے ہوئے
اور بعض قرابتین شیوخ قدوائے جگور و رسولی سے ہوئے یہ شیوخ لکھنوی دادنام و بجنور سے قرابت ہوئی جنکا سلسلۂ
نسب مخدوم اعظم ثانی سے ملتا تھا شیوخ قدوائے قاضی قدوۃ الدین کی اولاد سے اور ایک بڑا گروہ اونکی اولاد سے
ملک اودھ مین ملکیت اراضی کا مالک و مختار ہی اکثر اشخاص اس گروہ کے شجاع و سخی میری نگاہ سے گذرے جنمین سے
ایک منشی عبد العلی مرحوم وکیل عدالت تھے اگر حالات تفصیلی اونکی مروت و علو ہمت و شجاعت و سخاوت و اخلاق و پاکیزگی
نفس کے لکھون تو ایک دفتر ہو جائے آخر عہد شاہی امجد علیشاہ سے زمانۂ واجد علیشاہ تک منشی محمد حسین مرحوم کو جو [illegible]

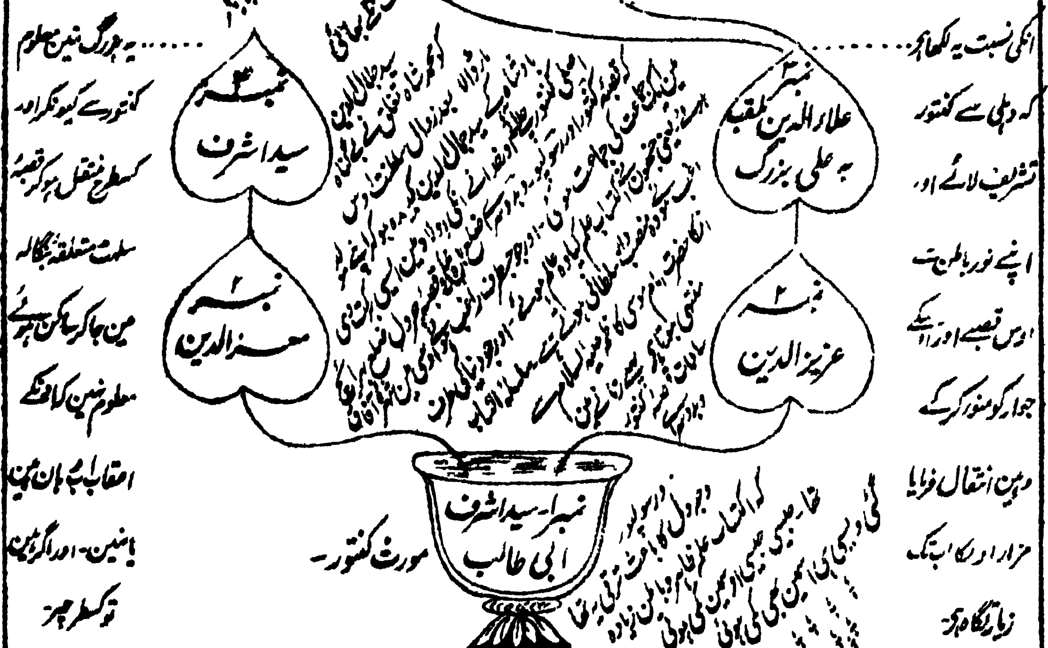
رشتہ دار منشی عبد العلی مرحوم کے تھے بہت عروج و رسوخ و اختیار حاصل تھا اور پیشدست دزیر عظم سے تعلقہ گہہ یہ درسول گنج وغیرہ
اونکی ملکیت موروثی ابتک ہی بعد وفات منشی صاحب مرحوم علداری سرکار مین سند تعلقہ بنام شیخ زین العابدین برادر
منشی محمد حسین مرحوم کے ہوئے منشی عبد العلی مرحوم والد شیخ زین العابدین کے تھے جب شیخ زین العابدین نے انتقال
کیا اونکے بیٹے شیخ احمد حسین عہدۂ تحصیلداری ضلع بریلی پر ممتاز رہے اور شیخ واجد حسین بیٹا منشی محمد حسین مرحوم کا منتظم
تعلقہ ہی باہم اتفاق ہی شیخ زین العابدین نے از روے وصیت احمد حسن و واجد حسین کو نصفا نصف تعلقہ ہبہ کیا ذکر
۶۳ ذکر سید افضل الدین ابو جعفر امیر ماہ بہرایچی یہ مرید و خلیفہ حضرت مولانا علاء الدین جونپوری اور وہ حضرت
قوام الدین اور وہ اپنے باپ امیر کبیر سید قطب الدین محمد مدنی اور وہ حضرت نجم الدین کبری اور وہ حضرت عمار یاسر اور وہ
حضرت ابو نجیب سہروردی اور وہ حضرت شیخ احمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ اور وہ حضرت ابو بکر نساج اور وہ حضرت ابو القاسم
گرگانی اور وہ حضرت ابو عثمان مغربی اور وہ حضرت ابو علی کاتب اور وہ حضرت علی رودباری اور وہ حضرت ابو القاسم
قشیری اور وہ حضرت ابو علی دقاق اور وہ حضرت ابو القاسم نصیر آبادی اور وہ حضرت ابو بکر شبلی اور وہ حضرت جنید
بغدادی اور وہ حضرت سری سقطی اور وہ حضرت معروف کرخی اور وہ حضرت علی بن موسی رضی اور وہ حضرت
امام موسے کاظم اور وہ حضرت امام جعفر صادق اور وہ حضرت امام باقر اور وہ حضرت امام زین العابدین
اور وہ حضرت امام حسین علیہ السلام اور وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے تھے سلسلۂ انساب پدری یہ ہی سید افضل الدین
ابو جعفر امیر ماہ بہرایچی بن سید نظام الدین بن سید حسام الدین بن سید فخر الدین بن سید یحیی بن سید ابو طالب بن سید محمود
ابن سید حمزہ بن سید حسن بن سید عباس بن سید محمد بن سید علی بن سید ابو محمد اسمعیل بن حضرت امام جعفر صادق بن حضرت
امام باقر بن حضرت امام زین العابدین بن حضرت امام حسین علیہ السلام بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ ۶۵۶ھ سنہ ہجری
مطابق ۱۲۵۸ عیسوی مین ہلاکو خان بادشاہ ترک نے شہر بغداد کا محاصرہ کرکے معتصم باللہ خلفاے عباسیہ سے مجادلہ
کیا آخر کو معتصم باللہ شہید ہوا اور ہلاکو خان نے شہر بغداد کو غارت کیا اوس خلفشار مین سید حسام الدین جد سید افضل الدین
ابو جعفر امیر ماہ بہرایچی بغداد شریف سے جلا وطن ہوکر براہ غزنی پہلے لاہور مین آئے بعد قیام چندے لاہور سے دہلی
آئے اوس وقت بادشاہ دہلی سلطان غیاث الدین بلبن تھا اوسنے اونکا اپنی سلطنت مین باعث یمن سمجھکر کچھ وظیفہ
معین کر دیا ۷۲۷ھ سنہ ہجری مین جب محمد شاہ تغلق نے دہلی کے لوگون کو ویران کرکے واسطے بسانے دیوگڈھ دولت آباد
کے دکن لیجانا چاہا اوس وقت سید نظام الدین والد ماجد حضرت کے وہان نہ گئے اور جانب اودھ کے متوجہ ہوے ۷۲۸ھ
ہجری مین سواد مقام بہرایچ پسند مزاج ہوا اور طرح اقامت کی ڈالی ۷۶۳ھ سنہ ہجری مطابق ۱۳۶۱ عیسوی مین جب
سلطان فیروز شاہ سفر بنگالہ سے وارد بہرایچ ہوا تو سید افضل الدین ابو جعفر امیر ماہ بہرایچی کا معتقد ہوکر چند دیہات واسطے
صرف خانقاہ کے عطا و معاف کیے اونکے بیٹے سید تاج الدین اونکے سید مسعود اونکے سید احمد اللہ اونکے سید محمود اونکے

سید مبارک اونکے سید ناصر الدین اونکے سید نظام الدین اونکے سید رکن الدین اونکے سید علی الدین اونکے سید غلام حسین
اونکے سید غلام رسول اوسوقت تک سب لوگ سنی سنت آبائی کے رہکر طریقہ رشد و ارشاد کا جاری رکھتے تھے اور اہتمام
اعراس وغیرہ کا برابر کرتے رہے جب اونکے سید غلام حسین ثانی ہوئے انکو بسیا فضل و کمال آبائی حاصل نہ تھا وہ طریقہ
آبائی رشد و ارشاد کا ضعیف ہو گیا اونکے دو پسر غلام محمد و غلام رسول ثانی یہ معاصر تھے نواب شجاع الدولہ بہادر کے بعد شکست
بکسر کے جب صلح نامہ گورنمنٹ انگلشیہ سے ہوا تو نواب ممدوح الذکر نے حکم ضبطی کل معافیات صوبۂ اودھ کا صادر کیا یہ دونون بھائی
بطمع بحالی معافی بہ تبدیل مذہب آبائی پابند مذہب امامیہ ہوگئے اسقدر فائدہ تبدیل مذہب سے ہوا کہ نصف معافی
بحال اور نصف ضبط ہو گئی اوسوقت سے بجائے اعراس کے مجالس تعزیہ داری کرنے لگے بعہد نواب سعادت علیخان
سنہ ۱۲۱۲ فصلی مین وہ نصف معافی بھی ضبط ہو گئی اب مثل زمینداران کے انکی اولاد ہو گئی بمرور ایام وہ خالصہ بھی
بیع و رہن کر ڈالی اور جو کچھ دیہات باقی رہے اوسکو بخوف سنگینی جمع شامل تعلقہ ایکونہ دیپا گپور کر دیا بالفعل چار مکین
مفصلۂ ذیل باقی ہین اکبر پور رستوکی پور علی پور قاضی پور اب اونکی اولاد مین غلام محمد کی چوتھی پشت مین سید محمد محسن و
محمد حسن اور اولاد غلام رسول سے سید خورشید حسن تیسری پشت مین موجود ہین مگر تعصب مذہبی اسقدر ہے کہ جب مؤلف
اونکی ملاقات کو بغرض دریافت حالات تاریخی حاضر ہوا تو سوائے تذکرۂ مذہبی کے دوسرا ذکر نکیا ہرچند مؤلف نے عرض
کی کہ مین مہمان ہون مہمان سے تذکرۂ تعصب مذہب خلاف مہمان نوازی ہے مگر کچھ اثر پذیر نہوا اور یہ بھی کہتے تھے کہ
آبائے کرام ہمارے ہمیشہ سے یہی مذہب رکھتے تھے مگر بخوف سلاطین عرب و عجم تقیہ کیے رہے بعہد ایالت نواب شجاع الدولہ بہادر
جب ہمارے مورثون کو بنا باقی نرہا تو ترک تقیہ کیا طہارت نسب مین ان لوگون کے کچھ شک نہین وصلت و مصاہرت انکے
ساتھ سادات جرول کے ہے مزار شریف سید افضل الدین ابو جعفر امیر ماہ بہرایچی کا جانب اوتر کنارے آبادی بہرایچ اندر
گنبد خشتی کے واقع ہے حوالی اوسکے چار دیواری پختہ ہے اور چار دیواری کے دروازے پر ایک چھوٹی سے مسجد ہے انوار و
برکات مزار شریف سے اسوقت تک پائی جاتی ہین اور اہل باطن مالا مال فیض نسبت سے ہوتے ہین دفعہ ۴۹ ذکر
سادات کزلئی پرگنہ و ضلع باندہ بحوالۂ منبع الانساب میر سید سلیم المعروف سلونی بعہد سلطان فیروز شاہ اول کالپی
مین آکر سکن گزین ہوے اونکے ایک پسر سید بڈا متولد ہوے وہ کزلئی مین اقامت گزین ہوئے اولاد امجاد و مزار اونکا
وہین ہے بالفعل سرخیل اوس قوم کے سید شاہ احمد حسین ہین جنکے پدر بزرگوار نے سلسلۂ قلندریہ مین خرقہ و بیعت حاصل کی
تمام لوگ اونکی قوم کے اب مذہب اثنا عشری ہین سنہ ۱۸۸۳ عیسوی مین مؤلف باندے جاتا تھا بوجہ ہو جانے رات کے
اوسدن اونکا مہمان ہوا اونکے مذہب کی تصدیق ہو گئی حال یہ ہے کہ جھاڑ پھونک کا بازار گرم رہتا ہے یہ بھی سید نجیب الطرفین ہین
وصلت و مصاہرت انکے ساتھ سادات اوگاسی و سمونی ضلع باندہ کے ہوا کرتے ہین دفعہ ۵۰ ذکر سادات
مشہدی جب اثر ظلم ہلاکو خان ستمگر (دفعہ ۴۲) کا مشہد مقدس پہونچا تب سید قطب الدین بن سید جمال الدین بن سید قاسم

ثانی بن سید اسمٰعیل بن سید ضیاء الدین بن سید علی بن سید ہشام بن سید قاسم بن سید طاہر بن سید طیب بن سید احمد ثنی
ابن حضرت امام موسیٰ کاظم بن حضرت امام جعفر صادق بن حضرت امام محمد باقر بن حضرت امام زین العابدین بن حضرت امام حسین
علیہ السلام بن حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ مشہد مقدس اپنے مقر پر نہ ٹھہر سکے باصفائے شہرۂ امن بادشاہت سلطان ناصر الدین محمود
شاہ ہندوستان مع اپنے پسران سید محمد و سید ابوالخیر کے عازم دہلی ہوئے بوجہ ضعف پیرانہ سالی اثنائے راہ مین صعوبت سفر
عالم دنیا کے متحمل نہو کر سفر آخرت اختیار کیا مگر دونون صاحبزادے مع الخیر دہلی پونہچے و باکتساب علم مصروف ہوئے جب
تسکین علمی اونکو وہان حاصل نہوئی اور اوس وقت کڑہ و اودہ معدن علما و مشائخ تھا بغرض تسکین اتم سید محمد اودہ اور
سید ابوالخیر کڑے گئے ذکر سادات نگراون سید محمد نے اودہ مین بعد تسکین علم ظاہر و باطن بسلسلہ حضرت شیخ اسحاق
گاذرونی بیعت حاصل کی اور بعد مجاہدہ نفسی صاحب خرقہ و ارشاد ہوئے اور بحکم اپنے پیر کے قصبہ دریاآباد ضلع نوابگنج بارہ بنکی
مین طرح اقامت کی ڈالی اور اپنے نور باطن سے اوس نواح کو فیضیاب فرمایا جب اس جہان سے رحلت کی اونکے
خلف الرشید سید محمود سجادہ نشین ہوئے * میر سید شاہ پسر سید محمود نے دریاآباد سے منتقل ہوکر قصبہ نگراون ضلع لکھنؤ مین
سکونت اختیار کی مزار و اولاد اونکی وہین اہل اعتبار سے موجود ہی انکے طہارت نسب مین کوئی شک نہین وصلت و مصاہرت
اونکے ہنوز شیوخ و سادات مشاہیر اوس جوار سے ہوتی ہی لیکن باوجود دیکہ جدی ہونے اولاد سید ابوالخیر کے اونسے ابتک کوئی قرابت
واقع نہوئی سبب اسکا معلوم نہوا ذکر سادات مشہدی قصبہ کڑہ ضلع الہ آباد * سید ابوالخیر باکتساب علم معقول و منقول
متوجہ ہوئے بعد فراغ متاہل ہوکر ہمیشہ قیام اپنا و اپنی اولاد کا کڑہ مین اختیار کیا ونکے پسر سید قاسم ونکے سید حسین اونکے سید
نظام الدین اونکے سید محمود اونکے سید محمد اونکے دو پسر سید شاہ فرید و سید سٹھی سید شاہ فرید عالم متبحر و فقیر سالک ہوئے و سید سٹھی
محض مجذوب تھے کیفیت فضل و کمال و خرق عادات ان دونون بھائیون کے بعد سلطنت محمد جلال الدین اکبر بادشاہ مشرحا
تحریر ہونگے اگرچہ اولاد سادات مشہدی محلہ قضیانہ مین بہت ہی لیکن اس جگہ صرف شجرۂ اعقاب سید شاہ فرید کا حال لکھا جاتا ہی

شاہ فرید
سید عبدالصمد
سید فخر الدین
سید مظفر
سید راجی
سید عبدالحفیظ
سید برخوردار
محمد فاخر
سید شاہ
سید عبدالحمید عرف دوست محمد
سید محمد صادق
سید رحم علی
امیر الدین
سید غنی علی
محمد باقی
محمد شاکر
محمد واصل
امامت علی
قاضی فضل علی
قاضی بخش علی
محمد راجی
عبدالحفیظ
سید محمد منیر
مولوی فرید الدین
سید یاد علی
سید محمد فرید

دفعہ ۶۶ ذکر سادات کنتور پرگنہ بدہ سرٹے ضلع بارہ بنکی بحوالہ ملفوظ سید حامد بخاری وکتاب نخبۃ الانساب



سادات جدول کے طہارت نسب مین کوئی شک نہین وصلت و مصاہرت انکے ساتھ سادات اولاد سید ابو جعفر اسرادہ بہرایچی سے ہی اونکا نسب مثل آفتاب کے روشن ہی ذکر فتح پور ہسوہ جو اب ضلع فتحپور دفعہ ۶۷ میر سید علاء الدین شکر برش کہ انکا بھی سلسلہ حضرت موسی کاظم رضی اللہ عنہ سے منتہی ہوتا ہی یہ بزرگ اور اولاد امجاد اونکی ضلع فتح پور خاص مین رہے جب تک اونکی نسل مین طریقہ رشد و ارشاد علم باطن کا جاری رہا اوسوقت تک ہرطرح کا نشو نما بیش خلائق قائم رہا جب سے اون لوگون نے اس فن خاص مین کاہلی اختیار کی اور طرف حصول دنیا کے متوجہ ہوے تو بردور ایام آہستہ آہستہ وہ اقتدار ایسا گیا کہ اب جو اونمین باقی ہین لائق ذکر کے نہین ہین دفعہ ۶۸ ذکر سادات وگمدہا پرگنہ کیوائی و بڑاگانون پرگنہ پھولپور ضلع الہ آباد حضرت امام تقی رضی اللہ عنہ اونکے بیٹے سید حسین اونکے بیٹے سید رضی الدین اونکے بیٹے سید مسعود اونکے بیٹے سید تاج الدین احمد اونکے بیٹے سید اسمعیل اونکے بیٹے سید جعفر اونکے بیٹے سید عبد الرشید اونکے بیٹے سید عبد الواحد اونکے بیٹے سید حسین ثانی نیشاپوری اونکے بیٹے سید فخر الاسلام یہ بزرگ بجلفشار چنگیز خان بن ہلاکو خان منتقل ہوکر ہمراہ مورثان سادات کنتور ضلع بارہ بنکی بعہد سلطنت سلطان غیاث الدین بلبن دہلی تشریف لائے اور تا سلطنت محمد شاہ تغلق مسکن گزین دہلی رہے جب بادشاہ نے دہلی کو ویران

... دولت آباد آباد کیا اوس خلفشار مین سید بہاء الدین شہید نے موضع بڑاگانون پرگنہ سورام ضلع الہ آباد مین سکونت اختیار کی انکے بیٹے سید تاج الدین ثانی اونکے بیٹے سید بیر اونکے بیٹے سید بہاء الدین ثانی اونکے بیٹے سید نادر عرف نصیر اونکے بیٹے سید قاسم اونکے بیٹے سید سالم اونکے بیٹے سید فیروز اونکے بیٹے سید محمد ماہ قلندر ان بزرگ نے سلسلۂ قلندریہ حاصل کیا جب انکے مجاہدات نفسی کا شہرہ ہوا موضع بڑاگانون مذکور و موضع ڈگمگا پرگنہ کیوائی ضلع الہ آباد خاندان سلطنت تیموریہ سے معاف ہوے اونکے تین پسر سید شاہ عبدالباسط قلندر قدس سرہ دوسرے سید شاہ محمد وارث تیسرے سید شاہ محمد واصل کہ لاولد انتقال فرمایا

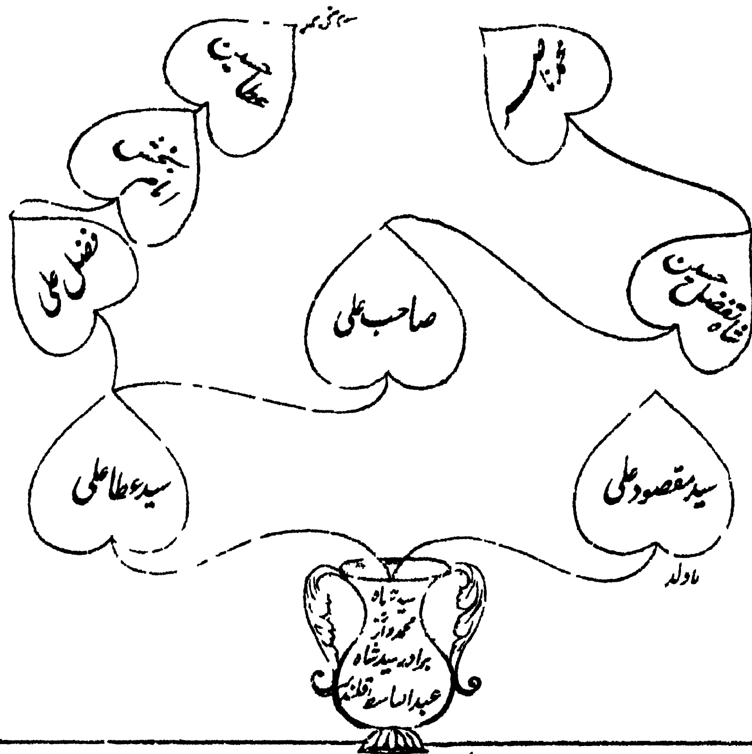
عبدالباسط صاحب
قدس سرہ

سید شاہ مسعود علی
سید شاہ خدا بخش

سید شاہ علی اکبر
سید شاہ علی حیدر
سید علی مظہر
سید حاتم علی
سید بخشش علی

مساۃ میر مہری بی بی
سید زین العابدین
سید فضل حسین
غلام علی
محمد رضا
رضا علی
اشرف علی

بی طہر
دختر
سید مجاز حسین
محمد نقی



اب اشخاص آخر مندرجہ شجرہ کا بعض معافی موضع دگدہا و موضع بڑاگانون کے ہین کہ جو حسب شد آمد قدیم جناب گورنمنٹ انگلشیہ نسلاً بعد نسلٍ معاف وبحال چلے آتے ہین شادی بیاہ ان سادات کا ساتھ سادات موضع سیوت پرگنہ سوراہ کے جو سادات ساکن بڑے گانون ہین ہوتا ہی اونکو تعزیہ داری مین بہت تحاشی ہی اور سلسلہ پیری مریدی کا بھی اب جاری نہین ہی لیکن جو بزرگ دگدہا مین سجادہ نشین ہین وہ اپنا سلسلہ پیری مریدی کا اب تک جاری کیے ہوے ہین حضرت شاہ عبدالباسط صاحب قلندر قدس سرہ سے بہت بڑا سلسلہ قصبہ کاکوری ضلع لکھنؤ مین آیا کہ جسکا ذکر بحالات قصبہ کاکوری مین کرچکا ہون **دفعہ ۶۹ ذکر سلطنت غیاث الدین محمد شاہ تغلق ثانی** بادشاہ تینتیسوین کا ذکر آخر عہد فیروز شاہ مہذب مین ہو چکا ہی بعد مرنے فیروز شاہ کے یہ مستقل بادشاہ ہوکر لقب اپنا سلطان غیاث الدین محمد شاہ تغلق رکھا و ملک فیروز علی کو بخطاب خان جہانی مخاطب کرکے وزیر کیا جب خبر سلطنت غیاث الدین کی سلطان ناصرالدین بادشاہ مفرور کو پونہچی تو وہ پہاڑ سے اوتر کر سلطان غیاث الدین سے تخت لڑا آخر شکستہ ہوا قلعہ نگرکوٹ مین محصور ہوا اگر فوج بادشاہ مجدد متانت قلعہ دیکھکر واپس دہلی آئے بادشاہ مجدد جوانی کے نشے مین محو ہوکر انتظام ملک سے غافل ہو گیا اور اپنی کوتہ اندیشی سے عزیزونکو قتل کیا ابوبکر شاہ برادر عمزاد بادشاہ بخوف جان باتفاق رکن الدین پیشوا وزیرالممالک غلامون کو اپنے ساتھ ملا کر دیوانخانے مین گیا اور ملک مبارک اخیہ الامرا کو قتل کیا باصرار اسکے بادشاہ مجدد اور وزیر ایک دروازے سے جانب جمنا بھاگے رکن الدین اونکی مفروری سے مطلع ہو کر پیچھے گیا اور دونون کو گرفتار کرکے

جان سے مارڈالا مدت سلطنت اس بادشاہ کی پانچ مہینے کئی دن ہو دفعہ ۲۰ ذکر سلطنت ابوبکر شاہ بن ظفر خان
بن فیروز شاہ جب یہ بادشاہ ہوا تو ملک رکن الدین وزیر الممالک ہوا وزیر اور بادشاہ کے باہم ناچاقی ہوئی وزیر بادشاہ
کے ہاتھ سے مارا گیا بعد اسکے امیران صدہ سامانا بادشاہ سے باغی ہوئے و سلطان سے خوشدل معتمد الیہ بادشاہ کو مار کر سر
اوسکا بحضور سلطان ناصر الدین بھیجکر واسطے تخت نشینی کے بلایا اور بمقام سامانا تخت سلطنت پر جلوس کر کے دہلی چڑھ آئے
امرائے دہلی ترک رفاقت ابوبکر شاہ کر کے شریک سلطان ناصر الدین ہوئے ماہ جمادی الاولی ۷۹۱ سنہ ہجری مین اندر
شہر دہلی کے دونون بادشاہو نمین سخت لڑائیان ہوئین کسی لڑائی مین ابوبکر شاہ اور کسی مین سلطان ناصر الدین مظفر
ومنصور ہوتا رہا آخر تاریخ ۲۰- ذی الحجہ ۷۹۲ سنہ ہجری مطابق ماہ نومبر ۱۳۹۰ سنہ عیسوی کو ابوبکر شاہ دستگیر سلطان ناصر الدین
کا ہو کر قلعہ میرٹھ مین بھیجا گیا اوسی قید مین اس جہان سے گذر گیا دفعہ ۲۱ ذکر سلطنت سلطان ناصر الدین
محمد شاہ جب اسکو سلطنت دہلی کی مکرر حاصل ہوئی پہلا کام اسکا یہ ہوا کہ غلامان شاہی کا استیصال کلی کیا چنانچہ حکم
دیا کہ اگر یہ جابری چاہین تین دن کے عرصے مین شہر چھوڑ دین جو نکل گئے وہ بچ گئے جو رہ گئے مع دیگر بیگناہ بھی
باشتباہ غلامون کے مارے گئے یہ بھی ایک انقلاب عظیم دہلی مین واقع ہوا پہلے دستور تھا کہ سوائے اہل ولایت کے کوئی
شخص منصب جلیلہ پر مامور نہوتا تھا اسکے وقت مین اکثر نومسلم قوم ہنود بڑے عہدون پر مامور ہوئے بعد ختم قتل غلامونکے
جب بادشاہ کو اطمینان کلی حاصل ہوا تو فرحت الملک حاکم گجرات نے بغاوت اختیار کی ظفر خان اوسکے استیصال کو بھیجا
گیا ۷۹۳ سنہ ہجری مطابق ۱۳۹۰ سنہ عیسوی مین آنروی جمن ناہر سنگھ قوم راٹھور مع اپنی قوم کے علانیہ باغی ہوا اوسکی
سزادہی کے لیے اسلام خان متعین ہوا اسنے بحکمت عملی ناہر سنگھ کو مطیع کر لیا اسی اثنا مین زمینداران اٹاوہ منحرف
ہوتے بادشاہ اونکے استیصال کے لیے خود گیا اور چند لڑائیون کے بعد آخر وہ زمیندار خائب و خاسر ہوئے اور قلعہ اٹاوہ
کھودا گیا بعد اس مہم کے بادشاہ نے براہ قنوج جالیسر مین آکر ایک قلعہ تعمیر کر اکے باسم محمد آباد موسوم کیا ۰ اوسی مقام پر
عرضداشت وزیر الممالک باطلاع بغاوت اسلام خان پونہچی فورا بادشاہ نے دہلی مین آکر اوسکو طلب کیا عند الاستفسار
وہ اپنی بغاوت سے منکر ہوا لیکن وزیر نے اوسکے برادر زادے کی گواہی دلوائی آخر کو جان سے مارا گیا ہنوز بغاوت
گجرات در اٹھور رفع نہین ہوئی تھی کہ کنگرون نے لاہور مین بغاوت اختیار کی اور امرائے شاہی مین بھی نفاق قائم
ہوا ایسی حالت مین نظم و نسق سلطنت کا بالکل جاتا رہا ۱۳۹۳ سنہ عیسوی مطابق ۷۹۶ سنہ ہجری مین چھ برس سات
ماہ سلطنت کر کے بادشاہ اس جہان سے گذر گیا دفعہ ۲۲ ذکر سلطنت سکندر شاہ بن ناصر الدین محمد شاہ بعد مرنے ناصر الدین کے
ہمایون خان بیٹا بڑا بادشاہ کا و ساوہ آرائے امور جہانداری ہو کر نام اپنا سکندر شاہ رکھا صرف ایک ہفتہ بادشاہت
کر کے بستر بیماری پر لیٹا اور پندرہ دن بیمار رہکر اس جہان سے رخصت ہوا دفعہ ۲۳ ذکر سلطنت سلطان
محمود برادر کوچک سکندر شاہ بعد فوت سکندر شاہ کے سلطنت دہلی کی ایسی بدحقیقت اور ضعیف ہو گئی تھی کہ

تمام ملک میں سوائے دہلی کے شورش برپا تھی ایسی حالت میں پندرہ روز بوجہ نفاق امرائے سلطنت کے کوئی بادشاہ قرار
نہ پایا بنابر کوشش ملک سرور خواجہ جہان کے شہزادہ محمود برادر کوچک بادشاہ متوفی کا بادشاہ بنایا گیا خواجہ جہان بعہدۂ
وزارت اور مقرب خان بعہدۂ وکالت و سارنگ خان بعہدۂ صوبہ داری دیپالپور کے مامور ہوئے اور واسطے سرکوبی
متمردان ممالک شرقیہ کے ملک سرور خواجہ جہان بجمعیت لشکر فراوان و بیس ہاتھیوں کے بہ تہور بھیجا گیا قنوج و کڑہ
ومانکپور میں گیا اور سرکشوں کو سرکشی سے باز رکھکر نظم و نسق اپنا بخوبی کر لیا و خراج چندسالہ اونسے حاصل کیا
کویل علیگڈھ و اٹاوہ و کوتلہ و بہرایچ اپنے قبضے میں کر لیا اور سارنگ خان دیپالپور سے لشکر لیکر لاہور آیا [illegible]
سے محاربات مردانہ کیے آخر او سپر فتحیاب ہوکر وہ صوبہ ملو اقبال خان اپنے بھائی کے نامزد کرکے خود منصوبہ [illegible]
ہوا اور بادشاہ دہلی نے مقرب خان کو اپنا نائب مقرر کرکے باتفاق سعادت خان باربک و سید مبارک خان و ملو اقبال خان [illegible]
علاء الدین واسطے تسخیر بیانہ و گوالیار کے روانہ ہوا اثنائے راہ میں سعادت خان باربک و امرائے [illegible]
فساد پیدا ہوا مبارک خان و علاء الدین سعادت خان کے ہاتھ سے مارے گئے ملو اقبال خان [illegible]
مقرب خان مقرب الملک نائب دہلی کے عافیت خواہ ہوا ہنگام مراجعت بادشاہ کے مقرب الملک [illegible]
ملو اقبال خان کے بادشاہ سے رزمخواہ ہوا تین مہینے تک بادشاہ بپاس خاطر سعادت خان کے [illegible]
[illegible] جب اونکو منصوبہ [illegible] تو سعادت خان سے علیحدہ ہوکر مقرب الملک سے ملگیا سعادت خان اپنے امرا [illegible]
فیروزآباد جاکر نصرت خان بن فتح خان بن فیروز شاہ کو جو ملک میوات میں آوارہ پھرتا تھا بلا کر بادشاہ بنایا [illegible]
موسوم کیا ایسی ضعف سلطنت کی حالت میں اب یہ نوبت آئی کہ ایک عروس مملکت کے دو دولہا قرار پائے [illegible]
دہلی اور دوسرے کے بفاصلہ پانچ کوس مقام فیروزآباد قرار پایا اب دونوں بادشاہوں میں لڑائیاں شروع ہوئیں [illegible]
سلطنت کا یہ حال تھا کہ بطور کھیل تماشے کے کبھو ادھر کے کبھو ادھر کے ہو گئے اور کوچہ بازار دہلی کے ہندو مسلمانوں کے خون
سے لالہ زار بنے خلفشار پنجاب وہاں فیما بین سارنگ خان حاکم دیپالپور و خضر خان حاکم [illegible]
شروع ہوگئی سارنگ خان غالب آیا نصرت شاہ بادشاہ فیروزآباد نے باستماع خبر مغلوبی خضر خان حاکم [illegible]
جاکر پانی پت کو واسطے استیصال سارنگ خان کے روانہ کیا اونسے جاکر سارنگ خان کو شکست [illegible]
ہو رہے تھے کہ پیر محمد خان جو کہ کابل نبیرہ تھا امیر تیمور گورکان نے بعبور دریائے سندھ [illegible] سارنگ خان نے اپنے لشکر سے
اوسکو ملک کی [illegible] پیر محمد خان [illegible] اوسکو مخذول و منہزم کرکے ملتان کا بھی آکر محاصرہ کیا چھ مہینے کے محاصرے میں سارنگ خان
گرانی رسد سے تنگ ہوکر حاضر ہو گیا اور تمام ملتان پیر محمد خان کے قبضے میں آگیا لیکن تھوڑے عرصے کے بعد سارنگ خان
کسی حکمت عملی سے اوسکی قید سے نکل گیا اور یہاں دہلی اور فیروزآباد میں ملو اقبال خان ناصر الدین محمود سے
کبیدہ ہوکر نصرت شاہ کے پاس حاضر ہوا اور فیما بین دونوں کے عہد مواثیق ہوئے لیکن ملو اقبال خان نے

تیسرے روز نقض عہد کرکے نصرت شاہ کو مجبور کرنا چاہا وہ تاتارخان اپنے وزیر کے پاس مفرور ہو گیا ملو اقبال خان بطور خود مالک فیروزآباد ہو اکئی مہینے تک دونون مین لڑائی رہی اس اثنا مین کئی مرتبہ صلح بھی ہوئی آخر مقرب الملک ملو اقبال خان کے ہاتھ سے مارا گیا اور سلطان محمود کو ملو اقبال خان قابو مین کرکے پانی پت کو تاتارخان کے استیصال کرنے کو چڑھ گیا تاتارخان دوسری راہ سے دہلی پونہچا لیکن حصار پانی پت کا وہان فتح ہو گیا باصفاے اسکے تاتارخان اپنے تئین بے یار و لشکر دیکھکر اپنے باپ ظفرخان حاکم گجرات کے پاس چلا گیا اب دہلی کی سلطنت کا برا حال ہوا اور دلاورخان مالوہ مین محمود خان خاندیس مین ملک سرور خواجہ جہان کڑہ و مانکپور و اودھ و جونپور مین فرمانروائی کر رہے تھے ایسے نازک وقت مین امیر تیمور صاحبقران گورکان نے جو چنگیزخان کی نسل سے تھا ہندوستان کے لینے کا مشورہ کیا

تیمور کا مشورہ دربارۂ تسخیر ہندوستان امیر تیمور نے اپنے وزرا و امرا سے یہ کنکایش کی کہ چین پر چڑھائی کرون یا ہندوستان کو فتح کرون لوگون نے ہندوستان کی چڑھائی کی چار موانع بیان کیے اول پنجاب کے دریا دوم جنگلون کی کثرت سوم مردمان جنگلی کی غارتگری چہارم فیلان جنگی کا مقابلہ لیکن شاہرخ مرزا ان سبکے خلاف متفق الراے امیر تیمور تھا امیر تیمور ہر ایک کو آمادہ عزیمت ہندوستان کرتا تھا لیکن فوج اوسکی دل سے آمادہ نہوتی تھی اسی اثنا مین پیر محمد خان کی عرضداشت بمضمون فتح کرنے ملتان و طائف الملوکی ہندوستان کے پونہچے اوس سے امیر تیمور قوی دل ہوکر سنہ ہجری مطابق سنہ ۱۳۹ عیسوی عین آغاز بہار مین کوہ ہندوکش سے اوترکے پہلے کابل آیا اور وہانسے سرکنڈونکا پل باندھکر دریاے اٹک و جہیلم سے پار اوترا اور شہر تلینان کا محاصرہ کیا فوج نے شہر کو خوب لوٹا جب شہر والون نے مقابلہ کیا تو حکم قتل عام کا صادر ہوا بعد تباہی اوس شہر کے بیاس کے کنارے پونہچا یہان سے ملتان آٹھ میل باقی تھا پیر محمد خان نے دعوت اپنے دادا کے لشکر کی کی اور جو مال غنیمت ملتان کا تھا پیشکش کیا اوسکے صلہ مین امیر تیمور نے تیس ہزار گھوڑے بطور انعام کے پیر محمد خان کو دیے لوٹتا پھونکتا اجودھن مین جسکو پاک پٹن بھی کہتے ہین پونہچا اور بپاس ادب مزار حضرت شیخ فرید شکر گنج کے وہ شہر قتل عام سے محفوظ رہا بادشاہ بعد زیارت درگاہ شریف کے قلعہ بھٹنیر کے پاس پونہچا اور وہان کے راجہ دولی چند سے کچھ لڑائی کی بعد صلح ہو گئی اوسنے بہت سا پیشکش دیا جب مفرورین دیپالپور اور اجودھن کا قتل عام ہونے لگا تو اوسکا بیٹا منحرف ہوکر پھر لڑا آخر تیمور کی فوج اوس قلعہ پر غالب آئے اور کل محصورین قلعہ جب نسی مارے گئے دہلی کا کوچ وہانسے امیر تیمور براہ سمانا دہلی کے جانب متوجہ ہوا راستے مین جو شہر اور گانون ملے اونکا قتل عام کرتا ہوا جہاننما کے سامنے کنارے دریاے جمنا کے اوترا دہلی کی فتح دہلی کے بادشاہ وہ ملو اقبال خان مین ایسی قوت کہان تھی کہ اتنے بڑے بادشاہ جلیل القدر کا مقابلہ کرتے تاہم چار ہزار سوار اور پانچ ہزار پیدل اور ستائیس فیلان جنگی سے باہر نکلکر فوج تیمور سے رزمخواہ ہوے مگر منہزم ہوے بیگناہ قیدیون کا مارا جانا دارغہ مجلس نے امیر تیمور سے عرض کی کہ بروز نبرد شاہ دہلی چہرے قیدیان شاہی کے بشاش معلوم ہوتے تھے ایسا نہو کہ باہم متفق ہوکر یہ لوگ کچھ فساد کرین

مقتضاے قواعد جانداری یہ ہی کہ کچھ تدارک انکا فرمایا جاوے اوسپر امیر تیمور نے حکم دیا کہ باستثناے پندرہ برس عمر والون
کے جتنے قیدی ہین ایک دم سے قتل کیے جاوین اگر ہمارے لشکریون سے کوئی شخص اونکی قتل سے تامل کرے
وہ بھی مارا جائے یہ حکم ہوتے ہی فوج نے تمام قیدیون کے سر مثل خیار کے اوڑا دیے ملفوظات تیموریہ مین ایک
لاکھ ظفرنامہ مین پچاس ہزار قیدیونکی تعداد مرقوم ہی مکرر **سلطان محمود کا شکست کھا کر جانب گجرات
کے بھاگ جانا** بعد شکست کے مکرر سامان جنگ جمع کرکے بجمعیت دس ہزار سوار و چالیس ہزار پیادہ و ایکسو پچیس
ہاتھی بیرون حصار دہلی امیر تیمور سے رزمخواہ ہوا امیر تیمور بغرض تماشاے جنگ ایک بلند ٹیکرے پر جا بیٹھا جب دونون
فوجین مقابلے پر آئین تو تاتاریون کے تیر مثل اولون کے برسنے لگے ہاتھیون نے منہ پھیرا سلطان محمود نے گجرات
کا راستہ لیا ملو اقبال خان برن کے جنگلونمین عافیت خواہ ہوا مگر دو بیٹے اوسکے امیر تیمور کے قید مین آگئے امیر تیمور
بڑی شان وشوکت سے سوار ہوکر عیدگاہ مین آیا وہان سب سادات ومشایخ وعلما و دیگر روساے دہلی باریاب
ملازمت ہوکر طالب امن وامان ہوے درخواست اونکی منظور ہوئی ۸ ماہ ربیع الاول ۸۰۱ھ ہجری مطابق ۱۷
دسمبر ۱۳۹۸ عیسوی کو تمام مسجدونمین خطبہ وسکہ اوسکے نام کا پڑھا گیا **باعث قتل عام دہلی** یہ ہوا کہ بوقت آمد آمد
امیر تیمور کے بہت سے دولتمند اور شہرونکے دہلی مین جمع ہوگئے تھے تیسرے مہینے فوج تیموریہ بغرض ضبطی مال شاہی
و گرفتاری بعض امراے بادشاہی و لوٹ مردمان بیرونی شہر کے اندر گھسے قتل عام و لوٹ وتلاشی ہر ایک کی شروع کی
جب ہندوون نے دیکھا کہ ہماری جان ومال وآبرو مفت مین جاتی ہی تلوار پکڑ کے وہ بھی لڑنے کو تیار ہوگئے پھر تو آتش تلوار چلی
کہ گلی کوچہ مثل ایام بارش کے بھر گئی منگل سے دوشنبہ تک قتل عام ہوتا رہا لکھو کہا آدمی سے زائد سکناے شہر قتل ہوے
اور مال واسباب بے انتہا غنیمت ہوگیا چنانچہ ایک ایک ترک کے پاس کم سے کم سو سو لونڈی غلام ہوگئے اور قتل
کرتے کرتے تھک گئے جب سے لوگ پورانی دہلی مین بھاگ گئے اوسوقت خود بخود قتل موقوف ہوگیا مگر علما ومشایخ
وسادات اس قتل عام سے مامون ومحفوظ رہے معلوم ہوتا ہی کہ تیمور نے اونکے دروازون پر کوئی نشان پاس
وغیرہ کا کردیا ہو یا کچھ لوگ اپنی تعینات کردیے ہون اور جو لوگ اونمین سے باہر نکلے وہ بھی شہید کیے گئے ۔ بعض
مورخ تحریر کرتے ہین کہ جب اوسکو امن دہلی کا خیال آیا تو سوار ہوکر شہر کے گرد جامع مسجد مین آیا اور سب فضلا و
علما وسادات کو طلب کرکے بتعظیم وتکریم پیش آیا اور اون سے معذرت کی کہ میری مرضی قتل عام کی نہ تھی مگر مین
کیا کرون مرضی خدا کی یہی تھی اگرچہ مورخین اس تیمور کی سفاکی وبیرحمی پر ہزار ہزار نفرین کرتے ہین مگر مین یہ کہتا
ہون کہ اسکی سفاکی علاء الدین خلجی ومحمد شاہ تغلق سے زیادہ نہ تھی یہ قاعدہ ہی کہ جب ایک بادشاہ دوسرے ملک
مین جاتا ہی اگر ایسے کام نہ کرے تو قہر واستیلا اوسکا کیونکر ہو تیمور نے اگر ملک غیر مین یہ حرکت کی تو کچھ تعجب کی بات
نہین ہی طرہ یہ ہی کہ محمد شاہ وعلاء الدین نے خون ناحق وقتل عام ایسے کیے کہ جو اسکی بیرحمی وسفاکی سے سو درجہ

برٹرے ہین کیفیت انصراف امیر تیمور بعد قتل دہلی میرٹھ گیا وہان بھی قتل عام کر کے ہردوار و جمبو ہوتا ہوا جدھر سے
آیا تھا اوسیطرف چلا گیا اور ہندوستان مین اپنے بعد قحط و وبا اور ہر ایک طرح کی بے انتظامی چھوڑ گیا تاریخ ولادت
اوسکی ۷۳۶ سنہ ہجری و وفات ۸۰۷ سنہ ہجری ہی ✤ بعد جانے تیمور کے دہلی تھوڑے روز ویران پڑی رہی آخر کو محمود تغلق
گجرات سے آیا اور کچھ دن برائے نام بادشاہت کر کے راہی ملک عدم ہوا تمام ہندوستان طائف الملوک ہو گیا ملتان
و لاہور و دیبالپور مین حسب اجازت صاحبقران گورکان سید خضر خان حاکم خود سر ہو گیا ذکر اوسکا مقالۂ دوم مین
مرقوم ہوگا اور ولایت میان دواب تبصرف اقبال خان در آئے ✤ و گجرات مین خان اعظم ظفر خان سمانا مین
بہالی خان بیانہ مین شمس الدین خان کالپی و مہوبہ مین محمود خان بن ملک زادہ فیروز مالکانہ قابض ہو گئے ✤ قنوج
و اودھ و جونپور و کرہ و مانکپور کا خواجہ جہان وزیر جسکو سلطان الشرق کہتے ہین مالک ہو گیا اگرچہ مورخین آمد صاحبقران
مین انقلاب عظیم ہندوستان کا تحریر کرتے ہین مگر خلفشار ہر ایک جگہ کا مفصل تحریر نہین کیا ✤ بروایت محمود کی رسالۂ انطاکی
جب سلطان محمود بعد ممات اپنے بھائی کے تخت سلطنت پر بیٹھا تب واسطے تنبیہ سرداہی سرکشان و متمردان اطراف
کے چار امیرون کو ایک ہی روز روانہ کیا ✤ خواجہ جہان بدیار مشرق ✤ دلاور خان غوری طرف
مالوہ و ظفر خان جانب گجرات و خضر خان سمت ملتان بروقت صدور حکم تعینات ہر ایک کے
ایک منجم حاضر الوقت نے عرض کیا کہ یہ چارون امیر ایسی ساعت سعید پر مقرر ہوئے
ہین کہ بعد چندے بادشاہ ہونگے آخر کو ویسا ہی ہوا القصہ خواجہ جہان کو بادشاہ
نے خطاب ملک الشرق عطا فرما کر جونپور بھیجا تو اوسنے قنوج سے صوبہ بہار
تک اپنے قبضہ مین کر لیا اور بعد رحلت ۸۰۲ سنہ ہجری مبارک خان نے اپنے
پسر خواندہ کو ملک الشرق خطاب دیکر مدار المہام سلطنت کا کیا اور واسطے
تسخیر ملک بنگالہ وغیرہ کے روانہ کیا اوسنے ملک کو فتنہ و فساد سے
خوب صاف کیا و خراج شاہی رابہ نسبت سالی سابق
سے حاصل کیا ✤ سلطان الشرق نے جو تاج آ
زمانہ پہ تنگ کیا تھا جونپور مین لوائے
سلطنت بلند کیا اور مبارک اعظم
لقب کر کے خطبہ و سکہ اپنے
نام کا جاری
کیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقالہ دوم

بہ حالات سلطنت سلاطین جونپور

وقعہ ہم محمد قاسم مصنف تاریخ بحوالہ تاریخ مبارک شاہی ارقام فرماتے ہین کہ سنہ ۷۹۶ ہجری مطابق سنہ ۱۳۹۴ عیسوی مین بعہد سلطنت ناصر الدین محمد شاہ ملک سرور خواجہ جہان پہلے بعہدۂ وزارت مامور ہوا بعہد سلطنت سلطان محمود شیر سلطان فیروز مخاطب بہ ملک الشرق ہوکر واسطے نظم و نسق ولایت جونپور و قنوج و بہار و ترہٹ وکڑہ و مانکپور بھیجا گیا اسنے جونپور کو دار الامارۃ قرار دیکر سرکشان کویل و علیگڈھ و اٹاوہ و بہرایچ کو سزا قرار واقعی دی اور پرگنات حوالی بہار و ترہٹ اپنے قبضے مین کر لیا جب انتظام ولایات مفوضہ سے اطمینان کلی حاصل کر چکا تب سلاطین بنگالہ و لکھنوتی پر اپنی شوکت و صولت ظاہر کر کے ایسا کچھ دبا و ڈالا کہ وہ لوگ بلا لڑائی کے مطیع و منقاد ہوئے اور تحف اور ہدایا جو بادشاہان دہلی کو بھیجا کرتے تھے وہ سب اسکو بھیجنے لگے ✦ جب امیر تیمور گورکان محمود شاہ بادشاہ دہلی کو زیر و زبر کر کے واپس خراسان ہوا اور کل صوبہ داران ہندوستان خود سر ہو گئے تو اس نے بھی مقام جونپور کو دار السلطنت قرار دیکر بطریق سلاطین پورب چتر شاہی سر پر رکھکر خطبہ و سکہ اپنے نام کا جاری کیا مگر اجل نے زیادہ مہلت نہ دی چھہ برس کئی مہینے جونپور مین حکمران رہکر سنہ ۸۰۲ ہجری مطابق سنہ ۱۴۰۰ عیسوی مین اس جہان سے گذر گیا وقعہ جلد دوم تاریخ فرشتہ و ظہور قطبی و اخبار الاخیار و انیس العاشقین و منبع الانساب مین مرقوم ہے کہ سید جلال الدین المخاطب مخدوم جہانیان بعہد سلطنت خواجہ جہان جونپور تشریف لائے بادشاہ بہ رجہ معتقد مخدوم صاحب کا ہوا اور اسکے دونون بیٹے اور ابراہیم شاہ برادر مبارک شاہ پسر خواندہ ملک الشرق نے بیعت کی تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ مخدوم جہانیان کو

عمل یاحی یاقیوم کا تھا مقام اوچھ واقع ملک پنجاب انکے مسکن سے مانکپور سیکڑون کوس کے فاصلے پر ہی تا تاثیر اوس عمل کے
قریب دوپہر کے مسافت طی کرتے تھے ملفوظات خزانۃ الجلالی مین مرقوم ہی کہ مخدوم جہانیان نے سیاحت بہت کی اور
بہت سے اولیا اللہ سے برکت حاصل کی نقل ہی کہ جس فقیر سے حضرت مخدوم صاحب نے معانقہ کیا اوسکی نعمت لیلی
یعنی اوسکی ایسی خدمت کی کہ اوسنے بے اختیار ہوکر اپنی نعمت اونکو دیدی اس باعث سے جو پایے خدمت فقرا زیادہ
رہا کرتے تھے چنانچہ قبل تشریف آوری جونپور کے باصفاے حالات فقیری بحضور مخدوم علاء الحق پنڈوی جنکا ذکر دفعۂ آئندہ
مین کیا جاویگا تشریف لیگئے اوسی عرصے مین مخدوم پنڈوی نے انتقال کیا بعد اداے مراسم سجادہ نشینی شاہ نور قطب عالم
پنڈوی کے انکو یہ تحقیق ہوا کہ مانکپور مین ایک رنڈی موسومہ نارنگ ہی ظاہرا پیشہ اوسکا کسب ہی لیکن باطن مین خدا پرست
و شب بیدار نماز گذار تصفیۂ باطن مین یکتا ہی بتمناے حصول ملازمت اوسکی پنڈوہ سے اول جونپور تشریف لائے اور ایک
عالم کو اپنا معتقد و مرید کیا وہان سے مانکپور پہونچکر بیباکانہ مکان خلوت نارنگ مین چلے گئے اور اوسکی ملازمت سے بہرہ اندوز
ہوے چونکہ مخدوم جہانیان صفت ظاہری و باطنی مین بیش خلائق ممتاز تھے بحضور نارنگ آپکے عقیدتاً جانے سے کل
سکناے شہر اوسکے معتقد ہوے اور معلوم ہوا کہ ابتک اوسنے اپنے تئین اس پردے مین مستور رکھا جب اوسپر ازدحام
خلائق ہوا تو بوجہ افشاے راز مخدوم صاحب سے ناخوش ہوئے و عمل یاحی یاقیوم کا اونسے سلب کرلیا اور دعاے بد
کرکے ایک چادر اوڑھکر ملک عدم کو سدھارے اب مزار اوسکا بسرحد احاطۂ خانقاہ مانکپور زیارتگاہ خلائق ہی * بوجہ سلب
عمل یاحی یاقیوم کے مخدوم جہانیان کو مانکپور مین چندے قیام کرنا پڑا نقل ہی کہ کثرت آبادی مانکپور اوس زمانے میں
اسقدر تھی کہ صرف منجملہ قوم دامغانیان مستذکرۂ بالا کے نوسو نواسی پالکی نشین تھے مخدوم جہانیان بغرض اداے
نماز عید الفطر عیدگاہ قوم دامغانیان مین تشریف لیگئے جب اداے نماز عید مین عرصہ گذرا عند الدریافت مخدوم صاحب
کو معلوم ہوا کہ جب تک کل قوم دامغانیان حاضر عیدگاہ نہونگے تب تک امام مسجد نماز نہ پڑھاویگا اور نیز صف صدر سے
صف نعال مین ٹہلایا مخدوم جہانیان کو یہ دونون امر ناگوار گذرے آپ نے کلمات دعاے بد بایں عبارت اوس
قوم کی نسبت ارشاد فرمائے کہ باوجود اسقدر کثرت قوم کے ملک الموت کا پھیرا کیون نہین ہوتا اشعار کان دعای شیخ
بے چون بر دعاست * فانی ست و گفت او گفت خداست * چون خدا از خود سوال کد کند * پس دعای خویش را چون
رد کند * پس اوسیوقت سے اثر دعا کا اسطور پر ظاہر ہوا کہ ایک عارضۂ وبائی اوس قوم پر ایسا جاری و ساری ہوا کہ
اول دوران سر ہوا پھر شدت بخار کی ایسی ہوئی جس سے جان بڑی مشکل سے نکلی تھوڑے عرصے مین اوس بلاے
ناگہانی سے قوم کی قوم مثل قوم عاد و ثمود کے ہلاک ہوگئی باقی ماندہ بخوف ہلاکت اطراف واکناف مانکپور مین متفرق
ہوکر مسکن گزین ہوئے جب کوئی دامغانی کسی وجہ سے مانکپور مین آگیا فوراً بعارضۂ دوران سر مبتلا ہوگیا اور حد
مانکپور سے نکل گیا بالفعل چند گھر اس قوم کے قصبۂ لطیف پور تعلقۂ رامپور مین آباد ہین پیشہ کاشتکاری کا کرتے ہین

نہایت ذلیل ہین اور دو گھر موضع پھولبندی ضلع رائے بریلی مین جسکے نام سے سابق مین پرگنہ مشہور تھا مین اوسکے زمینداری بھی اونکے پاس ہو لیاقت و شرافت مین اونکی شیوخ و سادات نگرانون وغیرہ سے کم نہین ہی مؤلف بھی بنفسہ اونکی ملاقات کو گیا عند الاستفسار اونھون نے تصدیق مراتب مندرجۂ بالا کے بحوالۂ بیانات اپنے بزرگون کی کی واللہ اعلم بالصواب دفعہ ۶۷ ذکر ترقی قوم گرویزیان مانکپور جب خبر رونق افروزی مخدوم جہانیان کی قوم گرویزیون کو معلوم ہوئی اوسوقت سید شرف الدین و سید عزیز الدین فرزندان سجادہ نشینان سید شہاب الدین گرویزی متذکرۂ دفعہ ۵۴ کہ بکمال زہد و تقوی و علم ظاہر و باطن آراستہ و پیراستہ تھے مع اپنی قوم کے مخدوم صاحب کی خدمت مین حاضر ہوئے و باعزاز و اکرام تمام اپنے مکان پر لاکر شرائط مہمانداری و نیازمندی جیسا کہ چاہیے بجا لائے کوئی امر فروگذاشت نکیا بوا دید اس حسن خدمت کے مخدوم صاحب بدرجہ خوش ہوئے اور استفسار فرمایا کہ تم لوگ قوم سادات عظام سے ہو تم لوگون مین بعض کو مسلح باسلاح حرب سپاہ اور بعض کو باخرقۂ درویشان دیکھتا ہون اسکا کیا باعث ہی سید شرف الدین و سید عزیز الدین نے بکمال ادب عرض کیا کہ بوجہ طائف الملوکی زمینداران و تعلقداران قوم ہنود بحالت غفلت مسلمانون پر تاخت لاتے ہین اور نہایت اذیت پونہچاتے ہین لہذا بجزم احتیاط ہر ایک شخص ہماری قوم مین ہتیاربند رہا کرتا ہی مخدوم صاحب نے دونون صاحبون کو اپنی طرف مخاطب کرکے ارشاد فرمایا کہ آج کے روز سے ای عزیز الدین تمکو راجہ کیا اور ای شرف الدین تمکو عہدۂ قضا عطا کیا اب کسی متمرد کا ہاتھ تم لوگون پر نپہونچیگا مگر شرط یہ ہی کہ جب تک تم اور فرزندان تمھارے بمذہب و ملت آبا و اجداد خود رہکر اتباع کتاب اللہ و کتاب رسول کی کروگے تو یہ دونون خدمت تمھاری منتزع نہوگی بقول مولوی معنوی مصرع آن دعا از ہفت گردون در گذشت ✤ اور وقت رخصت مخدوم صاحب کے تا سرحد پرگنہ پرتابگڈھ دونون برادران موصوفین ہمراہ گئے جسوقت مخدوم صاحب سے رخصت ہونے لگے اوسوقت مخدوم صاحب نے فرمایا کہ یہی حد تمھاری راج کی ہی اوس تاریخ سے ببرکت انفاس مخدوم صاحب ترقی قوم گرویزیان کی شروع ہوئی بیت ✤ چو خدا خواہد بکس احسان کند ✤ آنچہ در وہمت نیاید آن کند ✤ چونکہ خواہش الٰہی مقید باسباب ظاہر آیۂ کریمہ ✤ سنت اللہ التی قد خلت من قبل و لن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا بیت یک سبب انگیخت صنع ذو الجلال ✤ کہ رہانید ش ز نفرین و بال ✤ بعد زوال سلطنت خاندان شمسیہ بوجہ بعد مسافت مانکپور کے مقام دہلی سے کوئی سلاطین متوجہ حالات سادات مانکپور کا نہوا تھا جبکہ سلطنت مجدد مقام جونپور مین قائم ہوئے اور مانکپور بمقام تخت گاہ سے صرف اسّی میل رہگیا سلاطین جونپور بوجہ عظمت و لیاقت سادات متوجہ حالات سادات گرویزی کے زیادہ ہوئے اول زمینداری و جاگیر و معافی و متروکہ و ملوکہ قوم دام غانیان بوجہ تباہی اون لوگون کے عطا ہوئی اوسکے بعد بعہد ہاے جلیلہ علی قدر مراتب ممتاز ہوتے گئے یہانتک نوبت پونہچی کہ تھوڑے عرصے مین تمام تحصیل گونڈہ پرجسمین چار پرگنہ و نصف تحصیل سلون جسمین دو پرگنہ تھے بطور زمینداری و جاگیر و معافی کے قابض ہوتے گئے اور تا زمان سلطنت فرخ سیر بادشاہ برابر ترقی پاتے رہے اور کثرت اس قوم کی اس

درجہ ہوئی کہ پانچ بستیاں انسے آباد ہوگئیں مانکپور بازید پور رسول پور اونچہ گانوں مصطفے آباد اب ان بستیوں میں
اونہی کثرت نہین ہو جیسے پہلی تھی اور جو لوگ نامی گرامی گذرتے گئے انکے ذکر وقائع سلطانی ذکر اونکا دفعہ وار اپنی جگہ
معین پر کیا جائیگا

دفعہ ۲ ذکر سلسلۂ نسب و اعقاب مخدوم جہانیان بحوالۂ ملفوظ خزانۃ الجلالی و تذکرۃ السادات

مخدوم سید جہانیان جلال الحق والدین ابو عبداللہ الحسین بن کبیر الدین بن احمد بن سید جلال اللہ والدین السرخ
البخاری بن المؤید علی بن جعفر بن محمد بن محمود بن احمد بن عبداللہ علی الاشعری بن ابو عبداللہ جعفر بن امام علی نقی
علیہ السلام بحوالہ منبع الانساب از دختر سلطان ترک کہ بنکاح سید جلال الدین سرخ بخاری بود دو پسر بوجود آمد اولادش
ہمہ بجا ست و از نکاح ثانی کہ دختر [illegible] الدین بن میر سید محمد بھکری بود سہ پسر اول سید محمد غوث دوم سید بہاء الدین سوم
احمد کبیر از سید احمد کبیر دو پسر اول [illegible] مخدوم جہانیان دوم سید راجو قتال و حضرت مخدوم جہانیان را سہ منکوحہ بودند
اول بی بی رحمت خاتون کہ از سادات صحیح النسب نجیب الطرفین بود و از بطن او دو پسر سید قطب الدین قطب عالم و سید
[illegible] الدین قطب الاسلام و از بطن منکوحۂ ثانی کہ دختر قوم راجپوت مسلمان شدہ بود پنج پسر سید شمس الحق ملقب مخدوم سید
[illegible] و سید فضل [illegible] سید علم [illegible] و سید شہاب الدین و سید اسمعیل و از بطن زوجۂ سوم کہ جاریہ بود نیز پنج پسر سید عبد [illegible]
[illegible] جلال الدین [illegible] شرف [illegible] و سید سراج الحق و سید عبدالرزاق حضرت مخدوم جہانیان کو بیعت ارادت
شیخ [illegible] ہی خرقہ حضرت صدر الدین اپنے چچا سے حاصل کیا او کلاہ ارادت
شیخ [illegible] بن عبداللہ مطری سے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مین [illegible] و طلب
و خرقہ خلافت شیخ [illegible] حاصل کی ولادت شب چہاردہم ماہ شعبان ۷۰۷ ہجری مین وفات [illegible] ذی الحجہ
۷۸۵ [illegible] مقام اوچہ ملک پنجاب * سید [illegible] محمد [illegible] فخر پر فرماتے ہیں کہ سادات
بخاری عزنی و غور و کابل [illegible] و دکھن و قنوج و اوچھ و ملتان و غیرہ ہر جگہ مثل آفتاب کے روشن ہین مگر مولف
کو تمام نسابان سے عجب ہو کہ تشریح اسکی نہین فرمائی کہ بطون بی بی رحمت خاتون و راجپوتن و جاریہ سے کون کون
مقدم کے سادات ہین اگرچہ تفصیل اسکی تحقیقات سے ممکن ہو مگر خیال الحق مولف کا ہو اس نواح مین سادات بخاری
دیہات مفصلۂ ذیل مین آباد ہین دارانگنج و رسول پور منجملات الہ آباد و کڑہ خاص ٹپی شاہ و ایرانوان تحصیل
کھاگہ ضلع فتح پور منجملہ ان سب مقامات سادات بخاری کے سادات ٹپی شاہ مذکور الصدر کے وصلت و مصاہرت ساتھ
سادات مصطفے آباد و منڈوا و کورہ سادات کے قدیم سے چلی آتی ہو و میر خادم حسین و میر الطاف حسین
و میر اولاد حسین کے طہارت نسب مین اسوقت تک کچھ شک نہین ہو پشت نامہ اونکا یہ ہو سید اولاد حسین بن سید
[illegible] علی و سید الطاف حسین و سید جعفر حسین ابنان سید پرورش علی و سید خادم حسین بن سید مظفر علی یہ تینوں برادران
[illegible] حسین بن سید بشیر علی اونکے بڑے بھائی سید امیر علی تھے یہ بہت اولو العزم تھے اور شمار انکا تعلقداروں مین تھا اوسے

پرگنہ لکو تلہ مین بغیر انکی راے کے کوئی کام نہو سکتا تھا اور خدمت تولیت کی بھی انکے تعلق رہی اور دو ڈھائی سو خاص مین دہان
سے کم نہین رہی زمانہ اونکا ترقی پر تھا کہ اجل نے مہلت نہ دی دونون بھائی بہت جلد جلد انتقال کر گئے اور لڑکے اونکے بہت
خرد سال تھے اس باعث سے بوجہ نالیاقتی کارپردازان وزیادتی عاملان علاقہ اور اسباب منقولہ مین بہت نقصان
واقع ہوا یہانتک نوبت پونہچی کہ بخوف والدہ میر نثار علی وپرورش علی وغیرہ کہ عمۂ حقیقی پدر بزرگوار کی تھین کورہ سادات
مین جا کر کئی برس تک ساکن رہین جب اونکے لڑکون کو کچھ قبضہ ہوئی منجملہ تعلقہ کے چند مواضع نرولی وغیرہ کا لکر قابض ہوئے
اگرچہ اوس مرتبے کو نہ پونہچے مگر شمار اونکا مثل تعلقداران متوسط کے کیا جاتا ہے اور یہ بات بہت غنیمت ہے کہ اونکے بھائیون
مین ایسا اتفاق ہے کہ کسی خاندان مین نہین دیکھا ابن سید محمد شاکر بن سید بڑے بن سید تراب بن سید علی بن سید تقی
ابن سید عماد الدین عرف سید عما بن سید علی الدین بن سید سعد اللہ بن سید عبد اللہ بن سید عبد الوہاب بن سید شہاب الدین
ابن سید ناصر الدین محمود بن سید جلال الدین المعروف مخدوم جہانیان جہان گشت دفعہ ۷۰ ذکر شیخ سراج الدین
عثمانی المشہور باخی سراج مشاہیر وخلفاے حضرت شیخ نظام الدین سلطان الاولیا مرید شیخ فرید شکر گنج رحمتہ اللہ علیہما کے ہین
نقل ہے کہ علم ظاہر پہلے انکو تہا اس باعث سے شیخ فرید شکر گنج نے عطاے خرقۂ خلافت موقوف حصول علم ظاہر پر فرمایا
تب مخدوم اخی سراج نے عرصہ چھ مہینے مین تحصیل علم وتمام قوانین صرف ونحو وقدوری ومجمع البحرین مولانا رکن الدین
سے تحصیل وتحقیق کرکے مرتبۂ تکمیل کو پونہچے ہنوز علم ظاہر سے فراغت نپائی تھی کہ حضرت شیخ فرید شکر گنج نے انتقال فرمایا
اور وقت انتقال سلطان المشائخ سے ارشاد عطاے خرقۂ خلافت کا فرما گئے تھے بعد اکتساب علم ظاہری بروایت اخبار الاخیار
تین برس کامل سلطان المشائخ سے تعلیم پائی وبحصول خرقۂ خلافت واجازت بمقام گور المشہور بہ لکھنوتی تشریف لائے
اور شاہ علاء الحق پنڈوی وزیر بادشاہ بنگالہ کو اپنا مرید وخلیفہ کیا اور جانشین اپنا قرار دیکر انتقال فرمایا لقب آپکا آئینۂ ہندوستان
ہے یعنی سلسلۂ عظیم ہندوستان مین جاری ہوا ذکر مخدوم شیخ علاء الحق پنڈوی چشتی مرید شیخ سراج الحق عثمانی
کے ہین والد ماجد آپکے عمر بن سعد لاہوری ہین بعہدۂ وزارت بخطاب عمدۃ الملکی سرکار بادشاہ بنگالہ مین مامور تھے اور
کل اقربا واعزا آپکے امراے سلطنت بنگالہ سے تھے جب آپ مرید وخلیفہ اخی سراج الحق خلیفہ سلطان نظام الدین کے
ہوے تو عہدۂ وزارت کو چھوڑ دیا اور بجاے آپکے اعظم خان پسر بزرگ حضرت کے مامور ہوے مگر حالت فقیری مین
بھی لنگر خانہ ایسا عظیم جاری تھا کہ سلاطین بنگالہ کو ہمیشہ رشک ہوا کرتا تھا ۸۰۰ ہجری مین جب انتقال حضرت
شاہ علاء الحق پنڈوی کا ہوا توحسب وصیت اونکی حضرت مخدوم جہانیان نے جنکا ذکر دفعہ بالا مین ہو چکا ہے اونکے
بیٹے حضرت شاہ نور قطب عالم کو اونکا قائم مقام کیا اور کل مراسم تجہیز وتکفین ونماز جنازہ باہتمام سید مخدوم جہانیان
ادا ہوئی اور چندے بپاس خاطر شاہ نور قطب عالم قدس سرہ کے وہان مقیم رہے دفعہ ۷۹ ذکر حضرت سید
اشرف جہانگیر سمنانی بے نظیر روزگار تھے خلیفہ حضرت شاہ علاء الحق پنڈوی جنکا ذکر دفعہ ماقبل مین ہو چکا ہے

حسب ارشاد اپنے پیر کے صاحب ولایت جونپور کے ہوکر جونپور تشریف لائے تفصیل اس اجمال کی کتاب لطائف اشرفی
ومنبع الانساب واخبار الاخیار وتذکرۃ السادات مین یون مسطور ہی کہ مخدوم سید اشرف جہانگیر بن سلطان ابراہیم سمنانی
دوسرے سید علاء الدین جنگلی قبر اودھ مین ہی نسب اون دونونکا ساتھ سید علی بن سید اسمعیل بن امام جعفر صادق علیہ السلام
سے منتہی ہوتا ہی اور ابو جعفر امیر ماہ جنگلی قبر بہرائچ مین ہی وہ مرید حضرت علاء الدین جیونپوری کے تھے انکا بھی سلسلۂ نسب
ساتھ میر سید علی بن سید محمد اسمعیل بن امام جعفر صادق علیہ السلام سے منتہی ہوتا ہی مخدوم سید جہانگیر اشرف کے والد سلطان
ابراہیم سمنانی بادشاہ تھے لطائف اشرفی مین مرقوم ہی کہ سات برس کی عمر مین باہفت قرات قرآن حفظ کیا اور چودہ
برس کی عمر مین تمام علم سے فراغت حاصل کی جب سلطان ابراہیم سمنانی نے انتقال کیا تو باتفاق ارکان دولت کے
تخت سلطنت پر بیٹھے مگر اکثر صحبت ساتھ فقرا کے رکھتے تھے تاریخ ۲۷ رمضان کو کہ شب قدر تھی حضرت خضر علیہ السلام سے
ملاقات ہوئی اونھون نے یہ نصیحت کی کہ سلطنت مین فقیری نہین ملتی اسکو چھوڑو پیر تمھارے بمقام پنڈوا متعلقہ بنگالہ ملک
ہندوستان مین ہین وہان تمھارا کشود کار ہوگا تب مخدوم صاحب امور سلطنت کو اپنے بھائی سلطان محمد کو تفویض کرکے
پنڈوا تشریف لائے اور حضرت شاہ علاء الحق پنڈوی سے خرقۂ خلافت پیران چشت کا حاصل کیا اوسکے بعد آپ صاحب
ولایت جونپور کے ہوئے مگر سامان شاہانہ اس فقیری مین بھی تھا بقول لطائف درجون ہم میرزائی از مزاج ما نرفت
واسپان وشتران وخیمہ بے شمار وخدمتگاران وقلندران پانسو کس آپکے ہمراہ رہتے تھے آپ سادات بہت صحیح النسب
ہین آپکا مزار مقام کچھوچھہ مین ہی درگاہ انکی دربارۂ دفعیہ آسیب جن وپری کے تریاق مجرب ہی اکثر مردمان آسیب زدہ
دور دور سے درگاہ کچھوچھہ مین جاتے ہین اور جو سادات وہان بلقب اولاد سید اشرف جہانگیر کے معروف ہین یہ اصلی
مین اولاد سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے ہین یہ وارثہ مادری وہان مقیم ہین اولاد مخدوم جہانگیر اشرف کی نہین
ہین اور کچھ اونمین سے بمقام قصبہ جایس ضلع راے بریلی مین ہین دفعہ ۵ ذکر حضرت شاہ نور قطب عالم
پنڈوی خلیفہ و پسر حضرت شاہ علاء الحق پنڈوی کے ہین آپکے حالات وکمالات علم ظاہری وباطنی کے بیحساب ہین
یہ مختصر گنجایش اوسکی نہین رکھتا نقل ہی کہ آپنے مجاہدات نفسی بہت کی کئی برس تک خدمت جاروب کشی وآبکشی و
ہیزم کشی خانقاہ اپنے پیر اور باپ کی کرتے رہے ایکروز پشتارہ لکڑیون کا جنگل سے لیے جاتے تھے اعظم خان برادر بزرگ
آپکے جو وزیر الممالک بادشاہ بنگالہ کے تھے یہ حال آپکا دیکھکر بہت ناصح ہوئے اور کہا کہ بمعائنہ اس حال کے مجھے شرم
آتی ہی تاریخ وفات حضرت شاہ نور قطب عالم پنڈوی سنہ ۸۱۸ ہجری ہی اور مدفن آپکا بمقام پنڈوا خاص ہی ایک لاکھ
روپیہ کی معافی جاگیر بصرف خانقاہ بادشاہون کے وقت سے چلی آتی ہی اور اب بھی منجانب سرکار انگریزی بحال
و برقرار ہی اب تک مصارف خانقاہ وعرس بصرف ہزارہا روپیہ کے ہوتا ہی بروایت تاریخ فرشتہ یہ معلوم ہوا کہ سلطان
علاء الدین بادشاہ بنگالہ آپکی درگاہ کا زیادہ معتقد تھا ہر سال واسطے زیارت مزار حضرت شاہ نور قطب عالم صاحب پنڈوی

کے مقام دار السلطنت سے بنڈوا مین بہ نیاز آیا کرتا تھا اور یہ دیہات معافی کے جو واسطے مصارف خانقاہ و عرس کے
معاف ہین اسی بادشاہ نے نذر درگاہ کی تھی اس بادشاہ نے ۸۰۲ سنہ ہجری مین قضا کی دفعہ ۱۰ ذکر سلطنت
مبارک شاہ سلطان الشرق ملک سرور خواجہ جہان خواجہ سرا تھا اپنی حیات مین بغرض بقاے نام اپنے
ملک قرنفل کو متبنی کر کے ولیعہد کیا جب وہ مرا تو باتفاق کل سرداران اشراف جونپور کے قرنفل نے تخت سلطنت پر
جلوس کر کے نام اپنا مبارک شاہ رکھا ملو اقبال خان وزیر مطلق العنان سلطان محمود بادشاہ دہلی باصغاے خبر
سلطنت اوسکے طیش مین آکر ۸۰۳ سنہ ہجری مطابق ۱۴۰۰ سنہ عیسوی مین بقصد استیصال اوسکے متوجہ جونپور کا ہوا
اور سلطان مبارک شاہ بھی بجمعیت عظیم فوج افغان و مغل و تاجیک و راجپوتان کہ اکثر اونین زمینداران و تعلقہ داران
علاقہ کڑہ مانکپور رہتے تھے بغرض استقبال بمقام قنوج پہونچکر ملاقی ہوا چونکہ دریاے گنگ فیما بین حائل تھا ہر دو لشکر دونون
طرف دریا کے دو مہینے تک ٹھیرے رہے مگر کسی نے پیشقدمی نکی آخر ملو اقبال خان وزیر تنگ آکر بلا لڑائی کے منصرف دہلی ہوا اور
مبارک شاہ جونپور واپس آیا بعد معاودت جونپور کے دریافت ہوا کہ سلطان محمود ملک مالوہ سے دہلی کو پھرا او ملو اقبال خان
اوسکو لیکر واسطے تسخیر جونپور کے پھر آتا ہی باستماع اسکے سلطان مبارک شاہ بقصد لڑائی فوج جمع کر رہا تھا کہ ۸۰۴ سنہ
ہجری مطابق ۱۴۰۱ سنہ عیسوی مین عازم ملک بقا ہوا مدت سلطنت اوسکی کئی مہینے کم دو برس ہی یہ بادشاہ شجاع و
سخی و عادل تھا مگر عمر نے اوسکو مہلت نہ دی لہذا اوسکے جوہر ذاتی کا اثر پیدا نہوا مگر اس تھوڑے عرصے مین اکثر سادات
مستقر الخلافت جونپور مین تشریف لاکر بحصول علوفہ و جاگیر علی قدر مراتب بادشاہ مرحوم سے مواضعات مفصلہ ذیل
مین سکونت گزین ہوے و مورثان سادات ٹانڈا ضلع فیض آباد و سادات مسوی و سادات بچھرو و سادات ملوپور پرگنہ
کادی پور ضلع سلطانپور و سادات وردے پور و سادات کمال پور عرف تکنی و سادات منڈیاؤن پرگنہ خاص و سادات
دیوگانون پرگنہ خاص - بہ تصدیق اوسکے بعینہ عبارت کتاب منبع الانساب کی یہہ ہی ذکر حضرت میر سید محمد ثانی
بھکری ایشان ہم از اولاد میر سید محمد مکی اند کہ قبر او در بھکر ست و قبیلہ در جونپور آمدہ مخدوم شیخ بنجی شطاری دختر خود را
با ایشان کتخدا کردند چنانچہ در موضع کمال پور عرف تکنی کہ در سرکار جونپور ست استقامت کردند و قبرش در موضع مذکور ست سید
صحیح النسب و صاحب کمال بودند ذکر سارنگپور دیہی ست در سرکار چنار گڈہ پرگنہ بہرورہ ذکر میر سید بازید سادات
نجیب اند نسبش بحضرت امام زین العابدین منتہی میشود و سادات مسوی و سادات بچھرو و سادات ملوپور رہمہ بابیہا
نجیب و اکابر و یار اند ذکر سادات ٹانڈا کہ متصل جونپور ست سادات آن بسیار نجیب اند و اکثر در قبائل ایشان
صاحب جاہ و جلال بودہ اند و در سیادت ایشان ہیچ شبہے نیست ذکر در بیان شیخ میر سید عبد الوہاب چشتی
سادات نجیب اند چنانچہ نقل مشہور ست کہ ہر جنازہ بندہ وان کہ در نظر اوشان می افتد اگر ہزار من ہیزم آوردہ آتش
دہند ہرگز نمیسوزد و بسیار کشف و کرامات از ایشان مشہور اند قبر ایشان در شاہ و ہو ست نسب ایشان بحضرت امام

زین العابدین علیہ السلام منتہی میشود و سادات منڈیانون و وردے پور کہ متصل جونپور ست بسیار نجیب و صحیح النسب
اند و سادات دیوگانون ہم بسیار صحیح النسب اند و نسب ایشان بحضرت امام علی موسی رضی علیہ السلام منتہی میشود و موضع منڈیانون
مین علاوہ سادات کے شیوخ عباسی و فاروقی بکمال طہارت نسب جنکی وصلت مصاہرت ساتھ سادات کے چلی
آتی ہی ساکن ہین چنانچہ اونمین سے مولوی سخاوت علی صاحب مرحوم مغفور جو سابق مین نواب باندہ کے مدرس تھے
اور بالآخر مقام جونپور مین قیام پذیر ہوکر ایک عالم کو نور ظاہر و باطن سے مالامال فرمایا اور آخر مین کشش باطن سے
حرمین شریفین مین جاکر تا قیامت آسودہ ہوئے و منشی شیخ امام بخش رئیس جونپور کہ انسے بھی ابواب خیر کے بہت جاری
ہوئے اونھون نے بھی مکہ معظمہ مین جاکر انتقال کیا اب اونکے خلف الرشید مولوی حیدر حسین بعہدۂ وکالت ہائی کورٹ
مامور ہین دو دختر منشی امام بخش کی زوجہ اولی سے تھین ایک موضع ولید پور بہیرہ پرگنہ محمد آباد مین دوسرے نور پور
پرگنہ ماہل ضلع اعظم گڈھ مین ساتھ ایزد بخش خلف الرشید مولوی قادر بخش جو ڈپٹی کلکٹر ضلع جبل پور تھے منسوب ہوئین
اور یہ شیخ عباسی سے ہین انکے صحیح النسب ہونے مین کچھ شک نہین اور سادات لوہی و خراسون بھی نہایت صحیح النسب
تھے وصلت و مصاہرت اونکی سادات ٹانڈا سے تھی اونمین سید مظفر جہان موجود ہین ذکر سادات ترمذی
میر سید احمد تختہ قدس اللہ سرہ العزیز کہ قبر ایشان در لاہور ست بن سید علی بن حضرت میر سید حسین بن حضرت میر
سید محمد مدنی عرف شاہ ناصر ترمذی بن میر سید موسی بن میر سید حسین خمیس بن میر سید علی بن میر سید حسین اصغر بن
حضرت امام زین العابدین علیہ السلام مرید و خلیفہ حضرت خواجہ جنید بغدادی اند چندی صحبت از خواجہ دوم داشتہ چنانچہ
در حق ایشان حضرت خواجہ جنید فرمودہ کہ یک قطب از نسل شما مدام خواہد بود اکثر از فرزندان ایشان صاحب حال
بودہ و میر سید عاشقان عطار بن میر سید قوام الدین کہ قبرش در سرائے میر ضلع جونپور ست از نسل ایشان ست
و حضرت میر سید حسین کہ از خلفاے حضرت مخدوم اخی جمشید کہ مزارش در قنوج ست ہم از فرزندان حضرت میر سید احمد
و میر سید عبد الوہاب ست کہ قبر او در شاہ دہوزہ است و این ہر دو بزرگ مرید و خلیفہ حضرات چشت اند نقل ست
کہ پیش دروازۂ او شایان ہر جنازۂ ہنود کہ میرود ہرگز نمیسوزد چنانچہ نام او شان مشہور ست کہ میر سید عبد الوہاب و دوزخ
نہ عذاب ایشان ہم از فرزندان میر سید احمد اند و سواے آن در ہندوستان فرزندان بسیار اند ایشان
بلفظ سادات ترمذی اند و سید نجیب اند چنانچہ سادات دائی پور تحصیل قنوج ضلع فرخ آباد
و سانڈی پالی ضلع ہردوئی از نسل میر سید حسین ترمذی اند و اکثر فرزندان میر سید احمد تختہ در ہندوستان اند و در
لاہور و نواحی لاہور و در سرکار قنوج و بطرف بنگالہ و ٹانڈا کہ متصل جونپور ست بسیار اند ۱۸۸۱ سنہ عیسوی مین مؤلف
آگرہ جاتا تھا سراے گنگو پور ازان زمینداری سادات دائی پور مین شب باش ہوا شام کو سید مہدی علی کہ بنظر
تفریح طبع وہان تشریف لائے تھے بحسن اتفاق مؤلف کو ملے بمبالغہ تمام مجکو دائی پور جو وہان سے بفاصلہ ڈیڑھ میل

تھا لیکئے اور مراسم مہمانداری مکان میر ابو الحسن صاحب کے ادا فرمائے معلوم ہوا کہ وصلت و مصاہرت انکی سادات
چوراضلع ہمیرپور سے ہے وہ پیرزادہ اہل سنت وجماعت ہین یہ لوگ مذہب امامیہ رکھتے ہین باعث اجراے اس
قرابت کا جو دریافت کیا گیا تو معلوم ہوا کہ بلحاظ تحفظ نسب لحاظ مذہبی نہین کرتے و چند گھر موضع کورولی پرگنہ دلمؤ ضلع
رای بریلی اور ایک گھر خاص دلمؤ اور دو گھر خاص رای بریلی مین ہین وصلت مصاہرت میر سید عبد العلی و میر سید امید علی و میر سید اسمعیل
زمینداران کوروکی کے سادات قطبیہ سے ہے اور حاجی میر سید امداد حسین رئیس دلمؤ کے بالفعل نواسہ میر سید محمد مہدی نبیرۂ میر شجاعت علی
گرویزی ہین و میر وزیر علی ساکن رای بریلی ہین دفعہ ۲۰ ذکر سلطنت سلطان ابراہیم شاہ شرقی جب مبارک شاہ عازم
ملک عدم ہوا تو برادر کہتر اوسکا مخاطب بسلطان ابراہیم بادشاہ ہوکر اورنگ فرماندہی جونپور پر جلوس فرما ہوا یہ بادشاہ
فضل و دانش و عقل و تدبیر مین یکتاے عصر تھا اسکے عہد سلطنت مین اکثر علما و فضلا ممالک ہندوستان و ایران و توران
کے کہ آشوب دہر سے پریشان خاطر تھے دار الامان جونپور مین آکر امن و امان پائی و خوان احسان بادشاہ
سے آسودہ ہوئے اور بہت سی کتابین اور رسالے اسکے عہد مین تصنیف ہوئے اور وزرا و امراے صاحب عقل و
کیاست بوا دید اسکے قدر افزائی کی جمع ہوئے باجماع ایسے لوگون کے بارگاہ اوسکی مثل درگاہ سلاطین ایران کے
معمور ہوئے بیت جہان آفرین تا جہان آفرید * چو او مرزبانے نیامد پدید * اوسکے ایام سلطنت مین ملو اقبال خان
وزیر مطلق العنان سلطان محمود شاہ بادشاہ دہلی کو لیکر قصد تسخیر جونپور شہر قنوج مین آئے سلطان ابراہیم شاہ بھی
ساتھ لشکر جرار کے تا کنار آب گنگ باستقبال اوسکے جا کر ملاقی ہوا دونون لشکر مقابل یکدیگر چند روز پڑے رہے
اور کسی نے لڑائی مین سبقت نہ کی چونکہ تمام حل و عقد امور سلطنت کا بقبضۂ اختیار ملو اقبال خان وزیر کے تھا اور بادشاہ
برائے نام تھا در پردہ بخیال خود رائے ایکروز بحیلۂ شکار اپنے لشکر سے باہر آیا اور بدون اسکے کہ سلطان ابراہیم شاہ کو
کچھ خبر دی اچانک اوسکے پاس آکر باظہار حقوق ویکجہتی اپنی یہ درخواست کی کہ ہماری کمک کرکے ملو اقبال کو زیرک
کو نکالدی اور مجکو بدستور مستقل بادشاہ کرے چونکہ سلطان ابراہیم شاہ لذت سلطنت کی پاچکا تھا اصلا ملتفت و متوجہ نہوا
تب سلطان محمود شاہ اپنے آنے سے نہایت نادم و پشیمان ہوکر جانب قنوج کے منصرف ہوا اور تھانہ دار قنوج کو کہ منجانب سلطان
ابراہیم کے مقرر تھا جبرا قہرا شہر سے نکال دیا اور خود اوس شہر پر قابض ہو گیا جب ملو اقبال خان وزیر نے دیکھا کہ سلطان
محمود کو صرف ولایت قنوج پر قناعت ہے تب اوس ولایت کو اوسپر ارزانی کرکے جانب دہلی کے مراجعت کی اور سلطان ابراہیم
جونپور کو واپس آیا ۸۰۴ سنہ ہجری مطابق ۱۴۰۱ سنہ عیسوی مین جب ملو اقبال خان دہلی مین مارا گیا تب سلطان محمود
قنوج چھوڑ کر بغرض حصول تخت سلطنت دہلی چلا گیا ۸۰۹ سنہ ہجری مطابق ۱۴۰۶ سنہ عیسوی مین سلطان ابراہیم شاہ
قنوج کو خالی دیکھکر بارادۂ تسخیر اوسکے عازم قنوج ہوا بدریافت اسکے سلطان محمود شاہ بہت سا لشکر لیکر بقصد جنگ قنوج
آیا اور دونون لشکر ادھر اودھر دریاے گنگ کے چند روز مقابل پڑے رہے آخر بلا مجادلہ دونون بادشاہ اپنی اپنی دار السلطنت

کر واپس گئے جب سلطان محمود نے بعد پہونچنے دہلی کے سرداران لشکر کو اونکی جاگیرون پر رخصت کیا تب سلطان ابراہیم موقع پاکر قنوج آیا اور چار مہینے تک محاصرہ اوسکا سخت کیے رہا اور وہانکا حاکم برابر لڑتا رہا جب کوئی کمک دہلی سے نہ آنے ملک محمود حاکم قنوج نے تنگ ہوکر سلطان ابراہیم کو بعد طلب امان قلعہ و شہر حوالہ کردیا سلطان ابراہیم بالمینان تمام تا ایام برسات وہان کا نظم ونسق بخوبی کرکے ماہ جمادی الاولی سنہ ۸۱۰ ہجری مطابق ۱۴۰۷ سنہ عیسوی مین بقصد تسخیر دہلی روانہ ہوا چونکہ ابراہیم شاہ بادشاہ عاقل و عالی ہمت و سنجیدہ تھا بہت سے امرائے کبار دہلی مثل تاتار خان ولد سارنگ خان و ملک خان و ملو خان وغیرہ دہلی سے آکر شریک سلطان ابراہیم ہوئے اوسوقت سلطان قوت اپنی دیکھکر کے متوجہ ولایت سنبھل ہوا اسد خان لودھی حاکم سنبھل مفرور ہوگیا سلطان ابراہیم نے اوس ملک کو حوالہ تاتار خان کرکے آگے کو روانہ ہوا جب کنارے دریائے جمن کے پونہچا اور قصد عبور کا کیا اوسوقت مخبرون نے خبر دی کہ سلطان مظفر شاہ گجراتی نے سلطان ہوشنگ کو عین لڑائی مین دستگیر کرکے ملک مالوہ پر قبضہ کرلیا اور اب بغرض کمک سلطان محمود کے دہلی آتا ہی اوسکا قصد جونپور لینے کا ہی سلطان ابراہیم نے باستماع اس خبر کے قصد دہلی کا کیا اس عرصے مین سلطان محمود سنبھل پر چڑھ آیا تاتار خان وہان کا حاکم مفرور ہوگیا سنبھل پھر بقبضۂ سلطان محمود آگیا سلطان ابراہیم اپنی دارالسلطنت جونپور کو پھر آیا اور لشکر آراستہ کرکے سنہ ۸۱۶ ہجری مطابق ۱۴۱۳ سنہ عیسوی مین بمرتبۂ ثانی بقصد تسخیر دہلی روانہ ہوا چند منزل راہ سے نہ معلوم کیا سوچکر واپس جونپور آیا و بانتظام ملکی و تعمیر عمارت و تکثیر زراعت کے مشغول ہوکر صحبت علما و فضلا و مشایخ کے اختیار کی اور برسون بیخوف و خطر اپنے مقام مین ساکن رہا پھر کسی طرف عزیمت نکی اس عرصے مین ہر مومن لائق اطراف و اکناف ہندوستان سے کہ صدمۂ طائف الملوکی و بدانتظامی سے تنگ آگئے تھے بامن و امان اس بادشاہ کے آکر موافق اپنے اپنے مرتبے کے بحصول جاگیر و علوفہ سرفراز ہوتے گئے جب یہ جود و عطا بادشاہ کے نسبت ہر ایک ذی کمال کے جاری و ساری ہوئے تو کثرت سے ازدحام مشایخ و علما و سادات و ہر ایک اہل کمال کا ایسا ہوا کہ جونپور رشک دہلی ہوگیا سنہ ۸۳۱ ہجری مین محمد خان حاکم بیوات سلطان مبارک شاہ سے ناخوش ہوکر بخدمت سلطان ابراہیم حاضر ہوا اور اوسکو ورغلا کر بغرض تسخیر ملک بیانہ کے لے گیا مبارک شاہ بھی اوسکے مقابلہ مین صف آرا ہوا اور دونون بادشاہون نے اپنے اپنے لشکر کے گرد خندق کھود دا کر بغرض تحفظ شبخون سنگر باندھا اور بائیس روز تک فیمابین دونون بادشاہون کے اوسی سنگر سے محاربۂ عظیم ہوتا رہا آخر الامر سلطان ابراہیم شاہ و مبارک شاہ سنگر سے نکلکر صف آرا ہوئے اور صبح سے شام تک فیمابین دونون لشکرون کے قتال عظیم ہوتا رہا جب قوتین دونون کی برابر پائی گئین تو دونون بادشاہون نے آشتی و صلح کرلی سلطان ابراہیم جانب جونپور و مبارک شاہ دہلی منصرف ہوا سنہ ۸۳۴ ہجری مین یہ خبر پونہچی کہ سلطان ہوشنگ غوری بقصد تسخیر ولایت کالپی آتا ہی سلطان ابراہیم بھی اپنی فوج لیکر اوسکے استقبال کو روانہ ہوا جب دونون بادشاہ کالپی مین پہونچ گئے اور قریب معرکہ ہونے کو

رہگیا تو دفعتاً خبر پہونچی کہ مبارک شاہ بن خضر خان دہلی سے لشکر لیکر عازم دار السلطنت جونپور ہوا ہی باصغاے اس خبر
کے سلطان ابراہیم سراسیمہ ہوکر منصرف جونپور ہوا تب سلطان ہوشنگ نے میدان خالی پاکر قادر خان ملازم سلطان مبارک شاہ
سے جسکے تصرف مین کالپی تھی تھوڑی سی لڑائی کے بعد ولایت کالپی اوس سے چھین کر اپنے قبضے مین لی اور قادر خان منفرد
ہوگیا ذکر وفات سلطان ابراہیم ۸۴۴ہجری مطابق ۱۴۴۰عیسوی مین بیست بادشاہی کی علیل ہوئی اوسی
مین روح پاک اوسکی بہشت برین کو کوچ کرگئی انا للہ وانا الیہ راجعون اس غم مین ہر خاص و عام شہر جونپور نے
جنازے پر حاضر ہوکر ایسی گریہ وزاری و شور و فغان کی کہ آثار محشر کے نمایان ہوگئے اور عرصے تک اوسکے ماتم مین ہر
برنا و پیر مبتلا رہا مدت سلطنت اوسکی چالیس برس چندماہ ⁂ بحوالہ تاریخ فرشتہ قلعہ خشتی بڑاے بریلی جواب مقام ضلع ہی نہایت
استحکام کے ساتھ اسی بادشاہ نے طیار کرایا ⁂ یہ بادشاہ علما و فضلا کی اسقدر تعظیم و توقیر کرتا تھا کہ کسی عہد سلطنت مین ایسی
قدردانی نہین ہوئی چنانچہ جملہ فضلا اوسکے عصر کے ایک قاضی شہاب الدین جونپوری تھے جنکی اصل غزنی سے تھی اور
شہر دولت آباد دکن مین نشو و نما حاصل کیا تھا بادشاہ اونکی تعظیم و تکریم مین یہانتک کوشش کرتا تھا کہ بروز متبرکہ اعیاد
اپنی مجلس مین اونکو کرسی چاندی پر بٹھلایا کرتا تھا جسوقت مولانا کو مرض طاری ہوا سلطان ابراہیم شاہ برسم عیادت
اونکے مکان پر گیا اور بعد تفتیش احوال بلوازم مہربانی کے پیالہ پر از آب طلب کرکے قاضی صاحب کے اوپر بلا گردان
کیا اور اوسکو پی لیا اور ہاتھ اوٹھاکر یہ دعا مانگی کہ خدایا بلا و مرض قاضی صاحب کے نصیب میرے کر اور قاضی صاحب کو
شفا دے اسجگہ سے ظاہر ہی کہ بادشاہ کو ساتھ علماے شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے کسقدر عقیدہ تھا قاضی صاحب بعد
انتقال بادشاہ مرحوم کے اسقدر محزون و غمناک ہوئے کہ اوسی صدمے مین آپ بھی عازم بہشت برین ہوئے قاضی صاحب
کی تصنیف سے کتابین مثل بدیع البیان و فتاوی ابراہیم شاہی و تفسیر بحر المواج و مناقب السادات و مصباح بعلم نحو وغیرہ تصنیفات
سے ہین دفعہ ۳ ⁂ ذکر میر سید صدر الدین جونپوری وزیر الممالک سلطان ابراہیم یہ اولاد مین میر سید
علاء الدین جونپوری متذکرۂ دفعہ ۲ کے ہین چونکہ ہر علم و فن مین یکتاے عصر تھے لہذا بادشاہ نے بلحاظ اونکے فرہنگ
دانش کے اپنا وزیر مقرر کیا بقول وزیرے چنین شہریار را چنان ⁂ جہان چون نگیرد قرار چنان ⁂ چنانچہ بتصدیق اسکے
عبارت کتاب منبع الانساب کی یہ ہی ⁂ از فرزندان میر سید علاء الدین جینپوری اند در حق ایشان مخدوم جہانیان
فرمودہ بودند کہ میر شو و پیر شو و وزیر شو والدۂ ایشان عرض کرد کہ حضرت این دعا کردند لیکن این لفظ وزیر شو در حق
ایشان چرا فرمودند مخدوم جہانیان فرمودند کہ من لوح محفوظ را دیدہ گفتہ ام آخر ش ایشان وزیر سلطان ابراہیم شاہ
شرقی شدند سید نجیب اند دفعہ ۴ ⁂ ذکر سادات مدرسہ المشہور بمدرسہ ضلع فیض آباد اسی بادشاہ کے وقت
مین آکر بحصول معافی مسکن گزین ہوئے بتائید اسکے مؤلف منبع الانساب تحریر فرماتے ہین کہ سادات مدرسہ کہ
متصل صوبۂ اودھ است مشہور باسم بمدرسہ ہست و حضرت شاہ محمد غوث گوالیری النسب این ہر دو بمیر اسمعیل اعرج بن جعفر

امام جعفر صادق علیہ السلام منتہی میشود و در سلسلۂ شطاریہ نام حضرت محمد غوث گوالیری مشہور ست قبر ایشان در گوالیار ست بالفعل موضع بہدرسہ ضلع فیض آباد مین ہی سادات یہان کے نسبا و حسبا اہل اعتبار سے ہین دفعہ ۸ ذکر سید مسعود المعروف بہ شاہ سید و بحوالۂ منبع الانساب از فرزندان سید حمزہ بن حامد متذکرۂ دفعۂ بالا غرہ سلطنت ابن شاہ مین پہلے زمرۂ امرایان منصوب ہوئے بعد اوسکے بعہدۂ صوبہ داری الہ آباد و کڑہ و مانکپور و کوڑہ کے مامور ہو کر مدت تک انصرام کام عہدۂ صوبہ داری کا کرتے رہے نقل ست کہ ایشان بتقریب انتظام ملکت فیما بین کڑہ و مانکپور مع لشکر نزول داشتند ہمان روز عرس حضرت شاہ نور قطب عالم پیر حضرت مخدوم شاہ حسام الحق قدس سرہ العزیز بود ❊ قوالان سرود میکردند و فقیران برقص و سماع محو بودند دریان سید مسعود اینچنین مجلس نفرا دیدہ ہنگام حضوری نقلہا کردند کہ قوالان می سرایند و مشایخان رقص میکنند اینہم از راہ تمسخر فرمودند کہ ماہم رقص مشایخان خواہم دید ہنگام حضوری مجلس سماع بہ تبسم آمدند حضرت مخدوم قدس سرہ رقص کنان نزد ایشان رسیدہ آستین مبارک خود بر روئے حضرت شاہ سید و مالیدند بمجرد مس آن بیخود شدند ہیچگہ قدری افاقہ شد نوکران را جواب داد و ہمہ مال و اساس خود بدروازۂ حضرت مخدوم قدس سرہ ایثار کردند و استعفاے منصب نوشتہ خود را در راہ خدا افگندند مخدوم قدس سرہ ایشان را بدروازۂ خود نشاندند شش ماہ بدروازۂ دیگر آمد و رفت کردند و ایشان یک چلہ کہ عبارت از شش ماہ بودہ بدروازہ نشستہ گذرانیدند بجای بول و غایط ہم نہ برخاستند چنان محویت بود کہ مدت شش ماہ معلوم نشد کہ کدام جانب رفت بعد انقضاے این مدت مخدوم قدس سرہ بطرف شاہ سید و آمدہ دست ایشان گرفتند و فرمودند کہ برخیز اے سید و کار تو باتمام رسید نقل ست کہ روزے شاہ سید و پیش حضرت مخدوم قدس سرہ نشستہ بودند کہ وقت نماز ظہر رسید خواستند کہ برای نماز برخیزند مخدوم قدس سرہ فرمودند کہ بہ نشینید باز بوقت عصر استادند باز ارشاد و فرمان شد کہ بہ نشینید و فرمودند کہ اگر نشستہ کار تو باتمام رسد چرا تکلیف ظاہری کشی باز نشستند بعدہ وقت مغرب رسید مخدوم قدس سرہ فرمودند کہ یا سید و برخیز و نماز ادا کن ایشان بر مصلا ایستادند محویت چنان متجلی شد کہ از نوشتن بیرون ست بعدہ شاہ سید و این مصرع جوئی شراب بر سر سجادہ میخوا خواندند ❊ بجواب آن مخدوم قدس سرہ فرمودند ❊ سید و کہ مست ماست چہ بر جادہ میرود ❊ ایشان از طرف قبلہ پشت کردہ سجدہ بطرف مخدوم قدس سرہ کردند نقل ست کہ بروز عید پوشش بجانہ مخدوم قدس سرہ نبود کہ او را پوشیدہ برائے نماز روند طالبی قبای نذر بہ مخدوم قدس سرہ آوردہ آنرا استر و پنبہ و ابرہ جدا کردہ ابرہ بحضرت مولانائے کالو و استر بحضرت شاہ سید و دادند و پنبہ خود پوشیدند مولانائے کالو گفتند کہ از کفر می ترسم گر ترا الٰہی الٰہی حضرت شاہ سید و بجواب آن فرمودند حاجی نگہ باقی ست گر مرا اینجا چہ دخل ست حسام خداست حسام رسول ست ہر چہ ہست حسام ست بعد از چند مدت حضرت شاہ سید و بحصول خلافت صاحب ولایت فتحپور شدہ رخصت شدند وقتیکہ رخصت شدند یک بوریا در بغل و یک سبوچہ در دست بود ہنگامیکہ آنجا رسیدند بعالم دولت طوائفیکہ ملازم ایشان بودہ دچار شدہ احوال ایشان دیدہ آب در چشم بگردانید گفت

گرامی سید و شاہ الیہ شدید چون ایشان این سخن شنیدند بسیار رقص کردند کہ الحمد للہ منسوب باسد شدیم بعدہ در فتحپور اقامت
کردند احوال ایشان لاتعد و لاتحصے ست نقل ست کہ منکوحۂ ایشان بر سر پسر خود کاکلے بہ نیت سالار مسعود غازی بہ داشتہ
چون ایام عرس و میلہ نزدیک رسید با حضرت شاہ سید گفت کہ من نیت بزرگوار مذکور کردہ ام و میخواہم کہ چیزی بدست رسد
تا این بچہ را براے زیارت فرستم حضرت شاہ سید فرمودند کہ بچہ را چرا تکلیف میدہی من آن بزرگوار را پیش تو میطلبم او باور نکرد
آخرش یکپاس شب نگذشتہ بود کہ روح حضرت سالار مسعود غازی حاضر شد گفت کہ سید ورا تکلیف نباید داد نذر تو قبول
کردیم ہمین طور ہزارہا احوال آنحضرت ست تا کجا بیان کنم بیان مؤلف وسط آبادی فتحپور مین درگاہ آپکی ملقب
صاحب ولایت حاجت روا و زیارتگاہ خلق اللہ ہو اکثر سکنائے وہان کے داخل سلسلۂ بیعت ہو کر نور باطن سے
منور ہوئے علی الخصوص باشندگان کوٹ تحصیل ککوبر دستند کرۂ دفعہ ۸۴ پہلے اسی خاندان کے مرید تھے جب اولاد پسری
باقی نرہی اور اولاد دختری نے مذہب امامیہ کیا تب وہ سلسلۂ بیعت کا بالکل منقطع ہوگیا ذکر اعقاب آنحضرت عرصے
آپکے فرزند و نہین کوئی پایا نہین جاتا جب تک شاہ امین الدین صاحب زندہ رہے وہ سلسلۂ بیعت خاندانی اونکا جاری
و ساری رہا چونکہ شاہ صاحب کوئی اولاد پسری نرکھتے تھے ایک دختر اونکی ایک سید ساکن امروہا کے ساتھ منسوب تھی
منسوب الیہ بظاہر سنی اور فی الواقع اثنا عشری تھے اونکی اولاد ساکن کنورپور پرگنہ لنبدکی ہو کر اپنے باپ کے مذہب
پر رہے جب لوگون کو حال اونکے تقیہ کا دریافت ہوا تو سلسلۂ تعظیم و تکریم کہ رسمی تھا جاتا رہا اور جو معافی بابت اس تکیہ
معتقدون نے دی اونسے منتزع کرکے اونکے خادمون کو دیدی چنانچہ کوٹ مین جو اسطرح کی معافی تھی خادم حسین کو
جو قدیم سے اون لوگون کے خادم مشہور تھے دے ڈالے اور وہ معافی جو منجانب بادشاہ دہلی واسطے صرف درگاہ و اعزا
کے معین تھے وہ اب بھی منجانب گورنمنٹ انگلشیہ بحال و برقرار ہے مگر جو لوگ اپنے تئین رشتہ داران درگاہ مین جانتے
ہین محاصل معافی وجہ معافی مین صرف نکرتے گئے چنانچہ چند مرتبہ محاصل ایک ایک و دو دو سال کا صاحب کلکٹر بہادر ضلع
فتحپور نے ضبط کرکے مرمت درگاہ شریف کی کرادی اور جب کبھی وہ لوگ واپس دخل و تصرف پاگئے تو محاصل اوسکا خود
کھاگئے دفعہ ۸۶ ذکر آبادی فتحپور کی جواب ضلع ہی یہی دو حضرات باعث ہین ایک حضرت شاہ سید صاحب
ولایت دوسرے شیخ نظام الدین جنکا سلسلۂ انساب پدری حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے جو عشرۂ مبشرین مین داخل ہین
منتہی ہوتا ہی اور سلسلۂ بیعت پیران طریقت حضرت مخدوم جہانیان سے اور منجملہ فرزندان شیخ نظام الدین کے دو شخص
ایک مخدوم شاہ قطب الدین دوسرے مخدوم شاہ فخر الدین نہایت صاحب حال گذرے وہ شیخزادگان ہاجری محلہ سملات
فتحپور انہین دونون صاحب کے اولاد مین ہین بالفعل ونہین سے مولوی ارشاد علی موجود ہین یہ بجرم جناب ٹکر صاحب
بہادر جج فتحپور مشتبہ ہو کر مشتہر ہوئے سنہ ۱۸۵۸ عیسوی بمقام بنارس مدار بخش برقنداز نے گرفتار کیا آخر بعدم ثبوت جرم
رہائی پائی مگر جائداد ضبط ہوگئی دفعہ ۸۷ ذکر حضرت نصیر الدین پنڈوی انکو تلمذ علم ظاہر و باطن اپنے

ماموں حقیقی شاہ نور قطب عالم پنڈوی سے ہی حالات مجاہدات نفسی انکی بہت ہین بعد سلطنت ابراہیم شاہ بحصول خرقہ خلافت
صاحب خدمت مانکپور کی ہوئی اور ایک عالم کو اپنے نور باطن سے منور فرمایا تاریخ ولادت و وفات معلوم نہین ہوئی بعہد
خانقاہ جانب پورب ایک ٹیکرے پر آسودہ ہین دو قبرین اندر ایک گنبد پختہ کے زیارتگاہ خلائق ہین اور واسطے حل مشکلات
کے تین کوڑی کی شیرینی پر عموماً فاتحہ دیکا کرتے ہین تخصیص ان تین کوڑیونکے کسی ثقات کے بیان سے معلوم نہین ہوئی
سنہ ۱۸۷۰ عیسوی کی طغیانی بارش مین گنبد روضۂ مبارک کا گر گیا ہی صرف حصار باقی ہی بالفعل احاطہ درگاہ گورغریبان ہی
چونکہ ہم نان خانقاہ اوس خاندان کے قدیم الایام سے خادم رہے ہین لہذا اب بھی احاطہ درگاہ شریف کا اہتمام متعلق
صاحب سجادہ و اہل خاندان خانقاہ مانکپور کے ہوا ہے ڈگری بھی اوس جز کے بندوبست سے حاصل ہی دفعہ ۸۸

ذکر حضرت مخدوم شیخ شاہ حسام الدین صاحب ولادت مانکپور ابن حضرت مولانا خضر المشہور مولانا
خواجہ دانشمند متذکرہ دفعہ ۹ ابن مولانا جلال الدین متذکرہ دفعہ ۴۳ ابن مولانا اسمعیل قریشی متذکرہ دفعہ ۴۲ عبارت
اخبار الاخیار شیخ حسام الدین مانکپوری مرید و خلیفہ شیخ نور قطب عالم از اعیان مشائخ وقت خود بودہ و عالم بعلم
شریعت و طریقت او را ملفوظات ست رفیق العارفین کہ یکے از مریدان او جمع کردہ دران مرقوم ست کہ مریدان نسبت
بہ پیران بشابہ پیوند اند از جامہ ولیکن مرید صادق حقیقی کہ در گفتہ پیر رود مثل پیوند سفید ست بر جامۂ سفید کہ شستن جامہ
شستہ شود و ہم سفید گردد و ہمچنان ہر فیضی کہ بہ پیر رسد بر وہم رسد و ہم برخورداری گیرد و کسی کہ بگفتہ پیر نرود او مرید
رسمی ست او ہمچو پیوند سیاہ است بر جامۂ سفید اگرچہ فیض پیر او ہم پیدا اما چندان نفع نباشد و برخورداری کم بود و درحق مریدان
رسمی ہمین ست اگر نیک اند از ایشان دانند و اگر بد اند بد ایشان بخشند این دولت اندک نیست ہمہ حال پیرامی باید
فرمان شد روزی مجلس مردمان نشستہ بودند ناگاہ غوکی بر جست نزدیک مجلس افتاد مردی از او دیگر بجست تمام مجلس برخستند
شد و نشستند از غوک چہ تیر سیدی گفت از غوک نمی ترسم اما این می ترسم نباید کہ عقب او ماری باشد پس اگر درویشی ناقص
سلوک مستقیم و صحیح دارد از و خبر شد کہ جنبانیدن در جنبانیدن او ہمہ پیران سلسلہ بجنبد فرمان شد و نظر بر بودن بہتر بود
سر خود ماندن چنانکہ شتری در بیابان ہیچ بیموش گشت ای شتر آن گشتہ و باش شتر گفت از آن تو شدم تا روئے
برگ درختی میخورد و مہار بر شاخی آویختہ شد شتر در ماند موش را یاد آورد موش پیدا شد و موشان دیگر جمع آورد و مہار شتر
بریدہ شتر خلاص یافت بیت بعض پیران کہ شیران شکاری بودند در ینہ خواستند از موشی بہ ہی ٭ فرمان شد سالک
از ذکر عاشق گردد و از فکر عارف فرمان شد فیض آلہی ناگاہ رسد ولیکن بر دل آگاہ رسد پس سالک منتظر باید بود تا از
پردۂ غیب چہ کشاید فرمان شد فراق کجاست یا اوست یا نور اوست یا پرتو نور اوست فرمان شد درویشی بر درویشی رسید
بیرون خانہ بود ناگاہ آن درویش گفت اللہ صاحب خانہ آستینے بر روی زن خود کشید و پردہ کرد زن او را از سر کار پرسید
گفت دران زمان کہ او آمد و یگانہ بود و ہیچ خبر از خود نداشت چون اللہ گفت بیگانہ شد با خود باز آمد فرمان شد کہ بعد از

خلافت تا ہفت سال فقر دیدم و فاقہ کشیدم چون گرسنگی میگرفت آب میخوردم و مشغول میشدم روزی یکی از فرزندان
گرسنہ شد بر من آمد و گریہ کرد این مقدار از زبان من بر آمد مصرع اے عجبا چون تو لی ہیچ منی دانہ بس * پس شخصے یک
طبق طعام فرستاد کہ او ہرگز برای ما چیزی نفرستادہ بود دیگری از تنبل من ماش فرستاد ند چندان پشیمانی
حاصل شد کہ از برای چہ این مقدار از زبان من برون آمد بر خود زجر با کردہ شد فرمان شد کہ من بیشتر کتابہا یاد داشتم
چون بپابوس شیخ رسیدم ہمہ آن فراموش شد اما علم دارم از ان خوبتر فہم میشود اگر کسے خواہد تمام ہدایہ یعنی سلوک
گفتہ آید فرمود خدمت والد در ابتدا از من میرنجیدند کہ ترک علم کردہ است این سخن بہ قطب عالم رسید فرمود درویش
میخواہد کہ در تیغ خویش دارد و دانشمند میخواہد کہ در تیغ خویش بدارد پس مرد آنست کہ ہر دو کار بکند از ان روز باز چیزے
گفتہ می آید ہیچ یاد نیست وقت گفتن فہم میشود و گفتہ می آید و بعد از ان الماء بحالہ والحل بحالہ بودگی و چند بود کہ تمام
الحمد نفتن ممکن نبود چون اللہ اکبر می گفتم بیتاب می گشتم بحدی کہ بعضے مردم افسوس میخوردند کہ پسری دانشمند دیوانہ شد
بعد از ان بہ قصد ملازمت قطب عالم بر آمدم در ہر منزل در جواب میگفتند کہ من برابر تمام غم میخورند چون در کشتی وارد شدیم
درویشی ژندہ پوش نیز با ما سوار شد چون کشتی از آب بر آمد آن درویش در آب او فتاد کس از حال او خبردار نشد چون بہ
پنڈوہ رسیدم پابوس حضرت حاصل کردم دیدم کہ میان صورت ایشان و صورت آن درویش ہیچ فرق نیست دانستم کہ
ملایک سپاہ اند * در رہ کشف از کشفی کم نیند * فرمان شد کہ من در ابتداے حال ہر روز پانزدہ سیپارہ قرآن میخواندم
بعد از اوراد بامداد شروع میکردم تا نماز چاشت تمام میشد تفسیر مدارک حاضر می بود اگر جاے معنی توقف میشد در تفسیر
می دیدم ذوق بسیار حاصل میشد روزی ہاتف آواز داد کہ خوب میخوانی چنانچہ باید میخوانی فرمان شد کہ [illegible]
کہ تلاوت قرآن ترک نکنند الا اقل یک سیپارہ ہر روز بخوانند فرمان شد درویش را چہار چیز می باید دو درست و دو شکستہ
دین درست یقین درست پاے شکستہ دل شکستہ فرمان شد الطمع مرض والسوال سکرات والشبع موت فرمان شد
کہ دنیا ہمچو سایہ است و آخرت ہمچو آفتاب ہر چند کسے جانب سایہ رود گرفتن نتواند و چون سوی آفتاب رود سایہ خود از
او روان شود فرمان شد کہ چنان شیرین نشوید کہ مردمان بلیسند فرمان شد آمیختہ ہمہ کس باش آویختہ کس مباش فرمان
شد مرید بعد از ارادت با حریفان کہنہ نشست و خاست نکند کہ از راہ برند و خلل در کار افتد و در دہلیز نشیند کہ مردم شیطان
صفت بیایند و از راہ ببرند - بحوالہ رفیق العارفین حضرت شاہ نور قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ نے مخدوم شاہ حسام الدین کو
بعد تکملہ تمام پنڈوہ شریف سے دہلی لیجا کر بہ مجمع علماے کرام و مشایخ عظام بیرون دروازہ درگاہ سلطان المشایخ
باعطاے خرقۂ خلافت سرفراز فرمایا اور دستار امتیاز کے اپنے دست مبارک سے مخدوم صاحب کے سر پاک پر باندھا
ولایت مانکپور پر مامور فرمایا بیت ہزاران درود و ہزاران سپاس * کہ گوہر سپردہ بگوہر شناس * کسی نے عرض
کیا کہ مانکپور کے صاحب خدمت حضرت نصیر الدین آپکے ہمشیرہ زادہ ہین اجتماع دو صاحب ولایت کا ایک جا محال ہے

ارشاد و فرمان ہوا نصیر تا نصیر و حسام تا قیام اور یہ بھی ارشاد و فرمان ہوا کہ ای حسام الدین شمشیر برہنہ بہ تو دادم تو
سیف اللہ ہستی ہر کہ از زندش بریدہ گردد تب بحصول شرف دستوری دہلی سے مانکپور مین تشریف لائے اور مسند سجادگی
رشد و ارشاد پر جلوس فرما کر ہر خاص و عام انام کو اپنے فیض عام سے مالا مال فرمایا اور علم باطن کو ساتھ علم ظاہر کے ایسی
تطبیق دی کہ کسی مشایخ و عالم اوس عصر کو بجز تسلیم کے مقام چون و چرا کا باقی نرہا اوسوقت سے آجتک جسقدر عالم
و مشایخ گذرے آپکے ارشاد کو بطور تمسک کے استدلال کرتے ہین اہل باطن فیضیاب مزار پر انوار سے اسوقت تک
ہوتے ہین ایک ادنے تصرف کرامت آپکا یہ جاری و ساری ہی کہ ہر صالح و طالح جو اردرگاہ شریف کا خاتمہ بخیر ہوتا ہی
یہ مؤلف بھی مترصد اسی عنایت با برکت کا ہی بمصداق اسکے ؎ گو برا ہون یا بھلا جیسا ہون مین ٭ سگ تیرے
ہی در کا کہلاتا ہون مین ٭ دفعہ ۹۰ مولد و مسکن و تاریخ و جاے وفات حضرت مخدوم صاحب مکان
مسکونہ شاہ محمد محسن صاحب جو خانقاہ سے ملتصق جانب پورب ہی اور جاے نشست خانقاہ خاص جو اب مملوکہ
و متروکہ و مرکز شاہ محمد اسمعیل سجادہ نشین اس مؤلف کا ہی تھا یہ دالان خانقاہ ان مخدوم صاحب سقف بچھاونی
کھپریل تھا ٭ مجھے خوب یاد ہی کہ ایک مرتبہ بروز عرس ہنگام شب بمقام خانقاہ شریف شاہ محمد پناہ عطا صاحب
مرحوم مغفور سجادہ نشین سابق سلون فرماتے تھے کہ مین نے اپنے پیران طریقت سے عن عن کرکے سنا کہ یہ مقام
جہان مین اسوقت بیٹھا ہون مقام نشست گاہ مخدوم صاحب کا ہی جب مین یہان بیٹھکر سماع کرتا ہون بہت
کیف ہوتا ہون سبحان اللہ ؎ بر زمینیکہ نشان کف پاے تو بود ٭ سالہا سجدہ صاحب نظران خواہد بود ٭ وہ مقام
اب جانب پچھم ملتصق دریچی خانقاہ ہی تاریخ وفات چہاردہم ماہ صیام ۸۵۳ سنہ ہجری مطابق ۱۴۴۹ سنہ عیسوی مادہ تاریخ
شمع تجلی ثانی ؎ بملک لم یزلی پاے برد شاہ حسام ٭ قطعہ تاریخ ثالث چون حسام الدین شہ ہر دو سرا ٭ رفت
ہر خانہ فردوس برین ٭ گفت سال انتقال او خرد ٭ ہادی مشکلکشا مطلوب دین ٭ یہ مادہ تاریخ مفتاح التاریخ سے
ہو معلوم نہین کہ اسکے مصنف کون ہین لیکن اسمین زائد ہین یہ بالکل غلط ہی آپ زندہ رہے اسی برس سے کچھ زیادہ
شب چراغان شب پانزدہم اور روز گاگر کا پانزدہم ماہ رمضان المبارک ہی وجہ تسمیہ گاگر نقل ہی کہ بیوم عرس حضرت
شاہ علاء الحق پنڈوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت شاہ نور قطب عالم قدس اللہ سرہ مجلس سماع مین بحالت تواجد تھے اوس
حالت مین مہتمم لنگر خانہ ملتمس ہوا کہ آب کشان کار خانہ کسی وجہ سے غیر حاضر ہین لہذا پخت طعام غیر ممکن ہی باصغاے
اسکے اوسی حالت مین فرمایا کہ اپنے پیر کے عرس کا جو کھانا پکتا ہی اوسکا آبکش یہ فقیر ہی اوٹھ کھڑے ہوئے اور سماع
کرتے ہوئے لنگر خانہ چلے گئے اور کوئی ظرف گلی اوٹھا کر اپنے سر پر رکھ لیا جب یہ حال لوگون نے دیکھا تو سب لوگون
نے ایک ایک ظرف واسطے پانی بھرنے کے لے لیا اور ایک تالاب سے پانی بھر لائے اور مجلس سماع کی برابر قائم
رہی بعد انفراغ اس مجلس کے آپنے فرمایا کہ اس پانی بھرنے کی حالت مین جو کیفیت ہمکو سماع مین ہوئی کبھی

نہین ہوئی ارشاد و فرمان ہوا کہ بسال آئندہ پھر پانی بھر یگے دوسرے سال ظروف گلی چھوٹے چھوٹے جسقدر گاگر کھتے اوٹھا لیے گئے اور آپنے سماع کرتے ہوئے پانی بھرا پھر اوسیطرح پر متلذذ ہوئے جبسے تا حیات اپنے یہ عمل
کرتے رہے جب اونکا انتقال ہوا تو مخدوم شاہ حسام الدین قدس سرہ بھی پابند طریقہ اپنے پیر کے رہے بعد وا الآن
کما کان اونکی اولاد ایک دوسرے کی مقلد چلی آئی انتقال آپکا بعہد سلطنت سلطان محمود شرقی اور سلطان علاؤالدین
بادشاہ دہلی کے ہی اور درگاہ آپکی اندر حلقۂ خانقاہ مانکپور کے زیارتگاہ خلق اللہ ہی اور مزار مولانا خواجہ دانشمند آپکے والد
ماجد کا ملصق آپکے مرقد کے جانب پورب ہی رضوان اللہ علیہم اجمعین دفعہ ۹۰ ذکر فرزندان مخدوم قدس سرہ
اول شاہ فیض اللہ بفحوای الولد سر لابیہ سجادہ نشین اپنے پدر بزرگوار کے ہوئے اور فیض رشد وارشاد علی الظاہر وباطن
کا ایسا سایہ فگن ہوا کہ اکثر لوگ مرتبۂ ابدالیت اور قطبیت پر فائز ہوئے اور اولاد کی کثرت ہوئی تفصیل انکی خاندان
واعقاب کی دفعہ آئندہ مین ہوگی تاریخ وفات وتعداد سن معلوم نہین مزار آپکا جانب پچھم مرقد مخدوم قدس سرہ
واقع ہی دوم شاہ بڈہ کیفیت رشد وارشاد انکی کسی کتاب سے معلوم نہین ہوئی مگر اسقدر بزرگون سے معلوم
کیا کہ انکو شوق موسیقی کا زیادہ تھا اور یہ فعل خلاف مخدوم قدس سرہ تھا شجرۂ انساب مین لکھا ہی کہ آپ لاولد تھے
قبر آپکی زیر تابدان جانب پورب درگاہ مخدوم صاحب کے واقع ہی سوم مولوی شاہ محمود المعروف شاہ تہن بعد
انتقال مخدوم قدس سرہ ۸۶۳ سنہ ہجری مین بعمر پنجاہ سال بطور سیاحت مانکپور سے نکلے اور ضلع غازیپور خاص مین
پہونچکر مقیم ہوئے نصیر خان لوحانی حاکم غازیپور بواد ید کمالات صوری ومعنوی آپکے معتقد ہوکر مرید ہوا اور بذریعہ
عرضداشت بحضور شاہ دہلی آپکو بعہدۂ میر عدل مامور کرایا باصغاے اسکے اونکے صاحبزادے شاہ محمد حاکم اپنے باپ
کے لانے کو غازیپور گئے نصیر خان لوحانی نے آنے ندیا مجبور مانکپور واپس آکر ایک بہن ناکتخدا کو اپنی قوم مین
شادی کرکے مع اپنی والدہ کے بحضور پدر بزرگوار چلے گئے انتقال شاہ محمود کا ۹۰۰ سنہ ہجری مدفن غازیپور رہا
چونکہ شاہ محمد حاکم مانکپور سے ناکتخدا گئے تھے لہذا شادی اونکی شیخ حبیب صدیقی ساکن زمانیان کے دختر سے ہوئی
زمانیہ ایک قصبہ ہی آبرو ندی گنگا غازیپور سے سات کوس پر واقع ہی بطن اوس دختر سے چار پسر اور دو دختر متولد ہوئے
اول شیخ محمد دوم شیخ جمال سوم شیخ حسن چہارم شیخ احمد پسران سماۃ جنو بی بی وخوبان بی بی دختران قرابت
ومصاہرت انکی بخاندان امجد شیوخ وسادات اوس جوار کے دقتا فوقتا ہوتے چلے آئے ازانجملہ شیخ عبد اللہ
صاحب فرزندان شاہ محمود رحمۃ اللہ علیہ کے محلہ قاضی ٹولہ منحملات تعلقہ غازیپور راہل اعتبار سے ہین سلسلۂ پدری اونکا
یہ ہی ہو شیخ عبد اللہ بن شیخ حسام حیدر بن شیخ غلام صفدر بن شیخ غلام حیدر بن قاضی محمد حاکم ثانی بن قاضی برکت اللہ
ابن قاضی شہر اللہ بن قاضی جار اللہ بن قاضی محمد قاسم بن قاضی حسن بن قاضی محمد حاکم بن میر عدل مولوی شاہ
محمود عرف شاہ تہن بن قطب الاقطاب صاحب ولایت مخدوم شاہ حسام الدین مانکپوری تا عمر فاروق رضی اللہ عنہ

تفصیل ہر ایک کی باعث تطویل کتاب ہو ہر کیف طہارت نسب ان لوگون مین کوئی شک نہین کیونکہ قرابت انکی بافضل خاندان اماجد و رؤسائے جوار قابل اعتبار سے ہو ایسی صورت مین اگر خانقاہ مانکپور کے لوگ بلحاظ سلامتی ان لوگون کے ساتھ قرابت کرین تو کوئی مضایقہ نہین شیخ عبد اللہ چند مرتبہ مانک پور تشریف لائے اور میلان شجرۂ انساب کا یہان کے شجرۂ انساب سے کرکے بیعت آبائی برادرم شاہ محمد اسمٰعیل سجادہ نشین کے ہاتھ پر کی اور دو وقتہ اونکو غازیپور لیگئے ۔ برادرم محمد اسمٰعیل مجھ سے بیان کرتے تھے کہ شیخ حسام حیدر پدر شیخ عبد اللہ سے چند عرصے تک ملاقات رہی اور کیفیت وہان کی لوگون سے انکی وصلت و مصاہرت کی دریافت ہوئی بیشک انکے طہارت نسب مین کوئی شک نہین اور انکے پاس بقدر تین ہزار سالانہ منافع کی زمینداری ہو ۔ شیخ محمد علی خلف شیخ عبد اللہ قریب ایکسال بغرض اکتساب علم مانکپور مین رہے بالفعل معلوم ہوا کہ شیخ عبد اللہ نے انتقال فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون دفعہ ۱۹ ذکر راجی حامد شہ چراغ خاندان گردیزیہ مرید و خلیفہ ہین مخدوم شاہ حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ کے بحوالہ کتاب نسابان و اخبار الاخیار سلسلۂ انساب یون رہی یہ ہو راجی سید حامد شہ بن راجی سید راجہ شہ بن راجی سید عزیز الدین بن سید شہاب الدین ثانی بن سید حسام الدین بن سید شہاب الدین گردیزی متذکرۂ دفعہ ۳ نقل ہو کہ ایام شباب مین طریقہ آپکا سپاہیانہ تھا مگر گاہ گاہ صحبت بابرکت حضرت مخدوم قدس سرہ مین حاضر ہوا کرتے تھے آخر اثر اوسکا یہ ہوا کہ طبیعت آپکی طرف تصفیۂ باطن کے متوجہ ہوئی تھوڑے روز نگذرے تھے کہ بسلسلۂ ارادت در آئے مخدوم قدس سرہ کو آپکے ساتھ ایسے تحاشی تھے جیسا کہ سلطان المشایخ کو ساتھ امیر خسرو دہلوی کے اس توجہ و التفات نے تمام مریدون و خلفاؤن پر بالا کر دیا بعد تکملہ تمام جونپور کے اہل خدمت ہوئے وہ مقام دار العلم تھا وہان کے معتقدون نے مسائلے پوچھنا شروع کر دیے چونکہ علم ظاہر نہ تھا لہذا مجبور ہو کر واپس خدمت پیر ہوئے ارشاد و فرمان ہوا کہ پھر جاؤ تمھارے ساتھ روح حضرت امام ابو حنیفہ کی ہو چنانچہ جواب مسائلہ طہارت آپ یہ فرمایا ۔ دیکھ کے ۔ چیکھ کے ۔ سونگھ کے ۔ اصطلاح پر بہت سے حالات ہین پھر تو بڑے بڑے عالم اور دانشمند علی الخصوص حسن طاہر علامۂ عصر داخل سلسلۂ حسامیہ ہوئے نقل ہو کہ مافی الضمیر ہر حضار مجلس بہ تقریر اپنی سرگذشت میں بیان فرماتے تھے تاریخ ولادت معلوم نہین تاریخ وفات ۹۰۰ سنہ ہجری نقل ہو کہ سو برس بعد انتقال کہ بیخ درخت نیب کی اندر مزار کے پہونچ گئی اوسی راہ سے ایام برشکال مین پانی اندر قبر کے گیا اونکی اولاد نے متواتر خواب دیکھے اگرچہ کھودنے قبر مین انواع بحثین تھین لیکن جب تعبیر ہوا تو بمجبوری لاش نکالی گئی بجنسہ نکلی کہین سے بوسیدہ نتھی ۔ بعد موئے و ناخن تراشنے و تبدیل کفن مجدد پھر مدفون ہوئے وہ تبرکات ابتک پاس پیر حسین علی جو انکے فرزندان مین ہین موجود ہین اور لوگ اوسکی زیارت سے مشرف ہوتے ہین مؤلف نے خود دیکھا کفن اور پیراہن چشتی دیسی کپڑے کا ہو کفن تو کچھ بوسیدہ ہو مگر پیراہن مضبوط ہو ۔ اکثر لاشے امرا و ملوک جار اشریف کے بجنسہ

عقیدت اگروالی درگاہ شریف مین مدفون ہوئے ٭ آخون درویزہ افغان آپکے ایک خلفاؤ مین ہین اور تمام افغانستان مین اونکا سلسلہ جاری ہو باقی تذکرہ آپکے اعقاب کا دفعات آیندہ مین ہوگا دفعہ ۹۲ ذکر شیخ کمال الدین المعروف مولانا کالو یہ بھی خلیفہ و مرید مخدوم قدس سرہ نہایت صاحب ذوق و شوق تھے قبر اونکی بمقام کرہ متصل سرا واقع ہو فرزندان اونکے موضع رکن پور پرگنہ کرہ مین ہین زمینداری اونکی لالہ ہر سہائے و رام سہائے پسران لالہ بھاگ سہائے نے نیلام مین خریدکے اب اولاد اونکی بطور کاشتکار ہو ازانجملہ شیخ نادر علی مع اپنے برادران و فرزندان کے موضع مذکور مین قائم ہین و میر باقر علی کتاب فروشی کرتے ہین اور برشتہ مصاہرت قاضی پور پرگنہ ہنگام مین رہتے ہین مگر عرصے سے ان لوگون مین کوئی فضل و کمال ایسا نہین ہوا کہ انکا ذکر و سلسلۂ انساب پدری تحریر کیا جائے دفعہ ۹۳ ذکر شاہ سید خان رحمۃ اللہ علیہ سلسلۂ انساب پدری آپکا یہ ہو شاہ سید خان بن سید حسین بن سید محمد بن سید احمد اصفہانی بن سید جعفر حرم پوش ابن سید فخر الدین بن سید محمود بن سید ابراہیم بن سید حسین بن حضرت امام نقی رضی اللہ عنہ تا علی مرتضی کرم اللہ وجہہ سید لعل محمد قطبی ملفوظ قطبیہ مین احوال تشریف آوری سید السادات رفیع الدرجات شمع بزم ہدایت مہر سپہر ولایت واقف اسرار ربانی میر سید محمد اصفہانی کا بولایت دہلی یون ارقام فرماتے ہین کہ سید محمد اصفہانی بخلفشار ہلاکو خان از اصفہان مع اہل و عیال جلاے وطن گردیدہ عازم ہند شدند ہنگامیکہ بدہلی رسیدند از نصیر الدین محمود چراغ دہلی معتقد گردیدہ بسلسلۂ بیعت حضرات چشت درآمدند و خرقہ پوشیدند و ہمان حالت نقد و جنس کہ ہمراہ داشتند در راہ خدا ایثار کردند شمارش بدرویشان اکمل بودہ ازانجا بحکم مرشد بہ کرہ آمدہ توطن اختیار کردند قبرش بہ پہلوے مسجد بازار ست و اولاد امجادش بموضع منڈوا پرگنہ ہنگام ضلع فتحپور اند صاحب منبع الانساب اسقدر باضافہ عبارت ارقام فرماتے ہین ٭ گلستان ارم محلہ ایست باصفہان ازانجا در ہند تشریف آوردند ٭ شاہ سید خان نبیرہ اونکے بعد اکتساب علم ظاہر باتباع سنت آبائی طرف مجاہدۂ نفس و تصفیۂ باطن کے متوجہ ہوئے شدہ شدہ حاضر خانقاہ حسامیہ مانکپور ہوکر مثل شاہ سید و صاحب متذکرۂ دفعہ ۸۰ مرید و خلیفہ ہوئے حالات انکے فضل و کمال کے بہت ہین ازانجملہ ایک نقل یہ ہو کہ عارضۂ وبا مانکپور مین کثرت سے تھا ارشاد پیر ہوا کہ اس بلاے ناگہانی کو جو نازل شہر ہو سلب کرو آپ متوجہ بسلب ہوئے اور اوسیمین انتقال کر گئے قبر اونکی زیر دیوار درگاہ مخدوم صاحب جانب پورب واقع ہو جب کبھی یہ بیماری اس جوار مین آتی ہو تو لوگ اونکی قبر پر نقارہ بجاتے ہین اور گوڑ دھنیا یعنی قند سیاہ و گندم بریان مخلوط کرکے چڑھاتے ہین اور جبسے اس عارضے کو شاہ سید خان نے سلب کیا ہو تبسے یہ بیماری اول تو مانکپور خاص مین نہین ہوتی اگر ہوئے تو معدودی چند ضائع ہوئے وجہ تسمیۂ منڈوا نقل ہو کہ کسی امر خاص مین شاہ سید خان اور سید موسی و سید عیسی سادات قطبیہ سے ملال واقع ہوا چونکہ

ہر دو سادات قطبیہ اہل تمن و رئیس شہر تھے شاہ سید خان صاحب بغیر سلوک اونکے قیام اپنا کڑہ مین دشوار سمجھے لہذا
اپنے پیر سے مستدعی سفارش ہوئے ہنگام سفارش مخدوم صاحب خادم مرسلہ سے سادات قطبیہ نے ملاقات تک
نہ کی یہ امر خلاف مزاج صاحب ولایت ہوا کب ممکن تھا کہ وہ دونون اپنی زندگی سے متمتع ہوتے ارشاد و فرمان
ہوا عیسی دہر پیا ۔ موسی دہر گھونسہ بتاثیر اس دعا کے سید موسی بضرب صدمۂ گھونسۂ ہاتھی و سید عیسی بوجہ گرنے
مسجد کے دبکر شہید ہوئے لیکن شاہ سید خان کو باوجود مرجانے دونون سیدون کے امن نہ تھا لہذا شاہ سید خان
کو کڑہ سے لیجا کر بمقام منڈوا آباد فرمایا تفصیل اس اجمال کی یہ ہی کہ مخدوم قدس سرہ و شاہ سید خان کو بغرض تلاش
ارض مطبوع و تفتیش زمین صالح لیکر چلے جب بمقام منڈوا پونہچے کسی ہنود رذیل یا قوم پاسی کے گھر مانڈا گڑا بیاہ
ہو رہا تھا مخدوم صاحب نے عصا گاڑ کر فرمایا کہ ای سید خان اسجگہ ساکن ہو اور اس منڈوی کے تم دولھا ہوگے
اور اسی نام سے اوسکو موسوم کیا ۔ تب شاہ سید خان نے اوس مقام منڈوا پر ایک چبوترہ بلقب چبوترۂ مخدوم
صاحب تیمنا و تبرکا بنا کر اپنی اولاد کو یہ وصیت فرمائی کہ جب تم مین سے کیسکی شادی بیاہ ہو بغرض حصول برکت
پہلے دولھا و دلھن یہان ہو کر پھر گھر جایا کرین اور تاثیر دعاے مخدوم صاحب سے وہ موضع ہر متمرد و ظالم کے
ظلم سے محفوظ و مامون چلا آتا ہی مگر اب بباعث مذہب امامیہ کے وہ طریقہ رشد و ارشاد کا اوس خاندان مین
جاری نہین ہی الا سید علی اوسط و سید مظہر حسن و سید مزمل حسین و سید محمد عیسی ابنان سید بندہ علی بمشرب ملت آبائی کرام قائم ہین
سلسلۂ پدری اونکا یہ ہی ہو سید علی اوسط و سید مظہر حسن و سید مزمل حسین و سید محمد عیسی ابنان سید بندہ علی بن سید تراب علی بن سید
لطف اللہ عرف پیر میان بن سید دارا باللہ بن سید عارف اللہ بن سید اسد اللہ بن سید باب اللہ بن سید ہاشم بن سید احمد بن
سید ملوک بن سید رحمن بن سید راجہ بن سید ہادی بن سید خان شاہ بن سید حسین بن سید اصفہانی منڈوہ ہیج اسے اس قوم کے دوسری
قوم ما بہ الامتیاز آباد نہین ہو زمینداری تمام و کمال موقت کی بطور جینا پارہ کے ہی شادی بیاہ عموما بستی مین ہی نہین بلکہ تفریق یقینی ہی
کچھ لوگ ایسے ہین کہ خاندان امجد سادات کرویز و قطبیہ مثل مصطفے آباد و رسول پور و کورہ سادات و ابہرہ کرتے ہین اور کچھ لوگ ہر کسی سادات
و شیوخ جوار سے شادی بیاہ کر لیتے ہین اور کچھ ایسے ہین کہ اونکو کچھ قید نہین ہی اس قوم مین آخر زمانے مین ایک منشی عطاء المعالی
دوسرے میر سید دلدار علی سرآمد ہوئے مگر افسوس ہی کہ منشی ممدوح لاولد مرے اور میر دلدار علی بوجہ انتزاع سلطنت
اودھ خانہ نشین ہوئے اس باعث سے دونون کا منبع فیض مسدود ہوگیا اور سوائے اس بستی کے میر نبیاد علی
پسر میر مظفر علی المعروف منگلی میان ساکن مکان پائے گلی واقع کڑہ خاص و میر محمد بخش و میر محمد حسن وکیل عدالت دیوانی
الہ آباد پسر میر صاحب علی المعروف شبراتی میان موضع پٹی پرگنہ کوتلہ و میر بندہ علی پسر میر تراب علی کورہ سادات
مین برشتۂ مصاہرت متوطن ہین ۔ نشۂ امتیازی مین باوصف بے بضاعتی علم و دولت کے ہر ایک متنفس کو
توغل ہی اور کچھ گھر سادات اصفہانی کے گوالیار خاص مین ہین معلوم نہین کہ وہ لوگ بھی اس خاندان سے

ہین یا اونکا علحدہ خاندان ہی سلسلۂ پدری اون لوگون کا مؤلف کو نہین ملا ورنہ یہ شبہ نہوتا دفعہ ۹۴ ذکر شیخ معین الدین خلیفہ و مرید مخدوم قدس سرہ بوالظہور قطبی و منبع الانساب نہایت صاحب شوق و حال وست و قلندر رہتے سلسلۂ انساب پدری آپکا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے منتہی ہوتا ہی شاہ نعمت اللہ جنکی قبر و اولاد موضع زبیر پور متعلقہ لکھنؤ مین ہی و سید علاء الدین بخاری انھین کے خلیفہ و مرید تھے موضع لہدری خطیب پرگنہ کڑہ ضلع الہ آباد جو محاذی مانکپور ہی آکر سکن گزین ہوئے مزار اونکا کنارے دریاے جانب گوشۂ پچھم داتر لہدری کے واقع ہی + وجہ اضافہ لفظ خطیب ہمراہ موضع لہدری یہ معلوم ہوئی کہ انکے یا انکے اولاد کو خدمت خطبہ خانی عیدین کڑہ شاہ دہلی سے عطا ہو کر یہ موضع واسطے اطمینان معاش کے معاف ہوا اور مدت تک اونکی اولاد بسلسلۂ حسابیہ مرید ہوتے چلے آئے نقل ہی کہ بعد سلطنت معز الدین بن بہادر شاہ شاہ عالم شیخ حسام رؤس الرئیس اپنے خاندان کے تھے گماشتہاے قانونگوے کڑہ و شیخصاحب مسبوق الذکر سے روبرو صوبہ دار الہ آباد صحت پیمایش مواضع معافی مین ایسی بحث ہو واقع ہوئی کہ جس سے تکذیب قانون گویون کی ثابت ہوگئی اسی عداوت سے قانون گویون نے موضع لہدری مین شبخون مارا اور تمام خاندان شیخ حسام کا شہید ہوگیا اوسی رات کو عرس حضرت مخدوم قدس سرہ کا تھا اور شیخ حسام بغرض شرکت عرس مانکپور مین آئے ہوئے تھے وہ بچ گئے عندالاستغاثہ شیخصاحب حکم گرفتاری قانون گویان صادر ہوا مگر وہ لوگ کسی غیر عملداری مین بھاگ کر روپوش ہوگئے تب عہدۂ قانونگوئی بغرض اشک شوئی شیخصاحب موصوف کو ملا اونھون نے اپنے بیٹے کے نامزد کرا دیا اوسوقت سے عملداری سرکار تک شیخ خدابخش عرف میانصاحب اوس خدمت پر مامور رہے سلسلۂ انساب پدری اونکا یہ ہی ہو شیخ خدابخش و حیدر علی ابنان شیخ بساون بن شیخ جہاؤ بن شیخ لوئز ابن شیخ حسام محمدی اسیطرح تا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بعد حصول اس عہدہ کے اشخاص متذکرۂ بالا فیمابین لہدری اور کڑہ کے ایک بگر کو ٹیلا بنا کر ساکن ہوئے جب اوسمین نوبت آبادی کی آئی تو باسم گڈھی مشہور رہوا اب موضع ہمسر حد و ہم سیوانہ سواد قصبہ کڑہ ہی شیخ خدابخش کی زوجہ منکوحہ سے ایک دختر جسکے بطن سے چودھری احمد یار رئیس کڑہ ہین اور زن مدخولہ غیر کفو سے ایک پسر شیخ محمد بخش یہی لڑکا مالک متروکۂ پدری ہوا ایام غدر مین بعلت بغاوت موضع مذکور ضبط ہو کر بجلدوی خیرخواہی حافظ رحمت اللہ صاحب الہ آبادی کو ملا + میر فضل علی نواسۂ شیخ حیدر علی برادر شیخ خدابخش کی اولاد زمیندار موضع دارانگر باقی اور اولاد شیخ معین الدین کی موضع لہدرے مین موجود ہی تفصیل اوسکی اسجگہ باعث تطویل ہی دفعہ ۹۵ ذکر سلطنت محمود شاہ بن سلطان ابراہیم شرقی بعد انتقال اپنے باپ کے باتفاق کل امراء و اراکین سلطنت کے ۸۴۴ سنہ ہجری مطابق ۱۴۴۰ سنہ عیسوی مین تخت سلطنت پر جلوس کرکے ہر ایک کو بعطاے خلعت و منصب علی قدر مراتب سرفراز و ممتاز کیا اور بآئین جہانداری تربیت لشکر و انتظام مملکت کے متوجہ ہوا ۸۴۵ سنہ ہجری مطابق ۱۴۴۱ سنہ عیسوی مین نصیر خان پسر عبدالقادر خان متوفی ضابطۂ دار

کالپی سے چند بے اعتدالیان ایسی وقوع مین آئین جس سے سلطان محمود خلجی بادشاہ مالوہ کو واسطے تسخیر ولایت
کالپی کے لشکرکشی کرنی پڑی تفصیل اس اجمال کی یہ ہو کہ بجانب سید ہوشنگ بادشاہ مالوہ عبدالقادر خان پدر
نصیرخان ضابطہ دار بعہدۂ حکومت کالپی کے مامور تھا بعد فوت اپنے باپ کے مسند آرائے حکومت ہو کر کالپی اور
آٹھ دھوبہ پر مخالفانہ و مالکانہ قبضہ کرلیا و بخیال خودمختاری تخت سلطنت بغاوت پر جلوس کرکے لقب اپنا نصیر شاہ
رکھا مصنف تاریخ فرشتہ سبب اوسکی بغاوت کا یہ لکھتا ہو کہ بوجہ انتقال سلطان ابراہیم بادشاہ جونپور و سلطان
سید ہوشنگ بادشاہ مالوہ کے دونون سلطنتونمین ایک ساتھ انقلاب واقع ہوا مالوہ مین سلطان محمود خلجی جونپور
مین سلطان محمود شرقی بادشاہ مجدد ہوئے ٭ اوائل مین ان دونون بادشاہون کو نظم و نسق امور سلطنت سے
ایسی فرصت نہ تھی کہ جانب حالات نصیرخان کے متوجہ ہون جب علاوہ بغاوت کے جادۂ شریعت محمدی
سے قدم باہر رکھا و منہیات شرعیہ کا مرتکب ہو کر زندیق و مرتد ہو گیا اور انواع ظلم و تعدی مسلمانون پر شروع کی اوس
ایام مین سلطان محمود خلجی بغرض گوشمالی و سزادہی راجہ چتور گڈھ کے فوج کشی کر رہا تھا کہ باستماع حالات
نصیرخان نہایت پیچ و تاب کھا کر عنان عزیمت چتور گڈھ سے معطوف کر کے جانب کالپی بغرض استیصال نصیرخان
روانہ ہوا ٭ نصیرخان عزیمت سلطان سے مطلع ہو کر نہایت دست و پاچہ ہوا اور علی خان اپنے اوستاد کو ساتھ
تحفہ تحائف و انواع پیشکش کے بحضور سلطان محمود خلجی کے روانہ کیا و بکمال خوشامد عرضداشت بھیجی کہ خبر زندقہ
و ارتداد نسبت اس خانہ زاد کے جو بسمع مبارک بندگان شاہی کے پہنچی محض افترا و جھوٹ ہو حضرت تبرسیل
و تعنیاتی معتمدان کے تحقیق فرماوین اگر ارتداد میرا پایۂ ثبوت کو پہنچے سزاوار سزا کا ہون لیکن بادشاہ متوجہ حال
صفئ نصیرخان نہو کر اوسکو دربار مین داخل نہونے دیا اور تحفہ اوسکا قبول نفرما کر برابر کوچ کرتا ہوا تا مقام سارنگپور
پہونچگیا آخر بمنت و سماجت و شفاعت اعظم ہمایون و دیگر ملوک و امرائے ہمراہیان اپنے اوسکے قصور سے درگذرا اور
پیشکش اوسکا منظور کر کے فرمان معافی قصورات کا صادر فرمایا مقام سارنگپور سے پھر جانب چتور گڈھ واپس گیا ٭
سنہ ۸۴۴ ہجری مطابق سنہ ۱۴۴۰ عیسوی مین ایلچی سلطان محمود شرقی کا ساتھ سوغات نفیسہ کے بحضور بادشاہ مالوہ
حاضر ہو کر یہ عرض کی کہ نصیرخان ضابطہ دار کالپی دین محمدی سے منحرف ہوا اور قصبہ شاہ پور کو جو کالپی سے
زیادہ معمور تھا ایسا تاخت و تاراج کیا کہ ہزارہا مسلمان قتل ہوئے اور جو بچے اونھون نے جلائے وطنی اختیار کی اور
اونکے مخدرات عصمت بغرض تعلیم رقص حوالہ لولیان بازار ہوئین اور ان مسلمانونمین اکثر سادات تھے چونکہ ضابطۂ
کالپی منتسبان بادشاہ مالوہ سے ہو قلع و قمع اوسکا اوسپر لازم و حتم ہو اور درصورت مانع کسی امر خاص کی اجازت
ہو کہ یہ دوستدار اوسکو قرار واقعی سزا دیکر بندگان الٰہی کو اوسکے ظلم و تعدی سے محفوظ کرے چونکہ بادشاہ مالوہ
نصیرخان سے بوجہ وقوع ان حرکات کے ناخوش تھا لہذا سلطان شرقی کو اجازت اوسکے استیصال کی تجویز

جواب مکاتبہ دی نیز حکم زبانی اوسکے رسول نے حاصل کیا جب سفیر اوسکا یہ جواب لیکر بحضور سلطان شرقی واپس آیا
اور بادشاہ جہت استیصال نصیر خان عازم کالپی ہوکر تا حدود ملک چندیری پہونچا تب نصیر خان نے بترسیل عرضداشت
متواتر و سفارش اعیان سلطنت سے اپنے بادشاہ کا شقہ ثانی باین مضمون بنام سلطان شرقی روانہ کرادیا کہ نصیر خان
خان ضابطہ دار کالپی کا قصور بوجہ اوسکی انابت و ندامت کے معاف ہو چکا ہی آپ بھی اوسکے استیصال سے درگذر
فرماوین بوصول اس کتابت کے سلطان شرقی نہایت ناخوش ہوا اور اپنے ارادے سے باز نہ آیا تب سلطان
مالوہ بغرض اعانت ضابطہ دار کالپی کے ۸۵۸ سنہ ہجری مطابق ۱۴۵۴ سنہ عیسوی مین بمقام چندیری پہونچکر کینہ خواہ ہوا
اوسوقت سلطان شرقی نے چندیری سے باہر نکلکر اوسکی حوالی کو تاخت و تاراج کرنا شروع کیا اور مبارک خان
وہان کے حاکم کو گرفتار کرکے ایک ایسے مقام تنگ و قلب مین جہان گزند اعدا سے محفوظ رہے اپنا لشکر لیکر مقیم ہوا تب بادشاہ
مالوہ نے فوج اپنی اوسکے مقابلہ مین چھوڑکر کالپی چلا گیا اور فیمابین دونون بادشاہون کے عرصے تک لڑائی ہوتی
رہی کالپی کبھی بقبضہ سلطان شرقی آگئی اور کبھی سلطان مالوہ نے قبضہ کرلیا جب دونون بادشاہ لڑتے لڑتے تنگ
آگئے تب بوساطت شیخ جالندہ کہ بزرگان وقت سے تھے فیمابین دونون بادشاہون کے اسطرح پر صلح قرار پائی کہ
کالپی بقبضہ سلطان شرقی و راٹھ و مہوبہ بتصرف نصیر خان متوسل بادشاہ مالوہ کے رہے بعد اس صلح کے دونون بادشاہ
اپنی اپنی دار السلطنت کو واپس گئے ۸۵۶ سنہ ہجری مطابق ۱۴۵۲ سنہ عیسوی مین فیمابین سلطان بہلول و سلطان
محمود کے محاربات شروع ہوئے تفصیل اس اجمال کی بحوالہ تاریخ محمدی و رسالہ نظامی یہ ہی کہ ابتدائے ۸۵۶ سنہ ہجری
لغایت ۸۶۱ سنہ ہجری قریب چھ سال کے فیمابین دونون بادشاہون کے محاربات عظیم رہے اسمین سلطان محمود
چند مرتبہ مظفر و منصور اور چند مرتبہ مخذول و مفرور رہا آخر سلطان محمود شکست کھاکر جونپور آیا اور یہان پر از سر نو اپنی
فوج آراستہ کرکے جانب اٹاوہ کے عازم ہوا اور حضرت سلطان بہلول بھی بغرض استقبال اسکے دوڑا اٹاوہ کے متصل
دونون بادشاہونمین محاربہ عظیم واقع ہوا اوس لڑائی سے دونون آسودہ ہوکر صلح جو ہوئے باصلاح خیراندیشان
ہر دو جانب باین شرط صلح قرار پائی کہ جسقدر ملک تصرف بہلول کے ناہ تھا وہ بقبضہ سلطان بہلول و ملک مقبوضہ سلطان
ابراہیم بقبضہ سلطان محمود رہے و شمس آباد بعد انقضائے ایام برشکال کے سلطان بہلول جونان خان گماشتہ
سلطان محمود سے لیوے بعد مزین مہر و دستخط صلحنامہ کے سلطان محمود جانب جونپور و سلطان بہلول جانب قنوج
چلا گیا لیکن سلطان بہلول بحیلۂ قومی انتظار انقضائے ایام برسات کا نکرکے فرمان واگذاشت شمس آباد بنام جونانخان
جاری کردیا جونان خان اصلا اوسکی تحریر پر متوجہ نہوکر آمادۂ جنگ ہوا کئی مین فیمابین جونان خان و سلطان بہلول
چند لڑائیان ہوئین اور جونان خان مخذول ہوکر مفرور ہوا و سلطان بہلول نے شمس آباد کو سپرد رائے کرن
اپنے گماشتہ کے کردیا جب سلطان محمود اس بدعہدی سے مطلع ہوا تو کمال پیچ و تاب کھاکر مع فوج جرار کے بقصد انتزاع

مؤشمس آباد و وانتظام شکست جونان خان روانہ مؤشمس آباد ہوا سلطان بہلول خود بنظر پشیمانی اوسکے مقابلے پر
نہ آیا مگر قطب خان و دریا خان کو بغرض شبخون سلطان محمود پر مامور کیا ہنگام شبخون قطب خان بحسب اتفاق گھوڑے
سے گر گیا و دستگیر سلطان محمود ہو کر جونپور بھیجا گیا ٭ سلطان محمود ان فتوحات سے قوی دل ہو کر آمادہ بتسخیر دہلی تھا
کہ باتبلاے مرض صعب سرہنگان ملک الموت سے لبیک پکارا مدت سلطنت اسکی اٹھارہ سال یہ بھی مثل اپنے باپ کے
تعظیم و تکریم و جمع کرنے سادات عظام و مشایخ کرام و علماے ذوی الاحترام مین کوشش بلیغ کرتا تھا دفعہ ۹۶
ذکر حضرت شاہ عاشق ابدال بحوالہ منبع الانساب و دیگر ملفوظات یہ مرید و خلیفہ حضرت شاہ فیض اللہ مذکور صدر
بالا کے تھے بتوجہ باطن اپنے پیر کے مرتبۂ ابدالیت کو پونہچے اور اپنے نور باطن سے اوس جوار و دیار کو منور فرمایا اونکی قبر
ایک ٹیکرے پر کنارے دریاے گنگ کے موضع حجرہ مشمولہ حلقہ ابناے بزرگ مین اندر ایک حظیرہ خشتی کے واقع ہی اور محاذی
اوس درگاہ کے آنبر و دریاے گنگ مانکپور مین درگاہ مخدوم صاحب کی ہی یہ مزار حضرت عاشق ابدال کا نہایت
دلکش و پر فضا ہی ہر ایام مین وہان جی لگتا ہی اکثر مجذوب لوگ جب وہان جنگل تھا آکر ٹھہرتے تھے وہ مجاہدات نفسی کیا
کرتے تھے یہ بزرگ اولاد نوفل بن رقعہ سے ہین جو برادر عزاد حضرت ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ کے تھے اکثر بزرگان حضرت
عاشق ابدال کے سلاطین مصر سے ہین نقل ہی کہ ایک سیدزادہ باتبلاے فکر معاش آوارہ ہو کر بخدمت سلطان رحیم
مورث حضرت عاشق ابدال کے حاضر ہو کر بزمرۂ مگس رانان ملازم ہوا ایکروز ہنگام مگس رانی سلطان رحیم نے حال
اوسکے نسب کا پوچھا و باستدراک سیادت اوسکی ایسی تحاشی محبت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ہوئی کہ بے اختیار
ہو کر اول اوسکے پیر پر گر پڑا بعدہ اوسکو تخت سلطنت پر جلوس کراکے خود آوارہ وطن ہوا اور اوسکے کفارہ مین بفکر جہاد
ہوا ہنگام امیر کبیر سید قطب الدین مدنی جانب ہند ممد و معاون اونکے جہاد کا ہوا اور بعد فتح کڑہ بموضع حجرہ توطن اختیار
کیا اولاد امجاد اونکی وقتاً فوقتاً اوپر سجادۂ رشد و ارشاد کے قائم رہکر سخاوت و شجاعت مین یکتاے عصر رہے بالفعل
اونکی اولاد مین شیخ مظہر حسین و شیخ نصیر الدین و شیخ حسام الدین مہمان نوازی اور اخلاق محمدی مین بےمثل ہین
دفعہ ۹۷ ذکر سلطنت محمد شاہ جب خبر فوت سلطان محمود کی جونپور پونہچی تو باتفاق راے مسماۃ بی بی راجی
و ارکین سلطنت کے شاہزادۂ لائقین ہین پور تخت سلطنت پر بیٹھکر باسم محمد شاہ موسوم ہوا و بغرض تسکین فتنہ بدستور
سلطان بہلول سے رزمخواہ ہوا جب تو تین دونون لشکرون کی مساوی پائی گئین تب بمقتضاے مصلحت وقت
یہ صلح ہوئی کہ دونون بادشاہ بلا مزاحمت ایک دوسرے کے اپنی اپنی ولایت پر قابض رہین بعد اس صلح کے سلطان
بہلول دہلی کو اور محمد شاہ جونپور کو واپس ہوا ٭ چونکہ محمد شاہ کو امور جہانداری مین اصلا لیاقت نہ تھی لہذا کل امراے
سلطنت اوسکی سلطنت سے دلگیر ہوئے علی الخصوص ملکہ بی بی راجی کو در پردہ فکر زوال سلطنت کی رہی نقل ہی
کہ جب سلطان بہلول دہلی پونہچا تو مسماۃ شمس خاتون خواہر قطب خان محبوس و منکوحہ سلطان بہلول نے دروازہ

شہرپناہ سلطان پر بند کراکے پیغام بھیجا کہ آپکی ہمت عالی کیونکر مقتضی اسکی ہوئی کہ قطب خان قید حریف مین رہے اور بادشاہ عیش وآرام کرے بہتر یہ ہو کہ بادشاہ اندرون سراپردہ بیٹھکر لباس زنان پہنے اور اسلحہ حرب مجھے عطا کرے ✚ مین قسم کرتی ہون کہ جب تک قطب خان قید سے چھوٹیگا مجپر خواب و خور حرام ہی سلطان بہلول کو یہ کلمہ اوسکا سخت گذرا یا آنکہ بجوش محبت اخویت بقصد استخلاص قطب خان برادر عمزاد پھر عازم جونپور ہوا اودھر سے محمد شاہ بھی باصغاے خبر انصراف اوسکے جونپور سے جانب قنوج چلا اور دونون بادشاہ بمقام بھوئن گانون ضلع مین پوری مین پہونچکر سلطان بہلول بمقام راے بری و محمد شاہ ندی سرستی پر خیمہ زن ہوا اگرچہ راے پرتاب سنگھ زمیندار بھوئن گانون قدیم سے ہواخواہان سلطان بہلول مین تھا لیکن بمعائنہ غلبۂ فوج شریک لشکر محمد شاہ ہوگیا چونکہ قوت وحشمت مین دونون بادشاہ برابر تھے کسی نے لڑائی مین مبادرت نہ کی اسمین عرصہ گذرا ✚ محمد شاہ نے کوتوال جونپور کو خفیہ لکھ بھیجا کہ برادرم حقیقی حسن خان و قطب خان واسلام خان لودیان کو جسطرح ہو ممکن ہوئے جان سے مارڈال اوسنے جواب مین یہ عرضداشت کی کہ وہ تینون آپکی والدہ کی محافظت مین ہین لہذا مین اونکی قتل پر قادر نہین ہوسکتا تب محمد شاہ نے اوسکے قتل کی یہ فکر کی کہ تھوڑا ملک علیحدہ کرکے حسن خان کو وہان کا حاکم مقرر کیا اور یہ امر باعث خوشنودی مسماۃ راجی بی بی کا ہوا اسی خوشی مین وہ اپنے پسر محمد شاہ کے پاس چلی آئین تب کوتوال نے موقع پاکر حسن خان کو جان سے مارڈالا بوقوع اسکے ہر وضیع وشریف بادشاہ سے متنفر ہوئے نقل ہی کہ بعد شہادت حسن خان اپنے بھائی کے جلال خان وحسین خان باتفاق سلطان ملک شہ و ملک جلال اجودھنی کے ایکدن بحضور بادشاہ حاضر ہوکر ملتمس ہوئے کہ لشکر سلطان بہلول فوج شاہی پر شبخون پڑا چاہتا ہی اگر حکم ہو تو ہم لوگ پہلے سے اوسکے لشکر پر شبخون کرین چنانچہ بموجب حکم بادشاہ حسین خان بجمعیت تیس ہزار سوار و یکہزار زنجیر فیل اردوے شاہی سے علیحدہ ہوکر بارادۂ شبخون کنارے ندی جہرنہ کے ٹھہرا سلطان بہلول کلانے بدریافت اسکے اپنی فوج کو اوسکے مقابلے پر بھیجا اطلاع اسکی شاہزادہ حسین خان نے بحضور بادشاہ کرکے یہ استدعا کی کہ بغرض کمک میری شہزادہ جلال خان مامور فرمایا جاوے شہزادہ جلال خان حسب الحکم بادشاہ واسطے اعانت حسین خان روانہ ہوا ہنوز شریک اردوے حسین خان نہوا تھا کہ حسین خان وہان سے کوچ کرکے عازم جونپور رہوا اور شہزادہ جلال خان جب اوس مقام پر پہونچا تو تھوڑی سی لڑائی کی بعد دستگیر سلطان بہلول لودی کا ہوگیا اور اوسنے بعوض اپنے بھائی قطب خان کے اوسکو پاس شمس خاتون اپنی زوجہ کے بھیجدیا ✚ ادھر حسین خان جونپور مین پہونچکر باتفاق کل امراے سلطنت تخت سلطنت پر جلوس فرما ہوا و خطبہ و سکہ اپنے نام کا جاری کرکے نام اپنا حسین شاہ رکھا ✚ چونکہ محمد شاہ کی خفیف الحرکاتی سے ہر ایک دلگیر تھا اس خبر کے مشہور ہوتے ہی ملک مبارک و ملک علی گجراتی و سائر امراے اردو سے محمد شاہ علیحدہ ہوکر شریک سلطان حسین ہوگئے اس سے معلوم ہوا کہ یہ مبادرت حسین شاہ کی بلا اتفاق اراکین سلطنت کے نہین ہی کیونکہ ممکن نہین کہ بحیات بادشاہ دوسرا بادشاہ بلا کسی مجادلہ و مقاتلہ کے ہوجائے ✚ جب محمد شاہ کے پاس فوج باقی نرہی اور

ارکین سلطنت باغی ہوگئے تو وہ بھی دیوانہ وار جانب قنوج کے مفرور ہوا اور سلطان بہلول تعاقب اوسکے روانہ ہوکر
اسباب پس ماندہ اوسکا لوٹتا چلا گیا ✦ محمد شاہ چند سوارون سے بھاگ کر ایک باغ مین محصور رہوا او تھوڑی لڑائی
کی بعد زخم مبارک خان لنگ سے مارا گیا بعد اسکے فیا بین سلطان حسین سلطان بہلول کے یہ صلح ہوئی کہ چار برس تک دونون بادشاہ
اپنی اپنی ولایت پر قانع رہین ✦ راے پرتاب سنگھ زمیندار بھوئن گانون جو سلطان محمد شاہ سے ملگیا تھا بحضور سلطان
بہلول حاضر ہوکر عذر خواہ ہوا کہ حاضری میری بحضور سلطان محمد شاہ بغرض خبرداری شہزادہ قطب خان مقید کے
تھے اس عذر پر سلطان بہلول نے اوسکے جرم سے درگذر کر مورد عنایات سلطانی فرمایا اور سلطان حسین شاہ قنوج سے
کوچ کرکے بکنارۂ تالاب موسومہ ہرنہ جا اوترا اور قطب خان لودی کو جونپور سے طلب کرکے بعطاے خلعت واسپ
وانعامات کے باعزاز تمام پاس سلطان بہلول کے بھیجدیا اور سلطان بہلول نے اوسکے عوض مین شہزادہ جلال خان کو
نہایت عزت وحرمت کے ساتھ بحضور سلطان حسین شاہ رخصت فرمایا اور دونون بادشاہ اپنی اپنی دار السلطنت مین پہونچکر
احکام جہانداری متوجہ ہوئے مدت سلطنت محمد شاہ پانچ مہینہ دفعہ ۹۸ ذکر سلطنت سلطان حسین شرقی
جب بواسطہ صلح سلطان بہلول سے اطمینان حاصل کیا اوسوقت باستجماع تین لاکھ سوار و یک ہزار چارسو زنجیر فیل
بہ تسخیر ولایت اوڑیسہ روانہ ہوا پہلے ترہت آباد کو تاخت وتاراج کرکے ویران کیا پھر اوڑیسہ مین پہونچکر اوسکے اطراف
وحوالی مین بغرض تاخت وتاراج اپنی فوج تعینات کی راجہ وہان کا مضطر وسراسیمہ ہوا اور بوساطت رسول تیس
زنجیر فیل و یکصد راس اسپ تازی وترکی ودیگر تحائف نفیسہ وزر نقد بھیجکر اظہار اطاعت وفرمانبرداری کا کیا بوادید اطاعت
اوسکے بادشاہ اوسکی ولایت سے درگذر کرکے مظفر ومنصور منصرف جونپور ہوا ہنگام نزول دائرۂ دولت بمقام بنارس قلعہ
کہنہ کو جو مدت سے ویران تھا سر نو تعمیر کرایا بحصول اس فتح عظیمہ ہمت اوسکی بہ تسخیر گوالیار مصروف ہوئی اور سنہ ۸۷۰
ہجری مطابق سنہ ۱۴۶۶ع مین فوج اوسکی مع سرداران نامی گرامی کے گوالیار مین جاکر بمحاصرۂ قلعہ وہان کے راجہ سے لڑے
جب محصوران قلعہ تمادی ایام سے تنگ آئے تب بترسیل پیشکش ورسول باقرار اداے خراج خواہان امان ہوئی
بادشاہ نے اونکی استدعا کو منظور کرکے لشکر اپنا طلب کیا بوقوع ان فتوحات متواترہ ونیز ترغیب وتحریص دختر سلطان
علاء الدین محمد شاہ بادشاہ دہلی سے جو اوسکی بیگم تھی سنہ ۸۸۰ ہجری مطابق سنہ ۱۴۷۵ عیسوی مین بہواے سلطنت
دہلی بجمعیت ایک لاکھ چالیس ہزار سوار و چار سو ہاتھی دہلی چلا باصغاے اس خبر کے سلطان بہلول بادشاہ دہلی
اپنا وکیل بھیجکر محمد شاہ خلجی بادشاہ مالوہ سے استعانت خواہ ہوا ہنوز جواب بادشاہ مالوہ سے حاصل نہین ہوا تھا کہ
سلطان حسین اطراف دہلی مین پہونچکر متصرف ہوگیا تب سلطان بہلول نے اپنے مین تاب مقاومت نہ دیکھکر بترسیل
وکیل اظہار عجز ونیاز کا کرکے یہ پیغام دیا کہ دہلی خاص مع پندرہ کوس اوسکے حوالی کے بطور داروغگی کے مجھے معاف
کیجائے کہ بطور نوکرون کے مطیع رہونگا مگر سلطان حسین نے اوسکی التماس کو نامنظور کیا ناچار سلطان بہلول

جان سے ہاتھ دھو کر اعانت ایزدی پر تکیہ کر کے بجمعیت اٹھارہ ہزار سوار دہلی سے نکلکر زر مخواہ ہوا و لڑائی ایسی بن پڑی کہ سلطان حسین
شکست کھا کر بھاگا اور کل مخدرات اوسکی دستگیر سلطان بہلول ہوئین مگر سلطان بہلول نے لحاظ نمک پدر بیگم کا کر کے کل
حرم سلطانی کو باعزاز تمام اوسکے پاس بھیجدیا اور عذرخواہ ہوا لیکن سلطان حسین اپنی نادانی سے برابر لڑتا رہا چوتھی لڑائی
مین گھوڑے سے گرکر مفرور ہوا اور تھوڑی سی ولایت جونپور پر قابض رہکر قانع ہوا + سلطان بہلول پاس مروت متعرض
اوسکے حال کا نہوا اور حکومت دیگر ممالک متعلقہ جونپور کے اپنی بیٹے باربک شاہ کو دیکر اوس ملک کو اپنے قبضے مین لایا اور بعد
مرنے سلطان بہلول کے جب سکندر شاہ اوسکا بیٹا بادشاہ ہوا تو سلطان حسین بپردہ ہوا خواہی باربک شاہ کو ہمراہ لیکر
دہلی پر چڑھ گیا آخر نتیجہ اوسکا یہ ہوا کہ سلطان حسین شکست کھا کر پاس سلطان علاء الدین بادشاہ بنگالہ کے پناہ گزین ہوا
و باربک شاہ بحضور سلطان سکندر اپنے بھائی کے حاضر ہو کر حکومت جونپور پر مامور رہا ۸۸۱ سنہ ہجری مطابق ۱۴۷۶ سنہ عیسوی
سے سلطنت جونپور کے شامل سلطنت دہلی ہو گئے مدت سلطنت سلطان حسین شاہ اونیس سال چند ماہ باربک شاہ نے بسبب تمردی
راجہائے وزمینداران اطراف جونپور کے اپنی مین طاقت استقامت نہ دیکھکر سلطان سکندر کو اطلاع دی وہ عین برشکال
مین جونپور پہونچکر متوجہ انتظام ہوا اسی مابین مین بتحریک راجہ سالباہن حاکم کوہ ٹھٹھہ سلطان حسین نے آغاز ۹۵ سنہ ہجری
مین سلطان سکندر پر شبخون مارا ناچار سلطان سکندر قلعۂ چنار گڈھ کو اپنا مامن قرار دیکر مستعد محاربہ ہوا سلطان حسین
صف جنگ سے پھر جانب بنگالہ فرار ہوا تب سلطان سکندر بہار سے تا کوہ ٹھٹھہ اپنے قبضے مین لایا + ۹۰۰ سنہ ہجری
مین کوہ ٹھٹھہ سے مراجعت کر کے داخل جونپور ہوا اور بپاداش حرکات سلطان حسین شاہ کے حکم دیا کہ تمامی مکانات
و مقابر سلاطین شرقیہ مسمار کیے جاوین چنانچہ تھوڑے عرصے مین عمارات بلند و قصرات دلپسند کھود کر جونپور کو خراب آباد
بنا دیا مستزاد بلا یہ تھا کہ اوسی عرصے مین خطہ جونپور مورد وبائے الیم و زلزلۂ عظیم ہوا کہ اس سے لکھوکھا آدمی ضائع ہوئی
۹۱۱ سنہ ہجری مین سلطان سکندر جلال خان اپنی پسر کو تخت سلطنت جونپور پر بٹھلا کر آگرہ آیا اور ۹۲۳ سنہ ہجری مین بمرض
خناق مر گیا + اور سلطان حسین بنگالہ مین مدت تک سرگردان رہا آخر سلطان جلال الدین اپنے بیٹے کے پاس کہ وہ
داماد نصیب شاہ والی بنگالہ کا تھا آیا اور وہین مر گیا سلطان جلال الدین نے نعش پدر کو جونپور بھیجدیا یہان صحن
خانقاہ مشمولہ جامع مسجد مین مدفون ہوئے + جب سلطان جلال الدین مرا تو اوسکے بیٹے سلطان محمود نے نعش
اپنے باپ کی پہلوے سلطان حسین اپنے دادا مین دفن کی اور جب خود بمحاربہ شیر شاہ مارا گیا اور شیر شاہ بعد فتح تن
نیم بسمل سلطان محمود پر حاضر ہو کر بعد عذرخواہی متمنی وصیت ہوا تو اوس سے یہی کہا کہ میری نعش کو جونپور مین بھیجکر روضۂ
پدر مین دفن کرنا + چنانچہ شیر شاہ نے باہتمام تمام نعش اوسکی جونپور مین بھیجکر حسب وصیت اوسکے دفن کرایا اور کرایہ مکانات
شاہانہ و محاصل جونپور واسطے مصارف کے واگذاشت کیا + جب ہمایون نے ہندوستان پر تسلط پایا تو جانب سلطان حسین
ثانی پسر سلطان محمود ثانی کے متوجہ ہو کر طلب کیا اور بہت خاطرداری کر کے بعد خطاب عمر خان منصب ہفت ہزاری

عطا کرکے ضلع بہار اوسکی جاگیر مین دیا بعد چندے سلطان حسین عمر خان واسطے انتظام صدبۂ بہار کے رخصت لیکر
جونپور آیا اور قریب جامع مسجد و مقبرہ بزرگان اپنے مکانات شاہانہ و مساجد و مہانسراے اپنے نام سے طیار کراسکے
متوجہ بہار ہوا اوسکے حسن سلوک سے تمامی راجہاے اطراف راضی و فرمانبردار ہوئے اور جمعیت کثیر حاصل
ہوئی یہانتک کہ غمازون و حاسدون نے بحضور محمد جلال الدین اکبر بادشاہ خبر اسکی بغاوت کی دی پس
بادشاہ ازبس برہم ہوا اور برہمی بادشاہ سے سلطان حسین مطلع ہوکر تمامی اسباب سلطنت
فقیرون و محتاجون کو دیکر آپ بلباس درویشی جونپور سے بحضور بادشاہ آیا اوسوقت بادشاہ
نے اوسکی نیک نیتی کو خیال کرکے بعطاے خلعت سرفراز فرماکر قطب خان اوسکے بیٹے کو
منصب ہفت ہزاری کا دیا و جاگیر سیر حاصل صوبۂ بہار اوسکی جاگیر مین مقرر کی بعد فوت
اوسکے حسن خان اوسی جاگیر و منصب پر بدستور بحال رہا اور پانسو بیگہ اراضی
مزروعہ حسب استدعاے وکیل حسن خان جہت مصارف خدام روضہ سلطان حسین
کی معاف ہوئی ❊ بعہد سلطنت اورنگ زیب عالمگیر جاگیر ضبط علوفہ ہوکر
نقدی بنام محمود خان و محمد خان فرزندان حسن خان مقرر ہوا او
بعہد بہادر شاہ پھر جاگیر حوالی جونپور بنام مراد شاہ و محمد شاہ پسران جلال شاہ
خلف عمرو خان مقرر ہوئی آخر عہد محمد شاہ مین نواب سعادت خان
برہان الملک نے تمامی تمغا و جاگیرات درویشان و جاگیرداران
جونپور کی ضبط کرلی اوسوقت سے شرفاے جونپور
اور اولاد سلاطین شرقیہ کی خراب و پریشان
ہوئی فقط۔ تمت بالخیر
من ابتداے ۷۹۰ سنہ لغایت
۸۸۳ سنہ ہجری جسکی ۹۳
سال ہوتے
ہین جونپور مین
سلطنت قائم
رہی
❊

شجرۂ اعقاب حضرت مخدوم شاہ حسام الدین صاحب ولایت مانک پور۔

عبدالخالق
غلام علی

عظیم الدین
میان مخدوم
محمد احسن
محمد مہدی
نجم الدین

شاہ غلام
شاہ و غلام فیض اللہ
کرم میان
شاہ وجیہ الدین عرف شاہ رکاتو
قطب الدین
علام محمد

شاہ حبیب اللہ
شاہ شمس الدین
شاہ کلیم اللہ
شاہ غیاث الدین
شاہ محمد
نبل
شیخ جہانیان

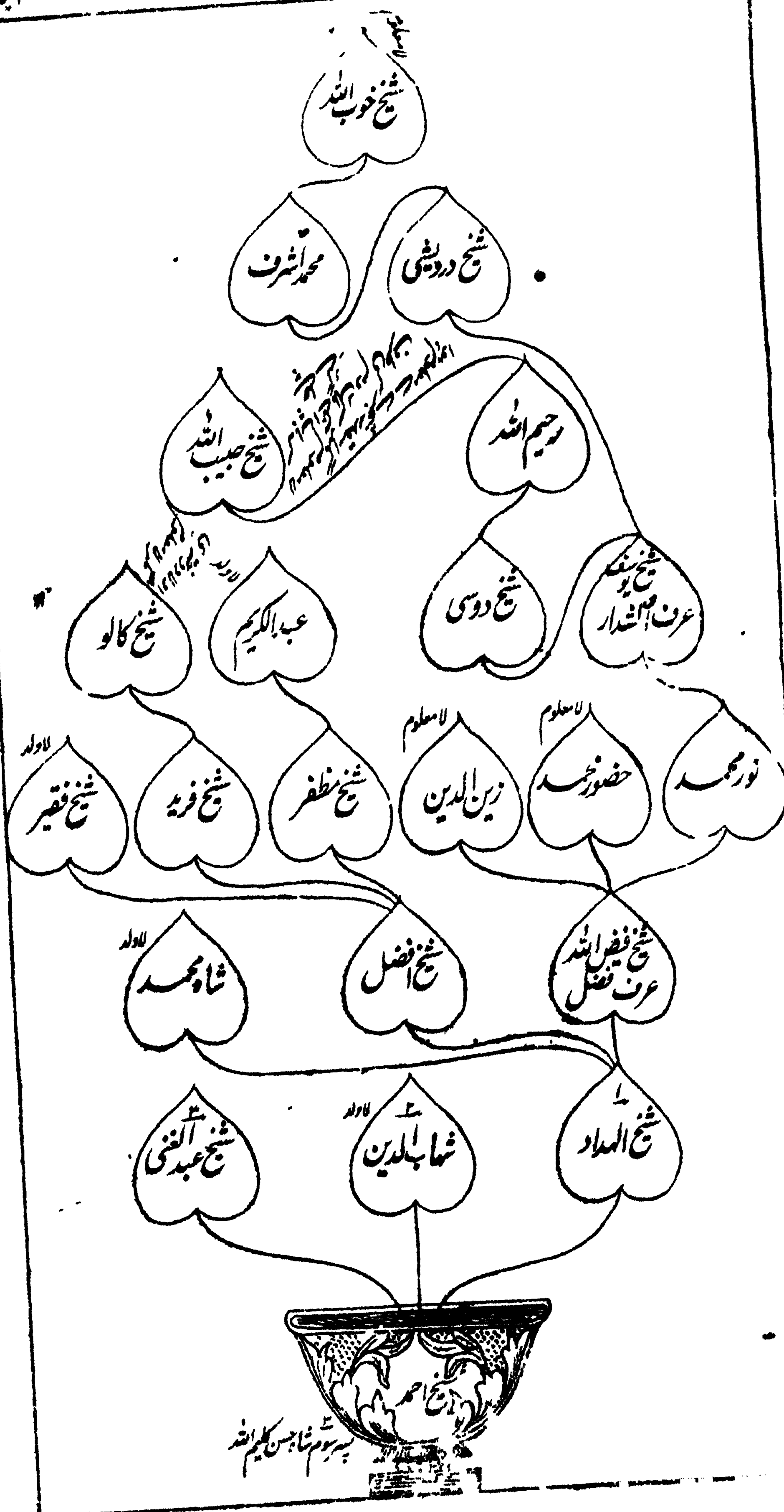
شاہ فیض اللہ
شاہ جمال الدین
حضرت شاہ حسن صفا
علی اکبر
شیخ عبد الغنی
پیر محمد

غلام مصطفے
نعمت اللہ
شیخ احمد
شیخ بو الفتح
شیخ مظفر
غلام مخدوم
شیخ ولی محمد

حضرت شاہ حسن کلیم اللہ
حضرت شاہ نظام الدین عرف میان شہ

شاہ بڈی
مولوی شاہ محمود عرف شاہ چھن
شاہ فیض اللہ

قطب الاقطاب صاحب ولایت حضرت مخدوم شاہ حسام الحق مانک پوری
قدس سرہٗ


شیخ خوب اللہ
شیخ درویش
محمد اشرف
رحیم اللہ
شیخ حبیب اللہ
شیخ یوسف عرف امداد
شیخ دوسی
عبدالکریم
شیخ کالو
نور محمد
حضور محمد
زین الدین
شیخ مظفر
شیخ فرید
شیخ فقیر
شیخ فیض اللہ عرف فضل
شیخ افضل
شاہ محمد
شیخ امداد
شہاب الدین
شیخ عبدالغنی
شیخ احمد
پسر سوم شاہ حسن کلیم اللہ

عبدالولی | عبدالسمیع | سراج الحق | مسماۃ قتلا دختر | شیخ احمد حسن

اکبر علی | اسد علی | محمد بخش | حیدر بخش | مسند بی بی | زوجہ بشیر علی

امام بخش | قادر بخش | عمر علی عرف محمد برکان | حیات بخش عرف بدلو میاں | خدا بخش

فقیر اللہ | محمد وارث | محمد غوث عرف زبر عالم | یک پسر | غلام پیر

غلام قطب الدین | دوست محمد | غلام نبی | حسام الحق | نظام علی | غلام مصطفی | غلام حسین | غلام حسن

بشارت اللہ | معز الدین | غلام معین الدین | غلام محی الدین | محمد حیات | محمد فصیح | محمد اکرم | کمیس

میاں چھوٹو | محمد فیاض | محمدی دختر | میاں مدی | بیکارم

غلام محمد | میاں نظام | اسد اللہ | شکر اللہ عرف عبد اللہ | ابو الفتح عرف گھسن میاں | شیخ محسن عرف سلطنتی میاں

خواجہ احمد | شیخ بدلی | علی احمد | نصر اللہ | شکر اللہ | شیخ مرتضی | فتح اللہ

عبد الرسول | شاہ محمد | شیخ مصطفی | عبد الحکیم

شیخ حسین | شیخ سراج عرف سجو میاں | شیخ قطب

شیخ عبد الغنی

پسر شیخ محمد ... رحمۃ اللہ

ابوالبرکات

غلام مخدوم　　منو

غلام حسام　　قطب الدین　　محمد صالح　　محمد علی

ابوالفتح عرف بوڑھی میاں　　نور محمد

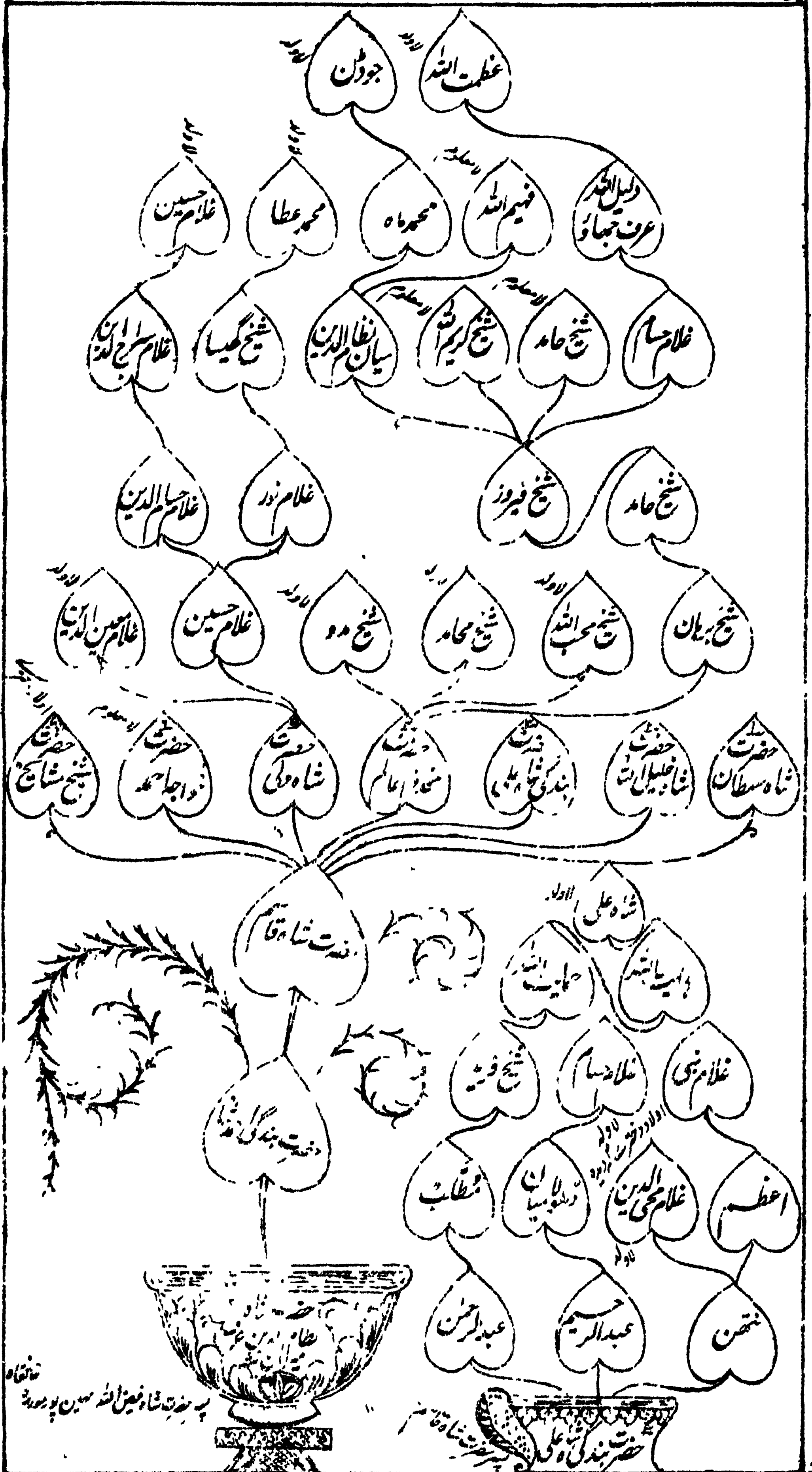
انکا ماغ مقام جو کہا دریں شاہ بہار عونو کے شیخ حسین تھا اوراوں کے گھرانداں

شیخ جواہر　　شیخ غلام کریم　　شیخ قاسم　　اسم لامعلوم

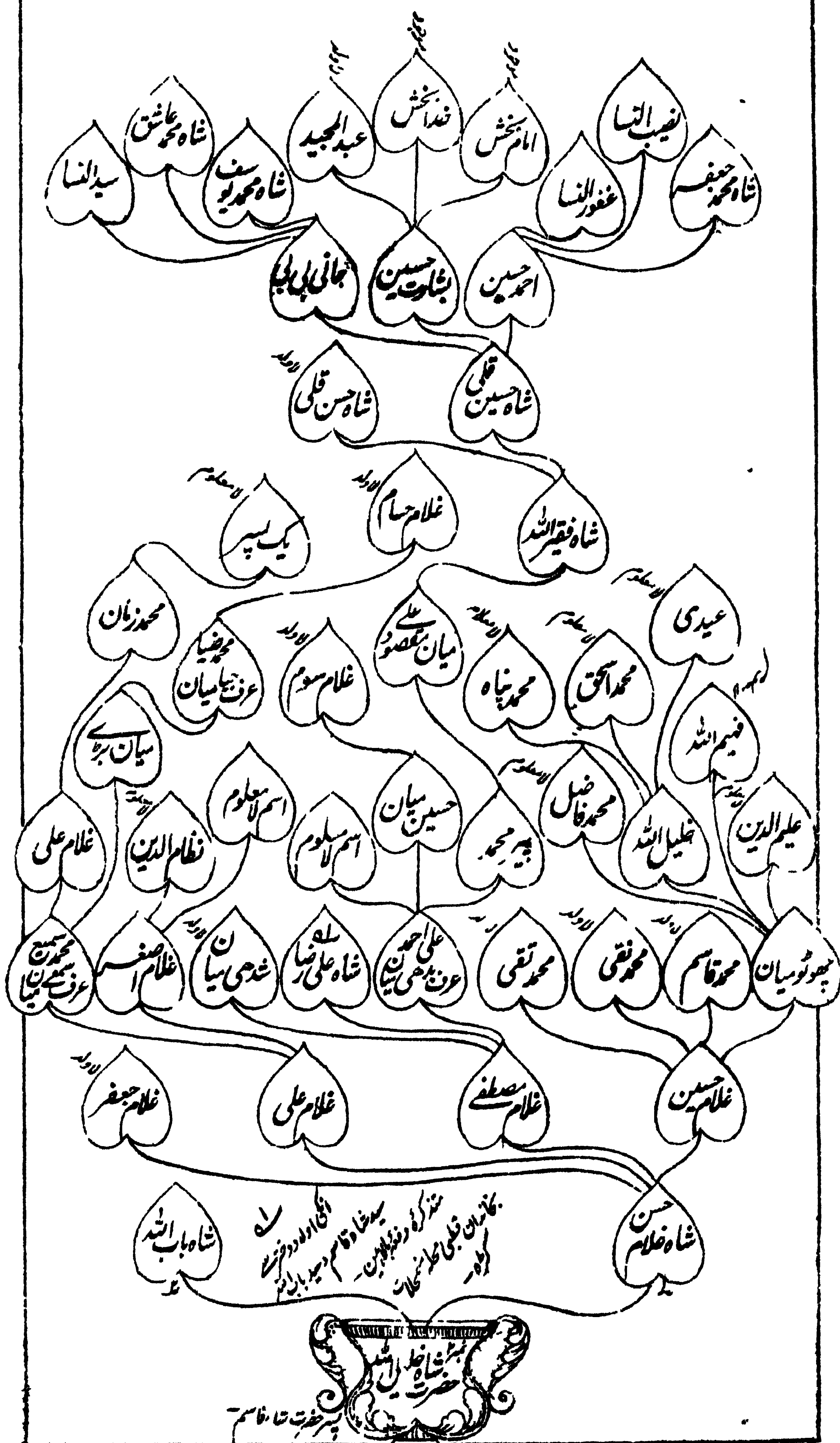
شیخ قطب　　فتح محمد　　غلام کریم　　شیخ حسن

شیخ ابوالفتح نمبر ۲　　شیخ مظفر نمبر ۵

پسر حضرت حسن کلیم الله　　پسر حضرت حسن کلیم الله



عظمت اللہ
جودھن
دلیل اللہ عرف جھاؤ
فہیم اللہ
محمد ماہ
محمد عطا
غلام حسین
غلام حسام
شیخ حامد
شیخ کریم اللہ
میاں نظام الدین
شیخ گھیسا
غلام سراج الدین
شیخ حامد
شیخ فیروز
غلام نور
غلام حسام الدین
شیخ برہان
شیخ محب اللہ
شیخ محامد
شیخ مدو
غلام حسین
غلام معین الدین
حضرت شاہ سلطان
حضرت شاہ خلیل اللہ
حضرت بندگی شاہ بہلول
حضرت مخدوم اعالم
حضرت شاہ ولی
حضرت خواجہ احمد
حضرت شیخ مشائخ
حضرت شاہ قیام
شاہ علی
شیخ فریث
غلام حسام
غلام نبی
اعظم
غلام محی الدین
مطلب
عبد الرحمن
محمد عبد الرحیم
حضرت بندگی شاہ علی


نصیب النسا
شاہ محمد جعفر
غفور النسا
امام بخش
خدا بخش
عبد المجید
شاہ محمد یوسف
شاہ محمد عاشق
سید النسا
احمد حسین
بشارت حسین
جانی بی بی
شاہ حسین قلی
شاہ حسن قلی
شاہ فقیر اللہ
غلام حسام
یک پسر
عیدی
محمد اسحق
محمد پناہ
میاں مقصود علی
محمد ضیا عرف جیا میاں
محمد زمان
فہیم اللہ
علیم الدین
خلیل اللہ
محمد فاضل
پیر محمد
حسین میاں
اسم لا معلوم
اسم لا معلوم
نظام الدین
غلام علی
محمد قاسم
محمد نقی
محمد تقی
شاہ علی رضا
غلام اصغر
غلام حسین
غلام مصطفی
غلام علی
غلام جعفر
شاہ غلام حسن
شاہ باب اللہ
حضرت شاہ خلیل اللہ
پسر حضرت شاہ قاسم

غلام سراج الدین
غلام
فصیح اللہ
میاں میکہ
یک
احمد اللہ
محمد اسلم
ضلع فتحپور
میاں سید
بیچو
غلام محمد
محمد اسلم عرف شاہ سراجی
خیراتی
غلام فضل اللہ عرف
محمد حیات
روشن علی
شادی میاں
ہدایت اللہ
غلام باب اللہ
غلام قیام الدین
غلام حسن
مادی
غلام عرف
میاں بکی
مسیح اللہ
دین محمد
محمد اکرم
جیکا میاں
غلام الدین
لطف اللہ
میراں شاہ
محمد جمیل
لعل محمد
محمد عاقل
محمد حسین
قدرت
محمد نجیب
محمد سعید
قطب الدین
محمد حفیظ
سیف الدین
قیام الدین
غیث الدین
نظام الدین
عرف میاں
غلام محمد عرف میاں
عرف گاسی میاں
حضرت شاہ باب اللہ
بیپہ حضرت شاہ خلیل اللہ

شیخ حبیب اللہ لاولد

حضرت شاہ سلطان کبیر عرف ہیلا میاں

حضرت شاہ کرم علی

مسماۃ کہن دختر

حضرت شاہ غلام فیض اللہ عرف ہیجو میاں

حضرت شاہ غلام عالم

حضرت شیخ سعد عالم لاولد

شیخ رقیم اللہ

شیخ محمد مراد

حضرت شاہ احمد

حضرت شاہ محمد

شیخ کریم اللہ

حضرت شاہ سلطان علی شہید

حضرت شاہ اپنال

شیخ حبیب اللہ

شیخ اوجیا لاولد

حضرت بندگی سلطان

حضرت شاہ عبداللہ

حاجی الحرمین حضرت شاہ عبدالکریم قدس سرہ المشہور بہ اکرم

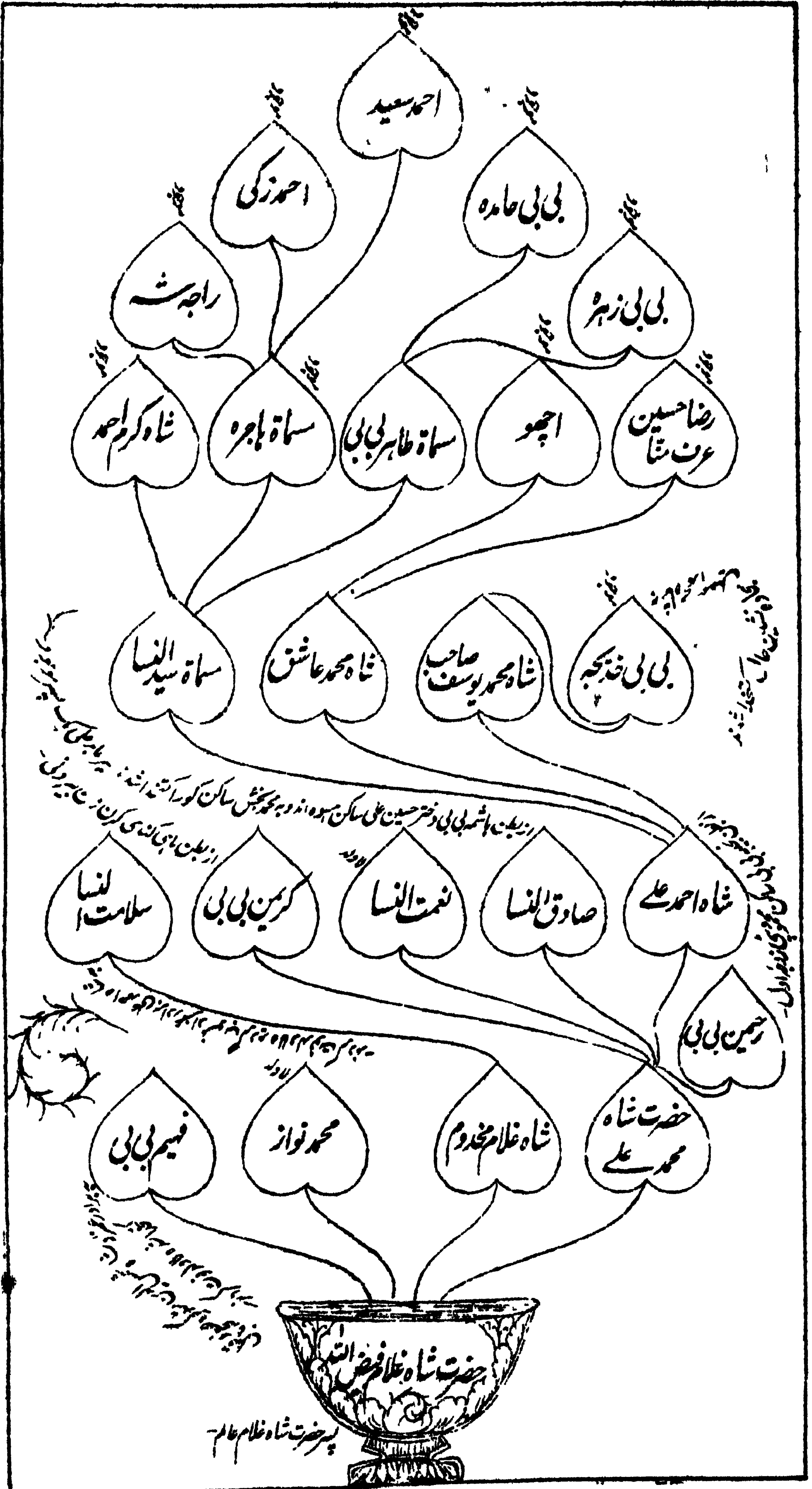
حضرت شیخ سلطان محمد

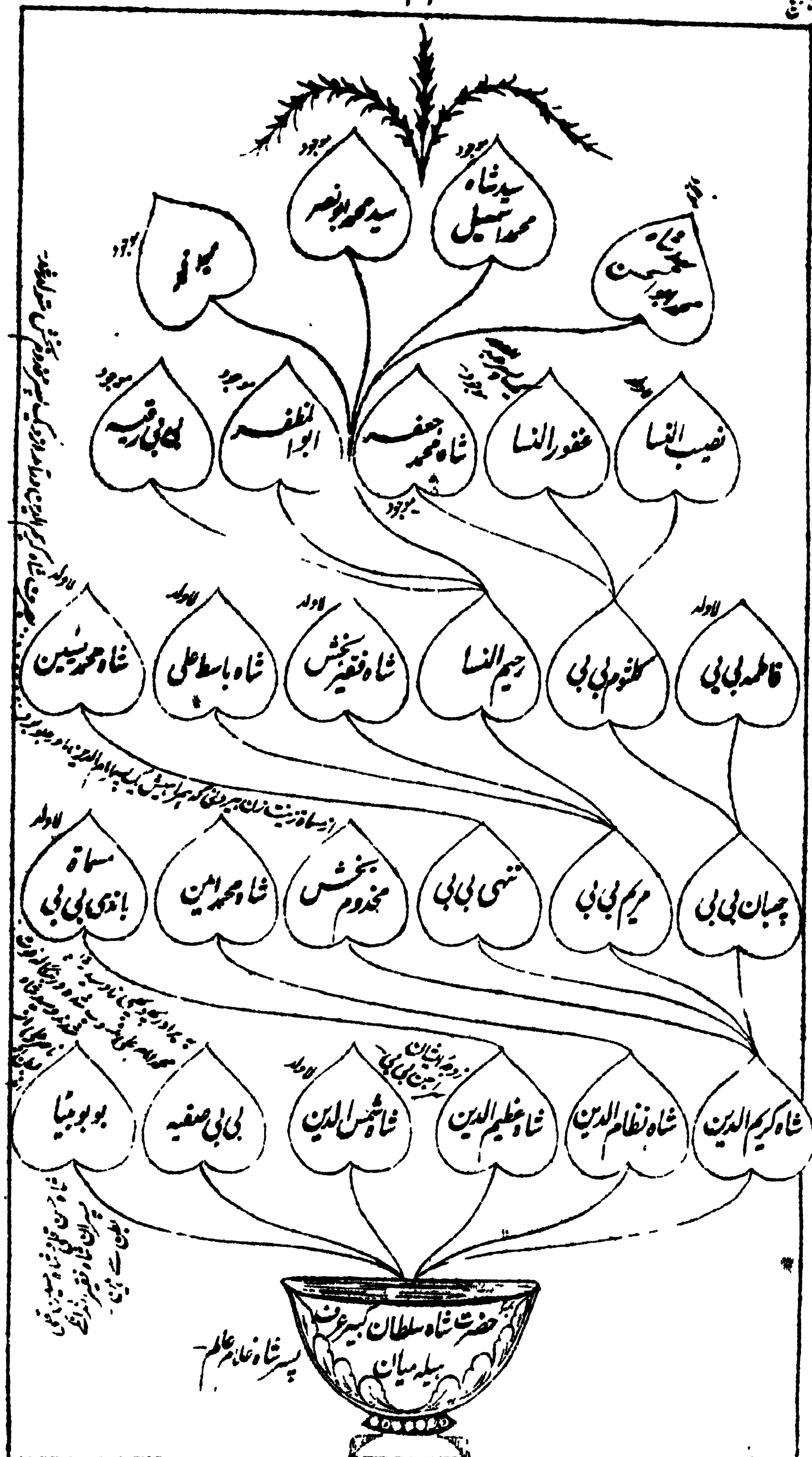
حضرت شیخ حسین

شیخ مصطفیٰ

حضرت شاہ سلطان

پسر حضرت شاہ قاسم صاحب قدس سرہ


احمد سعید
احمد زکی
بی بی حامدہ
راجہ شہ
بی بی زہرہ
شاہ کرم احمد
سماۃ ہاجرہ
سماۃ طاہر بی بی
اچھو
رضا حسین عرف شاہ
سماۃ سید النسا
شاہ محمد عاشق
شاہ محمد یوسف صاحب
بی بی خدیجہ
سلامت النسا
کریمن بی بی
نعمت النسا
صادق النسا
شاہ احمد علے
رحیمن بی بی
فہیم بی بی
محمد نواز
شاہ غلام مخدوم
حضرت شاہ محمد علے
حضرت شاہ غلام فضل اللہ
پسر حضرت شاہ غلام عالم


موجود
سید شاہ محمد اسمٰعیل
موجود
سید محمد ابو نصر
محمد ابو الحسن
موجود
محمد انور
نصیب النسا
غفور النسا
شاہ محمد جعفر
موجود
موجود
ابو المظفر
موجود
بی بی قریبہ
لاولد
فاطمہ بی بی
کلثوم بی بی
رحیم النسا
لاولد
شاہ فقیر بخش
لاولد
شاہ باسط علی
لاولد
شاہ محمد یسین
چھبان بی بی
مریم بی بی
تہی بی بی
مخدوم بخش
شاہ محمد امین
لاولد
مسماۃ باندی بی بی
شاہ کریم الدین
شاہ نظام الدین
شاہ عظیم الدین
لاولد
شاہ شمس الدین
بی بی صفیہ
بوبو بٹیا
حضرت شاہ سلطان کبیر عرف بیلہ میاں
پسر شاہ غلام عالم

بی بی طاہرہ موجود

بی بی ہاجرہ موجود

کرم احمد موجود

شاہ مخدوم عالم

شاہ عبدالقادر

کفایت النسا

شاہ محمد محسن

بی بی کلثوم

احمد حسن

بی بی معصومہ

شاہ بدرالدین

بی بی فاطمہ

شاہ خواجہ حسین و خواجہ حسن

الفت بی بی

شاہ امیر علی

شاہ وزیر علی لاولد فوت شدند

فرحت بی بی

شاہ بدر عالم

شاہ غلام چشتی

حضرت شاہ کرم علی

پسر حضرت شاہ غلام عالم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقالۂ سوم

دفعہ ۹۹ اب پھر تذکرہ حالات دہلی کا جو بعد واپسی امیر تیمور گورکان صاحبقران کے گذری کیا جاتا ہی ✚ بعد جانے امیر تیمور کے دو مہینے تک دہلی مین کوئی حاکم نرہا اور شہر نہایت ویران ہو گیا ملو اقبال خان سردار محمود شاہ بیہودے سلطنت دہلی کچھ ہاتھ پانون مارتا رہا مگر کامیاب نہوا اور مہم ملتان مین مارا گیا ۸۰۸ سنہ ہجری مطابق ۱۴۰۵ سنہ عیسوی محمود شاہ تغلق حوالی گجرات سے واپس دہلی آیا و برائے نام وظیفہ دارونکی طرح بادشاہ رہکر راہی ملک عدم ہوا بعد اوسکے دولت خان لودی بادشاہ بنا پندرہ مہینے پورے نگذرے تھے کہ ۸۱۷ سنہ ہجری مطابق ۱۴۱۴ سنہ عیسوی مین سید خضر حاکم پنجاب نے اوسکو دہلی سے نکالدیا اور کاروبار سلطنت دہلی کا بنام امیر تیمور خود کرنے لگا ✚ نسابان ہند سید خضر خان کو ایسا مجہول النسب جانتے تھے کہ تذکرہ اوسکا اپنی کتاب مین کہین بھولے سے بھی نہین کیا ✚ لیکن مصنف طبقات محمودی و مبارک شاہی سلسلۂ انساب پدری اوسکا جناب حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ملاتے ہین واللہ اعلم ✚ ہان خضر خان ملک سلیمان کا بیٹا ہی اور خطاب ملکی مخصوص واسطے پٹھانون کے ہی اور ملک سلیمان ملک مردان حاکم ملتان کا پسر خواندہ تھا جب ملک مردان مرا تو اوسکا پسر صلبی ملک شیخ جانشین پدر ہوا لیکن موت نے اوسکو مہلت ندی پھر تو بے تردد و بے تکلف بلا کسی حیلۂ شرعی کے پسر خواندہ مالک ملک و مال ہوا بعد اونکے اونکا پسر خضر خان قائم مقام ہوا لیکن سارنگ خان حاکم دیپالپور نے اوسکو شکست دیکر نکالدیا ✚ ہنگام تشریف آوری امیر تیمور گورکان صاحبقران کے خضر خان نے غاشیۂ اطاعت اوسکا دوش پر لیا وقت واپسی جب امیر تیمور اٹک پار ہونے لگا تو خضر خان

کو بعنوان اطاعت تمام ملک پنجاب و ملتان عطا کر گیا تھوڑے عرصے کے بعد خضر خان نے دہلی بھی لے لی اور ۸۱۷ سنہ ہجری
مطابق ۱۴۱۴ سنہ عیسوی مین تخت سلطنت دہلی پر بیٹھ گیا مگر خطبہ و سکہ بنام امیر تیمور جاری کر کے اپنے تئین نائب اوسکا
مشہور کیا بعد انتقال امیر تیمور کے خطبہ و سکہ مین نام شاہرخ مرزا پسر امیر تیمور کا داخل کیا اور ملک تحفہ کو خطاب تاج الملک
کا دیکر وزیر مقرر کیا وہ ملک بڑھانے مین بڑی کوشش کرتا رہا ٭ اضلاع روہیلکھنڈ یعنی کیتھر و سرگدواری ٭ و کول
جلیسر کے مفسدونکو سزا دیکر اس ملک کو قبضے مین لایا ٭ اور گوالیار ٭ و بیانہ کے راجہ سے پیشکش حاصل کی غرضکہ
اس حیثیت سے وزیر و بادشاہ قریب قریب کے ملکون مین دوڑ دھوپ کرنے لگے اور کچھ عملداری ہوئی آخر ماہ جمادی الاول
۸۲۴ سنہ ہجری مطابق ۱۵ ماہ مئی ۱۴۲۱ سنہ عیسوی کو سات برس سلطنت کر کے اس جہان سے گذر گیا دفعہ ۱۰

ذکر سلطنت سید مبارک شاہ بن خضر خان چونکہ یہ ولیعہد پدر متوفی کا پہلے سے تھا لہذا تیسرے دن وفات
پدر سے تخت فرمانروائی پر بیٹھا اور نام اپنا معز الدین ابو الفتح مبارک شاہ رکھا اسکی غرہ سلطنت مین جسرت گکھر نے جو سلطان
علی بادشاہ کو منہزم کر چکا تھا جالندر و لودھیانہ مین آکر بادشاہ سے محاربات شروع کیے اور اوسکی لڑائی یہان تک
طول کھینچ گئی کہ آخر سلطنت بادشاہ سے برابر لڑتا رہا اور ترا ملک پنجاب کا اوسکے قبضے مین آ گیا مگر باینہمہ یہ بادشاہ دل کا
مضبوط و ہمت کا عالی تھا ایسے برے وقت مین سلطنت کی خوب اوکا تھا نیا ٭ و ملک تحفہ وزیر سابق کو معزول کر کے
سرور الملک کو دستور مقرر کیا ٭ اور راجہ ناہر والی کیتھر کو سزاے قرار واقعی دیکر سلطان ہوشنگ والی مالوہ کی سرکوبی کو جو
بہر تسخیر گوالیار آیا تھا گوالیار جا کر رزمخواہ ہوا تھوڑی سی لڑائی مین سلطان ہوشنگ منہزم ہو کر عذرخواہ ہوا بعد اوسکے
قوم میواتیون کی طرف متوجہ ہو کر اونکی بھی گوشمالی کی ٭ محمد خان حاکم بیانہ کی تعاقب مین فوج تعین کی اور سلاطین
جونپور کو بھی دبایا گوالیار کے راجہ سے پیشکش لی اس عرصے مین باصغاے بغاوت فولاد غلام کی سرہند پر چڑھ گیا
اور اوسکو قلعہ مین محصور کیا ٭ یہ سب کچھ ہو رہا تھا ٭ بوجہ اسکے کہ سلطان مبارک شاہ نے مثل خضر خان اپنے باپ
کے ترسیل تحفہ تحائف مین بحضور شاہرخ مرزا کوتاہی کی لہذا امیر شیخ علی حاکم کابل حسب الحکم شاہرخ مرزا کے جانب دہلی
روانہ ہو کر ستلج پار اوترا و براہ لاہور دیپالپور گیا اس مابین مین جسقدر قصبے و گانون ملے اونکو خوب تباہ کیا ہزارون
آدمی جان سے مارے گئے پھر وہان سے راوی اوتر کر تا کنار آب جہلم ہزارون گانون تاخت و تاراج کیے جب
قریب ملتان پہنچا عماد الملک اسلام خان اوس سے رزمخواہ ہوا ہنوز فتح و شکست کسی جانب نہین ہوئی تھی کہ
بکمک عماد الملک دہلی سے فوج آ گئی اور امیر شیخ علی کو شکست فاش ہوئی ٭ جسقدر ہندوستان مین لوگون سے
نوچ کھسوٹ کر نقد و اسباب پایا تھا وہ سب عماد الملک نے چھین لیا ٭ آپ بے نیل مرام واپس کابل گیا ٭ بادشاہ
قوت عماد الملک دیکھکر متوہم ہوا ٭ آخر نتیجہ اوسکا یہ ہوا کہ جسرت گکھر ملک تحفہ اسیر ایسکے قابض لاہور ہوا اور پنجاب مین
فتنہ عظیم برپا ہوا اور امیر شیخ علی صاحب کابل سے پھر تشریف لانے یہ ہو رہا تھا کہ بوجہ تغیر و تبدل عہدہ سے جلید الملک

سلطنت بادشاہ کے دشمن جانی ہوکر باعث ہلاکت ہوئے ذکر وفات بادشاہ ۹ ماہ رجب ۸۳۷ ہجری مطابق
۱۹ جنوری ۱۴۳۴ عیسوی کو بادشاہ بغرض اداے نماز جمعہ چند ہمراہیون سے مسجد تعمیر کردہ خود واقعہ مبارک آباد
مین گیا اول رکعت کے پہلے سجدے مین بسازش سرورالملک کو رنگ ایک جماعت ہنود سنے آکر گھیر لیا اور
سر پر ایک ایسی تلوار ماری کہ جانب علیین سدھارا مدت سلطنت تیرہ سال تین ماہ سولہ یوم ہوئی ۱۰۱ ذکر سلطنت
محمد شاہ بن فرید خان بن خضر خان یہ بادشاہ بادشاہ متوفی کا برادرزادہ تھا باعانت سرورالملک وزیر تخت
سلطنت پر بیٹھا اور سکۂ مدور بخط ثلث جاری کیا عبارت طرف اول السلطان الاعظم ابوالمجاہد محمد شاہ ابن
فرید شاہ ابن خضر شاہ سلطان عبارت طرف ثانی امیر المومنین خلدت خلافتہ فی دارالامن
اور وزیر کو فکر تھی کہ بادشاہ محمد کو مار کر خود بادشاہ ہو مگر اراکین سلطنت نے وزیر ہی کا کام تمام کر دیا سلطان
محمد شاہ تھوڑے دن باموررجہانداری تھوڑا سا متوجہ ہوا تھا پھر نہ معلوم اپنے عیش وعشرت کے خیال سے یا کمی
قابلیت جہانداری کے نہ تھی بالکل حل وعقد سلطنت اپنی کارپردازون کی سپرد کرکے آپ ناچ ورنگ مین
مصروف ہوا ایسے ضعیف وقت سلطنت مین ملک بہلول بعد فوت اسلام خان اپنے چچا کے حاکم سرہند ہوا اور پھر دیپالپور
اور لاہور پر مخالفانہ قبضہ کر لیا اور تا پانی پت کرنال اپنے عامل مقرر کیے جب بادشاہ نے اوسکی یہ جسارت دیکھی
تو اوسکے استیصال کے لیے فوج بھیجی مگر ملک بہلول اوس فوج کے مقابلہ پر آیا جب فوج شاہی دہلی واپس آئی
تو پھر اپنے عامل بٹھا دیے تب حسام خان وزیر اوس سے لڑنے کو بھیجا گیا مگر اوسنے شکست کھائی ملک بہلول
نے بادشاہ سے استدعا کی کہ اگر بادشاہ حسام خان کو مار کر حمید خان کو وزیر بنا وے تو مین یہ ملک چھوڑ دون بادشاہ
نے اوسکے پیغام پر حسام خان کو جان سے مار کر حمید خان کو وزیر کیا اس حرکت ناشایستہ سے کل ملازمین اوسکے
منحرف ہوئے اور سلطان محمود خلجی بادشاہ مالوہ کو بغرض تسخیر دہلی کے طلب کیا اوسنے آکر محاصرہ دہلی کا کیا اوسوقت
بادشاہ سے کچھ نہ بن پڑا ملک بہلول سے استعانت خواہ ہوا وہ بیس ہزار سوار لیکر دہلی آیا اور بادشاہ کا معین ہوا اور
دونون بادشاہون مین لڑائی شروع ہو گئی ہنوز تیر فتح وشکست کی کسی جانب نہین ہوئی تھی کہ محمد شاہ نے محمود شاہ
خلجی سے پیغام صلح کا دیا چونکہ بہلول کی حملون سے سلطان محمود خلجی تنگ ہو رہا تھا اس پیغام صلح کو غنیمت جانکر
قبول کر لیا مگر ملک بہلول صلح سے راضی نہوا اور بادشاہ مالوہ یعنی سلطان محمود کا تعاقب کرتا ہوا چلا گیا اور بہت سا
مال اور اسباب خیمہ وخرگاہ اوسکا لوٹ لایا اوسکے صلہ مین بخطاب خانخانانی ممتاز ہوکر حکومت لاہور ودیپالپور
کی مستقل پائی اور آخر کو بخطاب فرزندی سرفراز ہوا بعد تھوڑے دنون کے ۸۴۹ ہجری مطابق ۱۴۴۵ عیسوی
مین بادشاہ اسی کشاکش مین مرگیا دفعہ ۱۰۲ ذکر سلطنت سلطان علاءالدین بن محمد شاہ امرا اوسکے
اتفاق سے یہ تخت سلطنت پر بیٹھا مگر ملک بہلول اسکی بادشاہت سے راضی نہ تھا اوسکو اپنی سلطنت کاخیا

تھا بادشاہ بغرض انتظام مملکت جانب بیانہ گیا اثنائے راہ مین باصغائے خبر عزیمت شاہ جونپور خوف کھا کر دہلی
پھرا ہرچند حمید خان الملقب حسام خان وزیر نے سمجھایا کہ بادشاہونکو ایسا خوف کرنا باعث بے رعبی ہی مگر بادشاہ
نے اپنی نامردی سے نہ سنا پہلے دہلی آیا پھر بدایون چلا گیا اوسوقت سلطنت کی یہ کیفیت تھی کہ حاکمان دکھن
و گجرات و بنگالہ و مالوہ و جونپور و دیپالپور و سرہند و تھرولی خود صاحب تاج و تخت تھی شہرپناہ کے ایک
جانب آدھ کوس اور تین جانب چار و پانچ کوس اور تمام ولایت بدایون پر بادشاہ کی عملداری تھی پسے وقتہ
مین سلطان علاء الدین نے ملک بہلول کو لکھ بھیجا کہ تم میرے باپ کے پسر خواندہ ہو اسوجہسے میرے بڑے
بھائی ہو لہذا بدایون میرے حصہ مین اور دہلی آپکے حصہ مین ہی وہان تخت سلطنت پر متمکن فرمانروائی کیجیے اور
خود بدایون مین مثل جاگیرداروں کے رہکر ۸۸۳ ہجری مین مرگیا مدت سلطنت دہلی سات برس و مدت قیام
بدایون اٹھائیس برس ✦ ان سیدون کے خاندان مین برائے نام چھبیس برس سلطنت رہی دفعہ ۱۰۳

ذکر سلطنت قوم لودیان مخفی نرہے کہ یہ قوم افغان ہمیشہ سے وحوش سیرت سبع سریرت مشہور ہین
اور قدیم سے اس قوم کو قابلیت جہانداری کی نہین رہی اور سلاطین غور و غزنی نے ہمیشہ اس قوم کو خوار
و زبون رکھا اور ہمیشہ فرقہ سپاہ مین ملازم رکھکر کام جاہلانہ لیا جب ہندوستان کی سلطنت قوم ترکون سے
زائل ہوئی اور سید خضر خان کی اولاد اسکا انتظام نکر سکی اوسوقت اللہ جلشانہ نے اس قوم افغان کو
جسکی لیاقت کسیکے خیال مین نتھی بادشاہ کیا اگرچہ قوم لودیان اپنی افغانیت سے انکار کرکے سلسلۂ انساب کیا
اپنا بادشاہان عجم ضحاک تازی سے منتہی کرتے ہین لیکن لودی و غلزئی دونون بطن مسماۃ متو بی بی بنت شیخ
بیٹ قوم افغان سے ہین اسوجہ سے باسم افغان موسوم ہین تاوقتیکہ اصل اعلی بحوالہ کتب سیر کے تحریر ہنولی ناظرین
کتاب کو باستدراک کیفیت خاندان قوم لودیان کی ایک طرح کا خلجان رہیگا لہذا کیفیت انکی بحوالہ کتب سیر جہانتک
صحیح طور پر ممکن ہوسکے تحریر کیا جاتا ہی - اگرچہ وقایع نگاران سلطانی باستقرار بنیاد انساب سلسلۂ افغانی مختلف ہین
مگر بحوالہ الصفحہ ۷، ۲ لغایت ۳۰ کتاب تاریخ فرشتہ مطبوعہ سابق محمد قاسم مصنف تاریخ فرشتہ یہ ارقام فرماتے ہین - مخفی
نرہے کہ پہلے جس کسی نے ارباب اسلام سے قدم سرحد افغانستان و ہندوستان پر رکھا اور غزوات مجاہدانہ کیے
مہلب بن ابی صفرہ ہی **تفصیل** اس سخن کی یہ ہی کہ بعد خلافت حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ سنہ ۲۲
ہجری مین عبداللہ بن عامر حاکم بصرہ تھے بعد شہادت امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ اہالیان فارس جب
دین نبوی سے مرتد ہوکر نقض عہد کرتے گئے عبداللہ بن عامر فوج کثیر لیکر فارس کو گئے اور بعد سزا دہی مرتدان
فارس کے مظفر و منصور جانب بصرہ کے معاودت فرمائی سنہ ۳۰ ہجری مین ولید بن عقبہ کو بوجہ شرب مدام
خلیفۂ ثالث نے حکومت کوفہ سے معزول کرکے سعید بن العاص کو مقرر فرمایا اوسی سال مین سعید بن العاص نے

مع امیر المومنین حضرت حسنین علیہما السلام کی طرف طبرستان کے لشکر کشی کی برکت قدوم حسنات لزوم امامین ہمامین
ولایت جرجان کے والی ملک استرآباد کا ہو از روے صلح منعقد ہوا اور دو لاکھ دینار سرخ بطور پیشکش کے مرزبان جرجان
نے نذر کیے اور مشرف باسلام ہو کر اپنے اپنے گھرونمین آباد رہے سنہ ۳۱ ہجری مین عبداللہ بن عامر حسب الحکم
خلیفہ ثالث کے بہ تسخیر ولایت خراسان لشکر گران لیکر براہ کرمان عازم خراسان ہوئے ہراول اس لشکر کے
حنیف بن قیس تھے اونھون نے سیستان و قہستان و نیشاپور کو فتح کیا اور حاکم طوس نے بلاکسی مجادلہ کے اطاعت
قبول کی سرخس و ہرات و بادغیس و غور و غورجستان و مرو و طالقان و بلخ قبضہ تصرف مسلمانونمین آیا جب
اس تھوڑے عرصہ مین فتوحات کلی نصیب عبداللہ بن عامر کو ہوئین تب اونھون نے قیس بن ہاشم کو خراسان
مین اور حنیف بن قیس کو مرو و طالقان و نیشاپور مین اور خالد بن عبداللہ کو ہرات و غور و غورجستان مین والی
کیا اور خود احرام طواف کعبہ باندھکر عازم حجاز ہوئے سنہ ۳۲ ہجری مین عبدالرحمن بن ربیعہ حسب الحکم خلیفہ
ثالث کے بغرض غزو بلخ کے مامور کیے گئے اونسے انصرام اس لڑائی کا اچھا نہوا یہانتک کہ بہت مسلمانون کے
ہاتھ شہید ہوئے اور باقی لوگ وہان سے متفرق ہو کر باطراف جرجان و جیلان پناہ گزین ہوے اسی سال مین [illegible]
کہ امراے عجم سے تھا بوادید اس حال کے اور نیز بوجہ عزیمت عبداللہ بن عامر جانب ملک حجاز کے میدان خالی پاکر
چالیس ہزار آدمی طبس و ہرات و بادغیس و قہستان و غور و غیرہ سے جمع کرکے مسلمانون پر خروج کیا مگر عبداللہ
[illegible] باتفاق حنیف بن قیس کے اوسکا مقابلہ کیا اور آخر کو قارون بمقابلہ لشکر اسلام کے خائب و خاسر ہوا اور
بجلدوی اس خدمت کے عبداللہ حازم کو حکومت خراسان کی عطا ہوئی عہد سلطنت امیر معاویہ بن
سفیان سنہ ۴۴ ہجری مین زیاد بن امیہ جو پہلے والی بصرہ تھا حاکم خراسان و سیستان کا ہوا اوسی سال مین اوسکے
اجازت سے عبدالرحمن بن شمر نے کابل فتح کرکے وہان کے سکنا کو مطیع و منقاد کیا اوسی عرصے مین مہلب بن ابی صفرہ
کہ امراے کبار عرب سے تھا حوالی مرو سے کابل و زابل آیا اور وہان سے بہ تسخیر ہندوستان متوجہ ہوا اور راجایان ہند
سے لڑائیان کرکے بارہ ہزار لونڈی غلام پکڑ لے گیا اوسی ایام مین بعض بعض مردم ہند اپنی قوم سے علیحدہ ہو کر
بوحدانیت اللہ و نبوت رسالت پناہ کے اقرار کرکے مسلمان ہوے سنہ ۵۳ ہجری مین ایک پھنسی یعنی پھوڑہ
طاعونی اونگلی پر زیاد بن امیہ کے نکلے کہ اوس صدمے سے جان بحق تسلیم ہوا تب امیر معاویہ نے اوسکے بیٹے
عبداللہ کو امارت کوفہ کی عطا کی اور اوسنے بعد تھوڑے عرصہ کے جانب ماوراء النہر کے فوج کشی کرکے بعض بعض شہر
فتح کرکے مراجعت کی اور حکومت کوفہ سے تغیر ہو کے حاکم بصرہ ہوا تب اوسنے اپنی طرف سے اسلم بن زرعة الکلابی
کو حاکم خراسان مقرر کیا بقول ثانی تاریخ فرشتہ سنہ ۵۰ ہجری مین امیر معاویہ نے حکومت خراسان کی سعید
ابن عثمان رضی اللہ عنہ کو حوالہ کی اور سنہ ۶۲ ہجری مین یزید بن معاویہ نے سلم بن زیاد کو حاکم خراسان کا کیا اور

یزید نے مہلب بن ابی صفرہ کو اوسکے ساتھ مقرر کیا اور سلم نے اپنے چھوٹے بھائی یزید بن زیاد کو حکومت سیستان پر
روانہ کیا جب یزید بن زیاد کو یہ معلوم ہوا کہ بادشاہ کابل نے براہ تمرد ابو عبداللہ بن زیاد کو کہ حاکم کابل تھا قید کیا ہی
تب بہت سا لشکر جمع کر کے متوجہ حرب اہل کابل ہوا اور بعد لڑائی کے یزید بن زیاد نے شکست کھائی اور بہت فوج
اوسکی ماری گئی جب یہ خبر سلم بن زیاد کو پہنچی تب اوسنے طلحہ بن عبداللہ بن حنیف خزاعی کو کہ بہ طلحۃ الطلحات مشہور ہو طرف
کابل کے روانہ کیا کہ ابو عبداللہ کو جو بادشاہ کابل کے یہان قید ہی خرید کر کے قید سے رہائی دلادی اوسنے پانچہزار درہم
دیکر خرید کیا بعد اوسکے سلم نے امارت سیستان کے طلحہ کو ارزانی کی اور لشکر غور و بادعیس کو کابل پر تعین کیا اوس لشکر نے
اہالیان کابل کو پھر جبراً و قہراً مطیع و منقاد اہل اسلام کا کیا ذکر نسب خالد بن عبداللہ بعضے کہتے ہین کہ خالد بن
عبداللہ نسل خالد بن ولید سے ہین اور بعضون کا قول ہی کہ نسل ابو جہل سے ہین اوس عرصے مین یہ خالد بن عبداللہ
حاکم کابل کے مقرر ہوئے جب وہان کی حکومت سے معزول کیے گئے تب انکو مراجعت عراق عرب کی شاق و دشوار
معلوم ہوئی اور خوف حاکم عہد یعنی حجاج بن یوسف سے مع عیال و اطفال و ایک جماعت مردم عرب کے برہنہ سے اعیان
کابل کے کوہ سلیمان مین جو فیما بین ملتان و پشاور کے ہی جا کر متوطن ہوئے اور اپنی دختر ایک پٹھان معتبر کے نکاح مین
دی اوس دختر سے بہت سے لڑکے ہوئے ازانجملہ دو لڑکونکی اولاد نے بہت شہرت پائی ایک لودی دوسرا سور
اب جو قوم لودی و سور مشہور ہین اونھین دونونکی نسل سے ہین۔ بحوالہ کتاب مطلع الانوار مندرجہ کتاب تاریخ فرشتہ قوم
افغانان نسل قبطی فرعون سے ہین تفصیل اس اجمال کی یہ ہی۔ بفحوای آیہ کریمہ و فرقنا بکم البحر فانجینا کم واغرقنا
آل فرعون وانتم تنظرون فرعون مع اپنی آل قبطیون کے غرق دریاے رود نیل ہوا اور حضرت موسی علیہ السلام
بقیۂ قوم قبطی پر غالب اور مسلط ہوئے تو اکثر قوم قبطی مشرف بایمان ہوئے اور ایک جماعت جو بوحدانیت فرعون کے قائل
و راسخ تھے کمال جہل سے اختیار کرنے دین اسلام سے منکر ہو کر مصر سے جلاوطن ہوئے اور ہندوستان مین آکر کوہ
سلیمان پر ساکن ہوئے یہانتک کہ بمرور ایام بہت بڑے قبیلہ دار ہوئے اور آخر آخر کو موسوم بافغان ہوئے جب
بادشاہ ابرہہ بغرض انہدام کعبۂ مشرفہ کے روانہ ہوا ہی تب بہت سے دینان دور و نزدیک سے اوسکی متابعت میں آئیا
کی ازانجملہ یہ قوم افغان بھی اوسکے شریک ہو کر بغرض ڈھانے کعبہ معظمہ کے روانہ ہوئے تھے۔ القصہ جب کثرت قوم کی
کوہ سلیمان مین زیادہ ہوئے تب زراعت و تحصیل مایۂ معاش مین مشغول ہوئے یہانتک کہ صاحب اسپ و گلۂ گاو
بکری کے ہو گئی اور جسوقت قوم مسلمانون کے جسکا سردار محمد قاسم تھا راہ سندھ سے ملتان مین آیا یہ لوگ بھی اوسکے
ہمراہ آکر زیر کوہ سرحد ہندوستان پر ساکن ہوئے وجہ تسمیۂ قوم افغان ۱۴۰ سنہ ہجری مین جب کثرت اولاد کی
ہوئی کوہستان سے منتقل ہو کر زیر دامن کوہ مواضع معمورہ ہندوستان مثل کرماج و پشاور و شنوران مین متصرف
ہوئے راجہ لاہور کہ راجہ اجمیر سے واسطۂ خویشی رکھتا تھا قاصد قلع فتنہ پٹھانون کا ہوا اور ایک اپنے سردار کو بجمعیت ہزار

سوا اسکے اوپر سر اس قوم کے تعین کیا پٹھانون نے بھی اوسکی پیشوائی کرکے منہزم واپس پا کیا بعد اس شکست کے
راجہ لاہور اپنے برادرزادہ کو دو ہزار سوار و پانچہزار پیادہ دیکر پٹھانون پر کوچ کیا اس مرتبہ مردمان خلج و غور و کابل کے جو اہلیٔ
دین اسلام کے مزین تھے آکر قوم پٹھانون کی امداد کرتے گئے ٭ مدت پانچ مہینہ مین ستر لڑائیان دونون فوجون مین واقع
ہوئین اکثر لڑائیون مین قوم افاغنہ فوج راجہ لاہور پر غالب آئے اس عرصے مین بسبب شدت سرما کے مردمان ہند عاجز
و زبون ہو گئے لہذا ہاتھ لڑائی سے کھینچکر جانب لاہور کے مراجعت کی انقضاے ایام سردی کی کرت ثانی برادرزادہ راجہ
لاہور نے لشکر تازہ ہمراہ لیا اور اوسی مقام پر جا کر رزمخواہ ہوا و بدستور سابق اہل کابل و خلج کمک پٹھانون مین پھر آئے مابین
کرمان و پشاور کے محاربہ عظیم شروع ہوا کبھی برادرزادہ راجہ لاہور پٹھانون کو پہاڑون تک ہٹا لیجاتا تھا اور کبھو مسلمان
زور کرکے اوسکو دریا تک بھگا دیتے تھے یہانتک کہ موسم برسات کا آگیا لشکر راجہ لاہور بخوف طغیانی دریای اٹک بلا تمیز غالب
مغلوب کی دار الامارت لاہور مین واپس آیا اور مردم کابل و خلج بھی اپنے اپنے مقام کو چلے گئے بعد اس معرکے کے جو کوئی کہ
پٹھانون سے پوچھتا تھا کہ احوال مسلمانون کوہستان کا کہانسے کہانتک پونہچا اور کیا صورت پیدا کی یہ جواب دیتے
تھے کہ کوہستان مت کہو افغانستان کہو کہ بجز فغان اور غوغا کے وہان دوسری چیز نہین ہے اسوجہ سے ہر ایک آدمی انکی
سکونت کو افغانستان اور انکے وجود کو افغان کہنے لگے لاکن باشندگان ہند اس طائفہ کو پٹھان کہتے ہین وجہ تسمیہ اسکی
معلوم نہین وجہ تسمیہ پٹھان راے محمد قاسم مصنف تاریخ فرشتہ کے یہ مقتضی ہوئی ہے کہ بعہد سلاطین اسلام دفعہ اول جو
یہ قوم جب ہندوستان مین آئی او بلدہ پٹنہ مین آکر ساکن ہوئے بوجہ سکونت پٹنہ کے اہل ہند پٹھان کہنے لگے
بعد اس معرکے کے اوسی ایام مین راجہ لاہور اور قوم گکھڑون سے مخالفت واقع ہوئی گکھڑان بواسطہ قرب جوار افغانستان
کے پٹھانون سے متفق ہوئے تب راجہ لاہور نے بمقتضاے وقت پٹھانون سے صلح کرکے بساط منازعت کی اوٹھا ڈالی
اور چند مواضع بطور جاگیر و پیشکش کے انکو دئے اور قوم خلج کہ بطفیل افغانون کے اوس صحرا مین جاگزین تھے شریک اونکے
جاگیر مین کر گئے یہ شرط کی کہ محافظت سرحد ونکی ایسی کرین کہ سپاہ سلاطین اسلام کے داخل ہندوستان نہونے پاوے
تب پٹھانون نے کوہستان پشاور مین ایک حصار کھینچا نام اوسکا خیبر رکھا اور ولایت روہ پر متصرف رہی تا عہد ملوک سامانیہ
ایسے کچھ محافظت راہ کی کرتے رہے کہ لگدکوبی لشکر سلاطین اسلامیہ سے ولایت لاہور کے مامون و محفوظ رہے انھین
وجوہ سے عبور لشکر سلاطین سامانیہ کا درہ خیبر ہو کر نہین ہوا درہ بولان ہو کر براہ سندھ ملتان آتا رہا۔ روہ عبارت ہے
کوہستان مخصوص سے کہ باعتبار طول کے سواد بجور سے ہے تا قصبہ سیوی کے کہ وہ قصبہ تلع بھکر کے اور باعتبار عرض کے
حسن ابدال سے کابل و قندھار تک یہ ولایت افغانستان انھین کوہستان کے حدود مین واقع ہے جب نوبت حکومت
غزنی کے الپتگین کو پونہچی سبکتگین سپہ سالار اوسکا اکثر تاخت اوپر لمغان اور ملتان کے لایا کرتا تھا اور لونڈی غلام بہت
قید کر لیجایا کرتا تھا پٹھان لوگون نے اوسکے مقاومت سے عاجز ہو کر راجہ جیپال راجہ پنجاب کو یہ پیغام بھیجا کہ اگر تم قصد

کرو تو تمہارا تسلط غزنی مین ہم کرا دین جیپال یہ خوب جانتا تھا کہ لشکریان ہند شدت سرما سے اون سرحدون مین قیام
نکر سکینگے لہذا بعزم تسخیر غزنی پس وپیش کرتا تھا چونکہ راجہ مذکور ملک کوہی سلاطین غزنویہ سے تنگ آگیا تھا لہذا بمشورہ
اراکین کے شیخ حمید کو کہ درمیان قوم پٹھانون کے صاحب اعتبار تھا اپنے حضور مین بلاکر اوپر منصب امارت کے سرفراز
کیا اور واسطے ضبط ولایت لمغان اور ملتان کے اوسکو تعین کیا وہان پہونچکر اوسنے بخوبی قبض و تصرف کرکے ہر ایک
مواضع نامی مین ایک ایک حاکم اپنی جانب سے مقرر کیا اوس تاریخ سے قوم افاغنہ مرتبۂ امارت کو پہونچکر صاحب جاہ
وحشم ہوئے بعد اسکے جب الپتگین مرگیا او سبکتگین قائم مقام اوسکا ہوا تب شیخ حمید مذکور نے صولت اور شوکت سبکتگین
سے خوف کھاکر یہ پیغام دیا کہ ہم اور تم بواسطۂ شرکت دین اسلام مین ایک ہین سزاوار مکارم اخلاق خداوندی کے یہ ہی کہ
اس طائفہ کو اپنا مطیع و منقاد سمجھکر اپنے سرداران لشکر کو یہ حکم دیجیے کہ حین تاخت و تاراج ممالک ہند کی مزاحمت اوپر اموال
قوم ہماری کے نکرین سبکتگین نے بمقتضای مصلحت وقت التماس اوسکا منظور کیا اور بعد فتح جیپال کے اقطاع ملتان
شیخ حمید پر بحال و برقرار رکھا لیکن سلطان محمود غزنوی نے اپنے باپ کے خلاف قبایل پٹھانون کو مقہور و مخذول کیا
و سرکشون کو قتل کرکے مطیعون کو ملازم لشکر کیا ٭ بحوالۂ کتاب مخزن افغانی مصنفۂ خواجہ نعمت اللہ بن خواجہ حبیب اللہ
ہروی کہ یہ بھی معاصر محمد قاسم مصنف تاریخ فرشتہ کا ہی اور ۱۰۱۸ سنہ ہجری مین بعہد سلطنت محمد نورالدین جہانگیر بادشاہ کے
حسب فرمایش نواب خانجہان خان لودی کہ بخطاب فرزندی ممتاز تھا یہ تحریر کرتا ہی تمامی احوال خیلہای پٹھانون کا
کسی مورخ نے کماینبغی مفصل و مشرح تحریر نہین کیا اس باعث سے سلسلۂ انساب پٹھانون کا مجہول و نامعلوم ہی اور آنا
انکا بیچ دیار روہ اور کوہ سلیمان کے مفصل بقید زمان دریافت نہین ہوا ظاہرا یہ معلوم ہوتا ہی کہ جب حضرت موسی
علیہ السلام اوپر فرعون اور اوسکی آل قبطیون کے فتحیاب ہوئے اور تمام ملک مصر و شام پر قوم بنی اسرائیل مسلط ہوئے
تب اکثر اس قوم کے لوگ ساکن بیت المقدس ہوئے بعد بخت نصر بادشاہ کے جب خرابی بیت المقدس کی اوسکے
ہاتھ سے واقع ہوی تو بعض قوم بنی اسرائیل وہان سے جلاے وطن ہو کر شعاب جبال و دیار زمین مثل کوہ سلیمان کے
ساکن ہوئے اور بوجہ قیام پہاڑون کے علم و ہنر اس قوم سے یکسر مفقود ہوا اور زبان انکی کہ عبرانی تھی بوجہ قیام کوہ
وصحرا کے تغیر ہوکے زبان پشتو ہوگئی کہ کسی ملک کی زبان سے مناسبت نہین تفصیل اس اختصار کی یہ ہی کہ یہ قوم پٹھان
بنی قبطی نہین بلکہ بنی اسرائیل ہین اسرائیل نام حضرت یعقوب علیہ السلام کا ہی وجہ تسمیہ اس نام کی کتاب غیاث اللغات مین
بندۂ اللہ و برگزیدۂ خدا مندرج ہی لیکن مصنف مخزن افغانی بمعنی شب رو یعنی رات کے چلنے والے لکھتا ہی شرح اوسکی یہ ہی
روایت ہی کہ نکاح حضرت اسحاق علیہ السلام کا ایک دختر بنی عمالقہ سے ہوا اوس سے دو فرزند تو امان پیدا ہوئے ایک کا نام
عیص اور دوسرے کا نام یعقوب ہوا جب یہ دونون سن تمیز کو پہنچے تو بوجہ مخالفت بعض امور حضرت عیص کے حضرت
یعقوب کنعان سے ہجرت کرکے شباشب طرف شام کے اپنے خالہ کے یہان چلے آئے نام اونکی خالہ کا لبان تھا بسبب چلنے

شباشب کے نام انکا اسرائیل ہوا حضرت یعقوب کے چار محل تھے منجملہ چار کے دو دختر خالہ کی تھین اور دو کنیزک ان چارون کی بطن سے بارہ بیٹے حسب تصریح ذیل متولد ہوئے

از بطن لیان دختر کلان لبان چھ پسر			از بطن راحیل دختر خورد لبان دو پسر	
یہودا	روبیل	شمعون	یوسف علیہ السلام	یامین
لاوی	زبولون	یساخر	٠	٠

از بطن کنیزک زلفہ نام دو پسر		از بطن کنیزک ثانی سریہ نام دو پسر	
دان	ہلال	حیا	شیرین

ان بارہون لڑکون سے بارہ سبط قرار پاکے بنی اسرائیل کہلائے۔ بقول مصنف مخزن افغانی سلسلۂ انساب اس طبقۂ پٹھانون کا حضرت یہودا مبین پور حضرت یعقوب سے منتہی ہوتا ہی لیکن صمد اللہ مستوفی مورخ تاریخ افغانی حضرت یامین برادر خورد حضرت یوسف علیہ السلام سے قرار دیتا ہی واللہ اعلم جب حضرت یوسف عزیز مصر کے ہوے تو انکے گیارہون بھائی کنعان اپنے وطن اصلی سے منتقل ہوکر ساکن و رئیس مصر کے ہوئے اور اولاد ہر ایک بھائیون کی بارہ سبط سے نامزد ہوکر ملقب قوم بنی اسرائیل ملقب ہوئے اور تمام ملک شام و بیت المقدس پر مسلط ہوکر بفحوای آیۂ کریمہ بخطاب۔ یابنی اسرائیل اذکروا نعمتی التی انعمت علیکم وانی فضلتکم علی العالمین۔ ممتاز ہوئے آخر آخر کو شرایع دین اسلام سے کاہل ہوکر حرمت بیت المقدس سے غافل ہوگئے تب اللہ جلشانہ نے ازرہے تنبیہ اس قوم پر فرعون کو کہ قوم عاد سے تھا بادشاہ کرکے مسلط فرمایا تب فرعون نے اپنی وحدانیت کی طرف دعوت کی اس قوم نے انکار کیا اوسوقت بانواع عذاب فرعون کے مبتلا ہوئے چنانچہ اللہ جلشانہ اپنی کتاب مین یہ فرماتا ہی۔ واذ نجینٰکم من آل فرعون یسومونکم سوء العذاب یذبحون ابناءکم ویستحیون نساءکم وفی ذٰلکم بلاء من ربکم عظیم تب قوم بنی اسرائیل رات دن بدرگاہ قاضی الحاجات دعا مانگنے لگے کہ نجات دے اسکے عذاب سے دعا اونکی مستجاب ہوئی کہ حضرت موسی علیہ السلام مبعوث ہوئے اور عذاب فرعون سے تمام قوم بنی اسرائیل کو نجات دلوائی کہ تفصیل اسکی کتب مین موجود ہی بعد حضرت موسی علیہ السلام کے حضرت یوشع اولاد حضرت یوسف علیہ السلام نبی ہوئی جب اونھون نے انتقال کیا تو حضرت خرقیل اسباط یہودا سے قائم مقام ہوئے جب وہ بھی گذرگئے تو حضرت اشمویل بن تیرا جہ ابن علقمہ جو سبط لاوی سے تھے۔ نبی مبعوث ہوکر آئے قوم نبی اسرائیل نے اونکے نبوت کی تکذیب کی تب اللہ جلشانہ نے ملک جالوت کو کہ باشندۂ ساحل دریاے روم کا تھا اور وہ مقام فیمابین مصر و فلسطین کے واقع ہی اوپر اس قوم

کے مسلط فرمایا اوسنے ان لوگون کو یہانتک خوار و زبون کیا کہ بہو سے زیادہ لڑکا لڑکی لونڈی غلام بنانے کو پکڑ لیگیا اور تابوت سکینہ کو کہ عہد حضرت آدم سے اوسوقت تک بطور برکت کے چلا آتا تھا چھین لیگیا۔ تابوت سکینہ ایک صندوق تھا چوب شمشاد سے اور اوسمین تمام صورت انبیا اون کے منقوش تھین اللہ تعالے نے حضرت آدم علیہ السلام کو بہشت سے بھیجا تھا اور وہ نوبت بہ نوبت نسب وصیت کیے بعد دیگرے حضرت موسی کو پہنچا تھا بقول بعض مورخین کے اوس تابوت مین ایک شکل تھی بلی سے بہت مشابہ سر و دم مین گربہ آدمی کا تھا آنکھین روشن مثل مشعل کے کسی مرد کی طاقت نہ تھی کہ اوسکو دیکھ سکے اور وقت لڑائی کے مانند باد سخت کے ایسی تیزی کرتا کہ دشمن متفرق و منتشر ہو جاتے تھے اور بنی اسرائیل کہین لڑنے کو جاتے تو تابوت مذکور اپنے ساتھ لیجاتے جب وہ چلتا تو یہ بھی چلتے اور اوسکے ٹھہر جانے پر یہ بھی رک جاتے ہ بروایت وہب بن امیہ بوقت مشکل قوم بنی اسرائیل کے وہ کلام بھی کرتا تھا جب یہ خواری و زبونی قوم بنی اسرائیل کو بوجہ تسلط ملک جالوت کے بہم پہونچی تب اشموئیل سے یہ استدعا کی کہ خدا سے دعا کرو کہ ہم مین سے کسیکو بادشاہ کرے کہ اوسکو ہمراہ لیکر ملک جالوت پر جہاد کرین اور فتحیاب ہون تب ہم لوگون کو دلیل و برہان تمہاری نبوت کی ہو پیغمبر نے دعا کی فی الحال ایک عصا و قدح پر از روغن اللہ نے بھیجکر حکم فرمایا کہ جسکے قد سے یہ عصا برابر ہو اور اوسکو دیکھکر یہ روغن جوش کرے اور تیل کی مالش سے موے سر اوسکے یعنی تلچ ہو جائین وہی لائق بادشاہی ہے عظام بنی اسرائیل اوسے امتحان کرتے تھے کوئی لائق بادشاہی نہ ٹھہرتے تھے ساروال نامی طویل القامت الملقب بہ طالوت کہ بہ صعوبت فقر و محتاجگی کے مبتلا تھا اور دریاے رود نیل سے پیشہ سقائی کا کرتا تھا کبھی اتفاق گذر اوسکا مکان مہتر اشموئیل پر ہوا عصا موافق قد اوسکے پایا روغن جوش مین اور وقت ملنے بالون کے موی مثل اکلیل کے ہوگئے تب قوم نے اوسکی بادشاہت سے انکار کرکے اپنے پیغمبر سے یہ عذر کیا کہ یہ طالوت کمتر اسباط بنی اسرائیل ہے اور کسطرح پر لائق بادشاہی نہین ہے مہتر اشموئیل نے جواب دیا کہ یہ حکم خدا کا ہے تمکو ہمکو سوا اسکے قبول کرنیکے اور کوئی چارہ نہین ہے اور بہ غمخواری و پرورش طالوت کی سعی جمیلہ فرمانے لگے اور قوم بنی اسرائیل کو مبالغہ کرکے غضب خدا سے ڈرانے لگے تب قوم بنی اسرائیل نے یہ بات کہی کہ اگر یہ بحکم خدا بادشاہ ہے تو تابوت سکینہ کو جسکو ملک جالوت اوٹھا لیگیا ہے یہ خدا سے مانگے اور اسکے پاس تابوت سکینہ آجاوے تو اسکی سلطنت مین ہم لوگون کو برہان قطعی ہو مہتر اشموئیل پیغمبر و طالوت نے خدا سے دعا کی اونکی دعا سے ایکروز خود بخود ہوا نے تابوت سکینہ کو دروازہ مہتر اشموئیل کے لاکر ڈالدیا نقل ہے کہ جب کفار عمالقہ تابوت سکینہ کو بنی اسرائیل سے اوٹھا لیگئے حق تعالے نے اوس قوم کو بہ عذاب وباے الیم و طاعون عظیم کے مبتلا کیا تب اونھون نے کہا کہ بنی اسرائیل ہمین اس تابوت کے برکت و فتح و نصرت حاصل کرین اور ہم لوگ بابتلاے بلا گرفتار ہون بہتر یہ ہے کہ اسکو کسی مزبلہ مین ڈالدین چنانچہ تابوت کو اوٹھاکر ایک مزبلہ مین ڈالدیا اوس سے اونپر اور بلاے شدید نازل ہوئی ایک عورت تھی ا

ملکی قید مین تھی اوسنے ہدایت کی کہ اگر اپنی نجات چاہتے ہو تو اس تابوت کو بنی اسرائیل کے پاس بہیجدو دوسرے
روز جماعت کفار نے تابوت کو اوپر پشت دو بیلون کے باندھکر اون بیلون کو طرف مصر کے ہانکدیا حکم الٰہی سے اون بیلون
کو جنپر تابوت رکھا تھا فرشتون نے ہانک کر دروازہ حضرت شموئیل کے لاکر رکھدیا علی الصباح حضرت شموئیل اور اکابر بنی اسرائیل
جب تابوت سکینہ کو دیکھتے گئے سجدات شکر الٰہی بجالائے اور طالوت کو ساتھ خطاب بادشاہی کے موسوم کرکے اوپر تخت سلطنت کے
بٹھلایا ۔ شجرہ نسب طالوت کا یہ ہے ساردل الملقب ملک طالوت بن قیس بن تالع بن عملث بن اخنوخ بن حضرت
یہودا ابن حضرت یعقوب ع بارھون سبط کر ملازمت کی باندھکر خدمت ملک طالوت مین حاضر ہوئے اور بوحی الٰہی واسطے
جہاد کے ستر ہزار سوار جرار لیکر ملک جالوت پر عازم ہوئے اور ادھر ملک جالوت بھی بیس لاکھ سوار لیکر مجاہدون سے آکر
زد مخواہ ہوا بوجہ کثرت فوج کفار کے ملک طالوت نے اپنے لشکر مین یہ اشتہار کیا کہ جو کوئی ملک جالوت کو قتل کرے اوسکو
اپنی لڑکی اور نصف سلطنت دونگا آخر الامر ملک جالوت ہاتھ داؤد بن عیسی سے قتل ہوا اور ملک طالوت نے بغرض
ایفاے وعدہ اپنی لڑکی حضرت داؤد کے نکاح مین دیکر نصف سلطنت اونکو عطا کی ستتالیس برس سلطنت کرکے ہنگام
حرب کفار درجۂ شہادت کو پونہچے بعد شہادت ملک طالوت کے حضرت داؤد اوپر تمامی ملک و خزائن کے متصرف ہوکر بادشاہ
ہوئے بعد تھوڑے دنون کے حق تعالی نے اونکو اوپر رسالت کے مبعوث کیا ۔ نقل ہے کہ ملک طالوت کے بارہ بیٹے
تھے منجملہ اونکے دس بیٹے ہمراہ اپنے باپ کے جنگ کفار مین شہید ہوگئے برخیا و ارمیا جو خورد سال تھے وہ زندہ رہے
حضرت داؤد علیہ السلام نے بعد تربیت و تعلیم کے برخیا کو بعہدۂ وزارت و ارمیا کو بعہدۂ سپہ سالاری سرفراز و ممتاز کیا
بعد انتقال اونکے آصف پسر برخیا بعہدۂ وزارت و افاغنہ پسر ارمیا بعہدۂ سپہ سالاری مامور ہوئے بعد انتقال حضرت
داؤد علیہ السلام کے جب حضرت سلیمان علیہ السلام قائم مقام اپنے باپ کے ہوئے تو یہ دونون بھائی بدستور سابق
اپنے عہدہ پر مامور رہے نقل ہے کہ مسجد اقصی واقع شہر بیت المقدس باہتمام انھین دونون بھائیون کے چالیس
برس کی مدت مین طیار ہوئے اور بنانے والے اسکے تمام دیو و پری تھے اور ہر قسم کا لعل و جواہر بجاے مناسب اوسمین
نصب کیا گیا تھا ۔ جب بسعی و اہتمام آصف و افاغنہ کے یہ مسجد اقصی طیار ہوچکی تو سکونت انکی اور انکی اولاد کی شہر
بیت المقدس مین ہوئی نقل ہے کہ آصف کے اٹھارہ اور افاغنہ کے چالیس بیٹے پیدا ہوئے بمرور ایام ترقی
اونکی اولاد خصوصا فرزندان افاغنہ کی یہانتک نوبت پونہچی کہ کوئی قبیلہ ربع مسکون سے تعداد و جمعیت مین اونکی
برابری نکرسکتا تھا اور تمام بلاد شام اور بیت المقدس مین پھیل گئے جب بخت نصر بادشاہ نے بلاد شام اور بیت المقدس
پر تسلط پایا تو اوسنے بنی اسرائیل کو قتل کرکے شہر بیت المقدس اور مسجد اقصی کو خراب کیا اور آٹھ سو کو سالہ طلائی کفرکی
یہانسے بابل کو اوٹھا لیگیا ہے تاریخ سجود اوسی سے دستیابی تک چار سو چون برس کا عرصہ گذرا تھا مدت تک بیت المقدس
خراب پڑا رہا بالآخر فرہنگ کو شک بادشاہ ایران نے سر نو سے مرمت بیت المقدس کی کی نقل ہے کہ پانچ مرتبہ

بیت المقدس خراب ہوا اور پانچ مرتبہ اوسکی تعمیر مرمت ہوئی اس جگہ تفصیل اوسکی باعث تطویل ہو بخت نصر بادشاہ
نے بارہ ہزار اعاظم بنی اسرائیل کو جسمین اکثر عالم و زاہد تھے قتل کیا بقیہ بنی اسرائیل سکنۂ ولایت شام اور بیت المقدس
اوس خلفشار مین جلاے وطن ہوکر ساکن ولایت دور دراز کے ہوئے از انجملہ اولاد افاغنہ متذکرہ کے اوسی خلفشار
مین بخوف قتل بخت نصر بیت المقدس سے منتقل ہوکر کوہستان ولایت غور و غزنی تا کوہ فیروزہ و قندھار ساکن ہوئے
یہ ولایت متذکرہ حسب تقسیم حکماے اقلیدس کے داخل اقلیم پنجم ہو ❊ جب بنی افاغنہ ساکن کوہستان مذکور کے ہوئے
اور بوجہ کثرت قوم وہان کے حاکونسے لڑکر اوس ملک کو اپنے قبضہ و تصرف مین لائے یہانتک کہ غرہ سلطنت
سلطان محمود غزنوی تک بطور حاکم خود سر کے رہے ❊ ذکر خالد بن ولید مصنف مخزن افغانی حضرت خالد بن ولید
کو اپنی کتاب مخزن افغانی مین نسل افغان سے قرار دیتا ہی باین تفصیل ❊ کہ ہنگام خلفشار بخت نصر بادشاہ کے تمام
افاغنہ جلا وطن بیت المقدس سے ہوئے تو مورثان خالد بن ولید بیت المقدس سے منتقل ہوکر ساکن مکہ معظمہ ہوئے
اور بوجہ وصلت و مصاہرت مورثان خالد بن ولید ساتھ قوم قریش کے یہ بھی بلقب قریشی ایکہزار پانچسو برس کے بعد
جب آفتاب جمال نبوت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ملک حجاز مین روشن ہوا اور صنادید عرب بشرف باسلام
ہوئے ❊ چونکہ عبد الشمس صنادید قریش انکی مان کے دادا تھے باعث سے انکو بھی قریش کہنے لگے اور فی الواقع
یہ قریش نہ تھے بلکہ بنی اسرائیل تھے ❊ بایام خلافت خلفاے راشدین بعہدۂ سپہ سالاری مامور ہوئے جسکی مہمات
کی تفصیل کتاب فتوح الشام و فتوح المصر مین مندرج ہی ❊ بحوالہ تاریخ مجمع الانساب افاغنہ ❊ جب خالد بن ولید
مشرف باسلام ہوئے تب بلحاظ محبت ہم قومی کے اپنے بنی اعمام کے نام کوہ رود و سلیمان و فیروزہ مین ایک مراسلہ باین
مضمون لکھکر بھیجا کہ نبی آخر الزمان مبعوث ہوئے این حاضر ہوکر مشرف باسلام ہو چنانچہ مع اپنی قوم افغانہ
کے بمقام مدینہ منورہ حاضر ہوکر بدلالت خالد بن ولید مشرف باسلام ہوئے تفصیل اسامی اجداد قیس یہ ہی قیس
بن عیص بن سلول بن عتبہ بن نعیم بن عمرا بن سکندر بن رمان بن علین بن مہلول بن سلم بن صلاح بن قارود
بن آئیم بن قہول بن کرم بن اعمال بن خلیفہ بن حذیفہ بن نہال بن قیس بن علیم بن اسمعیل بن ہارون بن
قرود بن ابی بن صیب بن زنل بن بوی بن عامیل بن طلاخ بن ارزند بن مبدول بن سلم بن افاغنہ بن ساول
الملقب ملک طالوت بن قیس بن عتبہ قانع بن ہلث صیش بن زوائیل یا اخنوخ بن یہودا ابن مہتر یعقوب علیہ السلام
بن مہتر اسحاق علیہ السلام بن حضرت ابراہیم خلیل اللہ تا حضرت آدم علیہ السلام ❊ تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
بانواع مہربانی نوازش فرماکر ہر ایک کو اسم و خطاب مجید و عطا فرمایا اور یہ ارشاد فرمایا کہ قیس نام یہ زبان عبری مین او
ہم اہل عرب سے ہین لہذا نام قیس کا عبد الرشید کہا اور یہ بھی ارشاد کیا کہ تم نسل ملک طالوت سے ہو حق تعالی نے اونکو
بخطاب ملک موسوم کیا ہی چاہیے کہ تمکو بھی لوگ ملک کہین وجہ تسمیہ پٹھان بروایت مخزن افغانی بر درنہ

غزوۂ مکۂ معظمہ خالد و قیس عبدالرشید وقت نبرد اہالیان قریش سے کمال داد شجاعت کی دیتے گئے جب خبر انکی بسمع مبارک حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی پونہچی آپنے کمال عاطفت سے یہ ارشاد فرمایا کہ حق تعالی نسل قیس عبدالرشید سے سلسلہ عظیم پیدا کریگا اور یہ مشابہ ہوسا تھ اوس آثار لکڑی کے جس سے ابتدائے بنیاد جہاز کی شروع ہوتی ہی اور باصطلاح اہلیان جہاز اوس لکڑی کو پٹھان کہتے ہین اور ساتھ خطاب پٹھان کے موسوم فرمایا ٭ بعد فتح مکۂ معظمہ کے قیس عبدالرشید کو رخصت انصراف وباغور اوسکے وطن کی فرماکر ایک اپنے صحابی کو کہ گروہ انصار سے تھے ابغرض تعلیم شرع اون کے ہمراہ کردیا قیس عبدالرشید پٹھان اپنے وطن مالوف مین پہونچکر جانب اپنی قوم کے تعلیم احکام اسلام کے متوجہ ہوئے اور عہد ایالت معاویہ بن ابو سفیان سنہ ہجری تک زندہ رہکر اس جہان سے گذر گئے رائے مؤلف بنی اسرائیل ہونا حضرت خالدبن ولید کا اور اونکی ترسیل کتابت سے حاضر ہونا قیس عبدالرشید کا بغرض قبول دین اسلام مدینہ منورہ مین اور شریک ہونا غزوۂ مکۂ معظمہ مین اور بعد فتح مکۂ معظمہ کے مخاطب ہونا باسم پٹھان بارشاد حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم تمہید مشابہت لکڑی ابتدائے بنیاد جہاز کے کسی آثار واخبار سے ثابت نہین بلکہ قریشی وہاشمی ہونا حضرت خالدبن ولید کا اخبار متواتر سے پایا جاتا ہی نظیراً تائید اسکے بعینہ عبارت کتاب خزینۃ الاصفیہ صفحہ ۲۵ بحوالہ معارج النبوۃ ایراد کرتا ہون شیخ علاء الدین علاء الحق از قریشان صحیح النسب ہاشمی ست ونسب شریفش بحضرت خالدبن ولید منتہی میشود ٭ بحوالہ تحفہ ۸۲ جلد اول تاریخ فرشتہ ٭ درکتاب مطلع الانوار کہ تصنیف یکے از مردم ثقہ است در برہان پور خاندیس نظر درآمدہ کہ افغانان از نسل قبطیہ فرعون اندتم کلامہ ٭ بعہد خلافت حضرت عثمان ذی النورین وبروایتے بعہد ایالت امیر معاویہ بن ابی سفیان بعد فتح کابل مشرف بدین اسلام ہوئے دفعہ ۱۰ ذکر توالد و تناسل افغانان بحوالہ کتاب مخزن افغانی یہ تحقیق ہوا ہے کہ قیس عبدالرشید کے تین پسر متولد ہوئے سربنی بٹنی غرغشتی سوائے انکے کرلانی دوسرے خاندان سے انکا روز اشخاص متذکرۂ بالاسے حسب تصریح ذیل سات لاکھ خیل قرار پائے سربنی بٹنی غرغشتی کرلانی باقی واللہ اعلم ٭ واضح رہے کہ تذکرہ ان چارون کا اوپر چار طبقے کیا گیا

طبقۂ اول

فرع اول — ذکر اولاد سربنی ولد قیس عبدالرشید متضمن اوپر دو فرع کے — اسکے دو پسر شرخبون خرشبون

فرع اول — ذکر اولاد شرخبون ولد سربنی متذکرۂ طبقۂ اول نمبر ۱ — اسکے پانچ پسر متولد ہوئے شیرانی مربن میانہ ترین امرودین نمبر ۵ دختر آہنگر پر عاشق ہوکر اوسکو اپنے نکاح مین لایا اوس سے ایک پسر موسومہ اڑمڑ پیدا ہوا اور اولاد اڑمڑ کی صاحب جاہ وحشم ہوئے اس باعث سے اولاد اوسکی بلقب اڑمڑ مشتہر ہوئی۔ ضمیمۂ ۱ ذکر اولاد شیرانی ولد شرخبون متذکرۂ فرع اول نمبر ۱

یہ نواسہ کاکڑ کا ہی جب اسکی مان مرگئی اور اوسکے باپ سربنی نے دوسرا نکاح کیا تو بوجہ ناتفاقی دوسری مان کے

اپنے ناناہال مین چلا آیا اور برعایت پرورش ناناہالی کے سلسلۂ انساب پدری کو قطع کرکے اپنے نانا کے خیل کے نام سے
گروہ اولاد غرغشتی سے تھا غرغشتی مشہور کیا اور اسکے ایک پسر موسومہ چار پیدا ہوا اوسکے تین پسر پیدا ہوئے
وِدّم جلوانی بہریال

ضمیمہ ۲ ذکر اولاد ودم ولد چار متذکرہ ضمیمہ ۱ نمبر ۱ اسکے چار پسر ہوئے عمر و سیدانی
میانی بابر منجملہ انکے سیدانی نمبر ۲ و میانی نمبر ۳ کے کوئی اولاد نہین لاولد فوت ہوگئے

ضمیمہ ۳ ذکر اولاد جلوانی ولد چار متذکرہ ضمیمہ ۱ نمبر ۲ اسکے چھ پسر صلبی اور ایک وصلی
اوریکی سلار خیل مروت خیل راسپندزی میہار گونکزی پسران صلبی عمر و پسر وصلی

ضمیمہ ۴ ذکر اولاد عمر پسر خواندہ جلوانی متذکرہ ضمیمہ ۳ نمبر ۷ اسکے سات پسر پیدا ہوئے
اونسے سات خیل ہوئے یعقوب خیل مش خیل کدیا خیل کید عمرو موسی خیل بویا خیل سلارون اگرچہ عمرو پسر
وصلی مجہول النسب ہی مگر بقولے نسل شیرانی سے ہی

ضمیمہ ۵ ذکر اولاد بابر ولد ودم متذکرہ ضمیمہ ۲ نمبر ۴ اسکے دو پسر ابجر سنجر اولاد
ابجر کا تذکرہ کسی کتاب مین پایا نگیا

ضمیمہ ۶ ذکر اولاد سنجر ولد بابر متذکرہ ضمیمہ ۵ نمبر ۲ اسکے پانچ پسران سے پانچ خیل ہوے
مسعود خیل غوریا خیل اسمعیل خیل یعقوب خیل ابراہیم خیل

ضمیمہ ۷ ذکر اولاد ترین ولد شرخبون متذکرہ فرع اول نمبر ۲ اسکے تین پسر متولد ہوے
تور اسپین اودل تور کا رنگ سیاہ اور اسپین کا سفید تھا تور و اسپین زبان پشتو مین سیاہ و سفید کو کہتے ہین بمناسبت
رنگ ان دونون کے نام رکھے گئے

ضمیمہ ۸ ذکر اولاد تور ولد ترین متذکرہ ضمیمہ ۷ نمبر ۱ اسکے چار پسر متولد ہوئے
ملولی کندری سیلی بابو

ضمیمہ ۹ ذکر اولاد ملولی ولد تور متذکرہ ضمیمہ ۸ نمبر ۱ اسکے دو پسر ہارون علی
ضمیمہ ۱۰ ذکر اولاد کندری ولد تور متذکرہ ضمیمہ ۸ نمبر ۲ اسکے پانچ پسر ہوئے
مندوزی منگل زی بیکھنیالی نزل زی مناززی

ضمیمہ ۱۱ ذکر اولاد سیلی ولد تور متذکرہ ضمیمہ ۸ نمبر ۳
اسکے دو پسر کوکی یادمی بابو ولد تور پسر نمبر ۴ کی اولاد کا کوئی تذکرہ دیکھا نگیا

ضمیمہ ۱۲ ذکر اولاد اسپین ولد ترین متذکرہ ضمیمہ ۷ نمبر ۲

اسکے چار پسر وزیر سلیمان تمام اوتجی

ضمیمہ ۱۳ ذکر اولاد اودل ولد ٹہن متذکرۂ ضمیمہ ۷ نمبر ۳

اسکے تین پسر بارک بوبل علی

ضمیمہ ۱۴ ذکر اولاد ہارون ولد ملولی متذکرۂ ضمیمہ ۹ نمبر ۱

اس ہارون کے صرف ایک دختر اور ایک زوجہ تھی مگر یہ شخص نہایت مفلس اور عاجز تھا اور روزی اسکی محض شکار پر تھے جب تمام دن صید کرتا تو شام کو اوس سے قوت کرتا ایکروز حسب معمول اپنے جنگل مین شکار کو گیا تھا چند فقرا اوسکے گھر مین مہمان ہوئے اسکی زوجہ نے ایک بکری کہ وہی مایۂ بضاعت تھی ذبح کرکے کباب اوسکے بناکر پیشکش فقرا کیے اس اثنا مین ہارون بھی شکار سے واپس آیا اپنی زوجہ سے زیادہ خدمت اون فقرا کی کی جب فقرا اوسکے گھر سے رخصت ہونے لگے ہارون مذکور نے بنظر حسن عقیدت اپنی دختر ناکتخدا کو بطور نذر کے پیش کیا وہ لوگ اس سے نہایت خوش ہوکر دعاے خیر و برکت اوسکے رزق کی کرتے گئے اور یہ کہا کہ یہ لڑکا سید جمال جو ہمارے ساتھ ہے اسکو اپنی فرزندی مین قبول کر اور اسکے ساتھ اپنی دختر کا نکاح کردے اور ایک لڑکا اور سید کا فلان مقام پر پڑا ہے اوسکو لاکر اپنا فرزند کر خداوند تعالی برکت قدوم ان دونون سیدون سے بہت سے پسر تجھے عطا کریگا ہارون مذکور حسب الحکم اون فقرا کے پرورش و تربیت دونون لڑکون مین مصروف ہوا تھوڑے عرصے مین یمن قدوم ان لڑکون کے سات پسر صلبی ہارون کے پیدا ہوئے نورزی ملک یار اسمعیل زی بادوزی حیدرزی یعقوب زی ابوبکرزی سید جمال جسکو فقیر دیگئے تھے اور رشتہ دامادی کا اوسکے ساتھ رکھتا تھا اولاد اوسکی ملقب بہ سیدزی ہوئی اور جسکو حسب نشاندہی فقرا کے اوٹھا لاکر پرورش کیا تھا اوسکا نام کربلازی رکھا اوسکی اولاد ملقب کربلازی مشہور ہوئے

ضمیمہ ۱۵ ذکر اولاد ابوبکر بن ہارون

متذکرۂ ضمیمہ ۱۴ نمبر ۷

اسکے چار پسر متولد ہوئے احمد ہیکل خان ہندیا

ضمیمہ ۱۶ ذکر اولاد میانہ ولد شرخبون

متذکرۂ فرع اول نمبر ۲

اسکے تیرہ پسر بارہ صلبی ایک وصلی حسب ذیل

تفصیل پسران صلبی	تفصیل پسران وصلی
غورتی قیسانی لمی لت ملاح حوت	ہرشین
اسکون لرانی رہانی تنغ جسکو اب تنغ کہتے ہین جعفر سوشت	

ہر سہ پسر وصلی لڑکا کسی سید کا تھا اسکو اپنی فرزندی میں لیکر پرورش کیا تھا

ضمیمہ ۱ ذکر اولاد سکون ولد بیانہ متذکرہ ضمیمہ ۱ نمبر ۲

اسکے دو پسر زہری جسکو وزیری کہتے ہیں کراش

ضمیمہ ۱ ذکر اولاد تورغ ولد بیانہ متذکرہ ضمیمہ ۱ نمبر ۱

اسکے چھ پسر ستور ستمر کلی امرغی روشا ولیس کوئی ذکر بقیہ پسران نمبر ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۸ و ۹ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ - کا پایا نگیا

ضمیمہ ۱۹ ذکر اولاد برتیج ولد شرخیون متذکرہ فرع اول نمبر ۴

اسکے دو پسر داؤدیع حسین

ضمیمہ ۲ ذکر اولاد داودیع ولد برتیج متذکرہ ضمیمہ ۱۹ نمبر ۱

اسکے چھ پسر شیخ ثابت ملی زی بدل زی خوبان زی شکر زی کوک زی شیخ ثابت نے فقیری اختیار کی اسباعث سے تعظیما اونکو شیخ کہنے لگے

ضمیمہ ۲ ذکر اولاد حسین ولد برتیج متذکرہ ضمیمہ ۱۹ نمبر ۲

اسکے پانچ پسر بارک زی بسا زی اکوزی سندوزی داوزی

بیان فرع دوم

ضمیمہ ۱ ذکر اولاد خرشیون ولد سرہنی متذکرہ طبقہ اول نمبر ۲

اسکے تین پسر کند جمند کاسی

ضمیمہ ۲ ذکر اولاد کند ولد خرشیون متذکرہ ضمیمہ ۱ نمبر ۱

اسکے دو پسر غورا شیخار

ضمیمہ ۳ ذکر اولاد غورا ولد کند متذکرہ ضمیمہ ۲ نمبر ۱

اسکے پانچ پسر دولت یار خلیل سنوزی زیرانہ چکنی

ضمیمہ ۴ ذکر اولاد دولت یار ولد غورا متذکرہ ضمیمہ ۳ نمبر ۱

اسکے دو پسر مہمند داؤزی

ضمیمہ ۵ ذکر اولاد مہمند ولد دولت یار متذکرہ ضمیمہ ۴ نمبر ۱

اسنے دو نکاح کیے زوجہ اولی جسکا نام بی بی دو یہ تھا خواہر حقیقی شیخ ملی قتال کے ہیں اونکی بطن سے آٹھ پسر پیدا ہوئے کاٹلا حسن ملی عمر زند یعقوب تین لڑکوں کے نام معلوم نہیں ہوئے منجملہ آٹھوں کے

دو پسر لا ولد فوت ہوئے بطن زوجہ ثانی موسومہ حالون سے تین پسر متولد ہوئے بیار گوگی موسٰی

ضمیمہ ۶ ذکر اولاد بیار ولد مند متذکرہ ضمیمہ ہ نمبر ا

اسکے چار پسر البتوزی رنجھر جنکو زرہر بولتے ہین دولت شہ یوسف

ضمیمہ ۷ ذکر اولاد داوزی ولد دولت یار متذکرہ ضمیمہ ۳ نمبر ۲

اسکے چار پسر امین جسکی اولاد بلقب امین زی مشہور ہوئی مامو یوسف مندکی

ضمیمہ ۸ ذکر اولاد ماموولد داوزی متذکرہ ضمیمہ ۷ نمبر ۲

اسکے آٹھ پسر علی زی بی بی زی باکل زی سیدی خیل بازید خیل یونس خیل محمد خیل تاجو خیل

ضمیمہ ۹ ذکر اولاد یوسف ولد داوزی متذکرہ ضمیمہ ۷ نمبر ۳

اسکے دو پسر متولد ہوئے وفا صفا

ضمیمہ ۱۰ ذکر اولاد مندکی ولد داوزی متذکرہ ضمیمہ ۷ نمبر ۴

اسکے تین پسر حسین نیکو بابو نقل ہی کہ مندکی مذکور کے دو زوجہ تھین ایک کی بطن سے حسین اور زوجہ ثانیہ سے نیکو و بابو جب مندکی عمر طبعی کو پہونچکر مرگیا حسین میراث پدری کا جانشین ہوا اسوجہ سے نیکو و بابو نمبر ۲ و ۳ کو ایسی عداوت ہوئی کہ درپے قتل کے ہوئے ایک رات کو دونون بھائی متفق ہو کر واسطے قتل حسین کے گئے مگر اوسکے قتل پر قادر نہوئے صبح کو بخوف مواخذہ حسین نیکو نمبر ۲ طرف ہندوستان کے مفرور ہوا اور بابو دوسری طرف چلا گیا اور وہین جا کر ساکن ہوئے

ضمیمہ ۱۱ ذکر اولاد خلیل ولد غوریا متذکرہ ضمیمہ ۲ نمبر ۲

اسکے آٹھ پسر ساک بارو تکر ستی زی ترزی اتوزی اکازی سلازی

ضمیمہ ۱۲ ذکر اولاد شیخار ولد کند متذکرہ ضمیمہ ۲ نمبر ۲

اسکے چار پسر ترکلانی گگیانی عمر و یوسف زی

ضمیمہ ۱۳ ذکر اولاد گگیانی ولد شیخار متذکرہ ضمیمہ ۱۲ نمبر ۲

اسکے دو پسر ہوتک سیدا

ضمیمہ ۱۴ ذکر اولاد عمر و لد شیخار متذکرہ ضمیمہ ۱۲ نمبر ۳

اسکا ایک پسر مندڑ اسنے یوسف اپنے چچا کی بیٹی سے نکاح کیا اور اوسیکے گھر مین جا کر ساکن ہوا اس باعث سے اولاد اوسکی ملقب بہ یوسف زی ہوئی

ضمیمہ ۱۵ ذکر اولاد یوسف زی ولد شیخار متذکرہ ضمیمہ ۱۲ نمبر ۴

اسکے دو پسر اول جسکا نام نہین معلوم ہوا اولاد اسکی یوسف زی کہلائی دوسرا مندر اسکے چار پسر الیاس اکو ملتی عیسٰی

ضمیمہ ۱۹ ذکر اولاد مندر ولد عمرو متذکرہ ضمیمہ ۱۴ نمبر ۱

اسکے چار پسر منور خدر زخیر مامو خدر نمبر ۲ بمرتبہ ولایت وقطبیت فائز ہوا

ضمیمہ ۱۷ ذکر اولاد منور ولد مندر متذکرہ ضمیمہ ۱۶ نمبر ۱

اسکے تین پسر کامل آبا آتان

ضمیمہ ۱۸ ذکر اولاد آتان ولد منور متذکرہ ضمیمہ ۱۷ نمبر ۳

اسکے چار پسر سدو اکا کتا علی

ضمیمہ ۱۹ ذکر اولاد سدو ولد آتان متذکرہ ضمیمہ ۱۸ نمبر ۱

اسکے چھ پسر بہزاد خضر ابو محمد عمرو میر احمد میر احد

ضمیمہ ۲۰ ذکر اولاد بہزاد ولد سدو متذکرہ ضمیمہ ۱۹ نمبر ۱

اسکے دو پسر علی فراد

ضمیمہ ۲۱ ذکر اولاد فراد ولد بہزاد متذکرہ ضمیمہ ۲۰ نمبر ۲

اسکا ایک پسر خان گنجو مؤرخان اخبار انساب افغانی نقل کرتے ہین کہ کثرت اولاد یوسف زی کی یہانتک ہوئی کہ لاکھون سے متجاوز کرگئی اور سب خان گنجو کے مطیع تھے اور یہ سب کا سردار تھا۔ یہ خان گنجو حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقی ہوا اور شیر شاہ بادشاہ ہندوستان سے دعویٰ برابری کا کیا

ضمیمہ ۲۲ ذکر اولاد جہند ولد خرشبون متذکرہ ضمیمہ ۱۱ نمبر ۲

اسکے پانچ پسر خویشکی تکی زی کتانی نوحی مهندزی

ضمیمہ ۲۳ ذکر اولاد خویشکی ولد جہند متذکرہ ضمیمہ ۲۲ نمبر ۱

اسکے چھ پسر وتوزی حسین اجو ابزب بهدین ابراہیم

ضمیمہ ۲۴ ذکر اولاد وتوزی ولد خویشکی متذکرہ ضمیمہ ۲۳ نمبر ۱

اسکا ایک پسر شوریانی اسکی اولاد کو جونزی کہتے ہین اور وتو مذکور مرتبہ ولایت کو پونہچا اور اوسکی اولاد مین بھی اکثر لوگ ولی ہوئے

ضمیمہ ۲۵ ذکر اولاد کتانی ولد جہند متذکرہ ضمیمہ ۲۲ نمبر ۳ اسکے دو پسر عیسٰی عمرو

ضمیمہ ۲۶ ذکر اولاد عیسٰی ولد کتانی متذکرہ ضمیمہ ۲۵ نمبر ۱

اولاد اور اسباط اوسکے مخفی ہوکر کوہستان غور مین آکر مسکن گزین ہوئی اوس زمانہ مین کوہستان غور مین آبادی نتھی بجز قوم افاغنہ کے باصفاے تمام اولاد ضحاک کوہستان غور مین فریدون اور سلم اور تور اپنے فرزندون کو بہت سا لشکر ہمراہ کرکے واسطے اونکی قتل کے بھیجا فوج سلم اور تور کے بھاڑ دشوار گذار غور مین نہ جا سکے بے نیل مرام واپس گئے اور جب حجاج بن یوسف نے محاصرہ غور کا کیا بعد کشت وخون بسیار کے بروے صلح حجاج بن یوسف شہر غور پر قابض و متصرف ہوا اور کمال الدین محمد پسر جلال الدین حسین کو حجاج نے بحضور ولید بن عتبہ روانہ کیا اور شاہ حسین اپنے باپ سے علیحدہ ہوکر بخانۂ شیخ بٹنی آکر مہمان ہوا چونکہ آثار بزرگ زادگی پیشانی شاہ حسین سے ہویدا تھی شیخ بٹنی نے باعتماد شرافت اپنے گھر مین مقیم کرایا اور پرورش و سلوک اوسکے ساتھ پدرانہ کرنے لگا یہانتک کہ تمام امور نیک وبد بغیر صلاح اوسکے نکرتا تھا اور چونکہ قوم افاغنہ مین مرد غیر سے پردہ نہین تھا لہذا شاہ حسین بیدغدغہ وبے وحشت اوسکے گھر مین آمد و رفت ہر وقت رکھتا تھا نتیجہ اوس آمد و رفت کا یہ ہوا کہ مسماۃ متوبی بی دختر بٹنی سے آشنائی ہوگئی اور متوبی بی شاہ حسین سے حاملہ ہوگئی جب آثار حمل کے ظاہر ہوگئے تب والدۂ متوبی بی نے اطلاع اسکی اپنے شوہر سے کی اور یہ کہا کہ بہتر یہ ہی کہ شاہ حسین کے ساتھ نکاح کردیا جائے بٹنی نے بجواب اوسکے یہ کہا کہ شاہ حسین ہمارے کفو سے نہین ہی علاوہ اسکے حقیقت اصل ونسل سے ہم واقف نہین تب والدۂ متوبی بی نے مسمی کلاغ دوز میراثی کو واسطے دریافت حسب ونسب شاہ حسین کے غور کو روانہ کیا کلاغ دوز مذکور بعد ادراک حسب ونسب شاہ حسین کے پلٹا راستے مین شاہ حسین سے ملاقی ہوا شاہ حسین نے پوچھا کہ کیا خبر لایا ہی اوسنے جواب دیا کہ نسب تمھارا تحقیق کرآیا ہون مگر اس شرط پر ظاہر کرونگا کہ تم مسماۃ مہمی میری دختر کو اپنے نکاح مین لانیکا وعدہ کرو تو البتہ صحیح النسبی تمھاری کرونگا ورنہ مجہول النسب بیان کرونگا تب شاہ حسین نے وعدہ نکاح کا کرلیا جب صحت حسب و نسب شاہ حسین کی شیخ بٹنی مذکور کو معلوم ہوئی تو اوسنے نکاح متوبی بی کا ساتھ شاہ حسین کے کردیا بعد چند دنون کے متوبی بی نے وضع حمل کیا جب ولادت پسر کی شیخ بیٹ کو پہنچی کہا کہ استقرار نطفہ اس پسر کا بلا رضاے مادر و پدر کے ہوا ہی لہذا مناسب یہ ہی کہ نام اس پسر کا غلزی رکھا جائے اور بزبان پشتو غل چور کو کہتے ہین پس وہ اوسی نام سے مشہور ہوا اور شاہ حسین نے بغرض ایفاے وعدہ مسماۃ مہمی دختر کلاغ دوز سے نکاح اپنا کیا اوس سے جو پسر پیدا ہوا نام اوسکا سروانی رکھا اور بعضے کہتے ہین کہ شروانی پسر متوبی بی کا ہی بہر حال ایام متوبی بی سے ابراہیم پیدا ہوا کہ اوسکو لودی بھی کہتے ہین وجہ تسمیۂ **لودی** نقل ہی کہ ایک مرتبہ شیخ بیٹ کھانا کھاتے تھے اور زوجہ اونکی روغن گرم پکا کر غلزی اور ابراہیم کے ہاتھ بھیجتی تھی اگرچہ ابراہیم عمر مین غلزی سے چھوٹا تھا مگر روغن لیجانے مین اپنے نانا کے پاس جلدی کرتا تھا شیخ نے بواسطہ اوسکے تیزی کے مخاطب لودی کرکے دعا دی کہ تیری نسل سے خداوند تعالی بادشاہ کریگا اور لودی زبان پشتو مین کلان کو کہتے ہین و چونکہ شاہ حسین قبیلۂ افغان سے نہ تھا لہذا نام اوسکا قبائل افاغنہ مین مذکور نہین ہوا اور اولاد اوسکی نے نام اپنی مادر کے شہرت پائی۔ متوبی بی سے بادن خیل ہوئے تفصیل فرزندان کی یہ ہی۔

ضمیمہ ۲ ذکر اولاد غازی پسر مساۃ متو بی بی مذکورہ بالا

اسکے تین پسر ابراہیم تولر بولر ابراہیم ولد غازی نمبر ۱ کے دو پسر حجیب سہاک حجیب ولد ابراہیم کے تیرہ پسر سلیمان خیل علی خیل عمر خیل حمر خیل کاری خیل ہرزی ڈرنی جتی ینا خیل بابو خیل نیازی خیل ہردی خیل باری خیل اور سہاک ولد ابراہیم نمبر ۲ کے دو پسر بوجی خیل اسمعیل خیل تولر ولد غازی نمبر ۲ کے تین پسر ترکی نجتو انہ

ضمیمہ ۳ ذکر اولاد لودی پسر مساۃ متو بی بی

اسکے تین پسر نیازی سیانی دوتانی بعضے کہتے ہین کہ دوتانی پسر وصلی ہے

ضمیمہ ۴ ذکر اولاد نیازی ولد لودی متذکرہ ضمیمہ ۳ نمبر ۱

اسکے تین پسر باہی جام حاکو باہی نمبر ۱ کی اولاد بلقب باہی خیل ملقب ہے

ضمیمہ ۵ ذکر اولاد جام ولد نیازی متذکرہ ضمیمہ ۴ نمبر ۲

اسکے آٹھ پسر پندار سنبل خانخیل دولت خیل عیسی خیل علی خیل مرہل خیل بگی

ضمیمہ ۶ ذکر اولاد پندار ولد جام متذکرہ ضمیمہ ۵ نمبر ۱

اسکے دو پسر ہیم نیلی

ضمیمہ ۷ ذکر اولاد حاکو ولد نیازی متذکرہ ضمیمہ ۴ نمبر ۳

اسکے پانچ پسر عیسی موسی ممار اسد خدر

ضمیمہ ۸ ذکر اولاد عیسی ولد حاکو متذکرہ ضمیمہ ۷ نمبر ۱

اسکے دو پسر کندی للا

ضمیمہ ۹ ذکر اولاد للا ولد عیسی متذکرہ ضمیمہ ۸ نمبر ۲

اسکے دو پسر سود سہرنگ

ضمیمہ ۱۰ ذکر اولاد سود ولد للا متذکرہ ضمیمہ ۹ نمبر ۱

اسکے دو پسر جام ثانی سوزی جام ثانی ولد سود کی دو پسر نیکو مہمن

ضمیمہ ۱۱ ذکر اولاد سیانی بن لودی متذکرہ ضمیمہ ۳ نمبر ۱

اسکے دو پسر اسمعیل برنگی

ضمیمہ ۱۲ ذکر اولاد اسمعیل ولد سیانی متذکرہ ضمیمہ ۱۱ نمبر ۱

اسکے تین پسر سور لوحانی مہیال

ضمیمہ ۱۳ ذکر اولاد سور ولد اسمٰعیل متذکرۂ ضمیمہ ۱۲ نمبر ا

اسکے چار پسر یونس بہلی سادو کلا

ضمیمہ ۱۴ ذکر اولاد یونس ولد سور متذکرۂ ضمیمہ ۱۳ نمبر ا

اسکے دو پسر ویک دختر محمود زی یسین پسران مسماۃ ترکی بی بی دختر اس دختر سے جو اولاد ہوئی بلقب ترکی مشہور ہوئی

ضمیمہ ۱۵ ذکر اولاد محمود زی بن یونس متذکرۂ ضمیمہ ۱۴ نمبر ا

اسکے چار پسر داؤد خیل شادی خیل دولت خیل شیرا خیل

ضمیمہ ۱۶ ذکر اولاد داؤد خیل ولد محمود زی متذکرۂ ضمیمہ ۱۵ نمبر ا

شیر شاہ سلیم شاہ اسی نسل سے ہین تفصیل اسکی یہہ ہی داؤد خیل ولد محمود زی متذکرۂ بالا کے چار پسر کوتی بہرام مرلی نور خیل اور شیرا خیل پسر چہارم محمود زی کا ایک پسر جسکا نام ایمان تھا اوسکی دو زوجہ اولاد زوجہ ثانیہ کی تفصیل نہین ملی بطن زوجہ اول سے ایک پسر محمد خان اوسکے تین پسر بہاء الدین صدر الدین رکن الدین بہاء الدین مہین پور کا ایک پسر متولد ہوا اوسکا نام حسن خان رکھا گیا حسن خان کے دو عورتین اونسے حسب تفصیل ذیل اولاد ہوئی

تفصیل اولاد بطن زوجہ منکوحہ	تفصیل اولاد بطن لونڈی
فرید خان نظام خان	سلیمان احمد خان اخان سادی خان یوسف خان علی خان

فرید نمبر ا جو بطن بی بی سے تھا وہ اپنے نصیبے کی یاوری سے ۹۴۶ سنہ ہجری مین بادشاہ ہندوستان کا ہو کر مخاطب بہ شیر شاہ ہوا جسکی کیفیت آگے لکھی جاویگی اوسکے دس پسر ہوئے عادل خان جلال خان کتب خان نصرت خان کمال خان سلیم خان رکن خان رشید خان نور خان قائم خان اور ایک دختر سلیمان خاتون جب شیر شاہ نے انتقال کیا تو ۹۵۲ سنہ ہجری مین اوسکا بیٹا سلیم خان نمبر ۲ بادشاہ ہندوستان کا ہو کر مخاطب بہ سلیم شاہ ہوا بعد انتقال سلیم شاہ کے مبریز خان پسر نظام خان برادر شیر شاہ کہ اوسکی بہن بحبالۂ نکاح سلیم شاہ کے تھی اپنے بھانجے فیروز خان پسر سلیم شاہ کو مار کر آپ بادشاہ ہوا اور نام اپنا محمد شاہ عدلی رکھا اور سلیمان خاتون بنت شیر شاہ بحبالۂ نکاح حضرت مخدوم شاہ محمد قاسم صاحب پیرزادہ مانک پور کے آئین جسکی کیفیت بعد سلطنت شیر شاہ کے مفصل تحریر ہوگی

ضمیمہ ۱۷ ذکر اولاد لوحانی ولد اسمٰعیل متذکرۂ ضمیمہ ۱۲ نمبر ا

نام اسکا اصل مین نوح تھا اور پہلے اسکی اولاد کو نوحانی کہتے تھے بوجہ غلطی عوام کے لوحانی مشہور ہوا اسکی دو زوجہ تھین

ابطن زوجہ اول موسومہ توری سے پانچ پسر
مما یبان تتو تنج ہوڈ مما نمبر ا کے تین پسر
یسٹین خیل حیدر خیل یعقوب خیل یسین ولد مما نمبر ا کے
دو پسر دولت خیل حسن خیل حیدر ولد مما نمبر ا کے چار پسر
دکو خیل تورا خیل ابراہیم کودزی یبان نمبر ۲ ولد خانی
پسر زوجہ اولی موسومہ توری کی اولاد یبان خیل کہلائی
خواجہ عثمان کہ مدت تک حاکم بنگالہ رہا نسل یبان خیل سے
تھا اور تتو نمبر ۲ سے دو خیل ہوئے رسوب خیل موسی خیل
چنانچہ دریا خان لوحانی کہ امرایان سلطان سکندر لودی
سے تھا اسی خیل مین سے تھا پسر اوسکا بہادر خان ملک
بنگالہ مین صاحب خطبہ وسکہ ہوا۔

ابطن زوجہ دوم موسومہ شیری سے ایک پسر
مروت اس سے جو اولاد ہوئی ملقب بہ مروت خیل ہوئی

ضمیمہ ۱ ذکر اولاد نیہال ولد اسمعیل متذکرہ ضمیمہ ۱۲ انمبر ۳
اسکی زوجہ کا نام مساۃ بی بی تھا اوس سے جو اولاد ہوئی وہ اپنی مان کے نام سے ملقب بہ بی بی زی ہوئی۔

ضمیمہ ۱۹ ذکر اولاد برنگی ولد سیانی متذکرہ ضمیمہ ۱ انمبر ۲
اسکے سات پسر عمرو دیدی ارند راندی زیتون اندر ترعندی سوائے اولاد عمرو نمبر ا کے اوروں کی اولاد کا ذکر نہین پایا گیا۔

ضمیمہ ۲ ذکر اولاد عمرو ولد برنگی متذکرہ ضمیمہ ۱۹ انمبر ا
اسکے دو پسر اسحاق شرک

ضمیمہ ۲۱ ذکر اولاد اسحاق ولد عمرو متذکرہ ضمیمہ ۲ نمبر ا
اسکے دو پسر ملک شاہو ملک یوسف

ضمیمہ ۲۲ ذکر اولاد ملک شاہو ولد اسحاق متذکرہ ضمیمہ ۲۱ نمبر ا
اسکے دو پسر متولد ہوئے پہلا یسین دوسرا احمد یسین ولد ملک شاہو کے تین پسر پیدا ہوئے ملک بہرام ملک محمود ملک موجی ملک موجی کے دو پسر ہوئے آلا کالا آلا ولد مرا کالا کے دو پسر ہوئے ایک محمد دوسرا بہلول جو بادشاہ ہندوستان کا ہوا اور ۷۵ برس تک اوسکے خاندان مین بادشاہت رہی جسکا ذکر آگے تحریر ہوگا۔ اور اولاد محمد برادر سلطان بہلول کے مرتبہ امارت کو پونہچے اور قصبہ لبوت مین سکونت پذیر ہوئے اب تک اوسی ... اولاد

محمد خیل کہتے ہین

ضمیمہ ۲۲ ذکر اولاد ملک یوسف ولد اسحاق متذکرہ ضمیمہ ۱۷ نمبر ۲

اسکی دو زوجہ تھین اور دونون سے اولاد حسب تفصیل ذیل ہوئی۔

زوجۂ اولی موسومہ آسو کی بطن سے جو خیل کاٹر سے تھی تین پسر متولد ہوئے جیرو انجی مانی اولاد مانی نمبر ۳ سے پانچ تن ہوئے کہ بمقام بجورہ اور بعض بعض مقام ہندوستان مین متوطن ہوئے اور انجی نمبر ۲ کے شیخ عالم خان جنکی اولاد قصبہ روہر مین جو متصل نجیب آباد ضلع بجنور کے ہی اسکی بہت کثرت سے ہی باقی بمقام پانی پت کرنال زیادہ آباد ہی اور اولاد جیرو نمبر ۱ کے بہت کم ہی۔

زوجۂ ثانیہ موسومہ نیازی کی بطن سے جو خیل حام سے تھی تین پسر تسو تاج الدین ملک بیو تسو کی اولاد تسو خیل او تاج الدین کی اولاد تاج خیل اور ملک بیو کی اولاد بابے خیل مشتہر ہوئی۔

ضمیمہ ۲۳ ذکر اولاد ملک بیو ولد ملک یوسف متذکرہ ضمیمہ ۲۲ نمبر ۳ جو بطن زوجۂ ثانیہ سے تھا

اسکے چار پسر ہوئے علاء الدین سمو غوری اولاد علاء الدین نمبر ۱ کے علاء الدین خیل مشتہر ہوئی

ضمیمہ ۲۴ ذکر اولاد سمو ولد ملک بیو متذکرہ ضمیمہ ۲۳ نمبر ۳

اسکی بھی دو زوجہ تھین ایک مغلانی دوسری کنی

بطن مغلانی سے دو پسر میر علی نکر دین ان دونو کی اولاد انھین کے نام کے خیل سے مشہور ہوئے۔

بطن زوجۂ کنی سے جو دولت خیل سے تھی دو پسر فیروز شاہ رستم اولاد رستم کی ملقب بہ رستم خیل ہوئے اور فیروز شاہ کے دو پسر محمد خان تاتار خان ان دونون کی اولاد محمد خانی و تاتار خانی کہلائی۔

ضمیمہ ۲۵ ذکر اولاد سرک ولد عمر متذکرہ ضمیمہ ۱۹ نمبر ۲

اسکے دو پسر تور سور تور نمبر ۱ کے دو پسر توہی محمود زی توہی ولد تور کے تین پسر احمد خیل کدائی خیل سیدی خیل سور پسر دوم سرک کے چار پسر حسن زی اسحاق زی ابو سعید خیل سید و زی حسن زی ولد سور کے تین پسر یوسف خیل بنا خیل عمر زی اسحاق ولد سو نمبر ۲ کا ایک پسر شیخ زی ابو سعید ولد تور کے دو پسر نوکر یا خیل الف خیل

ضمیمہ ۲۶ ذکر اولاد شروانی بن مسماۃ متوبی بی اسکی دو زوجہ تھین

بطن زوجۂ اول سے دو پسر بطن زوجۂ ثانیہ سے ایک پسر

ستوتی بلی ستوتی نمبرا کے پانچ پسر تین صلبی اور دو وصلی ابوالفتح ایک یونہک پسران صلبی حسن ہنڈیا پسران وصلی منجملہ ان پانچون کے اولاد یونہک نمبر ۳ کی بہت کم ہو اور اولاد ہنڈیا ... ... اور ... حسن کی حسن خیل مشہور ہوئی ... نمبرا کے تین پسر یونس شہباز سرحبیر یونس ولد ابوالفتح کے دو پسر یوسف متا یوسف کے ہیں دو پسر اسمعیل آجا اسمعیل کی دو زوجہ جنکا نام بی بی تھا اوس سے تین پسر ہندوزی ستوزی شاہ سماۃ ... زوجہ ثانیہ کی بطن سے دو پسر ابوزی تجازی ساہ کے تین پسر متا بھدین ہوتی بھدین کے چار پسر ایک ... الکت کدا شہباز ولد ابوالفتح کا ایک پسر جسکا نام حصر تھا اوسکے چھ پسر چار اصلی و دو وصلی ستو سنجر چازی ذکوزی پسران صلبی رستم بامرزی پسران وصلی

سرپال اسکے تین پسر جعفری احمد سوری سوری کے تین پسر گک پور شہباز ہنت گک پور کے چھ پسر سید بوتی ابراہیم الوث سنکت مولانا ابراہیم ولد گک پور نمبر ۲ کے تین پسر محمود ہارون کزوتی محمد ولد ابراہیم نمبرا کا ایک پسر ... اسکے تین پسر ... احمد جو ... احمد جوالمرد کے تین پسر ہندو نتو شیخ سلیمان دانا شیخ سلیمان ... کے تین پسر اور ایک دختر شیخ محمود حاجی شیخ ملہی ... شیخ حسن سرمت پسران و دیا بی بی دختر شیخ ملہی قتال کے دو پسر شیخ علی شہباز شیخ بایزید شیخ علی شہباز کا ایک پسر جسکو احمد زندہ پیر کہتے ہین اور احمد زندہ پیر کے چار پسر صدر جہان شاہ سکندر شیخ خواجہ الیری

قوم شیروانی مین اکثر لوگ مجاہدات نفسی سے مرتبۂ ولایت کو پونہچے اور طریقۂ رشد و ارشاد کا انسے بہت جاری ہوا لیکن تفصیل اسکی اسجگہ باعث تطویل ہی

طبقۂ سوم

ذکر اولاد غرغشتی ولد قیس عبدالرشید متضمن اوپر تین فرع کے

اسکے تین پسر دانی بابی مندو

بیان فرع اول

ضمیمہ ۱ — ذکر اولاد دانی ولد غرغشتی متذکرۂ طبقۂ سوم نمبرا

اسکے چار پسر کاکر ناغر داوی پنی

ضمیمہ ۲ — ذکر اولاد کاکر ولد دانی متذکرۂ ضمیمہ ۱ نمبرا

اسکے اٹھارہ پسر اصلی و چھ پسر خوانده

پسران صلبی				پسران وصلی
مظفرق	جدرام	سیراد	رفوزی	حسیتن
ومسیتن	پیرکری	غنی	تیرغری	موسی
مالی	یونس خیل	سالار خیل	ازلی خیل	جلال خیل
کمرالی خیل	تیخ	لب نیر		

خرجی پنداتر کرکر اڑو پرملی تارن

کاکر مذکور نے اپنے پسران صلبی اور وصلی مین کچھ فرق نکرکے اپنی میراث علی السویہ تقسیم کردی منجملہ پسران وصلی کے پانچ پسر کا سلسلۂ انساب نہین معلوم ہوا کہ کس خاندان سے تھے الا تارن نمبر۵ کو سیدزی کہتے ہین اور سلسلۂ انساب اوسکا یون ہے تارن بن سید ناصرالدین بن سید علاءالدین بن سید قطب الدین بن سید امام علی موسی رضی بن امام موسی کاظم بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن حضرت امام حسین علیہ السلام بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ

مظفرق ولد کاکر نمبرا کے چار پسر سحر الملقب میران یونس خیل سالار خیل سوندن میران نمبرا ولد مظفرق کے سات پسر علی خیل ازلی خیل برت کیوتی حرم زی اتمان خیل اودل علی خیل نمبرا کے چار پسر سادوزی میرزی غوثی زی حیدرزی ازلی خیل ولد میران نمبر۲ کے چار پسر اتوزی محمدزی بجاز چوتھا اسم لامعلوم جدرام ولد کاکر نمبر۲ کے دو پسر ابوبکر حسیتی ابوبکر ولد جدرام کے دو پسر الیاس سیتھہ سیتہ ولد ابوبکر کے تین پسر یوسف نبی عیسی حسینی نمبر۲ ولد جدرام کے چار پسر اوم سنام عمروجی کیوی ولد میران نمبرا کے چار پسر حسن یاسین شمس الدین شموم سیراد ولد کاکر نمبر۳ کے آٹھ پسر شادی خیل تاجو خیل ایوب خیل باجو خیل مندی زی ماخیل متی زی سنک تارن جو سید زادہ پسر وصلی کاکر کا ہے اوسکا ایک پسر اجر اوسکا بھی ایک پسر خواجہ کبیری اسکے پانچ پسر ہکاتون اوبن کسل توزر ابراہیم واضح ہے کہ سید تارن کا نام سید طاہر تھا۔

ضمیمہ ۱ ذکر اولاد باغر ولد دالی بن غرغشتی متذکرہ ضمیمہ انمبر۲

اسکے دو پسر یونس دمش

ضمیمہ ۲ ذکر اولاد یونس ولد ناغر متذکرہ ضمیمہ ۳ نمبرا

اسکے چھہ پسر بلکت خاشو متزو جندر ستی رندک ان چھون سے چھہ خیل ہوئے

ضمیمہ ۳ ذکر اولاد مس ولد ناغر متذکرہ ضمیمہ ۳ نمبر۲

اسکے بھی چھہ پسر بھرن ترک سلاخ عبدالرحمن دو لڑکون کا نام معلوم نہین ہوا ان چھون سے بھی چھہ خیل ہوے

ضمیمہ ذکر اولاد اودی ولد دانی متذکرہ ضمیمہ نمبر ۳

اسکے تین پسر ذکر محمد خوانذی خواندی الملقب سید حسن خجندی اسکو سیدزادہ کہتے ہین یہ پسر وصلی تھا سید حسن خجندی کے چار پسر موشی علی سکندر خلیل نقل ہو کر داوی ولد دانی جین حیات اپنے باپ کے واسطے خرید گھوڑون کے سفر مین تھا اثنائے راہ مین ایک عورت جمیلہ اور عاصمہ سے ملاقی ہوا عند الاستفسار اوس عورت نے بیان کیا کہ مین خجند سے تی ہون اور یہ لڑکا سید حسن جو میرے ساتھ ہے میری بطن اور نطفہ سادات سے ہے بوجہ قحط اوس ملک کے مین اپنی خواہر کلان کے پاس جو شہر ملتان مین ہے جاتی ہون داوی نے اوس سے کہا کہ مین تجکو اور تیرے پسر کو بخیر و عافیت تمام ملتان مین پہنچا دونگا آخر حسب وعدہ اپنے ہمراہ اوس عورت کے ملتان مین آیا اور حسب صوابدید اوسکے بہن کے عورت مذکور کو اپنے نکاح مین لایا بعد اوسکے اوس عورت کو اپنے وطن مین لا کر مقیم کرایا جب سید حسن جوان ہوا تو اوسنے شیوہ دزدی کا اختیار کیا چنانچہ قوم غرغشتی مین اس سید حسن کو بزبان افغانی ہوچ کہنے لگے اور ہوچ چور کو کہتے ہین بعد اسکے سید حسن نے بخدمت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی کے حاضر ہو کر اونکے ہاتھ پر بعد توبہ کی بیعت کی اور مدت تک اونکی خدمت مین رہکر علم تصوف حاصل کیا یہانتک کہ مرتبہ ولایت کو پہنچا اور حسب ارشاد اپنے پیر کے اپنی قوم مین جا کر غرغشتیون کا پیر ہوا افغانستان مین اوسکی اولاد کو خوانذی کہتے

ضمیمہ ذکر اولاد پنی ولد دانی متذکرہ ضمیمہ نمبر ۴

اسکے اٹھارہ پسر موشی سنگا اسوپ مرغانی امرزی نوردن شادی شیون علی خیل مندوخیل غرغشتین وہیال بوسی قاسم کنزک توتی ختائی جتی شیوت نمبر ۵ کے دو پسر اتمان خیل سیدی خیل دہیال نمبر ۱۰ کے پانچ پسر ممی زی مردو خیل عمرزی ملی زی ابوبکر زی باقی بعد بیٹون کی اولاد اپنے باپ کے نام سے مشہور ہوئی

بیان فرع دوم

ضمیمہ ۱ ذکر اولاد بابی ولد غرغشتی متذکرہ طبقہ سوم

اسکے چار پسر جبریل میکائیل اسرافیل عزرائیل ان چارون سے چار خیل ہوئے۔

بیان فرع سوم

ضمیمہ ۱ ذکر اولاد مندو ولد غرغشتی متذکرہ طبقہ سوم

اسکی اولاد کی تفصیل معلوم نہین ہوئی اسکی اولاد مندوزی مشہور ہوئی۔

طبقہ چہارم

ذکر نسب کرانی و بعض طوائف متفرق جو داخل سلسلہ پٹھانون کے ہین

نقل ہی کہ دو کس قبیلہ اوڑمڑ سے بغرض انتساب مایحتوت صحرا کیے شب گذشتہ کو وہ ... صحرا مین لشکر ... بادشاہ کا اوتر کر کوچ کر گیا تھا یہ دونون بمقام فرودگاہ اشیاے پس ماندہ لشکر کی تلاش کرنے لگے ایک نے شغل آہنی اور دوسرے نے ایک طفل شیرخوار پایا جسنے شغل آہنی پایا تھا ... تھا اسباعث بے شغل آہنی سے ... لڑکے کو تبدیل کر لیا اور اپنے مکان مین لا کر مثل فرزند ... پرورش کرنے لگا اور نام ... بمناسبت شغل آہنی کے کہ زبان پشتو مین ... کڑاہ ... کہتے ہین ... کثرت استعمال عوام سے کرانی ہو گیا مگر معلوم نہین ... کہ یہ کرانی کس خاندان او قبیلہ سے ہی۔

ذکر اولاد کرانی متذکرہ بالا

ضمیمہ ۱

اسکے دو پسر کودی گگی کودی نمبر ا کے سات پسر موسی زی ہوتی منگلی دلازاق وتوزی درک ادرک زی بروایت ثانی ہوتی درک پسران وصلی ہین اور نسل ... گیسودراز سے شمار کیے جاتے ہین واللہ اعلم۔ دلازاق ادرک زی متفق البطن ہین مابقی دیگر فرزندان ایک ماں سے ہین دلازاق نمبر ۱ کے دو پسر توری یعقوب توری ... چار پسر امیدخیل شیخی زی وتک زی عمرخیل یعقوب نمبر ۲ ولد دلازاق نے سات پسر سندو زی امرزی ستی زی خدر زی یسین خیل مانی زی

ضمیمہ ۲

ذکر اولاد گگی ولد کرانی متذکرہ ضمیمہ ا نمبر ۲

... پانچ پسر دور خیل جیلم سورانی کیوی آغر

بحوالہ رسالہ حافظ رحمت خیل ہاے آخر

... بشن نامی زمانے یک پسر + آفریدش نام در عالم شمر + ہم بناشش آفریدی قوم اوست + قوم او در ہر مکان ... بود پوری پنجہین نامش خٹک + خیل او چون موج دریاے اٹک + وزگی بودند در گیتی ... سلیمان باشور + از سلیمان مانی قوم وزیر + ہم ملک میرو دگر خیل کبیر + ہست بالا نگش و قوم لوہات + مسکن اینت قوم نادر التفات + ہمچنین این مجمع کرانیان + خیلہا دارند در گیتی روان + سوائے انکے اور بھی پٹھان متفرق ہین جیساکہ قزلی وخطائی۔ قزل ایک موضع ہی توابع کابل وغزنی سے اور وجہ تسمیہ اوسکی یہ ہی کہ وہ موضع واقع ہی کنارے ایک دریا کے اور اوس مقام دریائی کو قزل کہتے ہین بوجہ سکونت وہان کے وہ لوگ قزلی کہلاتے ہین نقل ہی کہ آبا واجداد نے اس قوم کے اوپر ہاتھ شیخ محمد افغان کہ شمار اونکا اولیاے اللہ مین ہی دین اسلام سے مشرف ہو کر بیعت حاصل کی جب سے قوم قزلی بوجہ سلسلہ بیعت کے اپنے تئین داخل قوم افغان کرتے گئے اور اصل خطا کے ملک خطا وختن سے پائی جاتی ہی یہ بھی اپنے تئین داخل زمرہ افغان کرتے ہین مگر بروایت صحیحہ یہ نسل سے ... ولد غرشتی سے ہین سوا ان ... تین قومون کے جو کوئی دعوی پٹھانی کا کرے لائق اعتبار کے نہین ہی۔

ذکر نسب بختیار و اشترانی و جونی و درک

یہ بھی شیرانی کہے جاتے ہین۔

نقل ہی کہ اسحاق نامی قوم سید قصبۂ اُوش توابع بغداد سے بوجہ ناساعدت بخت مسافر ہوکر کوہ کاشغر پر کہ وطن شیرانی کا ہی پونہچا اور مدت تک اوس قوم مین باکتساب فکر معاش متوجہ رہا اور مسماۃ سیخا دختر قوم شیروانی سے نکاح کرلیا اوس سے جو پسر پیدا ہوا اوسکا نام ابی سعید رکھا نسب نامہ اوسکا یہ ہی ابی سعید بن سید اسحاق بن جعفر بن نظام بن عیسی بن محی الدین بن سید محمد بن حافظ بن نور بن جمال بن ابو علی بن یادگار بن نشان علی بن امام زین العابدین بن حضرت امام حسین علیہ السلام بن حضرت علی مرتضے کرم اللہ وجہہ بعد ایلاد ابی سعید کے اسحاق مذکور اپنے وطن اُوش کو عازم ہوا اثناے راہ وطن قوم مشوانی مین بیمار ہوکر انتقال کیا مادر ابی سعید مع ابی سعید اپنے تمن شیرانی مین واپس آئی چونکہ مادر ابی سعید جوان تھی اوسنے اپنا نکاح میانی قوم شروانی سے کیا یہ میانی بدرجہ مفلوک تھا یمن قدوم سید ابی سعید کے بدرجہ مالدار ہوا تب وہ ابی سعید کو بختیار کہنے لگا اس عرصے مین مادر ابی سعید اور نطفۂ میانی سے دوسرا پسر پیدا ہوا جب وہ جوان ہوا تو اوسنے اوسکا نکاح کرنا چاہا مادر ابی سعید نے کہا کہ پہلے نکاح ابو سعید کا کرنا چاہیے کہ اوسکے باعث سے تو دولتمند ہوگیا تب اوسنے پہلے ابی سعید کا نکاح کیا بعد اپنے پسر صلبی کا نکاح کرکے کل مال علی السویہ تقسیم کردیا۔

ذکر اولاد ابی سعید المعروف بختیار خیل

اسکے پانچ پسر آتو آکو کورتی پیرتی تورتی نام آتو نمبرا کا عطاے اللہ ہی قبیلۂ شیرانی مین باسم آتو مشتہر ہوا اوسکا ایک پسر سید محمد اوس سے خواجہ محمد الیاس اونکے خواجہ یحیی کبیر اونکے شیخ زی متولد ہوئے چونکہ تربیت اور پرورش سید ابی سعید کی قبیلۂ مادری مین تھی اسباعث سے وہ بھی باسم افغان ملقب ہوا

احوال فرقۂ دیگر کہ فی الواقعی قوم سادات ہین مگر

اپنے تئین باسم افغان مشتہر کرتے ہین۔

نقل ہی کہ سید محمد بن سید غور بن سید عمرو بن سید تاف بن سید قائن بن سید رجال بن سید اسمعیل بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن امام حسین علیہ السلام بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ اپنے موطن اصلی سے منتقل ہوکر فیما بین تمن کرانی و کاکڑ و شیرانی کے قیام پذیر ہوئے ایک مرتبہ یہ تینون تمن ایک بلاے ناگہانی مین مبتلا ہوگئے تھے بمین دعاے اون سید محمد کے نجات پاگئے تب تینون تمن نے تین دختر ناکتخدا اپنی قوم سے بطور نذر کے سید صاحب کو دین سید صاحب نے تینون سے نکاح کیا دختر کاکڑ سے مشوانی اور دختر شیرانی سے اوشترانی متولد ہوئے اور دختر کرانی سے دو پسر توام ھندک ریھوانی پیدا ہوئے تصریح اولاد ان چارونکی چار فرع پر ہی

	بیان فرع اول	

ذکر اولاد شوانی دختر زادہ کاکڑ

اسکے نو پسر تقیض لودین نکالی سلمانی روغانی گرانی غریب حرتاری ریاض تقیض نمبرا
کے چار پسر کیوٹر مهند بدوٹر برگ بدورولد تقیض نمبر۲ کے چار پسر یوسف آدم موسیٰ سنجر

بیان فرع دوم

ذکر اولاد شترانی دختر زادۂ شیرانی

اسکے پانچ پسر شیخی ترئی مریری آمرخیل ہمر

بیان فرع سوم

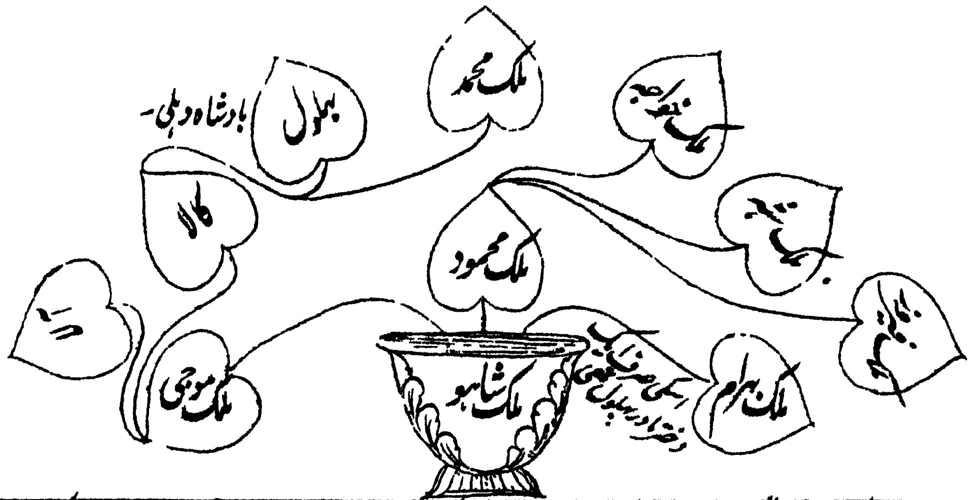
ذکر اولاد ورک دختر زادۂ کرانی

اسکے سات پسر مِمک تور دانی نیر کدا تورک مهیار

فرع چہارم

ذکر اولاد ہونی دختر زادہ کرانی

اسکے پانچ پسر دولت یوعنی رودن محلی ودمشت اگرچہ ان چارون فرع کی اولاد نسل سادات سے ہین مگر یہ لوگ اسپنے تئین پٹھان کہتے ہین اور یہ کہتے ہین کہ جب ہماری پرورش ننہال مین ہوئی تو ہم مروت سے بعید جانتے ہین کہ اس قوم کی رعایت نکرین اور اپنے تئین سید کہین بلکہ جو ہمارے نطفے سے ہوگا وہ دعوائے سیادت نکریگا واللہ اعلم۔ دفعہ ۱۰۵ نسب نامہ سلطان بہلول لودی ہو سلطان بہلو بن کالا بن ملک موچی برادر ملک بہرام بن یسین بن ملک شاہو بن اسحاق بن عمرو بن برنگی بن سیانی بن لودی بن مساۃ متو بی بی دختر شیخ بیٹ وزوجہ شاہ حسین مندکرہ دفعہ ۱۰۴ طبقہ دوم فرع سوم ضمیمہ اول نقل ہے کہ ملک شاہو جو تھا مورث سلطان بہلول کا تجارت پیشہ تھا ہمیشہ اشیائے تجارت افغانستان کی ہندوستان مین لایا کرتا تھا جب وہ مرا تو ملک یسین اوسکا پسر بھی پیشہ کرتا رہا اسکے تین پسر متولد ہوئے ملک بہرام ملک محمود ملک موچی یہ تینون بھی اسباب تجارت لیکر ہندوستان مین آنے لگے چونکہ ملک بہرام سب مین بڑا تھا لہذا خرید و فروخت مال مین بھی پیشوا کار تھا اور اسی وجہ سے اکثر امرائے ہند سے ملاقات و معرفت ہوگئی تھی ایک مرتبہ کسی امر مین اسپنے برادران سے کبیدہ ہو کر ملتان چلا آیا اور بسرکار حاکم ملتان زمرۂ سپاہ ملازم ہوا



بمرور ایام اوسکے بھائی و دیگر افغانان اوسکے پاس آئے اور اوسکی سفارش سے بعہد سلطان فیروزشاہ ملازم ہوکر اوسکا
یہ جمعدار ہوا جب وہ مرا تو بجاے اوسکے ملک شہ برادرزادہ اوسکا قائم مقام ہوا۔ بعہد ایالت سید خضر خان بوجہ سپاہگری
مابہ الامتیاز ہوا جب ملو اقبال خان اور خضر خان سے لڑائی ہوئی اور ملو اقبال خان ملک شہ کے ہاتھ سے مارا گیا اوسکے
صلے مین سید خضر خان نے ملک شہ کو حکومت سرہند کی عطا کرکے مخاطب باسلام خان کیا۔ پھر تو جوق جوق اوسکی قوم
افغانستان سے آکر اوسکے ملازم ہوئے اور ایک بڑی جماعت اس قوم کی ہندوستان مین ہوگئی کیفیت پیدائش
بہلول ملک کالا برادر عمزاد ملک شہ نے اپنی شادی دختر ملک بہرام اپنے چچا سے کی اوس سے پہلے ایک پسر محمد
متولد ہوا جب بار دیگر حاملہ ہوئی تو قریب ایام وضع حمل کے اوسپر چھت گری وہ تو مرگئی مگر فی الفور پیٹ چاک کرکے بہلول نکالا گیا
اوسین حیات تھی پرورش شروع ہوئی تھوڑے دنونمین کالا مرگیا تب یہ باہتمام پرورش ملک شہ اپنے چچا کے آیا جب یہ جوان
ہوا تو منجانب اپنے چچا کے ایک مہم مین جاکر اوسکو فتح کیا اسپر ملک شہ نے اپنی بیٹی اوسکے ساتھ بیاہ کر باوجود موجودگی
اپنے بیٹون کے اوسکو اپنا قائم مقام کیا۔ جب ملک شہ مرا تو اوسکے ورثاے خاص مین نفاق ہوا اور باخود ہا قتال ہوا
چونکہ ملک بہلول کی تقدیر مین سلطنت ہندوستان کی تحریر تھی لہذا یہ سب پر غالب آیا اور قوت و مکنت اوسکی ملک شہ سے
زیادہ ہوگئی۔ اسپر محمد شاہ بن فرید خان بن خضر خان اوسکا دشمن ہوا اور اوسکے استیصال کے لئے بہت سی فوج
تعین کی پہلے بہلول لڑا جب مغلوب ہوا تو بھاگ کر پہاڑونمین جا چھپا مدت تک فوج شاہی اوسکے تعاقب مین رہی
جو پٹھان جہان ملا قتل کیا گیا آخر ملک بہلول اپنی قوم کو جمع کرکے ملک شاہی پر دوڑ مارنے لگا اور جو کچھ غنیمت ہاتھ آتی
اوسکو علی السویہ سبھون پر تقسیم کردیتا اوسکی یہ قدردانی دیکھکر بہت سی قوم افاغنہ و مغل رفیق ہوئے جب اسطرح کی قوت
اوسکو بہم پہنچی تو اکثر امرایان دہلی اوس سے جاملے اور ملک بہلول نے سرہند پھر لیلیا۔ بادشاہ نے حسام خان وزیر الملک
کو اوسکے مقابلے کے لیے بھیجا مگر وزیر اوس سے مخذول و مفرور ہوا اور بہت سامان غنیمت ملک بہلول کے ہاتھ آیا
نقل ہی کہ ایک دن ملک بہلول اپنے چچا اسلام خان کے دربار مین بمقام سامانہ جانا ساے راہ مین ایک مجذوب

ملاقات ہوئی یہ اوسکے ساتھ دوزانو ہوکر مؤدب بیٹھگیا فقیر نے اسکے جانب متوجہ ہوکر کہا کہ دو ہزار تنگہ پر مین سلطنت ہندوستان کی فروخت کرتا ہون ملک بہلول نے سولہ سو تنگہ جو اوسوقت موجود تھے پیش کرکے کہا کہ انکے سوا اور میرے پاس نہین ہی اوس فقیر نے اوسیقدر روپیہ پر سلطنت ہندوستان کی فروخت کرڈالی اسکے یاران ہمراہی اس حرکت پر ہنسے ملک بہلول نے کہا کہ یہ دو حال سے خالی نہین - اگر فقیر سچا ہی مفت سلطنت دہلی خرید لی - اگر جھوٹا ہی تو فقیر کی خدمت کرنا خالی از حسنات نہین - اوسدن سے ہوا سے سلطنت ہندوستان کی جاگزین خاطر بہلول ہوا کرتی تھی - جب اسنے وزیر الممالک حسام خان کو شکست دی تو پانی پت تک اپنا قبضہ کرلیا جب محمد شاہ بادشاہ خوار و زبون ہوا تو اوس سے التیام شروع کیا پہلے بہلول کے کہنے پر حسام خان نے اپنے وزیر کو مار کر ملک حمید خان کو وزیر مقرر کیا آخر آخر مین ملک بہلول کو اپنا پسر خواندہ بنایا جب علاء الدین انتظام سلطنت دہلی نکرسکا اور بدایون اپنے تصرف مین رکھکر تخت دہلی پر بہلول کو قائم کیا تب حمید خان وزیر الممالک در پردہ متمنی سلطنت ہوا لیکن دونون مین منافقانہ اخلاص و محبت بڑھا ایکدن حمید خان نے بہلول سے کہا کہ میری خواہش ہی کہ تاج شاہی دہلی سر پر رکھو بہلول نے کہا کہ مجھکو امور جہانداری مین وقوف نہین آپ بادشاہ بنیے اور مجھے سپہ سالار بنائیے غرضکہ اسطرح کی گفتگو دونون طرف سے رہا کرتے تھے نقل ہی کہ ایکروز ملک بہلول مع اپنی قوم کے بتقریب دعوت حمید خان کے مکان پر گیا جب اوسکے مکان پر پہونچا تو حسب ہدایت بہلول کے اوسکے ہمراہی پٹھانون نے جوتیان اپنی اپنی کمر سے باندھ لین اور کسی نے اپنی جوتیونکو طاقون پر رکھا اور کسی نے حمید خان سے یہ عرض کیا کہ آپکا فرش نہایت مکلف ہی اگر اسمین سے کچھ ہمکو عنایت ہو تو اپنی اپنی ٹوپیان بنائین اسپر حمید خان بہت ہنسا جب نوبت عطر و پان کی آئی تو کسی نے عطر مین چونہ ملایا اور کسی نے پان میں عطر لگا کر کھایا اور کسی نے اسقدر چونہ کھایا کہ منہ مین چھالے پڑگئے بعد دیداس حرکت کے حمید خان کو یقین ہوگیا کہ یہ قوم بالکل بیوقوف ہی بہلول نے التماس کیا کہ یہ جانور ہین سوائے کھانے سونے کے کچھ نہین جانتے - دوسرے دعوت مین دربانون نے ہمراہیان بہلول کو روکا سب پکار کر کہنے لگے کہ ہم سب حمید خان کے غلام ہین کیا بہلول ہی سلام کرنا جانتا ہی ہم اپنے آقا کو سلام نہ کرین اسپر حمید خان نے سبھون کو بلایا جب وہ سب اندر داخل ہوئے تو حمید خان کو قید کرلیا اور بہلول نے بخاطر جمع ۱۷ - ربیع الاول ۸۵۵ سنہ ہجری مطابق ۱۹ - اپریل ۱۴۵۱ سنہ عیسوی کو تخت سلطنت پر بیٹھکر خطبہ و سکہ اپنے نام کا جاری کیا - پہلے ہی سال جلوس مین خواجہ بازید باربک شاہ مہین پور کو دہلی مین چھوڑ کر خود بغرض تسخیر و انتظام ممالک ملتان و دیبالپور کے روانہ ہوا وہان کے انتظام سے مطمئن نہوا تھا کہ بدریافت عزیمت سلطان محمود شرقی کے متصرف دہلی ہوا اور چھبیس برس تک متواتر لڑتا رہا جسکی تفصیل مقالہ دوم مین ہوچکی ہی ۸۸۱ سنہ ہجری مطابق ۱۴۷۶ سنہ عیسوی مین سلطنت جونپور کو فتح کرکے شامل خالصۂ دہلی کرلی بعد اس فتح کے حسب تصریح ذیل ممالک فرزندون و عزیزون و ارکین سلطنت کو تقسیم کیا -

نمبر شمار	نام شخص یا بندہ	تفصیل ملک
۱	باربک شاہ مہین پور	جونپور
۲	شاہزادۂ مبارک خان پسر دوم	کرہ مانک پور
۳	شیخ محمد علی فرملی ہمشیرہ زادۂ بہلول المخاطب بہ کالا پہاڑ	بہرائچ
۴	اعظم ہمایون نبیرۂ بہلول	لکھنؤ و کالپی
۵	خانجہان	بدایون
۶	شاہزادۂ نظام خان المشہور بسلطان سکندر	میان دواب

بعد اس تقسیم کے خود گوالیار مین جاکر راجہ مان سنگھ والی گوالیار پر ایسا رعب و داب ڈالا کہ اوسنے اسی ہزار تنکہ پیشکش کر کے اطاعت قبول کی اور وہان سے اٹاوہ مین جو اب ضلع ہے آیا اور راے سکت سنگھ وہان کے زمیندار کو زیر و زبر کر کے جانب دہلی مراجعت کی چونکہ ضعف و پیری حد کو پہنچی تھی اثناے راہ مین بیمار پڑا اور حسب مشورۂ افسران قوم لودیان کے دربارۂ تجویز ولیعہد گفتگو پیش ہوئی آخر شاہزادہ اعظم ہمایون بغرض ولیعہدی دہلی سے طلب کیا گیا مگر عمر و زیر کو اوسکی ولیعہدی ناگوار تھی اور مادر سکندر شاہ سفر مین ہمراہ رکاب سلطان تھی ایسا کچھ مخل ہوئی کہ نوبت تکمیل مراتب ولیعہدی کی نہ پہونچی تھی کہ ناگاہ سلطان بہلول ۸۹۴ سنہ ہجری مطابق ۱۴۸۸ سنہ عیسوی مین مابین سفر دہلی واٹاوہ کے نہضت فرماے عالم بقا ہوا مدت سلطنت اونتیس سال آٹھ ماہ سات یوم اور وسعت ملک جمنا سے کوہ ہمالیہ تک و حد مشرقی تا بنارس و کچھ ملک بوندیلکھنڈ کا بھی قبضے مین آگیا تھا خصائل سلطان بہلول دبستور پابند شریعت صحبت علما و مشائخ کو بہتر جانتا تھا اپنی قوم کے ساتھ برتاو برادرانہ رکھتا تھا اور اونکے سامنے تخت سلطنت پر نہ بیٹھتا تھا اور جو کچھ غنیمت سے ہاتھ آتا تھا علی السویہ تقسیم کر دیتا تھا اور خود بھی مثل سائر مسلمانون کے حصہ لیتا تھا روزانہ ارکین سلطنت کے مکانون پر جاکر کھانا تناول کرتا جو سواریان بادشاہون کے واسطے مخصوص تھین اونپر کم سوار ہوتا اوسکا قول تھا کہ مین نام بادشاہت کو غنیمت جانتا ہون مغلون کی سپاہ کی ترقی کا زیادہ شوق رکھتا تھا

مردانہ فرزانہ مجیز تھا نقصان رعایا مین جہد بلیغ کرتا تھا کسی کام مین جلدی نکرتا تھا دفعہ ۱۰۶ ذکر **سلطنت** سلطان سکندر لودی بعد مرنے سلطان بہلول کے سرداران لودیان اوپر بادشاہت اعظم ہمایون نبیرۂ سلطان بہلول کے راغب اور بعضے اونمین باربک شاہ مہین پور کا بادشاہ ہونا چاہتے تھے۔ جب مسماۃ زین نادر نظام خان جو قوم زرگر سے تھی وہ پردیسے بولی کہ میرا بیٹا ہر طرح پر لائق جہانداری ہوا پسر عیسی خان برادر عمزاد سلطان بہلول نے اوسے دشنام دیکر کہا کہ پسر سنارن سزاوار جہانداری نہین بقولے دروغگری ازبوزینہ ہست تا یہ خانخان فرملی کو سخت گوئی عیسی خان کے ناگوار ہوئی اور اوسکی حمایت سے نظام خان تخت سلطنت پر بیٹھکر ملقب بہ سکندر شاہ ہوا اسباعث سے اوسکے غرہ سلطنت مین بہت فساد جھگڑے ہوئے اور فیمابین اسکے بھائیونکے نوبت محاربہ آئی بہت سے لوگ مارے گئے آخر کو سلطان سکندر سب پر غالب آیا اور جو لوگ اوسکے شریک تھے اونسے بحسن سلوک پیش آیا اور باربک شاہ بڑا بھائی اوسکا باتفاق کالا پہاڑ بمقام قنوج آگر کینہ خواہ ہوا مگر شکست کھاکر جانب بداون مفرور ہوا جب وہان بھی بادشاہ اوسکا تعاقب کیے ہوئے چلا گیا تو اوسنے اطاعت قبول کرلی تب سلطان سکندر عفو تقصیر کرکے جونپور لایا اور بدستور سابق وہان کی حکومت اوسپر بحال رکھی پھر کالپی گیا اور اعظم ہمایون برادرزادہ کو موقوف کرکے اوسکی جگہ محمود خان لودی کو مقرر کیا وہان سے بہ تسخیر قلعہ گوالیار متوجہ ہوا اور محمد خان فرملی کو پہلے سے پاس راجہ مان سنگہ والی گوالیار کے بھیجکر خواستگار اطاعت ہوا چنانچہ راجہ گوالیار بزمرہ ہوا خواہان داخل ہو کر ملک بیانہ کے عوض ملک جالیسر وچندوار ومارہرہ ضلع علیگڈھہ پایا جب لشکریان بادشاہ نے قلعہ بیانہ پر مداخلت چاہی تو والی گوالیار نے بہ نقض عہد قلعہ پر قبضہ ندیا بادشاہ وہان سے کوچ کرکے آگرے آیا ہیبت خان جلوانی بھی قلعۂ آگرہ مین محصور ہوکر زنخواہ ہوا لیکن بادشاہ کچھ فوج چھوڑکر خود واسطے استخلاص قلعۂ بیانہ کی روانہ ہوا سنہ ۸۹۷ ہجری مطابق ۱۴۹۲ سنہ عیسوی مین نہایت بہادری و مردانگی سے اوس قلعہ کو فتح کرکے قابض ہوگیا مگر خانخان فرملی کو وہان کی حکومت پر مقرر کرکے بغرض سزادہی راجہ گوالیار کے واپس آگرہ آیا اور آگرے کا قلعہ لیکر دہلی پونہچا اس اثنا مین خبر بلوہ کرلوہ مانکپور کی بسمع مبارک بادشاہ کے یہ پونہچی کہ زمینداران حوالی جونپور و بنارس ایک لاکھ سوار و پیادہ جمع ہوکر شیر خان برادر مبارک خان نے حاکم کڑہ کو بمقام کڑہ مار ڈالا اور مبارک خان اونکی مقاومت کی تاب نہ لاکر مفرور ہوا عندالعبور دریاے گنگ راجہ شہدیو والی بھٹہ نے گرفتار کرکے قید کرلیا اور باربک شاہ بمعائنہ غلبۂ باغیان جونپور مین نہ ٹھہر سکا پاس کالا پہاڑ بمقام بہرایچ بھاگ گیا تفصیل اس اجمال کی بحوالہ اخبار مورخان وکتاب ظہور قطبی کے یہ ہے کہ بزبان جہاد امیر کبیر سید قطب الدین مدنی متذکرہ دفعہ بالا بتعاقب اول فتح قنوج وکڑہ ومانکپور ولایت راجگان جے چند ومانک چند قوم راٹھور کی بعنایت ایزدی نصیب اولیاے لشکریان اسلام ہوئے وقتل وغارت واسیری بکمال ذلت وخواری لاحق حال راجگان کے ہوئی یہانتک کہ زنان دوشیزہ اونکے ہم فراش اونی اہل اسلام واطفال اونکے لونڈی غلام اجلاف لشکریان کی بنی

لہذا راجگان کنتت ہمیشہ درپے انتقام سادات قطبیہ سے رہا کئے لیکن ظاہرا قوت وشوکت سلاطین اسلامیہ کے
یوماً فیوماً ایسی افزون ہوتی رہی کہ ہمیشہ باخذ جزیہ وشکست تہانون کی سربلند رہی نظر بران ایسا موقع اون کو کبھی
کو حاصل نہوتا تھا کہ مدعی انتقام کے ہون اگرچہ بعد انصراف امیر تیمور گورکان صاحبقران کے وہ شوکت وصولت
وقوت اہل اسلام کے بوجہ طائف الملوکی باقی نرہی تھی تاہم سلاطین جونپور اسقدر زور کے تھامے رہے کہ ہر مدعی
ریاست کو بجاے خود ساکن رکھا بعد امتداد زمانہ بوجہ انقطاع سلطنت سلاطین جونپور رونما اتفاقی بالکین سلطنت
وشہزادگان خاندان لودیان کے راجگان کنتت کو سردست موقع بلوے کا ہاتھ آیا د باستعانت قوم راجپوتان جمعیت
ایک لاکھ سوار و پیادہ بیشمار بغرض انتقام کینۂ دیرینہ سادات قطبیہ سے اور قائم کرنے سرنو بنیاد راج گدی بمقام کڑہ
ومانکپور عازم شہر کڑہ ہوئے نقل ہی کہ اوس ایام مین بوجہ طائف الملوکی خاندان نبوت کی چندان عظمت باقی
نرتھی تاہم سادات قطبیہ کو اسقدر جاہ وحشمت باقی رہگئی تھی کہ ہزارہا مواضع بطور جاگیر معافی کے اونکے قبضے
مین باقی تھی اور سات سو پالکی نشین اوس قوم مین شمار کیا جاتا تھا - بدریافت آمد راجگان کنتت یہ لوگ بھی باتفاق
شیرخان اور مبارک خان حاکمان کڑے باہر شہر کے جاکر رزمخواہ ہوئے اور ایسی داد بہادری وشجاعت کی بنتیغ کے
کہ ہزارہا بلوائی انکے ہاتھ سے واصل جہنم ہوئے چونکہ کثرت فوج مخالف کے زیادہ تھی انہین سے قریب تین ہزار
سادات قطبیہ علاوہ فوج حاکم کڑہ کے درجۂ شہادت کو پہونچے جب شہزادہ شیرخان برادر مبارک خان بھی شہید
ہوا تب مسلمان تاب مقاومت کی نہ لاسکے مبارک خان بعبور دریاے گنگ جانب بہرایچ مفرور ہوا اور سادات
قطبیہ اپنے اپنے مکانون مین محصور ہوئے لیکن مبارک خان ہنگام عبور دریاے گنگ دستگیر راجہ شہید یو والی
ٹھٹھہ کا ہوگیا تب راجہ مانڈہ بلاتردد داخل قلعہ شہر ہو کر مسند آراے حکومت جای آبائی پر ہو کر بہواے سلطنت ہند
محاصرہ جونپور کا کیا - باربک شاہ باصغاے شکست مبارک خان وشہادت شیرخان باکسی مقاتلہ ومجادلہ کے
بھاگ کر پاس حاکم بہرایچ کے پناہ گزین ہوا نقل ہی کہ جب راجہ مانڈہ کو مداخلت تامہ شہر کڑہ پہ حاصل ہوئی
تو اوس نے قتل عام سادات قطبیہ کا صادر کیا اوسوقت ہر ایک انمین سے بخوف جان وآبرو مخفی منتقل ہو کر مواضع دور ونزدیک
مین جاکر عافیت خواہ ہوئی تفصیل ہر منتقل کی بعد ختم ذکر سلطنت کے مشروحاً تحریر ہوگی - اور بعضے نقل کرتے ہین کہ باشتباہ
سادات قطبیہ اکثر سادات مشہدی بھی اوس قتل عام مین شہید ہوئے ہر چند یہ ذکر کسی کتاب تاریخ مین لکھا نہین گیا چونکہ والد ماجد
سید ابوالخیر مشہدی مستند کرہ دفعۂ بالا کا بھی نام سید قطب الدین تھا کیا عجب ہی کہ باشتباہ توارد نام یہ لوگ بھی شہید ہوئے ہون واللہ اعلم -
اب جانب دکھن کڑہ تا مقام دارانگر میو رہا جسقدر مقابر واقع ہین اوسیوقت کے شہدا کے ہین کیونکہ ایسا قتال عظیم کڑہ مین ابتداے
جہاد امیر کبیر سید قطب الدین سے اسوقت تک واقع نہین ہوا باستماع اس ہنگامے کے چہبیس روز کے بعد بادشاہ بالشکر گران پی تعاقب
بلوائیان عازم کڑہ مانکپور ہوا ہنگام عبور دریاے گنگ باربک شاہ بہرایچ سے آکر باریاب خدمت سلطانی ہو کر مورد عنایت خسروانہ ہوا

وراجہ شہدیو والی ٹھٹھہ بخوف دبدبۂ آمد لشکر سلطانی ہراسان ہوکر مبارک خان حاکم کڑہ کو باکرام تمام بحضور بادشاہ روانہ کردیا جب مخیم سرادقات شاہی نواح کڑہ ہوا راجگان کنت بمقابلہ پیش آئے بعد زدوکشت بسیار بادشاہ مظفر ومنصور راجگان بلوائی مخذول ہوکر مفرور ہوئے اور غنیمت عظیم بدست لشکریان سلطان آئی۔ بادشاہ کڑہ مانک پور مین مبارک خان کو اور جونپور مین باربک شاہ کو قائم کرکے خود جانب اودھ آیا۔ اور ایک مہینے تک مصروف بہ سیر وشکار رہکر تعمیر قلعہ ومسجد اودھ مین کی جسکا ذکر آیندہ تحریر ہوگا۔ ہنوز اودھ سے کسی جانب کوچ نہین کیا تھا کہ مکرر خبر شورش بلوائیان باربک شاہ حاکم جونپور بسمع مبارک پونہچی اوسپر یہ حکم نفاذ پایا کہ کالا پہار واعظم ہمایون وخانخانان لوہانی اودھ سے اور مبا۔ ک خان کڑہ سے جونپور مین پہونچکر اس فتنے کو رفع کرکے باربک شاہ کو حضور مین بھیجدین جب یہ لوگ جونپور پونہچے بلوائی مفرور ہوگئے اور باربک شاہ حسب الحکم بادشاہ زیر نگاہ ہیبت خان وعمر خان شروانی کیا گیا بعد۔ او۔ ۔ کے بادشاہ اودھ سے براہ جونپور چنار گڈھ گیا اور امرایان سلطان حسین شرقی کو منہزم کرکے قلعہ چنار۔ بعد۔ مین محصور کیا۔ وروہان تھوڑی فوج چھوڑ کر خود بمقام راج کنت آیا اور وہان کے راجگان کا استیصال ۔ ۔ ۔ اور علاقہ کو بعلدوی خیر خواہی راجہ شہدیو والی ٹھٹھہ کو جواب ریوان ہی جاگیر مین دیا وہان سے بمقام اریل جو الہ آباد سے چار میل ہی داخل ہوا راجہ شہدیو باوصف اس عنایت سلطانی کے اپنی بیوقوفی سے متوہم ہوا اور جاہ وحشم اپنا چھوڑ کر جانب ٹھٹھہ کے بھاگا مگر کوئی اسباب اوسکا لوٹا نگیا بجنسہ اوسکو واپس عنایت ہوا او۔ منکوحہ شیر خان شہید کو اپنے نکاح مین لایا وہان سے براہ دلمئو شمس آباد آیا اور چھہ مہینے مقیم رہکر سنہ ۹۰۰ سنہ ہجری مطابق ۱۴۹۴ سنہ عیسوی مین پھر کڑہ مانک پور آیا و زمینداران وتعلقہ داران کڑہ مانکپور کو سزا دیتا ہوا ٹھٹھہ گیا اور راجہ شہدیو بمقابلہ پیش آیا آخر منہزم ہوکر بمقام سرگنجہ جاکر مرگیا وہان سے واسطے استیصال سلطان حسین شرقی وعلاء الدین بادشاہ بنگالہ کے جانب بہار گیا کچھ تھوڑی سی لڑائی کے بعد صلح کرکے سرحد اپنی تا صوبۂ بہار قائم کرکے واسطے حفاظت اوس ملک کے مبارک خان لوہانی کو مقرر کیا اور احمد خان جہین پور کو بعطاے خطاب اعظم ہمایون اوپر صوبہ داری کڑہ مانک پور کے مامور فرمایا چونکہ اوس سال بوجہ قحط سالی گرانی غلہ کی کڑہ مانکپور مین زیادہ تھی محصول چونگی غلہ کا معاف کیا اور چھہ مہینے جونپور مین قیام کرکے بانتظام مملکت وسیر وشکار مصروف رہا اوسی ایام مین دختر راجہ سالباہن سنگھ والی ٹھٹھہ کی خواستگاری کی مگر اوسنے انکار کیا تب بادشاہ بکمال غیظ وغضب ۹۰۲ سنہ ہجری مطابق ۱۴۹۶ سنہ عیسوی مین اوسپر چڑھ گیا اور اوسکے ملک کو خوب تاخت وتاراج کرکے قلعہ باندھوگڈھ مین محصور کیا یہ قلعہ نہایت قلب تھا اب علاقہ ریوان مین واقع ہی جب فتح نکرسکا تو اوسکے محاصرے سے دست بردار ہوکر جونپور واپس آیا اور ۹۰۵ سنہ ہجری مطابق ۱۴۹۹ سنہ عیسوی مین ولایت سنبل مین جاکر وہان کے متمردون کو زیر وزبر کیا و نظر بر تفریح طبع

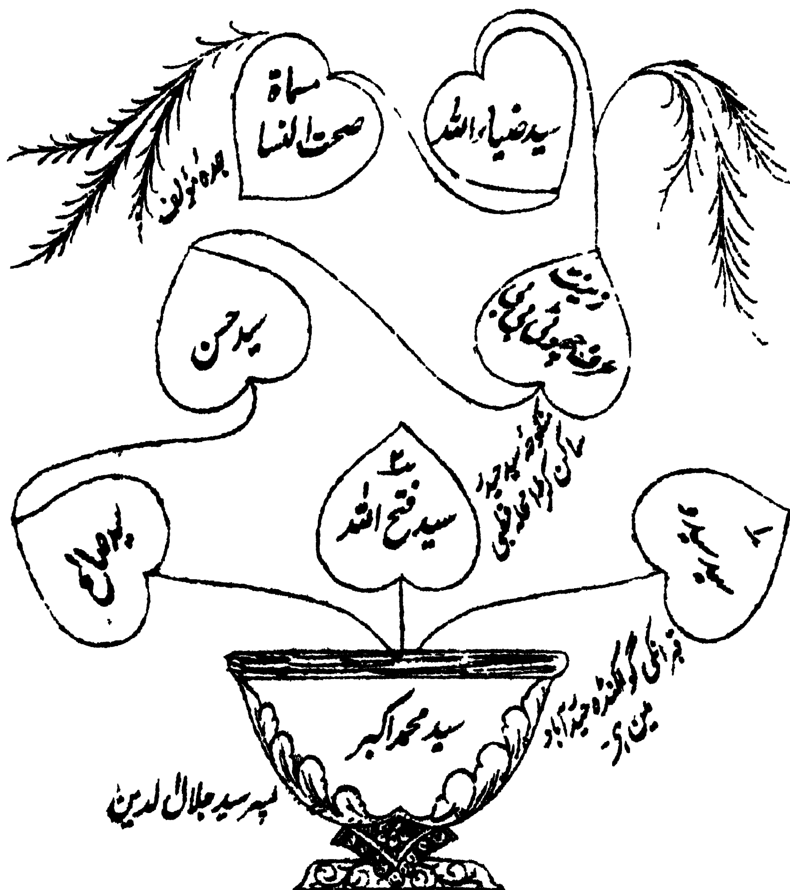
سیر و شکار مین مصروف ہوا چار برس کے بعد دھولپور و گوالیار آیا یہان بھی لڑتا بھڑتا شکار کھیلتا رہا۔
سنہ ۹۱۰ ہجری مطابق سنہ ۱۵۰۴ عیسوی مین گوالیار سے کوچ کرکے جانب کرو مانک پور رونق افزا ہوا جب نوح
ہنگام تحصیل کھاگا ضلع فتح پور مین پونہچا وہان کے زمینداران متمردان کا استیصال کلی کرکے اوس ملک
کو پاک و صاف کیا اور جابجا تھانے مقرر کرکے خاص کرہ مین مقیم ہوا کہ امین احمد خان پسر مبارک خان
حاکم لکھنؤ دین نبوی سے منحرف ہو کر مرتد ہو گیا بادشاہ نے یہ خبر سنکر اوسکو موقوف کرکے بجاے اوسکے جمعہ خان اور
بھائی کو مقرر کرکے اوسی مابین مین محمد خان نبیرۂ سلطان ناصر الدین بادشاہ مالوہ بمقام ازدہ حاضر ہوا بجلدوے
جاگیر ملک چندیری ممتاز ہوا۔ جب بادشاہ کرہ سے دھولپور پہونچکر بیمار ہوا تو بتاریخ ۷ ذیقعدہ روز یکشنبہ سنہ ۹۲۳
ہجری مطابق سنہ ۱۵۱۷ عیسوی مین اٹھائیس برس سلطنت کرکے اس جہان سے گذر گیا عادات سلطان سکندر
یہ بادشاہ دلیری و خیری و دانشمندی مین اپنے باپ سے بہتر تھا علماے دین سے بعظمت پیش آتا تھا حرارت اسلامیہ
اس درجہ تھی کہ انسداد بت پرستی کا از حد کیا اپنی جان سے نفس اسلام کو زیادہ عزیز جانتا تھا مقید جمعہ جماعت کا نہایت
درجہ تھا ہندو جنکے تیرتھ اور جاترہ کے انسداد کے لیے حکم قطعی جاری کیا چنانچہ اوسکے عہد دولت مین متھرا اور اودھ
اور پراگ الہ آباد مین نہان و موتراشی ایکدم سے موقوف ہوئی جس قلعہ اور ملک کو فتح کرتا وہان کے بتخانون کو پہلے توڑتا
ایک برہمن کے منہ سے جو علم بیاکرن مین یکتاے عصر تھا بسبیل تذکرہ بے ساختہ نکل گیا کہ ہندو و مسلمان دونون کا
دین سچا ہے بادشاہ نے اس لفظ پر برہم ہو کر اوسکو مار ڈالا۔ کبیر نامی بیراگی ساکن پرگنہ امورہا ضلع بستی اوسیکے وقت
مین تھا۔ فرنگستان کے پرتگیزون کے جہاز اوسیکے عہد مین پہلے پہل آئے ایام سرما مین دوشالہ غریبون کو
تقسیم کرتا روزانہ مساکین کو خوراک خام و پختہ ملتی رمضان شریف اور ایام بارہ وفات مین ہر غربا طعام شاہانہ
پاتا نقل ہے کہ جب بادشاہ باربک شاہ اپنے بھائی سے لڑتا تھا ایک درویش نے اوسکا ہاتھ پکڑ کر فتح کی دعا کی
اوس سے چین بجبین ہو کر کہا کہ تو کیسا فقیر ہے کہ میری فتح کی دعا کرتا ہے۔ جب فیما بین دو گروہ مسلمانون کے
لڑائی واقع ہو تو یہ دعا کرنا چاہیے کہ جو حق پر ہو اوسکی فتح ہو۔ اودھ خاص مین متصل لچھمن گھاٹ جہان کثرت
سے بتخانے تھے اونکو منہدم کراکے ایک بلندی ٹیکرے پر قلعہ لچھمن کی بنیاد ڈالکر اوسکو دار الامارۃ قرار دیا اور اوسکے
صحن مین عین کنارے دریاے گھاگرہ خشت و سنگ سے ایک مسجد طیار کراکے اوسمین جمعہ جماعت قائم کی اور
آواز ناقوس کی بند کرائی بعد اسکے باعتبار کتب تواریخ درگاہ حضرت شیث و حضرت ایوب پیغمبران علیہما السلام
کی بجانب دکھن شہر اودھ تعمیر کرائی اور کئی سو بیگہ اراضی واسطے صرف درگاہ کے معاف کرکے اوسکے اہتمام
کے لیے ایک متولی مقرر کیا۔ ماہ جنوری سنہ ۱۸۷۰ عیسوی مین مؤلف بمقام اودھ گیا معلوم ہوا کہ درگاہ شریف
جانب دکھن اودھ بیرون قلعہ رام کوٹ فیما بین دو ٹیکرون کے واقع ہے اور ایک ندی بالین درگاہ خشک ہو گئی

زمانۂ سابق مین جاری تھی۔ اندرون درگاہ کے دو چبوترہ پختہ ہین جا جانب اوتر ہی اوسپر مزار حضرت شیث علیہ السلام
کا جو جانب دکھن ہی اوسپر مزار حضرت ایوب علیہ السلام کا ہی طول قبور شریف کا بگز الہی سات سات گز ہی
و بیرون حصار ہزارہا قبور اکابران دین کے پختہ موجود ہین اور اوسی متولی کے قائم مقامان سے اوس اراضی
و درگاہ کے مہتمم ہین اراضی مذکور منجانب گورنمنٹ انگلشیہ معاف و برقرار ہی۔ بعہد ایالت ابو المنصور خان جب
مقام دار الامارۃ اودھ سے منتقل ہو کر فیض آباد قرار پایا تو وہ قلعہ و مسجد بے غور رہا بمرور ایام بعہد سلطنت محمد علیشاہ
و امجد علی شاہ و واجد علیشاہ تمام و کمال مسجد بقبضۂ گنگا پتران لچھمن گھاٹ درآئے اور ان لوگون نے متصل اوسکے
اکثر شوالہ قائم کرکے مسجد مین مویشی باندھنا و بھوسہ رکھنا شروع کیا عملداری گورنمنٹ انگلشیہ مین وہ قلعہ بمعاوضۂ اراضی
گوبتار گھاٹ درآمدۂ چھاؤنی سرکار ایک مہنت کو ملی اوسنے وہان ٹھاکر دوارہ قائم کرنے پرستش گاہ قائم کی
سنہ [illegible] عیسوی مین حسب استغاثۂ مسلمانان وہ مسجد پھر بقبضۂ مسلمانان درآئے مسلمانون نے تعمیر شکست ریخت
کرکے نام گھاٹ کا رحمن گھاٹ رکھا اور پتھر کندہ اوسپر لگا دیا اور ایک موذن بمشاہرہ تین روپیہ مقرر کرکے جمعہ جماعت
قائم کی۔ ثبوت مزار حضرت شیث و حضرت ایوب علیہما السلام کا کسی اخبار و آثار سے پایا نہین گیا الا کتب سیرت
اسقدر پایا جاتا ہی کہ مزار ان دونون نبیون کے فیما بین دو ٹیکرون کے جنکے بالین ایک دریا واقع ہی ہندوستان
مین ہی۔ چونکہ سلطان سکندر لودی کو ان آثارات سے یقین ہوا کہ ضرور یہ دونون مزار نبیون کے ہین لہذا
اوسکو براہ عظمت تعمیر کرا کے درگاہ بنوا دی۔ نسبت قول دریا کے مختلف قول ہین بعضے اوسی دریاے خشک
کو دریاے بالین قبور قرار دیتے ہین اور کہتے ہین کہ اوسوقت یہ جاری تھا اور بعضے دریاے گھاگرہ سے
مراد لیتے ہین دفعہ ۷۰۔ تفصیل اسماے متبرکہ حضرات ستودہ صفات سادات قطبیہ جو بخلفشار و قبیلے راجگان
کنت شہر کرہ سے منتقل ہو کر جا بجا مسکن گزین ہوئے اور کچھ وہان باقی رہگئے کورہ سادات بعض مورخ
یہ ارقام فرماتے ہین کہ ہنگام تشریف آوری امیر کبیر سید قطب الدین کے اس موضع مین منجملہ اہل خاندان
راجہ جے چند کے کوئی جاگیردار اہل قلعہ تھا تھوڑی سی لڑائی مین مخذول و مقتول ہوا مقابر شہدا اوسوقت کی
جانب پچھم موضع کورہ سادات ابتک موجود ہین تب سے تا سلطنت سلطان سکندر لودی موضع ہذا بجاگیر سادات
قطبیہ بہا بزمان سلطان سکندر رشبول دیگر دیہات از روے تقسیم بقبضۂ امیر سید شاہ محمد اسمعیل کے بمقام سر حلقہ
مشائخ کبار و سرگروہ سلسلۂ کبیرہ قطبیہ مرید و خلیفہ اپنے ابوجد کے تھے صید پاک کدہ سادات کو متبرک سمجھکر کڑے سے
منتقل ہوئے و کورہ سادات مین طرح اقامت کی ڈالی سلسلۂ بیعت و انساب پدری یہ ہی ہو تیر سید شاہ محمد اسمعیل
ابن سید شاہ لاڈ بن سید راجہ شہ بن سید شاہ بن سید شاہ موسی بن سید شاہ ضیاء الدین بن سید شاہ قیام الدین
ابن سید شاہ صدر الدین بن سید شاہ رکن الدین بن سید شاہ نظام الدین بن امیر کبیر قطب الاقطاب سید

قطب الدین احمد مدنی - نقل ہی کہ ریاضات شاقہ و مجاہدات نفسی یہانتک کی کہ ہنگام عزیمت سفر حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً اپنے گھر سے احرام حج باندھا اور اوسی احرام سے زیارت مکہ معظمہ سے مشرف ہوئے۔

ضمیمہ ۱ اونکے خلف الرشید میر سید شاہ جلال الدین جلال عالم عامل فاضل کامل متقی جلیل القدر سجادہ نشین وجانشین پدر بزرگوار ہوکر مے طریق آبائے کرام کے ہوئے اور اپنے رشد وارشاد و نور باطن سے ایک عالم کو منور فرمایا مزار اونکا گوشۂ پچھم ودکھن آبادی کورہ سادات کے واقع ہی اہل نسبت اونکے مزار پر انوار سے بمضمون ان ابیات کے فیضیاب ہوتے ہین ابیات رسانی درودم رسانم درود + بیائے بیایم بگنبد فرود + مراز نده پندار باخویشتن + من آیم بجان گر تو آئی بہ تن + اونکے تین فرزند ارجمند بخصائل مختلف پیدا ہوئے۔

ضمیمہ ۲ سید محمد اکبر ولد اکبر باتباع سنن حیدر صفدر طبیعت اونکی طرف غضنفری کے متوجہ ہوئی - بمضمون الولد سر لابیہ - اونکی اولاد بسلسلۂ فوج سلاطین قطب شاہ و عادل شاہ منتظم ہوکر قلعہ کشائی کرتے رہے اب جو اونکی نسل سے ہین شجاعت و تہور مین یکتائے عصر ہین واسطے تسہیل ناظرین کے شجرۂ انساب اعقاب اونکا یہ ہی



تفضل حسین کے ساتھ منسوب ہوئین بیوہ مین -

عمر علی — نور علی عرف کلو — مساۃ ساہی بی بی — اصدق حسین — تفضل حسین — تفضل حسین — مساۃ محمودہ — علی قاسم — مساۃ حیدن — مساۃ شریفہ — علی حسین

محکم — شیخ حسدو — سید غضنفر علی — سید امد علی — سید رحمت علی — سید منور علی — سید عابد علی — بی بی لکالی — کلو — حامد علی — مراد علی

سید مٹھن — شیخ نورن — شیخ خیرالدین — سید نور علی — اکبر علی عرف رکّان — رستم علی — بی بی بقا — بی بی صاحبی — بی بی میندن — چراغ علی — بھگو — فضل — صفدر علی — سرور علی — بندہ بی بی

بہاء الدین — بی بی شافعہ — باب اللہ — بی بی حسینی (زوجہ اول) — بی بی نتی (زوجہ دوم) — حیدر علی — سلامت علی — بی بی مٹھی — حسن علی — بہادر علی — شاکر علی

خیر اللہ — نعمت اللہ — سید امان الدین — غلام رسول — میر سید — غلام مخدوم — سید ضیاؤ — سید علی — سرفراز علی

سید تراب علی — سید بولا عرف بولی — سید علی اکبر

پسران نمبر ۱

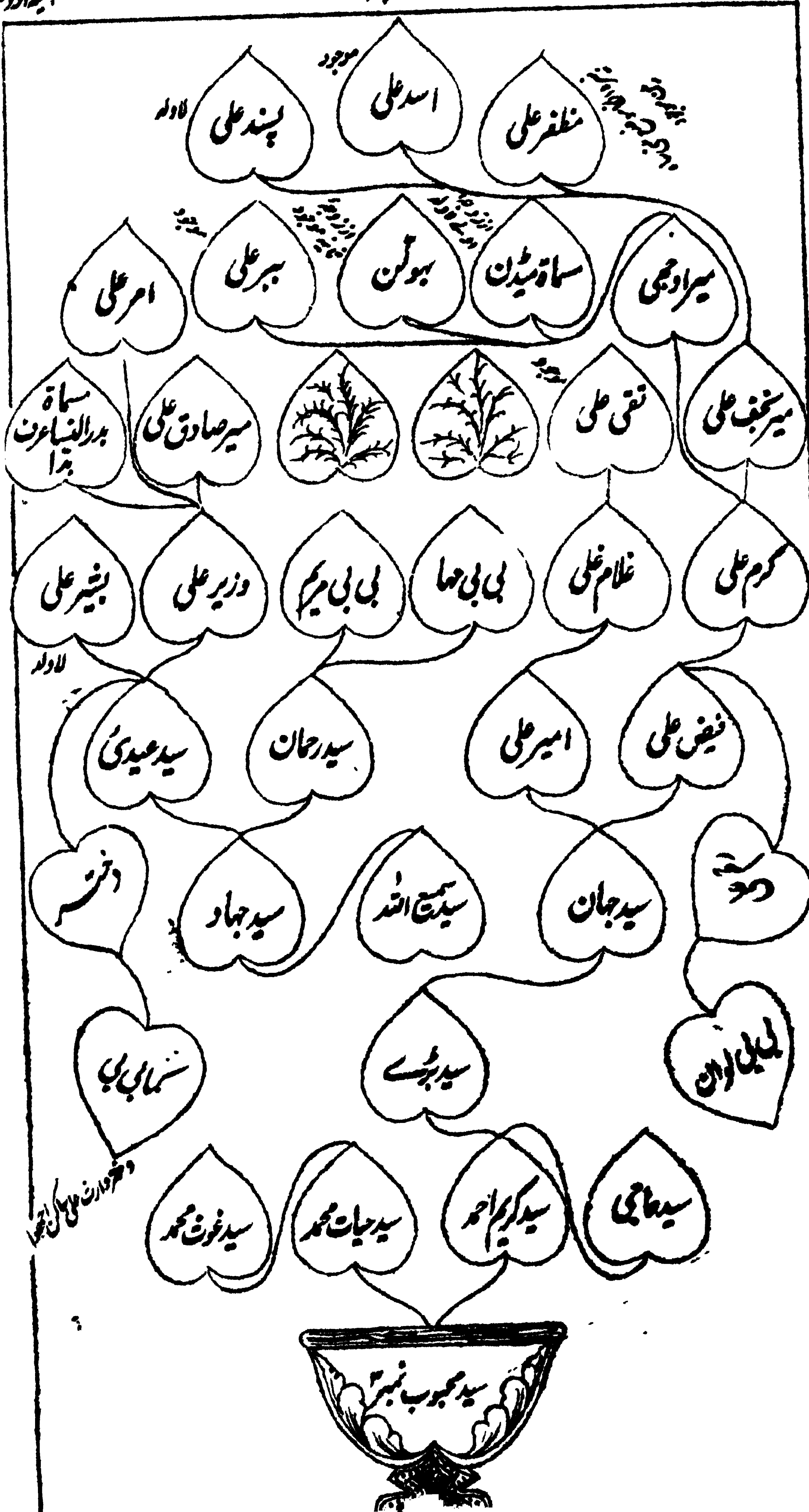
عمر علی و نور علی ہر دو شخص ساکن ... پور ... فوت ہوئے صرف مساۃ ساہی ساکن گورہ مین - بیٹا اور نکاح کر گیا - ہو موجود ہے

صاحب اودھ مین -

سید محمد جہان پسر ثانی طرف علاقہ زمینداری سکے مائل ہوئے لہذا بطور اونکی اولاد برطریق تعلقداران عمالان شاہی سے لڑتے بھڑتے رہے اور چند مرتبہ راجگان اسوتھر سے لڑے اگرچہ اکثر اونمین مقتول ہوئے مگر مظفر ومنصور رہے جسکی تفصیل خاتمہ کتاب مین بحالات خاندان ابو المنصور خان تحریر ہوگی وقت عملداری نواب آصف الدولہ بہادر ساٹھ ستر مواضع متعلقہ نظامت بسواڑہ جواب ضلع راے بریلی ہی و پرگنہ ہنسوہ کی بقبولیت میر سید امام علی اونکی اولاد کے چلی آئے اور پانچ سات سو خاص برادرا اونکی اردلی مین رہا کیے چونکہ خاصہ تعلقداران بعملداری نواب وزیر جبر و ظلم کا تھا بموجب۔ ظلم ظالم بیکند اولاد ظالم را خراب ÷ وبال ونکال اسکے باوصف کثرت اولاد اب کوئی اولاد پسری باقی نہین رہی اولاد دختری باعث یادگار اونکے نام کی ہی۔ تفصیل شجرہ انساب اعقاب ہی

سید ضیاء اللہ
لاولد
مسماۃ صحت النسا
سید حیدر رئیس قطبی محلہ لشکر
سید اچھے لاولد
مسماۃ کریم بی بی
سید اسمٰعیل
سید محبوب
سید محسن
سید یٰسین
سید ابراہیم عرف جھمی
سید کمال الدین
نجیب
سید محمد جہان
پسر سید جلال الدین

پسند علی
نقی علی
کرامت علی
غلام حسن
اسید علی
ذوالفقار
بی بی نعمت
بی بی آمنہ
حسین علی
سید نظیر علی
سید غلام علی
سید واصل
سید سوندھی
پسر سید یٰسین نمبر ا ۔ مندرجہ صفحہ ماقبل


مظفر علی
اسد علی
موجود
پسند علی
لاولد
میراوجھی
سماۃ میڈن
بھولن
ببر علی
امر علی
میر نجف علی
تقی علی
میر صادق علی
سماۃ بدرالنسا عرف بدا
کرم علی
غلام علی
بی بی جہا
بی بی مریم
وزیر علی
بشیر علی
لاولد
فیض علی
امیر علی
سید رحمان
سید عیدی
سید جان
سید سمیع اللہ
سید جہاد
دختر
سید بڑے
سمابی بی
سید حاجی
سید کریم احمد
سید حیات محمد
سید غوث محمد
سید محبوب نمبر ۳

شاہ سید قطب الدین

سید نجابت علی

سید وارث علی

سید قاسم علی

سید محمد امام علی

از دختر کورہ

از دختر کورہ الیاس

از دختر مانک پور

سید شاہ ناصر علی

سید قمر علی

قطب الدین

نیاز علی

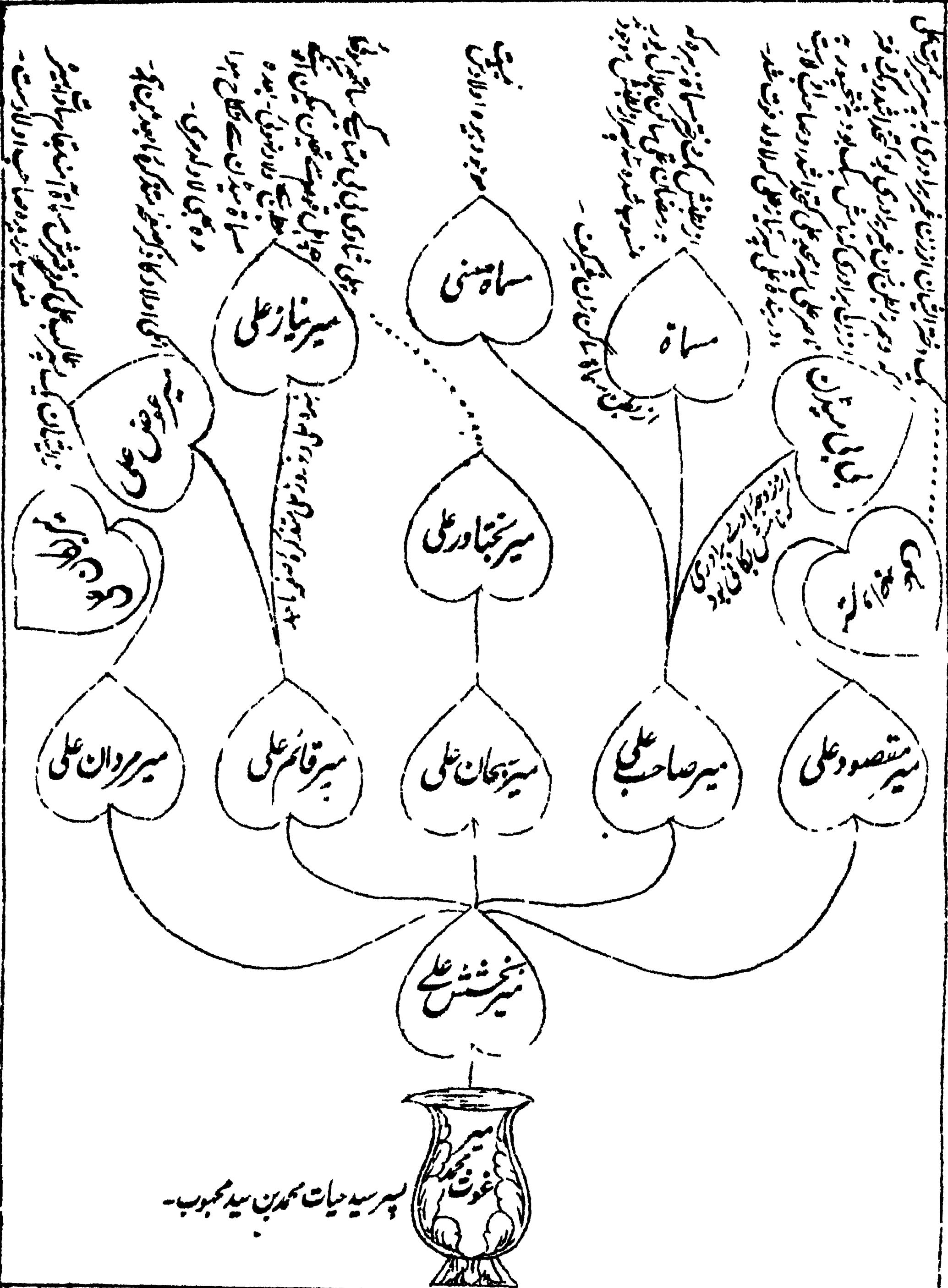
سید شاہ فقیر بخش

رحیم النساء بی بی

سید غلام علی

پسر سید محمد نمبر ۲ از بطن دختر کورہ سادات

سید ... معدوم
میر رعایت علی لاولد
بی باندی
ریاضت علی
بی بی ...
ایک دختر
میر عبد العلی لاولد
میر باقر علی
میر ہادی علی
واجد علی معدوم
کاظم علی
مشرف علی معدوم
میر بندہ علی لاولد از زوجۂ اولے
نوروز علی
میر تقی علی از زوجۂ ...
مصاحب علی از زوجۂ ... موجود
میر رضا علی
میر عباس علی لاولد
میر قنبر علی
میر نیاز علی
میر عوض علی
ایا علی
... علی
رحمان علی از زن ... موجود
سید بہادر علی
سید بخش علی
بی اطوا
بی بی زینب
مسماۃ خیری بی بی از زوجۂ دوم
سید مظہر علی از زوجۂ اولے
میر عزیز اللہ
سید شکر اللہ
سید فیض اللہ
سید بانجی
سید حاجی پسر سید کریم



پسر سید حیات محمد بن سید محبوب۔

میر سید شاہ حمزہ پسر اصغر نے اکتساب علم ظاہر و مجاہدات نفسی سے فارغ ہو کر بیعت و خرقۂ خلافت اپنے پدر بزرگوار سے حاصل کیا لہذا اونکے انتقال کے بعد سزاوار سجادہ نشینی کے قرار پائے اور مسند ارشاد پر بیٹھکر تا حیات اپنے ... شاہ و علم ظاہر و باطن متوجہ رہے جب وہ جانب علیین سدھارے تو اونکے پسر سید شاہ عبد الرسول اونکے ... سید شاہ پیر محمد اونکے سید محمد اونکے سید شاہ غلام میر اونکے سید شاہ فتح محمد ابا عن جد ایک بعد دوسرے کے ... محی طریقۂ آبائی کے رہے چونکہ سید شاہ فتح محمد کے زوجۂ اولی سے کوئی اولاد پیدا نہوئی آخر عمر مین بغرض بقاء ... نکاح دوسری شادی کی اوس سے سید شاہ محمد ہاشم و سید محمد علی دو پسر متولد ہوئے ہنوز نوبت تعلیم علم ظاہر و باطن

واختہ بیعت کی نہین پونچی تھی کہ سید شاہ فتح محمد اس جہان سے گذر گئے لہذا بعد اونکے سید شاہ محمد ہاشم نے سید
شاہ ابراہیم سے جو اولاد حضرت راجہ حامد شاہ مانکپوری سے تھے سلسلۂ چشتیہ مین بیعت حاصل کی اور سید
محمد علی کی طرف سپاہگری کے متوجہ ہوئے لہذا ایسے اشغال مین مصروف نہو سکے چونکہ سید شاہ فتح محمد اہل دل
و باگیر تھے ہزارہا روپیہ دونون بھائیون کی تقسیم مین آیا سید محمد علی پسر اصغر کو اوس روپیہ اور معافی سے نفع نہ یا
اور تھوڑے عرصے مین وہ کم مایہ ہوگئے لیکن سید شاہ محمد ہاشم نے اوس مال سے تجارت اختیار کی اور اوسمین بقدر
کفایت ہوئی کہ تا زندہ مصارف مہمانان کے ... صرف حسنات کرتے رہے اور موضع اسرنا پرگنہ ہنسوہ
کہ جو بر سر سڑک کلان کورہ سادات سے بفاصلہ تین میل ہے دیا تھا بحال ہا جب نواب شجاع الدولہ بہادر گورنمنٹ انگلشیہ
کے حلیف ہوئی اوسوقت ضبط ہو کر خالصہ ہو گیا نقل ہی کہ جب اونھون نے اپنی دختر کی شادی ساتھ بشیر علی تعلقدار
... شاہ ... کے کی قبل اسکے کہ برات دروازے پر پونچی علاوہ ... کے کل صرفہ برات کا اثنائے
... کے پاس بھیجا سید شاہ محمد ہاشم ... اول ... ثانی سید مولوی علی بخش
سید علی ... مین جا کر بوجہ سیادت قوم مغلون کے ... تعظیم ہوئے اور اونھین کی صحبت مین اہل
... مذہب اثنا عشری کے ہوگئے جب وہان سے بعد حصول علم وطن مین آئے تو اشاعت اوس مذہب کی شروع
کی ... نے اوس مذہب کو اختیار کیا مگر سید شاہ محمد ہاشم نے بمانعت اونکی اشاعت کے لئے نبیرۂ سید محمد مہدی بخش
صاحب پسر ... کو بغرض تعلیم پاس مولوی برہان الدین صاحب رئیس دیوا پرگنہ و ضلع نوابگنج بارہ بنکی
کے بھیجا ... سواے والد ماجد کے اور کوئی شخص اوس بستی کا مذہب اہل سنن پر قائم نہ رہا لیکن اوسوقت
مین تعصب مذہبی ایسا نہ تھا جیسا کہ فی زمانناہے صرف حضرت جناب مرتضوی کرم اللہ وجہہ کو اوپر سائر صحابائے
کرام کے تفضیل دیتے تھے اور باقی مجالس اعراس و فاتحہ صحابائے کرام کو بخوبی ادا کرتے تھے اور نماز عیدین
اور نماز جنازے کی امامت اہل سنت کرتے تھے چنانچہ یہ رسم ... مین تا [illegible] سنہ ہجری ہنسوہ مین تا ۱۲۶۰ سنہ
ہجری ... کڑہ و مانکپور مین جاری رہی ... مجکو خوب یاد ہی کہ ہنسوہ مین ہمیشہ نماز جنازہ بیت
اثنا عشریہ شاہ ابو القاسم صاحب پڑھایا کرتے تھے جب سنہ ۱۲۶۰ ہجری مین میر مدد علی ساکن گورکھپور تھانہ دار ہنسوہ
ہوئے تو اونکی وجہ سے نماز پڑھانا سنیون کا موقوف ہوگیا • بعہد محمد علی شاہ و امجد علی شاہ جب اس جوار کے
لوگون کی آمد و شد لکھنؤ مین ہوئی ایسا تعصب مذہبی بڑھا کہ ترک قرابت فیما بین واقع ہوا اور دو مرتبہ تھوڑے
تھوڑے عرصے تک ترک برادری ہنسوہ مین دونون مذہب کے لوگون سے ایسی ہوئی کہ مراسم سلام علیک
کے قطع ہوگئے مگر پھر سلوک ہوگیا • پدر بزرگوار نے بعد حصول علم چالیس برس تک بعہدۂ وکالت ضلع باندہ
مامور رہکر لکھوکھا روپیہ پیدا کرکے صرف حسنات کیے کہ ابتک تمام جوار مین شہرت ہی نواب فضل علیخان اعتماد الدولہ

ہوا خذہٗ سلطانی لکھنؤ سے مفرور ہوئے تو ایک مہینے تک پدر بزرگوار کے مہمان رہے اور مراسم مہمانداری حسب
شان اونکے ادا کیے گئے جب پھر بعہدۂ وزارت مامور ہوئے تو بغرض عطائے عہدۂ سفارت والد ماجد لکھنؤ کو
طلب ہو کر بخطاب سید مہدی علیخان ممتاز ہوئے بعد پہونچنے انکے فیمابین وزیر الممالک و نصیر الدین حیدر بادشاہ کے
دو برس تک ایسی ناچاقی رہی کہ نوبت عطائے خلعت سفارت نہ آئی اور نواب ممدوح الذکر اس جہان سے
گذر گئے تب والد ماجد وہان سے آکر بعہدۂ وکالت ضلع فتح پور مامور ہوئے اور ششم محرم ۱۲۵۰ھ ہجری کو
جانب علیین سدھارے پہلے شادی اونکی صبیۂ حافظ سید برکات علی متذکرۂ دفعہ ۴ ۹ سے ہوئی جب اونسے
ایک لڑکی ہو کر کوئی اولاد پسری نہوئی تو شادی ثانی سے ہم پانچ بھائی اور ایک بہن پیدا ہوئے موضع
کورہ سادات تا عملداری نواب شجاع الدولہ بہادر معاف چلا آیا جب فیمابین گورنمنٹ انگلشیہ و نواب شجاع الدولہ
بہادر کے بعد شکست بکسر کے صلح واقع ہوئی تو ضبطی عام نواب ممدوح مین یہ موضع بھی در آیا لیکن عمالان وزیر الممالک
بپاس عظمت سیادت بکمی جمع و رعایت مطالبہ مالگذاری لیتے رہے ۱۲۱۶ھ ہجری مطابق ۱۲۰۸ فصلی مین جب
حسب انکایش مارکویس ولزلی نواب گورنر جنرل بہادر یمین الدولہ ناظم الملک نواب سعادت علیخان بہادر نے
اضلاع میان دواب سپرد گورنمنٹ انگلشیہ فرمایا تب وہ رعایت مطالبہ سرکاری مین باقی نرہی اب بہ آئین
گورنمنٹ انگلشیہ نوبت تعلیقہ و قرقی جائداد موضع کی آئی جب اسمین بھی روپیہ وصول نہوا تو ۱۲۲۲ فصلی
مطابق ۱۸۱۵ عیسوی مین بمقام الہ آباد مشتہر بہ نیلام ہوا یکم اگست سنہ مذکور کو والد ماجد نے بنام سید تراب علی
اپنے برادر نسبتی کے بسبیل ڈاک نیلام خرید کیا اوسوقت سے تا حیات اونکی موضع مسلم قائم رہا بعد وفات اونکے
بعلت قرضہ لالہ منولال رئیس ہنسوہ بوجہ نابالغی و سوء تدبیری کارپردازون کے نصف موضع بیع ہو گیا ۔ رقبہ اس موضع کا از روے
پیمایش حال ۱۱۶۵ بیگہ جریبی ہے و بحساب فی ایکڑ ۱۰۳ بیگہ ۱۱۲۱ ایکڑ ہوتے ہین بندوبست ۱۸۳۷ عیسوی
مین جمع اسکی ۱۱۱۵ ... تھی اب بندوبست ۱۸۷۶ عیسوی سے تین روپیہ معاف ہو کر صرف ۱۱۱۲
علاوہ دیگر ابواب کی جمع ادائے سرکار قرار پائی ۔ چونکہ مولد خاص و نشو نمای مؤلف و بعض بزرگان
مؤلف کا خانقاہ مانکپور ضلع پرتابگڈھ جای نانہال ہے لہذا تمامی حال اپنا بجالات
خاندانی مخدوم شاہ حسام الدین صاحب ولایت قدس سرہ و حضرت
شاہ عبد الکریم صاحب بشرح حاتحریر ہو گا شجرۂ انساب اعقاب
حضرت شاہ سید حمزہ سے تا مؤلف واسطے
تسہیل تفہیم ناظرین کے
یہ ہے

سکونت بی بی

مسماۃ سکونت

سعادت علی

نزہت علی

اسد اللہ

مسماۃ کنیز بی بی

میر سرفراز علی

سید نازش علی

بی بی عائشہ

بی بی سارہ

یہ سید شاہ محمد ہاشم کو بیاہی گئیں
انکے بطن سے سید کریم بخش
اور مولوی علی بخش ہیں

سید حبیب علی

سید عارف

سید جواد

سید علیم اللہ

لاولد
سید
عبد الجلیل

لاولد
سید
عبد المعانی

سید عبد العزیز
المعروف عزیز

سید
محمد فاضل

لاولد
سید
عبد الرحمن

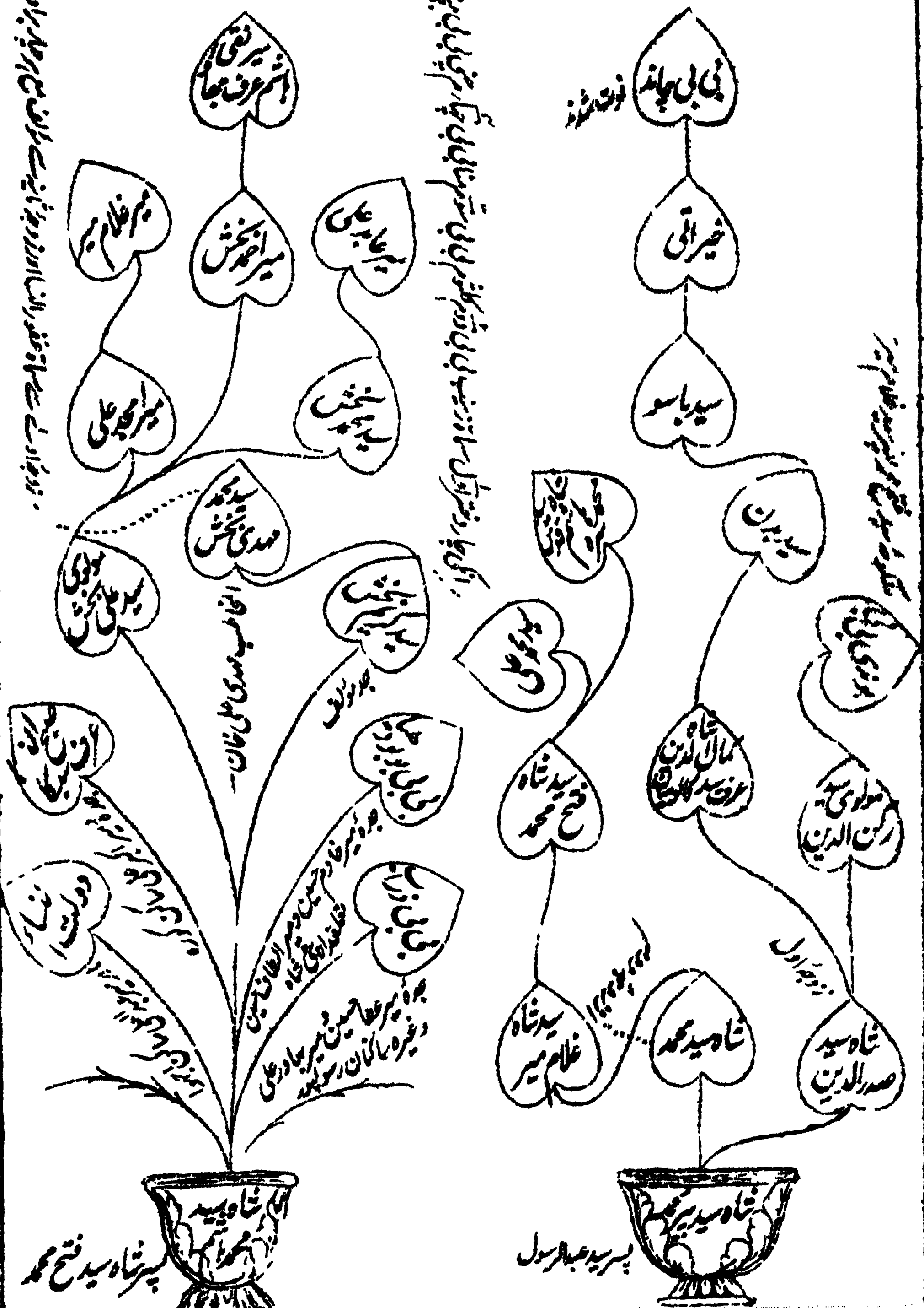
سید شاہ
محی الدین

مولوی
سید شاہ
عبد الرسول

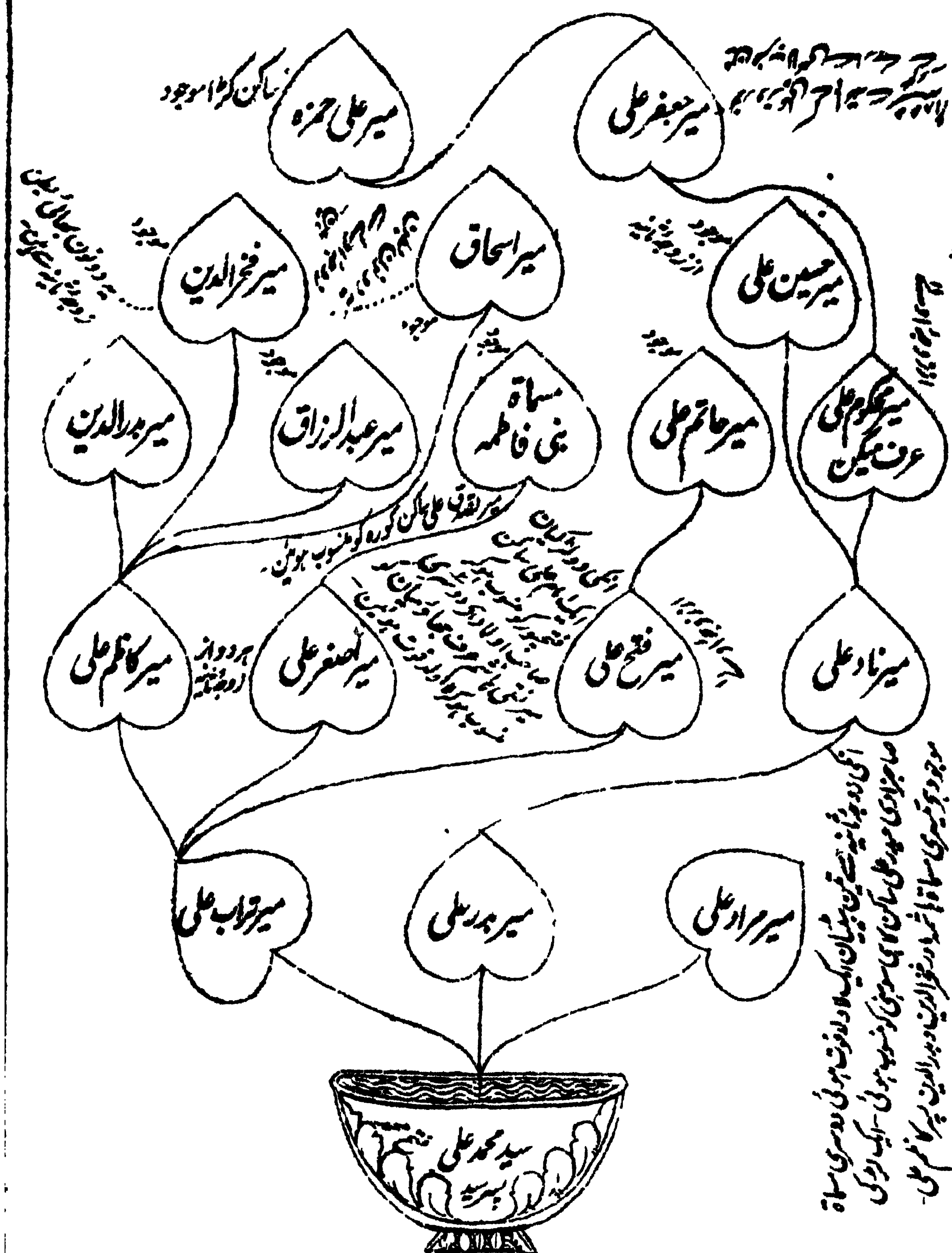
سید شاہ
پیر محمد

سید شاہ حمزہ

پسر سید جلال الدین-



بی بی چاند
خیراتی
سید باسو
سید بدن
مولوی سید رکن الدین
شاہ کمال الدین
سید شاہ فتح محمد
شاہ سید صدرالدین
شاہ سید محمد
سید شاہ غلام میر
شاہ سید میر محمد
پسر سید عبدالرسول
میر غلام میر
میر احمد بخش
میر مجید علی
شاہ سید محمد
پسر شاہ سید فتح محمد



دفعہ ۰ ۱ ذکر میر سید شاہ محمد صالح بن سید داؤد سالک و مجذوب برادر عمزاد سید شاہ محمد اسمٰعیل متذکرۂ دفعہ بالا انھون نے فتح پور جاکر ملجاے و ماواے اپنا قرار دیا بوجہ کمالات صوری و معنوی شمار انکا مشاہیر اہل اللہ سے ہی بحوالہ کتاب ظہور قطبی نقل ہی کہ مسمی جلو قوال مرید سید صاحب فن موسیقی مین یکتاے عصر تھا جب فرمایش محمد جلال الدین اکبر بادشاہ کے راگ دیپک کا گایا تمام بدن اوسکا بتاثیر اوس راگ کے جلکر شل ہوگیا ہرچند اطباے سلطانی دواے اوس عارضے کے مصروف رہے لیکن کوئی علاج مفید نہوا اوسوقت حسب استدعاے اوسکے بادشاہ نے اوسکو بحضور سید صاحب بھیجدیا ارشاد فرمان ہوا کہ جلو کچھ گاؤ جب اوسنے

گانا شروع کیا تو حالت سماع مین ارشاد و فرمان ہوا کہ چلوا و ٹھکر کھڑا ہو تا بتاثیر ارشاد فوراً شلولی اوسکی جاتی رہی بادشاہ نے باظہار اس کرامت کے معتقد ہو کر چند مواضع حوالی فتح پور بصرف خانقاہ اونکے معاف کیے مزار و خانقاہ اونکی اب تالاب گنہ فتحپور خاص مین واقع ہی اور چھتری بالای درگاہ سنگ آہک سے بنی ہی اور وہ مکان ملقب بتھریا محل مشہور ہی اولاد اونکی وقتاً فوقتاً اہل اعتبار سے ہوتی رہی چنانچہ بعہد تصنیف کتاب ظہور قطبی جسکو عرصہ ایکسو ستر و برس کا ہوا ہی سید عمر علی و سید شاہ علی و سید محمد علی و سید درگاہی و مولانا سید بدر علی و سید راحت علی و سید عبد الرحیم معافیداران انہین کی نسل سے بعہدۂ تولیت تامہ مامور تھے و ۱۲۹۵ سنہ ہجری مین حکیم حسین رضا و مولوی سید اسد علی و میر غلام امام و میر اولاد علی و میر امانت علی اوسی نسل سے موجود تھے مگر اب صرف سید نقی و سید تقی و میر وزیر علی وغیرہ معدودی چند باقی رہ جز الاوصلت و مصاہرت انکی شیوخ و سادات کرلوا نک پور ومتدوا وچی وغیرہ سے عرصے سے واقع نہین ہوئی اکثر ان لوگون کے شادی و بیاہ بلا قید کوڑہ جہان آباد و بندگی و کنور پور وغیرہ مین ہوتے ہین بوجہ ضبطی معافی و زائل ہو جانے زمینداری کے با تبلاے فکر معاش حیران ہین

دفعہ ۱۰۹ ذکر محلہ بارہ دری منحلات صوبہ بہار جو اب ضلع ہی

یہ سید شاہ فضل اللہ گوشائین برشتۂ مصاہرت مخدوم بندگی حضرت قطب الدین بینا دل قادری جونپوری اول جونپور تشریف لیگئے وہان سے منتقل ہو کر خاص بہار مین ساکن ہوئے بیمن قدوم انکے بخانۂ راجہ اوس جوار کے جو اوسوقت تک کوئی اولاد نرکھتا تھا فرزند نرینہ متولد ہوا اس باعث سے وہ راجہ مع اپنے توابعین کے عقیدتاً گوشائین جی کہنے لگا آخر اسی لقب سے ملقب ہوئے سلسلۂ انساب پدری اونکا یہ ہی ہو سید فضل اللہ عرف گوشائین مجذوب و سالک ابن سید نصیر الدین گنج علم بن میر سید حسن بن میر سید علی شاہ بن میر سید بڑا مجذوب بن سید قیام الدین بن سید صدر الدین بن سید رکن الدین بن میر سید نظام الدین بندگی بن امیر کبیر سید قطب الدین مدنی ہمیشہ اولاد امجاد اونکی باقتدار ظاہری و مرشد باطنی معزز و ممتاز رہے و شیوخ و سادات اوس جوار کے انکی وصلت و مصاہرت کو فخر جانتے رہے بعہد محمد فرخ سیر و احمد شاہ و عزیز الدین عالمگیر ثانی و عالی گہر شاہ عالم شاہان دہلی کے سید قطب الاقطاب خان و سید غوث الاعظم خان و سید محی الدین خان بعطاے تمغہ و جاگیر و خطاب خانی کے سرفراز و ممتاز ہوتے رہے۔ عظیم الشان و فرخ سیر دونون باپ بیٹون نے بپاس سیادت خانقاہ سید صاحب مین حاضر ہو کر حضرت شاہ خلیل اللہ و شاہ نقی صاحب سے باعزاز تمام ملاقات کی اس سے پایا جاتا ہی کہ یہ خاندان ہمیشہ پیش سلاطین تیموریہ واجب التعظیم و لازم التکریم رہا اب بعملداری سرکار انگلشیہ یہ لوگ بلحاظ اعزاز خاندانی سابق پیش حکام انگریزی کم حاضر ہوئے اور کبھی بوجہ خاص سے حاضر بھی کیے گئے تو بوجہ دعوی مساوات حکام اون سے ناخوش ہوئے ابتک جو لوگ اوس خاندان مین موجود ہین وہی عظمت خاندانی سابقہ کا برتاؤ ہر ایک سے چاہتے ہین اور وہ محلہ جسمین یہ لوگ ساکن ہین ملقب بارہ دری مشہور ہی

دفعہ ۱۱۰ ذکر مالیتی پور واقع اضلاع گورنمنٹی بنگالہ سید احمد بن سید سرور بن سید حسام الدین بن سید امام الدین

ابن سید بدرالدین بن سید ابوبکر بن سید ضیاء الدین بن سید قیام الدین بن سید صدرالدین بن سید رکن الدین بن
سید نظام الدین بن امیر کبیر سید قطب الدین مانک پور سے منتقل ہو کر مالیتی پور مین ساکن ہوئے نقل ہی کہ یہانتک
مجاہدات نفسی کیا کہ تا چہل سال از قسم غلہ نہین کھایا مزار و اولاد امجاد انکی مالیتی پور مین اہل اعتبار سے ہی دفعہ ۱۱۱
ذکر سادات موضع اجھوہ پرگنہ کڑہ ضلع الہ آباد چونکہ اوسوقت یہ موضع اجھوہ بہ معافی سید السادات عالیدرجات
قاضی سید حسن تھا اوسکو اپنا امن سمجھکر بیت انداخت ہوئے اولاد امجاد اونکی وقتاً فوقتاً مشاہیر روزگار سے ہے نجابت
و سخاوت و تواضع عام اس خاندان کے واسطے مخصوص تھی طہارت نسب جدی و مادری ان لوگون کی ایسی تھی
کہ کل سادات قطبیہ و بخاری و اصفہانی و گردیزی وصلت و مصاہرت اس خاندان سے افضل جانتے ہین مگر افسوس
کہ باوصف کثرت اولاد جنکا شمار چالیس پچاس گھر کا تھا آخر مین صرف دو گھر باقی رہگئے ایک سید فرزند علی عرف پیر میا نصاحب
جنکو پھپھی والد ماجد منسوب تھین اور اونکی بطن سے تین فرزند متولد ہوئے میر سید عبد العلی و میر سید بخشش علی
و سید حامد علی لیکن باوجود کثرت اولاد کے آخر کو سب لاولد رہے بالفعل اونہین سے سید رفیع الدین نبیرۂ سید بخشش علے
و امیر حسین نواسہ زادہ سید عبد العلی و میر حامد علی یادگار اونکے نام کے ہین ٭ دوسرے حاجی سید شکر اللہ عرف سید
بدلی بن سید دوست محمد بن سید علی بن سید بایزید بن سید رکن الدین ثانی بن سید قاضی حسن بن سید اکرم بن سید اکبر
ابن سید محمود بن سید حیدر بن سید یوسف بن سید قیام الدین بن سید صدرالدین بن سید رکن الدین بن سید نظام الدین بن امیر کبیر
سید قطب الدین ٭ انکے چار پسر ٭ سید قاسم علی و سید محمد علی و سید حسن علی و سید حسین علی اب اونمین سے صرف سید محمد علے
و سید حسین علی کی اولاد باعث یادگار اپنے اب وجد کے ہین محمد علی کی اولاد دختری مین جدۂ مولف ہین واولاد
سید حسین علی مین اب سید وارث علی و سید مقدرت علی و سید حرمت علی ٭ بالفعل انھین کے قیام سے بقاے نام مورثونکا جنھ
مین تھا او ۔ با خلاق حمیدہ و اوصاف پسندیدہ متصف ہین اللہ اونکی روزی و اولاد مین برکت دے دفعہ ۱۱۲
ذکر سادات رسولپور پرگنہ کوتلہ تحصیل کھاگا ضلع فتحپور قاضی سید عبد الرسول عرف سید اودمی نبیرۂ حسن
قاضی مستذکرۂ دفعۂ بالا کے اجھوہ سے منتقل ہو کر موضع رسولپور مین ساکن ہوئے یہ موضع اوسوقت مین معاف اور
مرفوع القلم تھا ٭ مولوی سید علی اصغر اونکے پسر سید مقصود علی اونکے سید شجاعت علی اونکے تین پسر سید عطا حسین سید کاظم علی سید بہادر علی
وقتاً فوقتاً اہل اعتبار سے رہے میر مقصود علی کو پھوپھی پدر بزرگوار و میر شجاعت علی کو پھوپھی مولف میر عطا حسین ہمشیرۂ علاتی مولف
منسوب ہوئین میر عطا حسین کی زوجۂ اولی سے مولوی اصغر علی جنکے اب محمد محسن ہین زوجۂ ثانیہ سے کہ ہمشیرۂ علاتی مولف ہین
محمد ابو ظفر و ابو العباس و سید کاظم علی کے محمد یسین میر بہادر علی کی ایک دختر جو ابو العباس کو منسوب تھی کر فوت ہوئین مگر اونکی بطن سے ایک
لڑکا سید حسن مثنیٰ موجود ہی ٭ مصلی عام نواب شجاع الدولہ بہادر مین یہ موضع ضبط ہو کر خالصہ ہوا جب جنرل لیک صاحب نے میرٹھ کو فتح کیا بجلدوی
خیر خواہی محمد روشن صوبہ دار ساکن قصبۂ دہی پرگنۂ ڈلمؤ ضلع رائے بریلی کو موضع رسولپور دیا اون سے ارسادات سے

نصف پر مسالہ ہو گیا اوس وقت سادات رسولپور آٹھ آنے پر قابض ہوئے اور آٹھ آنے جو صوبہ دار کے پاس رہگئے تھے وہ شیوخ رسولپور نے بوجہ رشتہ داری یا روپیہ دیکر حاصل کر لیے پٹی اول مین آٹھ آنے سادات کے ہین اور دو دو آنے مین دیگر اشخاص متذکرۂ بالا ہین ✤ پٹی ثانی مین چھیدی جنکے نواسہ ذوالفقار علی تھے وہ اپنا حصہ سنہ ۱۲۶۳ ہجری مین بدست مسکین صوبہ دار ساکن چھیولیا فروخت کرکے برشتہ مصاہرت ساکن فتحپور رہوئے اور مدت تک وہان دکان جوتہ فروشی کی کرتے رہے تھوڑا عرصہ ہوا کہ اس جہان سے گذر گئے تھوڑے عرصے کے بعد ابوالبرکات نواسہ مسکین صوبہ دار نے وہ پٹی بدست میر خادم حسین بیع کر دی ✤ پٹی ثالث مین میر نجف علی اونکے پسر میر ثابت علی چونکہ انکے مزاج مین سہل انکاری تھی اسوجہ سے تھوڑے عرصے مین جائداد سے زیادہ قرضدار ہو گئے جب پٹی انکی مشتہر بہ نیلام ہوئی سید فرزند علی برادر عمزاد کے نام بیعنامہ لکھکر منتقل کر دی چونکہ ایسے اوراق کچھ سود مند نہین ہوتے بعد داخل خارج نام کے فرزند علی نے انحراف اختیار کیا ✤ میر ثابت علی بابتلاے فکر معاش مدت تک مفقود الخبر رہے بمرور ایام چار پانسو روپیہ پھر لائے اور ایک سال رسولپور مین رہکر پھر مفقود ہو گئے ✤ میر فرزند علی نے منجملہ اوس پٹی ۲ ر کے ار بدست سید ابو ظفر ہمشیرزادہ مولف کے فروخت کرکے ار اپنے قبضے مین رکھا اور ... ت سے ساکن نتنی تھی اور سوا ... اولاد دختری نے اولاد پسری نرکھتے تھے دو برس گذرے کہ اس جہان سے گذر گئے ✤ پٹی ... میر رحم ... علی ... ہے انکے دو پسر میر امام بخش و میر کریم بخش جب امام بخش مر گئے بعد اونکا بقبضہ کریم بخش برادر ... تن اون ... رہے ... باقی ہے دفعہ ۳ ۱۱ ذکر سادات قطبیہ جائس ونصیر آباد و تکیہ ضلع رای بریلی ✤ نسب ... ثانی بن سید ... الدین بن سید زین الدین بن سید احمد بن سید علی بن سید قیام الدین بن سید ... الدین بن سید ... علام الدین بن سید امیر ... قطب الدین محمد مدنی کرہ سے جاکر قصبہ جائس مین رہے یہانتک کہ وہین انتقال کیا اور وہین دفن بھی ہوئے اونکے خلف الرشید سید علاء الدین بدریافت علم و زہد و ورع اونکی سلطان ابراہیم لودی نے عہدۂ قضا پرگنہ نصیر آباد کا تفویض کیا اوسوقت سے سید صاحب ممدوح نے قصبہ نصیر آباد خاص مین آکر سکونت اختیار کی اونکے پسر قاضی سید محمود اونکے قاضی سید احمد اونکے قاضی سید معظم اونکے دو پسر

سید شاہ علیم اللہ
خواجہ سید احمد
دوم

ضمیمہ ۱ ذکر سادات نصیر آباد سید خواجہ احمد بدستور اپنے مرکز پر رہے اجلاد امجاد اونکی وقتاً فوقتاً اہل اعتبار سے ہوتی رہی ✤ بزمان مولف اولاد خواجہ سید احمد سے نصیر آباد مین اشخاص مفصلۂ ذیل رہے ✤ سید مستقیم مولوی سید محمد ... محمد اسحاق و سید حافظ عبدالعزیز و سید عبدالوہاب سید وحید الدین عرف یحییٰ و سید شمس الہدی و سید علم الہدی و سید قطب الہدی و سید مرتضی و سید محمد شامل و سید محمد کامل وغیرہما ✤ ازانجملہ اس زمانے مین مولوی سید خواجہ احمد ثانی نے باحکام کتاب و کتاب ... ہو کر ... اہل قرب و جوار کو بہ تعلیم شرایع دین اسلام شرک و بدعت سے بچایا مگر افسوس انکی عمر نے

وفاتکی عین شباب ارشاد مین عازم علیین ہوئے اللہ اونپر رحمت کرے۔

ضمیمہ ۲۱ ذکر سادات تکیہ شمولہ حلقہ لوہانی پور سید شاہ علیم اللہ رحمۃ اللہ علیہ بعد حصول علم ظاہر دبیعت سلسلۂ حضرات نقشبند باکتساب علم باطن مصروف ہوئے یہانتک کہ باتباع کتاب اللہ وکتاب رسول ومجاہدات شاقہ نفسی شہرۂ آفاق ہوئے آخر کل اثاث البیت اپنا براہ خدا ایثار کرکے چندی قلعۂ رای بریلی مین مقیم رہے جب طالبان راہ خدا کا ہجوم ہوا ابز مین تکیہ متذکرۂ بالا تکیہ بناکر طرح اقامت کی ڈالی وباہتمام بلیغ دینے اور اپنے مریدان کے بکمال احتیاط مسجد موجودہ کنارے ندی سئی تیار کرکے جمعہ وجماعت قائم کی کرامات اونکی بہت ہین یہ مختصر گنجایش نہین رکھتا اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ منجملہ اسکے معتقدان کے تھا مع انکی اپنی رقعات مین اکثر تحریر کی ہی **نقل** براد عبارت کتاب قطبی ہنگامیکہ اورنگ زیب عالمگیر بانتظام مملکت دکن مشغول بود شبے برویا معلوم بادشاہ گردید کہ جناب حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم را دفن میکنم ✤ صبح از معبران تعبیر خواست بعرض رسانیدند کہ درین عصر شخصیکہ باین صفت متصف باشد غیر از شاہ علیم اللہ قطبی نخواہد بود معلوم میشود کہ فوت شدہ ✤ بادشاہ آن تاریخ را بطور یادداشت برنگاشت ہرگاہ وقائع سرکار مانکپور بحضور معلی رسید تاریخ وفات شاہ علیم اللہ ورویاے بادشاہ مطابق اوفتاد ✤ سبحان اللہ اولاد امجاد سید قطب الدین سے ایسے لوگ بھی گذرے کہ جنکے دفن کی نسبت ساتھ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لیجانے ✤ سید شاہ علیم اللہ کے پانچوین پشت مین سید محمد عدل عرف شاہ علمی طریقہ اب وجد سے کے ہو کر مشاہیر اولیاء اللہ سے ہوئے **نقل ہی** کہ قبل محاربہ حافظ رحمت خان روہیلہ رئیس رامے بریلی نے آپکے حضور مین عریضہ بغرض دعائے فتح اپنے ارسال کیا آپنے بجواب اوسکے یہ ارقام فرمایا کہ تم ناحق پر ہو مین تمہارے لیے دعاے خیر نکرونگا اور وہ اتفاقیہ پکڑی گئی وبحضور نواب شجاع الدولہ بہادر پیش ہوئی نواب ممدوح بمعائنہ حق نویسی حضرت کے نہایت معتقد ومداح ہوا ✤ آخر زمانہ مین سید احمد صاحب ایسے مقدس ہوئے کہ اپنے اب وجد پر گوے سبقت لیگئے اور ایک عالم کو جو جہل وضلالت مین مبتلا تھا شرک وبدعت سے بچاکر راہ راست پر لائے اور عرب سے عجم تک غلغلہ ترغیب جہاد دنیا اونکا قول تھا۔ دست از طلب ندارم تا کام دل برآید ✤ یا تن رسد بجانان یا جان ز تن برآید ✤ اور آخر افغانستان مین جاکر تمام افغانون کو مطیع ومنقاد کیا یار محمد خان برادر دوست محمد خان امیر کابل بپاداش اپنے اعمال کے اونکے ہاتھ سے مارا گیا ✤ سرحد پشاور پر راجہ رنجیت سنگھ والی لاہور سے جہاد کرکے مع مولوی محمد اسمعیل صاحب کے شہید ہوئے۔ مگر افسوس کہ بعض لوگ اپنی ناواقفیت سے اونکو ساتھ فرقہ وہابیہ کے منسوب کرتے ہین ✤ مولوی محمد اسمعیل صاحب اپنے دوست کے جواب خط مین یہ ارقام فرماتے ہین کہ اپنے تائید کلام مین واسطے الزام منکر کے اور تقریر مین بہت سے اخبار صحیح وضعیف بیان کرجاتا ہون مجکو اونسے بری الذمہ سمجھو **بیان مؤلف** مین نے سنا کہ مولوی بہادر علیخان صاحب مفتی گوالیار ومولوی زین العابدین صاحب ساکن کڑہ ومولوی احسان الغنی جنکو تلمذ مولانا شاہ عبد العزیز صاحب

سے ہی و مولوی عطا حسین صاحب دلوی و مولوی سید شاہ ابوالحسن صاحب نصیرآبادی قدس سرہ جنکو تلمذ مولوی محمد اسمعیل
صاحب سے تھا اور مدت تک سید صاحب کی صحبت مین رہے یہ لوگ فرماتے تھے کہ ہرگز ہرگز یہ طریقہ و مذہب سید صاحب
و مولانا اسمعیل صاحب کا نہ تھا اب جو لوگ بیان کرتے ہین محض اتہام ہے اور جو لوگ کتاب تقویت الایمان تصنیف کردہ
مولانا اسمعیل صاحب پر استدلال کرتے ہین * اونکی تصنیف مین اوس وقت ایک سوق و منفعت تھی علاوہ برین بعد کو
اوس کتاب مین تحریف واقع ہوئی چونکہ تفصیل اسکی منافی شان مورخی ہے لہذا یہانتک تحریر کرکے قلم انداز کیا تفصیل
اولاد امجاد شاہ نعیم اللہ جو اب حی و قائم ہین * مولوی سید سعید الدین و سید سراج الدین و سید عبد الباقی و سید عبد الجلیل
باعث قیام مولوی عبد العلی اولاد سید خواجہ احمد صاحب برادر حقیقی شاہ علیم اللہ صاحب کا تکیہ پر یہ ہوا کہ مولوی محمد طاہر
برادر مولوی محمد سعید الدین کے کوئی اولاد پسری نہ تھی لہذا مولوی عبد العلی برشتۂ دامادی اپنے برادران سید عبد العزیز
و سید عبد الوہاب سے علیحدہ ہوکر مقیم تکیہ ہوئے اونکے پسر اب مولوی سید فخر الدین موجود ہین -

ضمیمہ ۲ ذکر سادات قطبیہ اندرون قلعہ رای بریلی سید عبد العزیز و سید عبد الشکور موجود ہین سادات
قطبیہ خالص ہاٹھ منتخبات قصبۂ رای بریلی سید نجم الدین انتقال کرگئے اونکے بھائی سید نظام الدین
حی و قائم ہین سادات قطبیہ ریاست ٹونک تمام خاندان سید احمد صاحب و بخشی نور الہدی بسرکار اولاد نواب
امیر خان اہل تغہ تھے سادات قطبیہ دلمو ضلع رای بریلی مولوی سید عبد الاحد و مولوی سید عبد الصمد برشتۂ
مصاہرت میر شجاعت علی وکیل سرکار ضلع کانپور جنکی اصل سادات بانہ پور سے ہے دلمو مین ساکن ہوئے سید عبد الصمد
مع اپنی زوجہ کے لاولد قضا کرگئے و مولوی سید عبد الاحد صاحب کے اولاد ہوئی اونکے خلف الرشید سید محمد اشرف موجود ہین
اور اونکو ترکہ میر شجاعت علی سے حصہ بھی ملا ہے یہی باعث اونکی قیام دوامی کا دلمو ہوا شجرۂ انساب اونکا یہ ہے ہو سید محمد اشرف
ابن سید مولوی عبد الاحد بن سید عبد الرحمن بن سید آل نبی بن سید محمد ہمام بن سید برکت اللہ بن سید عبید اللہ بن سید زین
ابن ابو محمد بن سید فتح عالم بن سید محمد بن سید محمود نصیرآبادی بن علاء الدین بن سید قطب الدین ثانی دفعہ ہوا ذکر
سادات قطبیہ موضع ٹپی شاہ پرگنہ کوٹلہ تحصیل بہاگا ضلع فتحپور اس بستی مین بہت گھر اہل اعتبار سے تھے
اور ایک چک باسم قطبی اون لوگونکو معاف تھا ضبطی عام نواب شجاع الدولہ بہادر مین ضبط ہوکر خالصہ ہوگیا بزمان
مؤلف اونمین سے کسیکی اولاد پسری باقی نرہی جسکا ذکر کیا جائے اولاد دختری در دختری وراثتاً و سید وارث علی
و سید قدرت علی و سید حرمت علی متذکرۂ دفعہ ۱۱ - اوس چک پر قابض ہین ذکر سادات موضع رودلی پرگنہ
چنار گڈھ ضلع مرزاپور میر سید علی مع برادر اپنے جب کڑہ سے جانے لگے ایک حجام اور ایک کایتھ کو بھی ہمراہ لیگئے
اور موضع رودلی مین جاکر متوطن ہوئے اور منجانب شاہان بطور مدد معاش عوض بیگھہ رودلی پرگنہ چنار گڈھ و
حسام پور پرگنہ بھلولی و گھوسنڈی پرگنہ دھوس ضلع مرزاپور معاف پائے بمرور ایام جب کثرت اولاد کی ہوئی تو بارہ

بھائیون پر دو موضع تقسیم ہو کر بارہ پٹیان قرار پائین بعہد سلطنت احمد شاہ وقت بندوبست الہ آباد وہ مواضعات ضبط ہو کر خالصہ کیے گئے لیکن عمال عملداران بوجہ عظمت سیادت پھر اونکی رعایت کرتے رہے ۱۲۱۲ سنہ ہجری مین اشخاص مفصلہ ذیل اولاد مورث سے حی و قائم تھے سید فرزند علی سید قیوم علی سید تہور علی سید مقصود علی سید تصدق علی سید مدد علی سید محمد علی سید پیر علی وصلت و مصاہرت یہ لوگ باخود ہا کرتے رہے و بشرط ضرورت سادات و شیوخ نواح بنارس سے آبان لوگونکی اولاد مین جو حی و قائم ہین اونکی کیفیت بالتفصیل مولف کو معلوم نہین ہوئی اس باعث سے موجودین کا حال قلم انداز کیا

ذکر سادات قطبیہ موضع منعم آباد عرف راجو پور پرگنہ دلمو ضلع رای بریلی یہان بھی کچھ گھر سادات کے تھے مگر مشاہیر روزگار سے نہین ہوئی میر بخش علی متوفی بایام غدر ۱۲۷۴ سنہ مانکپور مین آکر ساکن ہوے اور دو لڑکیان اپنی سادات گورنری سے اور ایک نصیر آباد مین بیاہی لڑکا اونکا شہاب الدین آباد مین آباد ہی ذکر سادات قطبیہ موضع کورالی پرگنہ سوام ضلع الہ آباد جمیع سادات قطبیہ اس موضع مین مسکن گزین ہو کر مشاہیر روزگار سے ہوئے چنانچہ سید شاہ ضیاء الدین جنکا مزار شریف حاجت روائے خاص و عام ہی کیا ہندو کیا مسلمان ہر ایک کا واجب الاکرام ہی حاجی سید شاہ فیض اللہ ایسے مرتاض گزرے کہ محمد اورنگ زیب عالمگیر نے اونکا سایہ بنظر برکت اپنے اوپر ڈالا بالفعل کثرت اولاد تو ہی مگر حیثیت ظاہری سابقہ حاصل نہین ہی اور اب جو لوگ ہین بترک مذہب آبائے بمذہب امامیہ ہین وصلت و مصاہرت انکی بالفعل دیگر سکنائی قصبہ جات و دیہات سادات قطبیہ سے جاری و ساری نہین ہی دفعہ ۱۱۵ ذکر سادات قطبیہ قصبۂ ہنسوہ ضلع فتح پور میر سید علی نے ہنسوہ مین جا کر سکونت اختیار کی بر ور ایام اونکے پانچوین پشت مین سید لعل محمد بڑے عالم متبحر ہوئے اور بہت سی کتابین اور حاشیہ علم معقولات پر تحریر فرمائے اور کتاب نسب بنام خود تحریر فرما کر تمام سادات عرب و عجم کا نسب یکجا کیا چنانچہ لقب اونکا نساب ہنسوہ اپنی کتاب مین نسب نامہ اپنا باین نہج تحریر فرماتے ہین سید لعل محمد بن سید حسن ابن سید فیض اللہ بن سید ملوک بن سید علی بن سید خان بن سید طاہر بن سید رکن الدین ثانی بن سید قطب الدین ثانی ابن سید خواندشہ بن سید امیر بڈا ابن سید امیر قیام الدین بن سید صدر الدین بن سید رکن الدین بن سید نظام الدین ابن امیر کبیر سید قطب الدین محمد مدنی و نسب نامہ مادری اونکا سید الواصلین سید علاء الدین جو پوری شکر پرش قدس سرہ سے جنکو بیعت سلسلہ سید قوام الدین محمود ابن الاوسط امیر کبیر سید قطب الدین محمد سے منتہی ہوتا ہی مدت تک سید لعل محمد قصبۂ ہنسوہ مین مدرسہ قائم کر کے ہزار ہا طالب علمونکو تعلیم علم معقول و منقول کی کرتے رہے چونکہ سید لعل محمد لاولد رہے بعد اونکے اولاد اونکے برادران کی بر رشتہ مصاہرت ترک قیام ہنسوہ کر کے ساکن کورہ ہوئے اب اونکی اولاد مین بھی کوئی اولاد پسری نہین ہی البتہ سید مسکین و سید مسکین متبحر اولاد پسری کے باقی ہین گو وہ دونون موضع جنید پور پرگنہ کڑا ضلع الہ آباد مین بر رشتہ دامادی و ننہالی ساکن ہین مگر سکنائے جنید پور نسبا اہل اعتبار سے نہین بلکہ نو مسلم ہین و سید اکبر عرف منو کہ اونکا ننہال انہی جنید پور مین ہی سید ربعلی جو خاص الخاص اولاد پسری سے تھے ہی البتہ یادگار اس خاندان کے ہین

یہ سید اکبر علی پسر میر خدا بخش جو نسل سید قاضی حسن مورث اعلی اجھودسے تھی ہین مگر بوجہ مرجانے اپنے باپ کے ایام نابالغی مین ساکن موضع دلاور پور پرگنہ اکبرپور اپنے ناننہال کے ہوئے جب وہان بھی اونکو جمعیت حاصل نہوئی باتبلاے فکر معاش مدت تک سرگردان رہے آخر بسرکار امیر الملک والی باونی بزمرۂ سواران ملازم ہوئے جب فی الجملہ فکر معاش سے جمعیت حاصل ہوئی دختر حیدر علی متذکرۂ بالا سے نکاح کیا اور ساکن کورہ سادات ہوئے مذہب اونکا اہل سنت وجماعت تھا سو برس زندہ رہکر ۱۲۶۵ سنہ ہجری مین اس جہان سے گذر گئے اونکے پسر میر اکبر علی نے بترک مذہب آبائی مذہب امامیہ اختیار کیا میر اکبر علی کی پہلی شادی دختر سید عبد العلی رئیس اجھو اسے ہوئی اونسے دو پسر محمد علی و سید ثانی اور یہ دونون جوان ہین میر اکبر علی نے دوسرا نکاح دختر چراغ علی سے کیا کہ جو کسی زمانے مین ساکن ضلع اناؤ خاص تھے پھر موضع گھاٹم پور ضلع کانپور مین آئے وہان سے سکونت ضلع فتح پور خاص کی اختیار کی اونکی بطن سے ایک پسر موسوم سید حسین اور اونکی شادی نواسہ مسماۃ تاجن منکوحہ چودھری احمد یار سے ہوئی اس قرابت کی وجہ سے سید حسین نے اپنے باپ کی مخالفت کرکے مذہب اہل سنت کا اختیار کیا علاوہ اسکے میر یار علی اولاد سید علی سے جو تھے اونکا نواسہ ثابت علی پسر شیر علی ساکن کورہ ہی مگر میر یار علی بھی بمذہب آبائی اہل سنت تھی ۞ اور یون وارث متروکہ سید علی اکثر لوگ ہین مگر بوجہ قرابت و رشتہ داری کے اطلاق اولاد دختری و پسری کا اون لوگون پر نہین ہو سکتا تفصیل اونکی اس جگہ فضول سمجھ کر چھوڑ دی ۞ دفعہ

۱۱۶ ذکر سادات قطبیہ جو ساکن کڑہ رہے جد سید علی نقی جو بعہدۂ میر عدلی مامور تھے بدستور ساکن کڑہ رہے سید علی نقی کے سید عبد الرحیم اونکے سید حیدر اونکے دو پسر سید محمد پناہ و سید ضیاء اللہ سید محمد پناہ لاولد مرے سید ضیاء اللہ کے ایک دختر مسماۃ صحت النسا مدہ پر بندگاہ اور لعنت خدمت میر عدلی کے تا سید ضیاء اللہ قائم رہے ہنوز آثار مکانات پختہ اونکے قطبی محلہ مین موجود ہین دوم جد سید صالح قطبی نے بعہد سلطنت سلطان شہاب الدین محمد شاہ جہان بادشاہ غازی مسند ارشاد و وجد پر بیٹھکر اپنے نور باطن سے ایک عالم کو مالامال کیا حالات خرق عادات اسکے لا تعد و لا تحصی ہین نقل ہے کہ بادشاہ نے کسی امر خاص مین سید شجاعت علیخان صوبہ دار الہ آباد کو موقوف کرکے بغرض مواخذہ اوس جرم کے طلب فرمایا صوبہ دار مذکور نے بخوف غضب سلطانی سید صالح قطبی کو اپنے ہمراہ لیجا کر اپنا شفیع گردانا بادشاہ بپاس عظمت اونکے اوسکے قصور سے درگذرا و بدستور عہدۂ صوبہ داری بحال کر دیا اونکے خلف الرشید سید حامد قطبی بھی طریقہ اپنے باپ کے ہوئے اونکے شاہ مسیح بڑے کامل گذرے اور انکے خرق عادات بہت ہین اسکے دو پسر شاہ کمین و سید غلام رضا شاہ کمین بمرتبۂ غوثیت پہونچکر سیف زبان تھے گویا اونکی زبان تیر قضا تھی ۞ ہمیشہ کیفیت جذب طاری رہتی تھی مگر سواے اولاد دختری کے اولاد پسری نہ تھی ۞ و سید غلام رضا ایک معرکے مین شہید ہوگئے اور تا ۱۲۶۵ سنہ ہجری باقی اولاد سید صالح سے اشخاص مفصلۂ ذیل گذرے ۞ سید غلام مرتضی ابن سید قائم ابن سید غلام شاہ ۞ سید میر محمد و سید ضیاء الدین و سید عبد الخالق پسران سید بقا ابن سید عبد الاکرام سید مقصود علی ابن سید محمد حیات ۞

وسید غلام قطب الدین ابن سید غلام گرگ وغلام مبارک ابنان سید مبارک ابن سید بدر الدین ٭ سید نظام الدین ثانی ابن سید محمد امین وسید لعل محمد ابنان سید نظام الدین ٭ وسید حسام عطا ابن سید لعل محمد ٭ وسید دائم علیخان وسید قائم علیخان وسید جعفر علیخان وسید فتح علیخان ابنان سید اسمٰعیل علیخان بن سید امام الدین الملقب سید قطبی خان ٭ سنہ ۱۱۶۶ ہجری ٭ این سے چنان خرمن عمر شان شد بباد ٭ کہ ہر گز کسے زان نشانی نداد ٭ افسوس اوس خاندان عالیشان سے کوئی اولاد پسری یا دختری کسیطرح پر کہین باقی نہین ہی بوجہ استداد زمانہ کوئی آثار مکانات بھی ظاہر نہین ٭ یہ سب لوگ علاوہ علم فقیری کی نہایت مردانہ وفرزانہ ہوئے اور اکثر معرکہ ہائے سلطانی مین کارہائے نمایان کرکے بخطاب خاندانی وعطائے تمغہ ممتاز ہوتے رہے نقل ہی کہ جو حاکم کڑہ مین مامور ہوتا تھا پہلے ان لوگون کے پاس حاضر ہوکر انکو اپنے ہمراہ تا مقام دار الامارۃ بغرض یمن لیجاتا اور اونکی اجازت سے پہلے رو در مسند حکومت پر بیٹھکر نذر دیتا سوم سید شاہ محمد وسید رکن الدین ابنان سید موسیٰ بن ۔۔۔ بن سید رکن تاج بن سید تاج الدین بن سید اخوندشہ بن سید قیام الدین ابن سید صدر الدین بن سید رکن الدین بن سید نظام الدین بن پسر کبیر سید قطب الدین مورث اعلیٰ ٭ سید رکن الدین کے سید محمد اونکے سید فرید ثانی اونکے سید فیض اللہ اونکے سید راجی محمد عرف سید سد حاری اونکے سید شاہ میر اونکے سید محمد وزیر اونکے سید عبد اللہ اونکے اب سید محمد حسن محلہ بازار مین جو پہلے باسم قاضی ٹولہ موسوم تھا قائم ہین سید محمد حسن کی چار ہمشیرہ ایک سید باسط علی ماموں مؤلف ٭ دوم سید شاہ محمد اسمٰعیل برادر مؤلف کو منسوب ہوئین بعد شادی کے سید باسط علی دس روز زندہ رہکر مرگئے زوجہ اونکی ابتک شریک مؤلف ہین وزوجہ محمد اسمٰعیل ایک سال زندہ رہکر لاولد مرین سوم مولوی سید مظہر حسین برادر ماموں زاد کو منسوب ہوئین اونسے اگرچہ اولاد بہت ہوئی مگر کوئی زندہ نرہی اب ایک دختر موجود ہی اللہ اوسکی عمر واولاد مین برکت دے برادر سید ابو المظفر عرف کلن کو منسوب ہی چہارم میر فضل علی زمیندار دارانگر متذکرۂ دفعہ بالا کو منسوب ہوئین اونسے چھ پسر ودو دختر ایک پسر کو دختر سید محمد حسن منسوب ہوئی اوس سے ایک لڑکا اساس علی بعمر ہفت سالہ ہی خدا اوسکی عمر مین برکت دے اب کڑہ مین خاندان قطبیون مین سوائے میر محمد حسن و دختر مولوی محمد مظہر حسین زوجہ ابو المظفر کی اطلاق قطبیت کا ازروی نسب مادری ودیدری دوسرے پر نہین ہوسکتا ذکر اولاد سید شاہ محمد ابن سید موسیٰ سید شاہ محمد کے پسر سید غلام حسام اونکے پسر سید شاہ خلیل انکی شادی بخانہ اولاد مخدوم شاہ حسام الدین صاحب قدس سرہ صاحب ولایت مانکپور کے ہوئے مزار انکا اندر احاطہ مکان میر امید بخش مصنف ظہور قطبی کے واقع ہی اونکے دو پسر سید قاسم سید باب اللہ یہ دونون ترکۂ نانہالی بعد حصول بیعت وخرقۂ خلافت جانشین اپنے جد فاسد کے ہوئے سید باب اللہ بمقام پانی گلی وسید قاسم متصل درگاہ اپنے جد کے خانقاہ بنا کر مسند ارشاد پر بیٹھے اور معتقدین ومریدین اپنے نانا کو علی السویہ تقسیم کرلیا۔

	کیفیت خاندانی شاہ باب اللہ ازروے شجرۂ اعقاب	

سید شاہ باب اللہ

سید شاہ غلام سید

سید محمد عوض | سید شمس الدین | سید حسام الدین لاولد | سید شاہ غلام حسن

شاہ عبداللہ | عصمت بی بی دختر

سید ابراہیم | بدرالنساء دختر | نورالنساء دختر | معصوم بی بی دختر | روشن النساء دختر

سید مخدوم بخش | سید چراغ علی | میٹرا بی بی دختر | سید ہنومان

یہ سید چراغ علی برادر عمزاد کو منسوب ہو کر لاولد مرین

یہ مولوی عبدالغنی پسر حکیم حیدر علی قوم شیخ کو منسوب ہوئین
یہ حکیم حیدر علی ساکن محلہ مولویانہ متعلقات کڑا تھے اور سلسلہ
انساب پدری خاندان متولیان سے منتہی ہوتا ہے حکیم حیدر علی
بعدہ میر منشی جرنیل بیگ صاحب کے امور تھے اور سبک ہوا

زوجۂ ثانیہ جو اجھولے بیوہ آن تھین - زوجۂ منکوحہ سے دو پسر اور ایک دختر
عبدالحق و ابوالحسن پسران کلثوم بی بی دختر یہ مسماۃ مولوی عبداللطیف صدر الصدور
ساکن مچھلی شہر ضلع جونپور کو منسوب ہو کر لاولد مرین - اب اوسی رشتے سے عبدالحق
کی لڑکی انکے پسر کو جو زوجہ اولیٰ سے تھا بیاہ گئین -

یہ اتفاقیہ دریا مین غرق ہو گئے انکی بھی کوئی اولاد نہین ہوئی -

یہ شاہ حسن علی کے ساتھ کتخدا ہوئین مگر لاولد مرین

[illegible]

بعد شادی کے مولوی عبدالغنی نے شاہ غلام حسن صاحب سے بیعت حاصل کر کے
تاحیات پیشۂ طبابت کیا - مولوی قطب الدین اونکے پسر نہایت خوش اوقاتی سے
بسر کرتے رہے موازی ۲/۳ ۲ پائی اونکو ترکۂ نانہالی موضع ابنائی مین حصہ پایا -
اور ایک چک انکی موضع ککرمیڑہ مین تھی اور ایک چک موسومہ عبدالغنی پرگنہ
مانک پور مین ہے - بالفعل بے عنوانی حافظ محمد اسمٰعیل سے چک عبدالغنی واقع ککرمیڑہ و ضلع [illegible]
[illegible] کے آگئی اور حصہ ابنائی رہن ہو گیا - اور بالفعل وہ حیدرآباد مین ملازم ہین [illegible]

[illegible]

طالب شجرۂ میر تقی ... تعقیب ... دعا دہ ... ہنومان بالی -

شاہ عبداللہ

فاطمہ بی بی — از زوجہ ثانیہ — یہ شاہ اسلم کو منسوب ہوئین انکے بطن سے ایک پسر مسمی چھکوڑی موجود ہے۔

شاہ قاسم — از زوجہ اولی

نورالحسن

فیض اللہ

جہان بی بی — یہ شاہ عبدالقادر اہل خاندان خانقاہ مانک پور کو منسوب ہوئین۔

یہ ہر سہ پسران و دختر شاہ قاسم کی زوجہ اولے سے ہین - دوسری شادی انکی دختر شیخ امداد حسین سے جو نواسے شیخ کریم اللہ قانون گوئے تھے ہوئی - اب اونکے بطن سے چار دختر نا کتخدا موجود ہین - ایک دختر نبیرہ بخشش علی پسر شیخ کریم اللہ قانونگو کو منسوب ہوئی اور شاہ قاسم نے ماہ جون ۱۸۸۸ء مین انتقال کیا۔

بی بی — یہ شاہ محمد ناصر اہل خاندان خانقاہ مانک پور کو منسوب ہوئین۔

آیت النسا — یہ مولوی عبدالغنی فریدی متذکرہ دفعہ بالا کو منسوب ہوئین۔

مساۃ عصمت بی بی

شاہ اسلم

چھکوڑی

شیخ محمد اللہ

عبدالغنی — یہ اپنے ننھیال مین بمکانہ میر بہادر علی ساکن ہین۔

عبدالکریم — انکو مساۃ غفورن بی بی انکی خالہ نے جو زوجہ منشی طالب علی رئیس منڈواکی ہین راس نشین اپنا کیا - اب مذہب انکا امامیہ ہے۔

نواسہ قاسم علی ساکن منڈوہ۔

تاریخ علیحدگی شاہ باب اسد اپنے برادر شاہ قاسم سے پھر کوئی رشتہ داری ان سے یا دیگر خاندان سادات قطبیہ وگردیزی وبخاری واصفہانی وغیرہ سے واقع نہیں ہوئی الا شادی ثانی شاہ غلام حسین کی بخاندان شاہ سید جی جواد لاد مولانا خواجگی سے تھے ہوئی

مظہر فرید

دختر اخلاق النساء

مظہر حسام

بدرالنساء دختر

سید مظہر حسن

مولوی مظہر حسین

مظہر رحیم (موجود)

دختر

شاہ مظہر کریم

سیدالنساء دختر

فریدالنساء دختر

رحمت النساء

دختر محبوب بی بی

شاہ مظہر علی

سید اشرف علی

سید رحمت علی

سید شاہ فرید

سید جواد (لاولد)

سید شاہ قاسم

ذکر اولاد سید شاہ قاسم بن سید شاہ خلیل

سید شاہ اشرف علی کو دختر میر امید علیخان مؤلف کتاب ظہور قطبی کے منسوب ہوئی د پہلے شادی شاہ مظہر علی کے ساتھ
مسماۃ فہیم النسا بی بی دختر میر سعادت بخش پسر میر امید علیخان کی ہوئی اور دوسری شادی مسماۃ وحید النسا دختر حاجی
سید شاکر خان رئیس عظیم آباد سے یہ سید حاجی شاکر خان کے مورث ساکن بخارا شریف تھے جو اولاد مین سید جلال الدین
سرخ بخاری کے تھے بعہد ایالت مہابت جنگ ناظم بنگالہ عظیم آباد مین اہل تمغہ ہوئے جب سید محمد صاحب و شاہ مظہر علی
صاحب عازم سفر حجاز ہوئے تو حاجی شاکر خان بھی مع اپنے متعلقین کے ہمراہ اونکے بیت اللہ گئے اور وہین سید صاحب
نے نسبت شاہ مظہر علی کی دختر حاجی شاکر خان سے کر کے اندر حرم شریف کے نکاح کر دیا۔ جب شاہ مظہر علی کڑہ مین
آئے تو زوجۂ اولی اونکی قائم مقام متروکہ اپنے باپ کی تھین لہذا بوجہ منازعت دونون زوجاؤن کے قیام اپنا الہ آباد
مین کیا اور جاگیر منڈارہ کہ موروثی اونکا تھا اور اوسوقت مین معاف تھا شاہ مظہر کریم کو ہبہ کر دیا شاہ مظہر کریم بعد انتقال
اپنے باپ کے دس برس تک گجرات دکھن مین رہے وہان سے ایک عورت منکوحہ قوم پٹھانی لائے ایک سال
زندہ رہکر میان بی بی دونون ایک دختر نابالغہ چھوڑ کر قضا کر گئے قبر اونکی اور اونکی زوجہ اور ہمشیرہ مسماۃ رحمت النسا
کی محلۂ چک اندر احاطۂ پختہ منحلات الہ آباد مین واقع ہی اور قبر اونکی مان کی محلہ دارا گنج منحلات دریا آباد مین ہی۔
شاہ مظہر علی آخر زمانے مین بھی طریقۂ آبائے کرام ہوکر پہلے بیعت سلسلہ اپنے باپ سے اور بیعت طلب چند جا کیا آخر تسکین
باطن مولانا شاہ عبد العزیز صاحب سے ہوئی اور وہی سلسلہ قائم رکھا سترہ برس تک برابر مجاہدات نفسی کرتے رہے اور
تین برس تک ایک لخت پہاڑ پر مسکن گزین ہوکر صرف اوراق اشجار پر اکتفا کی نقل ہی کہ ایک مرتبہ بعرس صاحب ولایت
مخدوم شاہ حسام الدین قدس سرہ شریک گاگر تھے اور ہزارہا آدمی بہ تقلید گاگر موجود تھا جسوقت دروازۂ مخدوم صاحب پر
شاہ صاحب گاگر لیے ہوئے پہنچے اوسوقت اونپر کیفیت تواجد طاری ہوئی بے ساختہ اونکے منہ سے باواز بلند یہ شعر
نکلا۔ ز مہجوری برآمد جان عالم۔ ترحم یا نبی اللہ ترحم۔ مین سچ کہتا ہون کہ جسنے یہ شعر سنا اونکی تاثیر قلبی سے بجائے خود
قائم نرہا اور اکثر بیہوش ہوکر گر پڑے اور جو نہ گرے اونپر ایک کیفیت وجدی طاری ہوئی حالات انکے کرامات کے بہت ہین
سنہ ۱۲۵۸ ہجری مین بمقام الہ آباد مرض موت مین مبتلا ہوکر کلمہ کہتے ہوئے جانب علیین سدھارے مزار اونکا زیر دروازۂ
درگاہ مولانا اسمعیل قریشی موضع ببہر ولی ضلع الہ آباد مین ہی دفعہ ۱۱۷ ذکر خاندان سید امید علی مصنف
ظہور قطبی بڑا خاندان عالی قطبی محلہ مین سید نور اللہ قطبی کا تھا جنکے نبیرہ میر امید علی الملقب مرزا امید بخش خان مصنف
ظہور قطبی تھی اور ہمیشہ برفاقت و مصاحبت سلاطین دہلی و ناظمان بنگالہ کے رہے اور اکثر افسری اونکو دو ہزار سوارون
کی رہا کی۔ آخر زمانے سادات قطبیہ مین اقتدار ظاہری ایسا کسی کو نہین ہوا۔ برادر متوسط انکے سید تراب علیخان جو
اپنے وقت کے رستم دستان تھے راجہ تلوئی کی لڑائی مین ضرب گولے سے شہید ہوئے اونکے نواسے میر عبد اللہ پدر میر محمد عز
قطبی تھے تیسرے بھائی اونکے زین العابدین المشہور بہ بابان میان آخر عمر مین نابینا ہوگئے شاعر بے بدل تھے مگر آخر

زمانے مین طبیعت اونکی طرف نظم کے متوجہ ہوئی اشعار نظم مین ایک دیوان اونکا ہی ٭ ہنگام رونق افروزی مقام کڑہ نواب آصف الدولہ بہادر اونکی ملاقات کو گذران کڈہ جہان اونکا مرکز تھا گئے اور بعد ملاقات کے اونکو ہمراہ اپنے لکھنؤ لیگئے جب نوبت شاعرے کی آئی تو فی البدیہہ سو شعر فارسی کے بمقابلۂ شعراے لکھنؤ کے لکھے سب لوگ اونکے کمال کے معترف ہوئے مگر باوجود مبالغہ واصرار نواب رفاقت اونکی ترک کرکے اپنے وطن چلے آئے اور لا ولد اس جہان سے گذر گئے ٭ میر اسد علیخان کے ایک دختر مسماۃ اطہر النساء والدۂ شاہ مظہر علی متذکرۂ شجرۂ ماقبل و یک پسر مرزا سعادت بخش خان جو بعہدۂ خانسامان گری ناظم بنگالہ بشاہرہ پانسو روپیہ ہمیشہ ملازم رہے اونکی دختر مسماۃ بی بی جی شاہ مظہر علی کو منسوب ہوئین چونکہ زوجۂ میر سعادت بخش دختر راجہ سید غلام حسین المعروف راجہ ہیلا رئیس و تعلقدار شہاب الدین آباد ضلع پرتابگڈہ کی تھین اور راجہ ہیلا نہایت مرد شجاع اور قوی دل تھے اور قسم کھائی تھی کہ اگر سعادت بخش دوسری شادی کریگا تو اوسکو مارڈالونگا اس خوف سے میر سعادت بخش نے کوئی نکاح قوم مین نہین کیا مگر ایک عورت غیر کفو سے میر جمیل الدین عرف میر بھولا پیدا ہوئے جب وہ مرے تو بابت متروکہ اونکی شاہ مظہر علی و میر بھولا سے مدت تک منازعت رہی آخر از روی تصفیہ باہمی ڈگری پدر و نصف علاقہ میر بھولا نے پایا اور نصف علاقہ مسماۃ بی بی جی زوجۂ شاہ مظہر علی نے لیا اور میر بھولا کی زوجۂ اولی سے ایک پسر سید محمد حسن ہے وہ اپنے خسرپورہ موضع بروزہ ضلع فتحپور مین مبیت انداخت ہین و زوجۂ ثانیہ سے محمد علی پسر کل متروکہ پدری فروخت کرکے تبلاش روزگار نکلا اب الور مین نوکر ہی ٭ اور متروکہ مسماۃ بی بی جی کو بعد انتقال مولوی مظہر حسین کے اونکے ورثا نے بابو رام بخش ساکن اودھن پرگنہ کڑہ کے پاس رہن کر دیا ٭ غرضکہ اب قطبی محلہ مین زوجۂ مولوی مظہر حسین مع اپنی دختر و سید مظہر رحیم و سید مظہر حسام کے ساکن ہین ٭ جو سادات موضع کڑی جھترا ضلع باندہ و گوالیار و دہلی مین اوسوقت منتقل ہو کر چلے گئے اب اونکا پتہ و نشان کچھ نہین ہی دفعہ ۱۱۸ توضیح یورش قوم سوم بنسیان مانکپور پر خلفشار راجگان کنتت مین قوم سوم بنسیان تعلقداران و زمینداران پرگنہ ارور ضلع پرتابگڈہ نے موقع پاکر بغرض استیصال سادات گروزی مانکپور چلے باطلاع اسکے سادات کہ گروزی بھی کہ صاحب جاہ و حشم تھے اپنی فوج لیکر بمقام دیرہ پرگنہ بہار جاکر سد راہ ہوئے قریب تھا کہ فیما بین نوبت مقابلہ و مجادلہ کے پہنچے کہ دفعۃً سلطان سکندر لودی بغرض استیصال راجگان کنتت و دیگر زمینداران بلوائی کڑہ مین پہونچ گیا تب بخوف لشکر سلطانی تعلقداران و زمینداران مذکورہ منتشر ہو کر اپنے اپنے مکان مین جا بیٹھے اب سادات گروزیہ کو اون لوگون سے خوف پیدا ہوا لہذا ایک برادری قوم بنسیون کی جنکے حالات آگے لکھے جائینگے بغرض حفاظت سرحدون کے سرحد موضع دیرہ مین قیام کرایا اور اوس موضع کو مع بارہ مواضع کے اونکی تنخواہ مین جمع کر دیا دفعہ ۱۱۹ بیان حکایت قوم سوم بنسیان یہ قوم اولاد دختری راجہ الکنوا کو متذکرۂ صفحہ ( ) سے ہی اسی قوم سے بعہد سلطنت سلطان علاء الدین خلجی راجہ بائی سین پسر راجہ رام دیو رئیس ارل مہاراجہ ہربونگ رئیس جھونسی آنروی گنگ و جمن محاذی قلعہ الہ آباد حکمران تھے چنانچہ راجہ ہربونگ رئیس جھونسی کی بیوقوفی کے بہت سے فسانے ہین ازانجملہ اوسکے وقت مین یہ ایک مثل زبان زد ہر خاص و عام ہی ٭ اندھیر نگری بے بوجھ راجا ٭ ٹکے سیر بھاجی ٹکے سیر کھاجا ٭ بحوالہ کتاب منبع الانساب بتاثیر عمل اقبال انگریز

ودعای سید شعبان الملت والدین متذکرۂ دفعہ ۷ ہم کے تباہ وبرباد ہوا اور کوئی اوسکی نسل سے باقی نرہا تب راجہ لدیل
سے ایسا ہی مکابرہ پیش آیا مگر رانی اوسکی بدریافت کرامات سید صاحب موصوف کے بہت معتقد ہوئے اگرچہ شوہر اوسکا
بوجہ تعصب مذہبی سید صاحب سے ناخوش تھا مگر بمبالغہ واصرار اپنی زوجہ سے بحضور شاہ صاحب حاضر ہوکر استدعاء دعای
تولد فرزند کی کی چنانچہ تاثیر اونکی دعا سے رانی حاملہ ہوئی ہنوز مولود رحم مادر مین تھا کہ کسی وجہ خاص سے بادشاہ مخالف
ہوا اور اوسکے ملک کو ضبط کرکے راجہ کو قتل کیا مگر رانی اوسکی تھوڑے سے آدمیون سے فرو ہوکر موضع ہنڈور پرگنہ پرتابگڈھ
مین مسکن گزین ہوکر وضع حمل کیا مسمی لکھمین سین متولد ہوا جب وہ بالغ ہوا بمقتضای جبلی قومی اوس علاقے مین بطور
ڈاکہ زنونکی دوڑ دھوپ کرنے لگا آخر عمالان شاہی نے اوسکی ڈاکہ زنی سے تنگ ہوکر بغرض امن رعایا کچھ مواضعات
بطور نانکار کے اوسکو دلوادیے لکھمین سین کے تین پسر پیدا ہوئے گوہار رام ملوک سنگھ جج سنگھ بمرور ایام ان تینون سے
اسقدر کثرت اولاد کی ہوئی کہ تمام پرگنہ اارور ضلع پرتابگڈھ وبعض پرگنات ضلع ہردوئی مین مثل مور ملخ کے پھیل گئے
مگر راج گدی ہمیشہ سے مورثان راجہ ہندوپت سنگھ و پرتھی پت سنگھ کو رہی جنکا آخری راجہ راجہ گلاب سنگھ تھا لیکن جانشینان
راج گدی پرتابگڈھ جسقدر رہوئی ایسے طامع وحریص زمینداری کی تھی کہ ہندوپت سنگھ وملوک سنگھ بطمع ریاست مسلمان
بھی ہوگئے کیفیت تفصیلی انکی بعہد ایالت نواب ابو المنصور خان صفدر جنگ تحریر ہوگی دفعہ ۱۲۰ - اصلیت و
نشو نما قوم بسین اضلاع گورکھپور و پرتابگڈھ واله آباد و گونڈہ وفتح پور بحوالہ جوابات راجہ صاحب
مجھولی مستفسرہ بند سوالات مؤلف محکومہ صاحب کلکٹر بہادر ضلع گورکھپور مورخہ ۳ - اپریل ۱۸۶۸ء بنیاد ابتدائی اس قوم
کی مسمی مہورت بھٹ برہمہ رکھہ سے پائے جاتے ہیں جسکو کوئی نسبت قوم سورج بنس اور چندر بنس سے نہ تھی مگر شادی اوسکے
مسماۃ پربھا نامی دختر سورج بنس سے ہوئی جسکے بطن سے مسمی بسو سین ایک پسر متولد ہوا اوسکی اولاد بجزن سین مہم
ہوا و برعایت اوسکے نام کے ملقب ساتھ بسین کے ہوئی مولد بسو سین کا گلرادیہہ تحصیل نگرہ ضلع اعظم گڈھ ہی بحالت
نشو نما اپنے کچھ لوگ یکجا کرکے مالکان علاقہ پرگنہ سلیم پور مجھولی پر کہ وہ لوگ قوم بھر سے تھے مسکن اصلی سے اچانک
دوڑ ماری بعد مجادلہ عظیم اونپر غالب آیا باخراج اون لوگونکی مالک تمام علاقہ پرگنہ سلیم پور مجھولی کا ہوگیا اور خاص مقام
مجھولی کو باحداث قلعہ جنگی دار الریاست قرار دیا کہ ابتک مقام مجھولی اس قوم مین مابہ الامتیاز چلا آتا ہی چونکہ تحقیق ہوچکا ہی
کہ اگلی زمانے کی کوئی تاریخ ایسی نہین ہی کہ جس سے اوس زمانے کا حال بقید سنہ وتاریخ کے تحریر کیا جائے
اس باعث سے حوالہ سن وتاریخ کا نہین ہوا + بحوالہ صفحہ ۲۰۵ تاریخ قلمی گورکھپور سلیم پور مجھولی ایک پرگنہ ہی متعلق سرکار
گورکھپور اور یہ گورکھپور شہر پرانا ہی بزبان سنسکرت نام اسکا گورچھپور تھا کثرت استعمال عوام سے حرف چے مبدل بکاف ہوکر گورکھپور رہا ہمیشہ
یہ ملک بہ تحت فرمانروای اقوام مختلف قوم چھتریون کے رہا کیا اور یہ قوم چھتری اوس وقت مین چیلہ گورکھناتھ گوشائین متذکرۂ دفعہ بالا کے
ہوتے رہے اور جہان جہان گذر گورکھناتھ کا ہوا وہ ضمیمہ گورکھپور کا شمار کیا گیا و بروایت ثانی مہنت گورکھناتھ کے نام سے موسوم

کیا گیا شجرۂ انساب راجہ کھڑگ مل قابض حال راج مجھولی تا مہاراجہ بسوسین مورث اعلیٰ راجہ

کھڑگ مل بن راجہ اودی نراین مل بن مہاراجہ تیج مل بن راجہ اجیت مل بن راجہ شیو مل بن راجہ بھیم مل بن راجہ
انند مل بن راجہ لچھمی مل بن راجہ بھوانی مل بن راجہ بودھ مل بن راجہ پورن مل بن راجہ بکرماجیت مل بن راجہ روپ مل
ابن راجہ نراین مل بن راجہ بھیم مل بن راجہ پرتاب مل بن راجہ دیو مل بن راجہ ہرچند مل بن راجہ ترپ مل بن راجہ
رام مل بن راجہ رتن مل بن راجہ رگھونبس مل بن راجہ کیول کرشن مل بن راجہ بیدیو مل بن راجہ بہادر مل بن راجہ
شرب مل بن راجہ اردین مل بن راجہ بلبھدر مل بن راجہ بھیم مل بن راجہ دھیر مل بن راجہ مادھو مل بن راجہ انند مل
ابن راجہ دیپ مل بن راجہ بھوپ مل بن راجہ ہردیو مل بن راجہ دھوم سین بن راجہ گنگا دت سین بن راجہ بینی دت سین
ابن راجہ دھومر سین بن راجہ دھرم سین بن راجہ جیت دھر سین بن راجہ کرپال سین بن راجہ جگ جیت سین بن راجہ
امر دت سین بن راجہ پرتھوی پال سین بن راجہ انگمہ سین بن راجہ پرتاب سین بن راجہ کرم سین بن راجہ پرتھو سین
ابن راجہ گرما سین بن راجہ گرپال سین بن راجہ ارجن راو سین بن راجہ جگر دھن سین بن راجہ کھیم سین بن راجہ
ایسر دت سین بن راجہ اندومان سین بن راجہ پرسورام سین بن راجہ کرپانند سین بن راجہ کمل راو سین بن راجہ
دھول راو سین بن راجہ سبرن سین بن راجہ سکرت سین بن راجہ بکرم سین بن راجہ بھیم سین بن راجہ مراج سین
ابن راجہ کھڑگ راو سین بن راجہ ہرچند سین بن راجہ راو سین بن راجہ نند سین بن راجہ دیال سین بن راجہ
کرتار سین بن راجہ امراد سین بن راجہ دھورندھر سین بن راجہ انت سین بن راجہ چکر سین بن راجہ اودی پال سین
ابن راجہ گجپال سین بن راجہ کرتا سین بن راجہ کلیان سین بن راجہ جے پال سین بن راجہ مال سین بن راجہ
من مال سین بن راجہ کنک سین بن راجہ اندرپال سین بن راجہ دبھیچے سین بن راجہ متمان سین بن راجہ مرادر سین
ابن راجہ اتر سین بن راجہ جے گوبند سین بن راجہ گوپال سین بن راجہ گانگیو سین بن راجہ دھیان سین بن راجہ
گیان سین بن راجہ کرپال سین بن راجہ پرتھوی پال سین بن راجہ جیپال سین بن راجہ ہرپال سین بن راجہ
دھیر دت سین بن راجہ ہرچند سین بن راجہ شنکر دت سین بن راجہ گوپال سین بن راجہ ہردی سین بن راجہ
جیپال سین بن راجہ گنج سین بن راجہ پرتھو سین بن راجہ مان سین بن راجہ مان چین سین بن راجہ من سین
ابن راجہ مندیپ سین بن راجہ چندر سین بن راجہ من مال سین بن راجہ بیر سین بن راجہ بسو سین راے

مؤلف اس شجرۂ انساب میں ماسبق پشتین بدلائل عقلی کسیطرح قرین قیاس نہین ہی کہ تخلیق آدم علیہ السلام سے
اسقدر پشتین انکی گذری ہون قاعدہ مستمرہ تمام ہندوان ہند کا یہ ہی کہ استداد زمانہ پر بہت کوشش کرتے ہین اور
شجرۂ انساب اپنا اسقدر طویل لکھتے ہین کہ جنکا کوئی شمار نہین کر سکتا اور اکثر برہمنون کو جمع کرکے بنساولی فرضی
بنا لیا کرتے ہین چنانچہ توزک جہانگیری مین بر صفحۂ ۳۰ یہ عبارت لکھی ہی کہ راجہ تیھل مل زمیندار مجھولی کو سنہ ۱۰۱۴ھ

مین مبلغ پانچہزار روپیہ بطور انعام کے بادشاہ نے دیا مگر شجرۂ انساب مصدقہ راجہ مجھولی مین نام راجہ تہل مل کا نہین ہی
اس سے ظاہر ہی کہ یہ شجرۂ انساب یقینی فرضی ہی کیونکہ مقابلہ توزک جہانگیری کی کہ تصنیف کردہ خاص بادشاہ جہانگیر
کا ہی کسی طرح پر تحریر راجہ صاحب پر اعتماد نہین ہو سکتا لیکن ہمین کچھ شک نہین کہ یہ خاندان بہت قدیم اور پیش شاہان
دہلی ہمیشہ معزز و ممتاز رہا بحوالۂ بنساولی تعلقداران بسین گونڈہ و پرتابگڈھ و مجھولی یورش راجگان کنت متذکرۂ دفعۂ بالا
مین یہ دریافت ہوا کہ رای ہوم مل مورث اعلی راجہ ہنونت سنگھ تعلقدار رامپور ضلع پرتابگڈھ و رای پرتاب مل سنگھ مورث
راجہ دیبی بخش سنگھ آخر تعلقدار گونڈہ و بہیا مہنگ ساہ مورث بہیا ہر رتن سنگھ تعلقدار مجگوان ضلع گونڈہ اپنی اپنی برادری
لیکر بغرض اعانت راجگان کنت کے شریک ہوئے جب راجہ کنت سلطان سکندر لودی سے مخذول ہو کر مفرور
ہوا یہ تینون شخص وہان سے مفرور ہو کر مجھولی واپس گئے چونکہ راجہ مجھولی قدیم سے بزمرۂ منصبداران سلطانی منصوبہ تھا
بخیال مواخذۂ سلطانی و انحطاط منصب اپنے ان تینون سے فہمایش کی کہ بالفعل قیام تم لوگون کا اس راج و ریاست
مین باعث زوال ریاست ہی مقتضای مصلحت یہ ہی کہ چندی بیرونجات مین رہکر ایام گذاری کرو کیفیت رای
ہوم مل پسر روپ مل بن راجہ رگھوبنس مل مندرجۂ بنساولی راجہ مجھولی یہ چندی سرگردان رہکر پہلے موضع برگانو
پرگنہ نانکپور مین مقیم ہوا جب سادات گردیزی کو انکی جماعت کا حال معلوم ہوا تو بنظر حفاظت سرحد اوسکو ملازم کرکے
اراضی موضع دیروا مین کہ اوسوقت جنگل تھا انکا ڈیرہ کرایا یہی اوسکی وجہ تسمیہ ہی اور بارہ دیہات گرد و پیش ہونکی تنخواہ
مین لگا کر بطور نانکار کے دیے بمرور ایام رای ہوم مل نے بعض مواضع سرحد پرتابگڈھ پر جنگل تراشی کراکے اپنے حسن تردد
سے آباد کیے اور جیسے جیسے زوال ریاست گردیزیان ہوتا گیا ویسا ہی بتدریج اس قوم کی ترقی ہوتی گئی تفصیل
اس اجمال کی یہ ہی کہ رای رگھو نبیرۂ رای ہوم مل حاضر باش کچہری ناظمان نانکپور رہتا تھا طریقہ عاملان شاہی کا
بآئین وصول تحصیل یہ تھا کہ تشخیص جمع موضعوار سال مین دو مرتبہ کرتے تھے اور اوس تشخیص مین سال گذشتہ سے زمیندار
و تعلقداران ضعیف پر زیادہ جمع کر دیتے تھے جب وہ لوگ ادای جمع نکر سکتے تھے تو استعفا دیتے یا خام تحصیل کرا دیتے
ایسے وقت مین رای رگھو اون مواضعات کو اضافہ دیکر اپنی قبولیت مین شامل کر لیتا اس حسن خدمت سے ناظمون
نے اوسکو چودھری تمام تحصیل کنڈہ کا مقرر کر دیا اس پیرایہ مین بہت جلد یہ تعلقدار کلان ہو گیا جب وہ مرا تو اوسکے
پسران رای کاشی رام و رای اسکرن رام و رای کیم کرن بتفریق علاقہ ایک ایک تعلقہ کے مالک ہو گئے بعہد ایالت نواب
شجاع الدولہ بہادر جب اکثر خاندان گردیزی تباہ و برباد ہوئے تو تمام تحصیل مین ان لوگون نے قبضۂ زمیندارانہ
کر لیا من ابتدای فرمانروائی نواب نصیر الدین حیدر تا انتزاع سلطنت چند دیہات گرد و پیش مانکپور کے باقی رہگئے
باقی تمام پر قبضہ اس قوم کا ہو گیا کیفیت تفصیلی مع معرکہا بعہد ایالت خاندان نواب ابو المنصور خان تحریر ہوئی شجرۂ
انساب رائے ہوم مل سے تا غایت تعلقداران قابض حال یہ ہی

راجہ بھیمن سنگھ

لعل پرتاب سنگھ

راجہ امیپال سنگھ

راجہ بلونت سنگھ

لعل بیری پال

لعل بلونت سنگھ

رائے کسل سنگھ

بھاؤ سنگھ

رماد

بیرسنگھ

رائے جی سنگھ

رائے سیام سنگھ

سنگرام سنگھ لاولد

تودیل

رود پرتاب

رائے اسکرن

رائے کاشی

رائے بکرن

درشن ساہ

رائے رنجیت

بابو رائے

رائے راگھو

پورندرائے

رائے گوپال

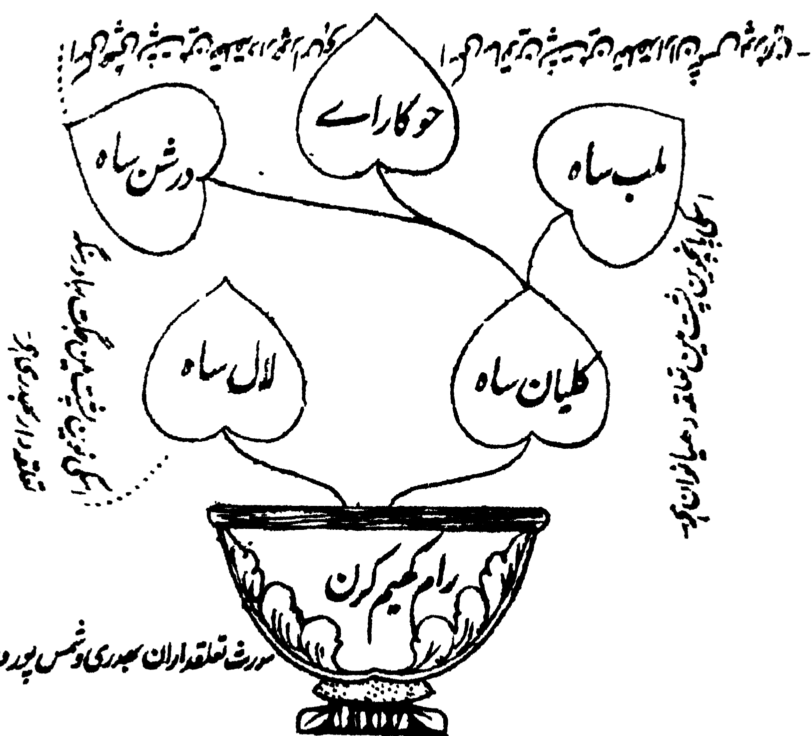
راجہ ہوم مل

سلہ سیدی حسن ناظم سلطانپور کی مدد کو لعل پرتاب سنگھ ... سلطان پور گئے اور وہاں سے ... میں بمقام ... معزول ہوا ...

سواے انکی اور اولاد رای اسکرن کی جو اہل خاندان اس تعلقہ دار کے ہین مواضعات مفصلہ ذیل مین آباد ہیں
بعض لوگ مواضع بطور خالصہ اور بعض بطور ناَنکار کے پائے ہین رامپور خاص آجھارا رای پور. توڑیہا بجی پور
اسوگ ٹھاری پیرگڈھ بھٹنی سیتل مئو

کیفیت تعلقہ پوانسی یعنی دھنگوس رای کاشی نے از روی تفریق یہ تعلقہ حصے مین پاکر راج گدی اپنی دھنگوس
مین قایم کی اوسکا پسر چین سنگھ اوسکے دو پسر آسان سنگھ اوسان سنگھ آسان سنگھ مالک راج گدی ہوا جسکی نسل
مین اب مساۃ جانکی کنور مالک تعلقہ ہے اور اوسان سنگھ بطور گذارہ کے تعلقہ دھنگوڑہ پاکر علیحدہ ہوگیا زمانہ قبل مین
یہ تعلاقہ تعلقہ رامپور و بھدری سے ماہ بہ الامتیاز تھا مہپال سنگھ آخر تعلقہ دار نہایت مرزائش تھا چونکہ اولاد پسری نرکھتا تھا
بعد اوسکے مساۃ کیلاس کنور زوجہ اوسکی مالک ہوئی سنہ ۱۸۶۵ء مین بلا تحریر وصیت نامہ کے وہ بھی مرگئی تعلقہ داران

معلوم بمقابلہ مسماۃ جانکی دختر مہپال سنگھ کے ازروی وراثت مدعی تعلقہ کے ہونے اور مقدمہ اوسکا تا جوڈیشل لڑا لیکن جانکی کو
ازروی میثاق شاملہ سرکے مالک تعلقہ ہوئی اب مقدمہ اوسکا زیر اپیل ولایت ہی اہل خاندان اس تعلقدار کے جو سیر و سائر
و موضع مسلم گذاری مین پائی مواضعات ذیل مین امری کوتلہ پلاٹا مڈہ گیند ہولی پرمٹو چورنگ کیفیت
تعلقہ ڈھنگڑہ رگھوناتھ سنگھ پدر تعلقداران حال نہایت سیدھا سادھا سپاہی مزاج تھا بات کا بہت مضبوط تھا حرکا
سکنات اوسکے لاابالیانہ تھے پہلی شادی سے جب اولاد نہوئی تو دوسری شادی کی اوسی سے شنکر سنگھ پیدا
ہوا بعد اوسکے زوجۂ اولی سے بھی سیتلا بخش پیدا ہوا جب وہ مرا تو بلحاظ مراتب زوجۂ اولی و ثانیہ کے نو آنے
و سات آنے کا حصہ ہوگیا اور اسی موافق دونون بھائی تعلقہ مین یکجائی وصول تحصیل کرتے ہین موضع دار
تقسیم نہین ہی اگرچہ یہ تعلقہ بلحاظ موضع و تعداد جمع کم معلوم ہوتا ہی لیکن منافع اس تعلقہ مین مالگذاری سرکار سے سہ چند ہی



صورت تعلقداران بھدری و شمس پور و چوراس و دھیانوان

رای کھیم کرن نے ازروی تفریق موضع ویرواہ چند مواضع متعلقہ کے پایا جب اوسکی کثرت اولاد کی ہوئی تب
اوسکے چار تعلقے ہوئے بھدری شمس پور چوراس دھیانوان کیفیت تعلقہ بھدری لال ساہ نے
بھدری مین آکر راج گدی اپنی قائم کی اور ترقی علاقہ کی دوڑ دھوپ شروع کی تھوڑے عرصے مین دس
بارہ موضع کا تعلقدار ہوگیا پھر تو بڑھتے بڑھتے جب چھٹی پشت مین رای ظالم سنگھ ہوا تو بیس موضع کا قبولیت دار
ہوا اوسکے تین پسر گوپال سنگھ جگموہن سنگھ بشناتھ سنگھ چونکہ جگموہن سنگھ آدمی اولوالعزم و مردانہ تھا اپنے
باپ سے مستدعی اسبات کا ہوا کہ مجکو مالک راج کرے بوجہ اولاد اکبر گوپال سنگھ کے یہ استدعا اوسکی پذیرائی

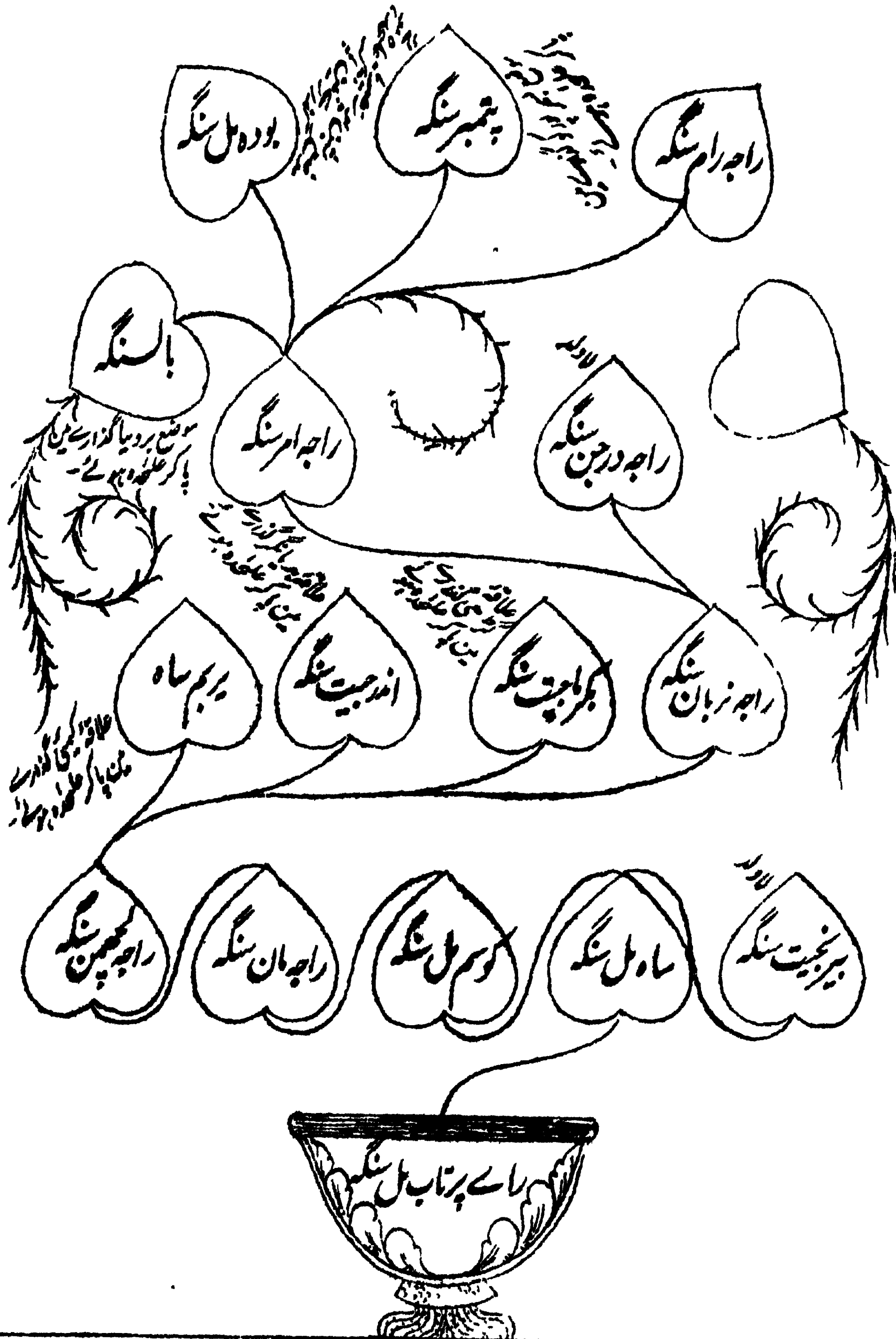
تب وہ ناخوش ہوکر بسرکار راجہ رنجیت سنگھ والی لاہور کے جاکر ملازم ہوگیا اور اپنے نصیبے کی یاوری سے ترقی پاتے پاتے
صوبہ دار کشمیر ہوا لیکن جب اوسکی مان شیوراج کنور مطلع ہوئی لاہور جاکر اوسکو منالائی وہ وہان سے بہت سے آلات
جنگ کے لایا بعہد سلطنت نصیر الدین حیدر ڈاکہ زنی کرکے اسقدر ترقی تعلقہ کی کہ بیس موضعے ترانوے موضع
ہوگئے آخر احسان حسین خان عاظم سے ادای مالگذاری مین سرتابی کی اور نوبت جدال کی آئی اور مع اپنے بھائی
بشناتھ سنگھ کی گڈھی سے نکلکر پرانی عملداری سرکار مین بھاگا ناظم نے تعاقب کرکے چاروس پر ضلع الہ آباد مین دونکو
جان سے مارڈالا تب شاہ اودھ نے اوسکو پاگل کرکے مواخذہ سرکار سے بچا دیا بعد اوسکے ظالم سنگھ و گوپال سنگھ دونون
باپ بیٹے مرگئے مسماۃ شیوراج کنور زوجہ ظالم سنگھ نے تاحیات اپنے ایسے خوش معاملگی ناظمون سے کی کہ یہہ کبھی تاحیات
اوسکے نوبت جدال کی نہ آئی جب وہ مرے تو اوسکا پوتا بشناتھ سنگھ پسر گوپال سنگھ گدی نشین ہوا جب وہ بھی مرا
تو مادر اوسکی مسماۃ سناتھ کنور مالک تعلقہ ہوئی بعہد محمد علیشاہ فیمابین تعلقدار بھدری و دھنگوس بابت سرحد رای گڈھ
کے مناقشہ ہوا فوج بھدری نے بلا سردار لڑائی سے انکار کیا تب مسماۃ سناتھ کنور نے مجبورانہ جگت بہادر سنگھ اہل خاندان
ساکن رسولپور تعلقہ بھدری کو کہ فاتر العقل تھا واسطے دلدہی فوج کے گدی نشین کیا چونکہ جگت بہادر سنگھ ازلی بیوقوف
تھا باوجود تربیت و تعلیم کچھ اثر پذیر نہوا سنہ ۱۸۶۱ء مین زوجہ جگت بہادر سنگھ و ٹھکراین سناتھ کنور سے کسی امر خاص مین
نزاع ہوئی وہ اپنے شوہر کو لیکر علیحدہ ہوگئی اور کل تعلقہ سے سناتھ کنور کو بیدخل کردیا سنہ ۱۸۶۵ء مین اوسکی زوجہ بھی
مرگئی پانچ چھہ مہینے کے بعد علاقہ کورٹ ہوکر پانسو روپیہ ماہواری اوسکا مقرر ہوگیا اب اوسنے بھی ایک لڑکا رسولپور سے
لیکر وہ بھی مثل اوسکے ہی اپنا جانشین کیا ہی اہل خاندان اس تعلقہ کے مواضعات رسولپور و غریب پور و سرای جیہدن
و آمری بزرگ و ماندر بھاسون و کوتھی و بھیتارہ و کھیم کرن پور و گنی و کوٹلہ و چکو ندو بابو رای جہانپور مین آباد ہین تعداد
مواضع حدبستی متعلقہ تعلقہ ترانوے جمع ادای مال سرکار [illegible] ہی **کیفیت تعلقہ شمس پور** یہ تعلقہ تاریخ
علحدگی سے چار پشت تک اصلی حالت پر رہا کچھ ترقی و تنزل دیہات تعلقہ کا نہین ہوا پانچوین پشت مین رای اجود بخش
نہایت اولو العزم پیدا ہوا اسنے بزور تلوار لیے موضع اپنے قبضے مین کرلیے بعد اوسکے اوسکا بیٹا اوسکے بعد اوسکا پوتا جگنا تھ کنور
بہو اوسکی مالک تعلقہ ہوئے انکے وقت مین اسکا دیور رشتہ کا بابو ایسری بخش مدعی تعلقہ کسی سال مین بنام اجود بخش
اور کسی سال مین بنام ٹھکراین بیجناتھ کنور بحضور ناظمان قبولیت ہوتی جب قبولیت بنام بابو ایسری بخش ہوتی تو کارندے
ٹھکراین ڈاکہ زنی کرکے علاقہ ویران کرتے اور جب بنام ٹھکراین بیجناتھ قبولیت ہوجاتی بابو ایسری بخش ڈاکہ زنی کرتا
غرضکہ اسی کشاکش مین عملداری سرکار ہوگئی ہنوز تصفیہ عدالت کی نوبت نہ آئی تھی کہ بلوہ ہوگیا بعد رفع بلوہ ٹھکراین بیجناتھ کنور
نے بعداوت بابو ایسری بخش اس تعلقے کے چار ٹکڑے کرکے چار نام مفصلہ ذیل داخل کیے ٹھکراین بیجناتھ کنور
بابو چھتر پال سنگھ پسر ایسری بخش چندر پال سنگھ سورج پال سنگھ عملداری سرکار مین بھی بابت مداخلت علاقہ کئی

سال تک عدالت مین استغاثہ پیش رہا آخر مین بعد بندوبست از روی چٹھی علاقہ علیحدہ تو ہوا مگر پٹی ٹھکرائن ہجنا تم کنونے
مہنتان سنگت دراگنج متعلقہ الہ آباد کے یہان ایسی سخت شرائط سے رہن کی گئی کہ اب اونکو امید سنے کی نہین ہی
اور چندر پال سنگھ و سورج پال سنگھ اس درجہ قرضدار ہوئے کہ اونکی پٹی کی محفوظی کی بھی کوئی امید نہین ہی البتہ
بابو چھتر پال سنگھ کا علاقہ بوجہ اونکی عقل و دانش کے ابتک محفوظ ہی اور آیندہ بھی رہیگا ۔ انکے اہل خاندان جو
سیر و سائر پائے ہین مواضعات کو نذر آجیت سرای مہاسنگھ برتمان بھرنا دیوری کبیر پور بارنگ پور مین
آباد ہین تعداد مواضع تعلقہ ... م جمع مال ... کیفیت تعلقہ چوراس یہ تعلقہ تا عملداری سرکار
اوسی حیثیت سے رہا جیسا کہ تقسیم مین پایا تھا نہ گھٹا نہ بڑھا عملداری شاہی مین حسب دلخواہ جمع اسکی عمال شاہی لیلیتے
تھے شروع عملداری سرکار مین مالک تعلقہ رای دہونکل سنگھ تھے یہ شخص نہایت سیدھا سادھا تھا اپنی سادہ لوحی
سے بہت قرضدار ہوا اور قریب ثلث علاقے کے بعوض قرضہ بیع کردیا اب اوسکا بیٹا قابض ہی اہل خاندان اسکے
مواضع دھنوان و سونساری مین ہین تعداد مواضع تعلقہ ... م جمع مال ... کیفیت تعلقہ دوبھیانوان
اگرچہ یہ تعلقہ سب تعلقون مین چھوٹا تھا مگر جسقدر یہان کے مالک ہوئے وہ سپاہی و مضبوط ہوئے تلوار انکی تعلقدارون
مین مشہور تھی خوش معاملہ بھی ازحد تھا جو کہتا تھا وہ کرتا تھا تعلقدار قابض حال ساتوین پشت مین ہی اور بعہدہ اکسٹرا اسسٹنٹی
منجانب گورنمنٹ انگلشیہ اضلاع اودھ مین مامور ہی اہل خاندان اسکے موضع ڈنڈوا و بکرا مین ساکن ہین تعداد مواضع
تعلقہ م جمع مال سواے قوم بسین خاندان تعلقداران اولاد رای ہوم مل کی اور بھی قوم بسین اس
دیار مین پہلے سے آکر آباد تھی کہ اونکی آمد بانقلاب سلطنت سلطان محمد شاہ تغلق دو مرتبہ کرکے پائی گئی پہلے جو
آئی وہ مواضعات کنانوان و کھیمی پور و آیدہا و راجہ پور و دھیانوان و پٹی پور و لکرو و سکرود و پورنی تحصیل گونڈہ
ضلع پرتابگڈھ و موضع کورالی و بھگوان پور و کاسی پور تحصیل سوراؤ ضلع الہ آباد و تیلا پور و قاضی چروا پرگنہ چائل
ضلع الہ آباد و موضع ساتون پرگنہ ہنسوہ ضلع فتح پور مین ساکن ہوئے بمرتبۂ ثانی جو آئی وہ موضع بیری مین قیام پذیر ہوئے
دفعہ ١٢١ ذکر قوم بسین ضلع گونڈہ راے پرتاب مل سنگھ و بہیا مہنگ ساہ متذکرۂ دفعۂ بالا سولہ برس تک
رہ نورد دشت غربت رہکر آخر متوسل ہربھنگ سنگھ کلہنس جد راجہ اچل سنگھ تعلقدار کھورانسہ کی ہوکر زمرۂ ایلکان
داخل ہوئے چونکہ یہ دونون سرگرم روزگار رشید تھے تھوڑے عرصے مین اپنے کاردانی سے اوسکی سرکار
مین درخور حاصل کیا اور اپنے اپنے برادری کی تنخواہون مین راے پرتاب مل سنگھ موضع گوبانی مع مواضع متعلقہ
اوسکی و بہیا مہنگ ساہ موضع گورہ غیر آباد کو حاصل کیا اور اپنے حسن تردد سے بعد جنگل تراشی چند موضع آباد کرکے
اونکے محاصل سے بسر اوقات کرنے لگے جب نوبت گدی نشینی راجہ اچل سنگھ کی پہنچی تو سرجیت سنگھ نبیرہ راے
پرتاب مل سنگھ و بہیا دلیپ ساہ نبیرہ بہیا مہنگ ساہ حاوی کل راج کھورانسہ کے ہوئے جب سنہ ٩٦١ ہجری

مطابق ۱۸۵۵ع مین راجہ اچل سنگھ مع اپنے لوگون کی طغیانی بارش سے بوجہ گر جانے مکان کے دبکر مرگیا
اور کوئی مدعی ریاست باقی نرہا اوسوقت یہ دونون براہ الوالعزمی تمام راج کھورانسہ پر مالک بن بیٹھے

کیفیت اقتدار اولاد راے پرتاب مل سنگھ جب سبرجیت سنگھ لاولد مرگیا اوسکا بھائی کسرمل سنگھ
تبرتی علاقہ دوڑ دھوپ کرنے لگا تھوڑے عرصے مین اکثر مواضع راج کھورانسہ اوسکے قبضے مین آگئے اوسوقت
طرفیہ راج گدی کا قائم کرنے اہل کوٹ ہوگیا جب راجہ مان سنگھ اوسکا پسر قائم مقام ہوا اسکی الوالعزمی سے راج
کو بڑی رونق ہوئی ✤ ایک ہاتھی نہایت قوی ہیکل و خوبصورت اسکو نہ معلوم کسطرح ہاتھ لگا تھا گیارھوین سال
جلوس مین جبکہ محمد نورالدین جہانگیر بادشاہ دہلی مقام اجمیر مین تھا پرچہ نویس نے اوسکی تعریف کا پرچہ بحضور بادشاہ
گذرانا حکم شاہی بنام مرزا علی بیگ جاگیردار کھورانسہ صادر ہوا کہ مان سنگھ زمیندار اور اوسکے ہاتھی کو لیکر حضور
مین حاضر ہو جاگیردار مذکور ہاتھی و زمیندار کو لیکر بمقام اجمیر حاضر ہو کر باریاب ملازمت سلطانی ہوا عندالملاحظہ پسند
مزاج سلطانی ہوا بادشاہ نے ہاتھی کو داخل خاصہ سلطانی فرماکر اوسکے صلہ مین مان سنگھ کو بخطاب راجگی ممتاز
فرمایا اور سند مستقل زمینداری تعلقہ گوہانی کی عطا کی ✤ جب وہ عنایات سلطانی سے مالامال ہو کر اپنے گھر آیا تو
اوسکو یہ خیال ہوا کہ مثل راجاؤن کے مقام راج دہانی کا قائم کرنا چاہیے تاکہ پورا راجہ شمار کیا جاؤن ۔ مقام
راج دہانی گوہانی و کھورانسہ مین قائم کرنا مناسب نہ جانا اسلیے کہ گوہانی مین مورث اوسکے بطور جاگیردارون کے
ٹھہرائے گئے تھے اور بہت اوسکی قوم اوسمین آباد تھی اور کھورانسہ جاے حکام نشین تھا لہذا بدلالت نجومیان
مقام راج گدی گوندی مین قائم کیا اوسوقت گونڈہ مین کثرت جنگل اور درندون کے تھے ممکن نہ تھا کہ ہر ایک
باسانی گذر جائے اور درندون سے اوسکو ضرر نہ پونہچے بحسن تردد اوسکے جب صورت آبادی گونڈہ کی ہوئی تب
عاملان شاہی نے اوسکی محنت پر لحاظ کرکے اوسکو معاف کرادیا وجہ تسمیۂ گونڈہ بعضون کا قول ہے کہ
بعہد فرمانرواے راجہ رام چندر یہان گائین اونکی رہا کرتی تھین اور شب کو مقام ہذا مین اندر ایک احاطہ
بانس کے جو بغرض حفاظت اون مویشیون کے بنایا گیا تھا ٹھہرائے جاتے تھے اوس مقام کو جہان مویشی
رہتے ہین بزبان ہندی گونتھ کہتے اسوجہ سے نام اس سواد جنگل کا گونتھ تھا اور بعضے یہ کہتے ہین کہ راجگان
کھورانسہ کی مویشیون کا گونتھ تھا معلوم نہین کہ قول اول صحیح ہے یا ثانی بہرکیف گونتھ ہونے مین کچھ شک نہین
چونکہ یہ مقام باسم گونتھ قدیم سے موسوم تھا بروقت آبادی کے باسم گونتھ موسوم رہا بمرور ایام کثرت استعمال و غلطی عوام
سے گونڈہ ہوگیا راجہ مان سنگھ اور اولاد اوسکی وقتاً فوقتاً تا عملداری سرکار اہل اقتدار و پیش اقران و امثال و حکام
سے معزز و ممتاز رہے اور بہ نسبت اور تعلقدارون کے مابہ الامتیاز رہکر ہر ایک کے واجب التعظیم و لازم التکریم
رہے بلوہ ۱۸۵۸ع مین راجہ دیبی بخش سنگھ آخر تعلقدار باغی سرکار قرار پایا اگرچہ اوس سے جرم مندرجہ اشتہار

وقوع مین نہین آیا تھا اور گورنمنٹ انگلشیہ نے دربارہ اوسکی حاضری کے التفات بھی کیا مگر دبی بخش سنگھ اپنی جہالت
سے حاضر نہ آیا اور کوہستان سوالک مین ہمراہ باغیان کوتہ اندیش کے ٹکرا کر مر گیا تب علاقہ اوسکا ضبط سرکار ہو کر
مہاراجہ مان سنگھ پسر راجہ درشن سنگھ ناظم کو بجلدوی خیرخواہی سرکار سے عطا ہوا چونکہ اہل خاندان اس تعلقدار
کے اور بھی اس ضلع مین چھوٹے چھوٹے تعلقدار ہین لہذا بنظر اظہار حالات اونکے شجرۂ انساب ذیل مین
لکھا جاتا ہی



دیبی بخش سنگھ راجہ

اویارت سنگھ

جگدیکا پرشاد

راجہ جگمان سنگھ لاولد

وسجیت سنگھ

کشندت سنگھ

جگراج کنور

پرتھی پال سنگھ

چمن سنگھ لاولد

اندرجیت سنگھ

برنجیت سنگھ

امراو سنگھ

کالی پرشاد سنگھ

چھترپال سنگھ

ہندوپت سنگھ

مادھو سنگھ

سیو سنگھ

مردن سنگھ

پرتھی سنگھ

جگت سنگھ لاولد

راجہ منگل سنگھ

زتن سنگھ لاولد

پہلوان سنگھ

سنگرام سنگھ

درگبجے سنگھ

پچو سنگھ لاولد

راجہ اودوت سنگھ

عظمت سنگھ

ابدھوت سنگھ

رنجیت سنگھ

بروند سنگھ لاولد

فتح سنگھ لاولد

کالیان سنگھ لاولد

راجہ درت سنگھ

راجہ رام سنگھ

بھیا بھوانی سنگھ

کیفیت اولاد بھیا مہنگ ساہ دیپ ساہ نبیرۂ مہنگ ساہ جو دیہات متعلقہ گورا کا قابض تھا تمام پرگنہ مہادیوا پر قابض ہو گیا مگر کوئی طریقہ راج گدی کا اسنے قرار نہ دیا بمرور ایام جیسی جیسی کثرت اولاد کی ہوتی گئی ہر ایک موافق تخریج شاستر کے حصے بالبعدہ علحدہ قرار پانے یہانتک کہ مواضعات مفصلۂ ذیل مین اوسکی اولاد پھیل گئی لودھیا کھاٹھ

چندی پور نوبرہا نکوا رام پور ٹھیٹھا تنہاک پنڈھوان کردہ کمہٹا بھکوان بنکیسا نہوراہی بھسریا بیلیا اچل پور صحبا پور بہٹ بہنی کمائی پور وہ پرگنہ مہادیوا تحصیل بیگم گنج ضلع گونڈہ آخر آخر اس قوم کے

اسقدر کثرت ہوئی کہ بزور اپنی برادری کے مقابلہ تعلقداروں کا کرنے لگے اور انکی کثرت اور بہادری سے عاملان شاہی بھی ہمیشہ تنگ دیا کئے مگر اون لوگون نے سوای پرگنہ مہادیوا کے جو حاصل کردۂ مورث تھا اپنی ذات سے ترقی علاقہ کی نہین کی بلکہ بعہد سلطنت امجد علیشاہ و واجد علیشاہ بہت لوگون نے اپنے حصے کے مواضع مسلم و جزبدست مانڈے رائے رام تعلقدار سنکیپا چندہ ضلع گونڈہ و دیگر اشخاص کے فروخت کر ڈالے لیکن ایام غدر مین بھیا ہر رتن سنگھ ایک تفریق دار نے منجملہ اولاد مورث کے جسکا قیام اب بھگوان مین ہی بذریعۂ ملازمی مہاراجہ درگبجے سنگھ صاحب بہادر والی ریاست بلرام پور و تلسی پور ضلع گونڈہ بحضور جناب ونگفلڈ صاحب بہادر چیف کمشنر اودھ خیر خواہ قرار پائے بجلدوی اس خیر خواہی کے گورنمنٹ نے تعلقہ انورادیہا پرگنہ پودھا پار تحصیل اترولہ ضلع گونڈہ بعطاے سند تعلقداری اوسکی بھیا ہر رتن سنگھ کو زمینداری مین دیا اور راجہ ریاست موروثی انکی جو بہت قلیل تھے حیثیت تعلقہ کی نرکھتی تھی مگر بعنایت سرکار سند تعلقداری اسر جزو علاقہ کی بھی بنام تعلقہ بھگوان اسنے مسکن کی حاصل کی تاریخ علحدگی مورثان تعلقداران ضلع پرتابگڈھ و گونڈہ ان بھولی سے تا انتزاع سلطنت باہم برادرانہ پھر آمد و رفت نہین ہوئی جب راجہ ہونت سنگھ تعلقدار رام پور ضلع پرتابگڈھ نے بوساطت سلیمن صاحب رزیڈنٹ بعہد واجد علیشاہ خطاب راجگی کا حاصل کیا تب سلسلہ جنبانی راجگان بھولی سے واسطے بھات کھانے کے کی اور مدت تک اسکی تحریک ہوتی رہی سنہ ۱۸۶۰ء مین راجہ ہونت سنگھ بھولی گئے اور دس ہزار روپیہ بطور پیشکش کے راجہ بھولی کو نذر دیکر اونکے ساتھ بھات کھایا اب عندالاستفسار مئولف کے راجہ بھولی کا یہ بیان ہی کہ تعلقداران بسین پرتابگڈھ کے ساتھ ہم بھات کھا سکتے ہین لیکن تعلقداران بسین گونڈہ کو اپنے ساتھ نہین کھلا سکتے • راجگان گونڈہ بمقابلۂ تعلقداران پرتابگڈھ بڑے صاحب اقتدار گذرے کہ کسی تعلقداران پرتابگڈھ کی انکے مقابلے مین کوئی ہمسری نتھی اگر یہ لوگ بھی سلسلہ جنبانی مثل راجہ ہونت سنگھ کے کرتے تو انکی ساتھ راجہ بھولی کو بھات کھانے مین کوئی عذر نہوتا دفعہ ۱۲۲ **ذکر اقتدار و زوال راجہ اچل نراین سنگھ تعلقدار کھوراسہ**

سنہ ۷۳۹ ہجری مطابق سنہ ۱۳۳۸ء مین جب بہار الدین صوبہ دار ملک مالوہ و خاندیس برادر زادۂ سلطان محمد شاہ تغلق بادشاہ دہلی حسب تصریح دفعۂ بالا باغی ہو کر مارا گیا اوس وقت چونکہ علاقہ گھومونج بگلانہ اوس صوبہ کے ہمسرحد تھا لہذا راجہ سبج ساہی کھس مالک راج بگلانہ شریک بغاوت صوبۂ مذکور ہو کر بخوف مواخذۂ سلطانی سمبت ۱۴۰۷ بکرماجیت

مطابق ۸۸۳ سنہ ہجری مین جسکو عرصہ ۴۲۵ برس کا ہوا باصنا سے بغاوت عین الدین عین الملک صوبہ دار کڑہ
مانکپور و اودھ نے تذکرۂ دفعہ بالا کے اپنے موطن اصلی سے جلاوطن ہو کر جانب اودھ کے مقرر ہوا۔ جب بجہت کشیر
اودھ مین پہونچکر باریاب ملازمت صوبہ دار اودھ کا ہوا تب بحالت بغاوت اپنی صوبہ دار نے نام اسکا اپنی سرکار
مین باعث ازدیاد اپنی قوت کا سمجھ کر سپہ سالار فوج کا کیا اور محاصل پرگنہ کھورانسہ اسکی جاگیر مین مقرر کیا بحوالہ تجار
صفحہ ۱۹۶ و ۲۰۳ وقائع ۱۱ کتاب توزک جہانگیری ولایت بگلانہ درمیان ضلع خاندیس و گجرات و راج اودیپور
کے واقع ہوا اور وہان دو قلعہ مستحکم موسومہ سالیر و مالیر قلعۂ مالیر اندر آبادی جو مسکن راجہ ہوا اور قلعہ سالیر بیرون آبادی
اور راجہ وہان کا بلقب بھرجیو ملقب ہو بعہد جلال الدین اکبر بادشاہ راجہ بھرجیو پرتاب سنگھ بمنصب سہ ہزاری ذات
و بعہد سلطنت نور الدین جہانگیر بادشاہ بمنصب چہار ہزاری ذات سرفراز و ممتاز تھا۔ بہرحال انتساب ولی تعلقداران
کرا ایچ و بھیتی بابر راجہ نراین سنگھ مورث اعلی راجہ سہج ساہی کلہس مالک راج گھوسی و راجہ بھرجیو مالک راج بگلانہ
ایک جد ہی ہین اور سلسلۂ انساب پدری ان دونون کا راجہ جراسندہ تک جسکی دار السلطنت راجگڈھ تھی پہونچتا ہے
بمرور ایام وہ اور اسکی اولاد بانقلاب سلطنت شاہان دہلی کہ اکثر واقع ہوا کرتا تھا تمام تحصیل گونڈہ و بعض تحصیل
تحصیل بیگم گنج و اترولہ پر قابض ہوئی سنہ ۹۳۱ ہجری مین جب نوبت جانشینی راجہ اجل نراین سنگھ کی پہونچی
تو یہ ایسا نا قابل اور بد اقبال ہوا کہ اسکے وقت مین اسطرح کی بے عنایان ظلم و تعدی کی واقع ہوئین جس سے
اکثر رعایای علاقہ راج کھورانسہ تنگ ہو کر جلاوطن ہو گئے اور محاصل علاقہ کا کم ہو گیا [illegible]
سے وصول ہونے لگی یہانتک کہ ایک رانی دوسری یعنی مادر مہراج سنگھ نے کہ اوس وقت عمر انکی ایک نیم سال کی
تھی اوس سے علحدہ ہو کر مع [illegible] علاقہ پرگنہ گواریچ مین بود و باش اختیار کی سنہ ۹۶۱ ہجری مطابق
سمبت [illegible] بکرماجیت مین بعہد سلطنت [illegible] ناظمان [illegible] خان عدلی اپنے علاقے کا مال رتن پانڈے جن کا
اگیا پرگنہ دعاپار تحصیل اترولہ سے کہلایا اور اوس سے بھی بدعہدی کر کے ادائے مالگذاری نہ کیا رتن پانڈے
الضامن کو تاوان سرکار دینا پڑا جب اسطرح کی بداعمالیان وقوع مین آئین اور اسکی یہ بدوضعی جو بوضع شریف
سکنائے راج کھورانسہ کو ناپسند ہوئی خاص سے اسکی اول رانی بھی یعنی مادر بھرنگ ساہ مورث تعلقدار یعنی جو بھرنگ ساہ
ہنوز حمل مادر مین تھا ناخوش ہو کر اپنے باپ کے گھر ضلع گورکھپور مین چلے گئے بمضمون اے ترس از آہ مظلومان
کہ ہنگام دعا کردن۔ اجابت از در حق بہر استقبال می آید۔ آخر اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ایام برسات مین طغیانی
بارش بارانی و سیلابی تالاب گرد کوٹ سے مکان اسکا گرا اوسمین مع اپنے متعلقین موجود ہین کے دبکر مر گیا
ابتک آثار عمارات کے تالاب موسومہ تیھری مین جو جانب دکھن کھورانسہ کے ہے بروقت خشکی ایام کے دیکھے جاتے
ہین اور عبرت افزائے مبصرین ہوتے ہین دفعہ ۱۲۳ چونکہ بھرنگ ساہ و مہراج سنگھ برادران علاتی پسران

راجہ اچل نراین سنگھ اس ضلع مین ذی اقتدار ہوئے اور اونکی اولاد کے اب کئی تعلقہ معزز ہین لہذا کیفیت اون دونوںکی بدفعات ذیل مرقوم ہی دفعہ ۱۲۴ جب مہراج سنگھ پسر زوجہ ثانیہ موضع دہراس پرگنہ گوارچ مین اپنی مان کی پرورش سے بالغ ہوا تو بمقتضای جبلی خاندانی موضع مذکور مین کوٹ بناکر سرنو راج گدی قائم کی اور حصول علاقۂ موروثی کے در دھوپ کرنے لگا بر ور ایام تمام پرگنہ گوارچ اور کچھ دیہات پرگنات گونڈہ و مہادیوا کے اپنے قبضے مین کرلیے آخر کو جب اسکی اولاد کی کثرت ہوئی تو از روے تفریق باہمی اسکی اولاد کے چھ تعلقہ قرار پائے تعلقۂ دیولی ملکیت راجہ سیر بہادر سنگھ تعلقہ پرسیو ملکیت راجہ رندھیر سنگھ تعلقہ دھنانوان ملکیت ٹھاکر رگھوبیر سنگھ تعلقہ شاہپور ملکیت بابو منجی بخش سنگھ تعلقہ اٹا ملکیت بابو سکھراج سنگھ تعلقہ کٹا ملکیت ٹھکراین اکلاسکنور زوجہ ٹھاکر نیپال سنگھ علاوہ ان تعلقداران کے دیگر اولاد مہراج سنگھ کی اس پرگنہ مین بکثرت ہی دفعہ ۱۲۵ بعد وقوع اس سانحہ کے جب بھرنگ ساہ اپنے نانہال مین پرورش ہوکر بالغ ہوا تو اپنی خوش تدبیری اور استمداد ناناسے پرگنہ رسولپور غوث ضلع بستی و پرگنہ بھنبی پاپر ضلع ہذا پر قابض ہوکر مجری ریاست آبائی کا ہوا مگر تعلقداران قوم بسین کا جو ریاست کھورانسہ و پرگنہ مہادیوا پر قابض ہوگئے تھے استیصال نکرسکا وہ بدستور قابض رہے تب اوسنے اونھین دو پرگنہ پر قناعت کرکے خاص بھنبی پاپر مین ایک کوٹ بناکر مقام راجگدی کا قرار دیا بھرنگ ساہ کی پانچوین پشت مین باہم مدھوکر سنگھ و کھرگراج سنگھ پسران راجہ سابلا ہن سنگھ بابت تقسیم راجگدی کے نزاع واقع ہوئی آخرکو بعد ردوقدح بسیار کے مدھوکر سنگھ بدستور راجگدی بھنبی پاپر پر قائم رہا اور مسمی کھرگراج سنگھ نے بطور ریوانہ علاقہ چوگھڑا پرگنہ رسولپور غوث ضلع بستی حصے مین پایا اب راجہ مدھوکر سنگھ کی آٹھوین پشت مین راجہ اودی نراین سنگھ تعلقدار بھنبی پاپر تحصیل اترولہ ضلع گونڈہ موجود ہی دفعہ ۱۲۶ ذکر سید راجی نور رحمۃ اللہ علیہ یہ پسر وخلیفہ و سجادہ نشین سید راجی حامد شاہ متذکرۂ دفعۂ بالا کے ہین حالات آپکے خرق عادات کے لاتعد ولاتحصی ہین نقل ہی کہ جس روز مخدوم شاہ حسام الدین صاحب ولایت مانکپور نے اپنے خلف الرشید شاہ فضل اللہ صاحب کو اپنا سجادہ نشین کیا ارشاد و فرمایا کہ جو کوئی آج شاہ فضل اللہ صاحب سے بیعت کریگا وہ بمرتبۂ قطبیت فائز ہوگا۔ راجی سید حامد شاہ کہ خلفاے اجل مخدوم صاحب سے تھے بکمال عقیدت اپنے پسر سید راجی نور کو کہ اوسوقت مین بعمر چار ماہ تھے لاکر گودی مین شاہ فضل اللہ صاحب کے ڈالدیا اور بیعت کرائی شاہ صاحب نے فرمایا کہ۔ باپی باپ لوٹس۔ پوتی پوت لوٹس۔ یعنی میری باپ کی نعمت اس لڑکے کے باپ نے حاصل کی اور میری نعمت اس لڑکے نے لی۔ حضرت مخدوم بندگی نظام الدین امیٹھوی رحمہ اللہ انکے خلفاؤن مین تھے نشو و نما و انتقال آپکا بعہد سلطنت سکندر لودی کے واقع ہوا اور تعمیر روضہ کی بعہد سلطان جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے واقع ہوئی۔ گنبد اور ستون سنگ سرخ و مزار و فرش سنگ مرمر کا ہی یہ درگاہ سرحد خانقاہ مانکپور پر واقع ہی ✣ انکے پسر راجی سید احمد اونکے سید مبارک اونکے راجی سید بندگی اونکے راجی سید یسین اونکے راجی سید عبد الحق

اونکے راجی سید ابراہیم یہ سب لوگ کامل و قابل و عامل و صاحب باطن گذرے کہ ہزارہا اونکے نور باطن سے
فیضیاب ہوئے نقل ہی کہ خدام مدام راجی سید ابراہیم کی قوم جنات تھی جب آپ وضو کرتے لوٹا معلق کھلا کرتا
کہ خود بخود پانی گر رہا ہی خلف الرشید اونکے سید میر میران جی اونکے سید ابراہیم ثانی دو پشت تک وہ کمال باطنی جیسا
چاہیے حاصل نہوا تاہم بتقلید اب و جد کی کوشش کرتے رہے جب اونکے پسر سید احمد ثانی ہوئے تو بخوف ضبطی
معافی بہ تبدیل مذہب امامیہ ہوگئے مگر جہاڑ پھونک بدستور سابق اونکے یہان جاری رہی ✦ سید غلام شاہ نبیرۂ سید احمد
کے تین پسر میر حسن علی موضع بھمن پور مین و میر نہر علی موضع تنی پرگنہ کوتلہ تحصیل کھاگا ضلع فتح پور مین و میر مردعلی
موضع میران پور پرگنہ ڈلمؤ ضلع رای بریلی اپنی سسرال و سمدھیانے مین بیت انداخت ہوے ✦ میر حسن علی فی زمانہ
سنی ہین باقی دونون بھائی شیعہ ہین انکے برادر عمزاد میر خادم حسین کہ شیعہ ہین ملکیت موروثی کو فروخت کرکے
مکان مسکونہ کو بھی بیچ ڈالا اب دوسرے محلہ مانکپور مین آباد ہین ✦ خادم حسین بن علی بخش بن میر گمانی بن میر سید احمد
ثانی متذکرۂ بالا اور کچھ اولاد انکی پورہ نظام پرگنہ کرہ مین ہی ✦ اور میر فضل حسین بن شعبان علی بن عبد النبی کہ اولاد
دیوان جی سے تھے انکے نجابت و شرافت تمام گرو بیرون مین ضرب المثل بر بنائے مصاہرت خاندان واس میان منڈوا
مین جا کر ساکن ہوئے اور میر فضل حسین متوفی جنکے پسر میر دمڑی یہان ہین وہ بھی وہین ساکن ہین دفعہ ۱۲
ذکر حضرت مخدوم بندگی نظام الدین چونکہ یہ بزرگ مرید حضرت راجی سید نور الحق مانک پوری کی تھی لہذا
لازم و تحتم ہوا کہ انکا بھی مختصر ذکر بقید شجرۂ انساب تحریر کیا جاوے بحوالۂ منبع الانساب شیخ نظام الدین عرف بندگی
میان مرید راجی سید نور الحق مانک پوری کے تھے اور تربیت و خلافت حضرت شیخ معروف اپنے پدر بزرگوار سے حاصل
کی اور یہ خلیفہ حضرت راجی سید حامد شاہ مانکپوری کے تھے سلسلۂ انساب پدری انکا یہ ہی ہو شیخ معروف بن قاضی
شمس الدین بن قاضی صلاح الدین بن شیخ محمد زین بن شیخ ابو بکر بن شیخ اسمعیل بن حضرت سری سقطی بن
شیخ مغلس بن شیخ مسعود بن شیخ ابراہیم بن شیخ عبد الرحمن بن شیخ زید بن حضرت ابان بن حضرت عثمان ذی النورین
رضی اللہ تعالی عنہ ✦ شیخ معروف و شیخ عارف برادران عیسی شیخ عارف موضع ستر کہ پرگنہ و ضلع لکھنؤ و شیخ معروف
قصبہ بلہیٹھی ضلع لکھنؤ مین ساکن ہو کر وہین مدفون ہوئے اولاد امجاد دونون کی اب تک وہان موجود ہی طہارت
نسب ان دونون مین باعتبار وصلت و مصاہرت خاندان اماجد شیوخ و سادات اوس جوار و دیار کے قابل اعتماد ہی
بعد کو بعض بعض اشخاص اس خاندان کے بسلسلۂ بیعت حضرت شاہ عبد الحق رودولوی آئے دفعہ ۱۲۰ ذکر دائرہ شاہ فرحت
متعلقات الہ آباد منجملہ اولاد شیخ عارف کے شاہ عبد الرسول بعد مجاہدات نفسی حسب الارشاد اپنے پیر کے الہ آباد
مین ساکن ہوئے اونکے پسر شاہ عبد الرزاق متوکل انکے دو خلف الرشید مولوی شاہ فرحت و مولوی شاہ برکت جانشین
اپنے اب و جد کے ہو کر اپنے نور باطن سے اکثرون کو فیضیاب کیا ✦ مولوی شاہ برکت بڑے معقول تھے اونکے

ہوئی تلامذہ سے تفضل حسین خان علامہ ہین جو بعدہٗ نیابت نواب آصف الدولہ بہادر پر مامور ہوئے ٭ عالی گہر شاہ عالم
بادشاہ نے ہنگام قیام الہ آباد کے بدریافت فضل وکمال مولوی شاہ برکت کی چند دیہات حوالی الہ آباد بغرض اطمینان
فکر معاش اونکو معاف عطا کیے اوسوقت دونون بھائیون نے خانقاہ و مسجد و مکان مسکونہ تیار کرکے ایک احاطہ مشتمل
اور دائرون کے طیار کرایا اوسوقت سے وہ مقام ملقب بہ دائرۂ مولوی برکت و مولوی فرحت موسوم ہوا مولوی شاہ برکت
کے پسر مولوی رضی الدین احمد بڑے عالم متبحر ہوئے شاہزادہ جہانگیر آپکا معتقد ہوکر چند مرتبہ حاضر خانقاہ ہوا مگر مولوی صاحب
لاولد مرے مولوی شاہ فرحت کے پسر مولوی ظہیر الدین احمد اونکے اب مولوی وہاج الدین احمد بکمال خوبی مسند آرائے
رشد و ارشاد ہین اور بوجہ صغر سنی بیعت جدی حاصل نکر سکے اکبر آباد مین جاکر حضرت شاہ حکیم نور الدین صاحب سے کہ
وہ قادری تھے بیعت حاصل کی اور جو دیہات معافی کے تھے وہ بعملداری سرکار سنہ [illegible] مین ضبط ہوکر محاصل اونکا
بقدر ال۱۱۸ ... سالانہ نسلاً بعد نسل و بطناً بعد بطن خزانہ گورنمنٹ سے مقرر ہوگیا مگر مولوی صاحب ایسے عالی خرچ ہین
کہ معینہ سرکاری اونکو کافی و وافی نہین ہی اس زمانہ پر آشوب مین زہد و تقوی و علم و اخلاق مین سب بے نظیر ہین اور
بعد سفر بیت اللہ کے باتباع کتاب اللہ و کتاب رسول کوشش بلیغ کرتے ہین اونکے شاگرد متجمع صفات و جامع الکمالات
لوذعی المعی مولوی غلام امام صاحب متخلص بہ شہید شعر و نظم مین ایسے نامور ہوے کہ اگر اونکو وحید ہندستانی کہیے تو بجا ہی
علاوہ ان کمالات کے اقتدار ظاہری بہ نوکری پیشکاری صدر دیوانی ایسا حاصل ہوا کہ سولہا روپیہ پیدا کرکے صرف
کیا بالفعل امامت ماہواری سرکار نظامت اونکے لیے معین ہین ٭ جناب معز الیہ کو اپنے ہمشیرزادہ مولوی
وہاج الدین سے ایسی محبت ہی کہ بقای اپنے نام و نشان کا اونھین کو جانتے ہین اسیوجہ خاص سے اپنے تئین
کبھی متاہل نہین کیا اور اپنے وطن اصلی امیٹھی سے منتقل ہوکر اونہین کے ساتھ الہ آباد مین بود و باش اختیار
کی چونکہ معز الیہ نسل بندگی شاہ نظام الدین [illegible] مین ہذا ذی سلسلہ مین بیعت لیتے ہین اور بہت سے رسائل
ہر فن مین تصنیف فرمائے علی الخصوص قصیدہ نعتیہ اونکا بشان سرور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ضرب المثل ہی امیٹھی
خاص مین بہت سی اولاد حضرت بندگی نظام الدین کی اہل اقتدار ہی اور سجادہ نشینی کا اونکے خاندان مین تا
ابتک چلا آتا ہی چونکہ کثرت اولاد کی بہت ہوئی لہذا تفصیل ہر ایک کی قصہ طول انداز کی ٭ اس قصبہ مین دو تفریقین ہین
ایک تفریق مین اولاد بندگی شاہ نظام الدین کی دوسری مین اولاد مخدوم شاہ خاص کی ٭ مخدوم شاہ خاص اولاد
شیخ صلاح الدین دہلوی سے ہین جنکا سلسلہ انساب پدری بچند واسطہ حضرت شاہ عبد اللہ عبد العزیز مکی سے منتہی
ہوتا ہی ٭ اور یہ بخدمت علم برداری حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے ممتاز تھے حضرت مخدوم شاہ خاص دہلی سے منتقل
ہوکر قصبہ امیٹھی مین بیت انداخت ہوئے اونکی اولاد مین دو برادر حقیقی ملا بودھن و ملا جیون ہین نقل ہی کہ ایک رات
اونکے باپ نے یہ خواب دیکھا کہ مین دونون بیٹون کی انگلی پکڑے ہوئے چلا جاتا ہون ایک سوار ایک طرف سے

دوڑا ہوا قریب آیا مین نے ملا بو حسن کو تو گود مین اوٹھا لیا اور ملا جیون کا دامن وہ چھوڑ کر چلا گیا جب بیدار ہوئے بہت متاسف
ہوکر فرمایا کہ بو حسن کو مین نے بچا لیا مگر جیون کو سود چھو گیا اور سود مراد تو دنیا سے ہے ۔ جب ملا جیون بعد کسب علم
عالم متبحر ہوئے تو شہاب الدین شاہجہان بادشاہ نے بغرض تعلیم اورنگ زیب عالمگیر کے مقرر کیا لیکن تا حیات اپنے
سوائے کھانے اور کپڑے کے اور کسیطرح پر بادشاہ سے متمتع نہین ہوئے اور نہ کوئی معافی و علوفہ اپنے واسطے مقرر کرایا بادشاہ
کو ہمیشہ اسکی تمنا رہی ۔ باینہمہ احتیاط اونکے باپ نے اسقدر ملوث ہو جانے کو اونکے نسبت پہلے ہی فرما دیا کہ اسکو
دنیا نے چھو لیا ۔ اب اولاد ان دونون کے قصبۂ امیٹھی مین مثل اولاد بندگی مخدوم نظام الدین کی ہر طرح پر صاحب
اعتبار ہے انکی ہمجد کی جو اولاد دہلی سے منتقل ہوئے وہ پھولپور و شیخ پور رجو گیا پرگنہ سکندرہ و مہرد پور پرگنہ بنڈیا ضلع
الہ آباد مین قیام پذیر ہوئے اب تک اولاد امجاد اونکی وہان موجود ہے اور اونکی بھی وصلت و مصاہرت اوس حد ار
کے سادات سے برابر ہوتی ہے **دفعہ ۱۲۹ ذکر سلطنت سلطان ابراہیم لودی** بعد وفات سلطان سکندر
لودی اپنے باپ کے سلطان ابراہیم سنہ ۹۲۲ ہجری مطابق سنہ ۱۵۱۶ء مین تخت سلطنت پر بیٹھکر بانتظام ملکی مصروف
ہوا اگرچہ بادشاہ ظاہر مین اخلاق حمیدہ و اوصاف پسندیدہ رکھتا تھا لیکن برخلاف اپنے باپ و جد کے اسکا یہ قول
تھا کہ بادشاہون کے خویش و قریب نہین ہوتے ۔ اور قوانین آداب و سلوک برادرانہ کو تبدیل ایسے حکم دیا کہ اکابر
نیا بعید مثل چاکرون کے دست بستہ کھڑے ہوا کرین چونکہ کل امرائے افاغنہ خو کردہ لطف و احسان مساوات برادرانہ
اوسکے باپ دادا کے تھے یہ امر اونکو ناگوار گذرا اور اتفاق اونکا ساتھ نفاق کے مبدل ہوا اور بپردۂ خیر خواہی مین
شاہزادہ جلال خان اوسکے بھائی کو جو حاکم کالپی تھا مثل خواجہ جہان سلطان الشرق کے بادشاہ جونپور کا بنایا گیا
مگر خانخانان لوہانی نے امرائے منافق سے مخالفت کرکے بادشاہ سے عرض کی کہ سلطنت مین دوسرے کو شریک
کرنا خلاف عقل ہے جلال خان سے ملک منتزع کرکے داخل خالصۂ سلطنت دہلی فرمائیے بادشاہ نے حسب صوابدید
رائے اوسکی ہیبت خان گرگ انداز و شیخ زادہ محمد پسر شیخ محمد سعید و قاضی مجد الدین ایک کو بعد دوسرے کے بطلب
شاہزادہ جلال خان روانہ فرمایا مگر وہ اس فریب سے مطلع ہو گیا اور اون لوگون کی فہمایش سے حاضر نہ آیا
تب بادشاہ نے بنام حکام مثل دریا خان حاکم بہار و نصیر خان حاکم غازیپور و شیخ زادہ محمد فرملی حاکم اودھ بایں مضمون
فرمان بھیجا کہ شاہزادہ جلال خان کو مدعی سلطنت سمجھکر اوسکی اطاعت سے روگردانی کرو باستماع اس خبر کے
جلال خان نے علانیہ بغاوت اختیار کی براہ کرہ مانک پور جونپور سے کالپی آیا اور خطبہ و سکہ اپنے نام کا جاری کیا ۔ قبل
بغاوت شہزادہ جلال خان کے اعظم ہمایون شروانی حاکم کرہ مانکپور حسب الحکم سلطانی واسطے تسخیر قلعہ گوالیار کے
مامور ہوکر راجہ کالنجر سے مصروف بہ جنگ تھا کہ شاہزادہ جلال خان نے اپنے مین قوت برابری سلطان ابراہیم شاہ کی
نہ سمجھکر اعظم ہمایون شروانی کو منت و سماجت محاصرۂ قلعہ کالنجر سے طلب کرکے بعد قول و قرار باعطای مراتب و مناصب

شریک اپنا کیا اور بامداد ہوا اتفاق اوسکے ولایت کالپی و کرہ و مانکپور و جونپور پر قبضۂ مخالفانہ کرکے واسطے ضبط ولایت اودھ کے چڑھ گیا ۔ سید خان پسر مبارک خان حاکم اودھ اوسکے مقابلے کی تاب نہ لا کر بمقام لکھنؤ بھاگ گیا اور بترسیل عرضداشت حقیقت حال سے بادشاہ کو اطلاع دی بادشاہ بفور ملاحظۂ عرضداشت سید خان کے بالشکر جرار بغرض رفع فتنۂ باغیان دہلی سے کوچ کرکے عازم لکھنؤ ہوا اثنائے راہ میں از روی وقایع بادشاہ کو معلوم ہوا کہ اعظم ہمایون حاکم کڑہ مانکپور کسی حرف خاص پر شہزادۂ جلال خان سے ناخوش ہو کر مع اپنے پسر فتح خان کے بغرض عفو تقصیر آتا ہی اسپر چند امرایان کو واسطے استقبال اعظم ہمایون کے روانہ فرمایا اعظم ہمایون بوساطت اونکی باریاب ملازمت سلطانی ہو کر مورد نوازشات شاہانہ کا ہوا ۔ بعد ازان اعظم ہمایون و نصیر خان لوہانی حاکم غازیپور واسطے گرفتاری شہزادۂ جلال خان کے تعین ہوئے شہزادۂ جلال خان بدریافت اس خبر کے کالپی آیا اور قطب خان لودی و اعتماد الملک و ملک بدر الدین کو بحفاظت قلعہ کالپی چھوڑ کر مع بیس ہزار سوار و چند زنجیر فیل کے آگرہ چلا گیا اودھر اعظم ہمایون و نصیر خان لوہانی نے قلعہ کالپی کو گھیرا بعد کشت و خون بسیار کے سرداران شہزادۂ جلال خان منہزم ہو کر مفرور ہوئے اور تمام ولایت کالپی داخل خالصہ دہلی ہو گئی بانجام اس خدمت کے اعظم ہمایون شروانی منصب امیر الامرا پر ممتاز و سرفراز ہوا ۔ شاہزادۂ جلال خان کو بمقام آگرہ معلوم ہوا کہ بادشاہ خود بغرض گرفتاری میری دہلی سے آگرہ آتا ہی تب وہان سے بھاگ کر بحمایت راجہ مان سنگھ والی گوالیار کے پناہ گزین ہوا بادشاہ نے بمقام آگرہ پہونچکر بنام اعظم ہمایون حاکم کڑہ مانکپور حکم صادر کیا کہ بجرم پناہ دہی شاہزادۂ جلال خان راجہ مان سنگھ کو سزا دیجائے بتعمیل حکم سلطانی اعظم ہمایون بجمعیت تیس ہزار سوار و تین سو زنجیر فیل روانہ گوالیار ہوا ہنگام پہونچنے اسکے شہزادۂ جلال خان بحضور سلطان محمود بادشاہ مالوہ چلا گیا اور راجہ مان سنگھ بہ تیراندازی و گولہ اندازی مصروف بہ جنگ ہوا اور یہ خبر بادشاہ کو ملی اسپر بادشاہ نے بغرض امداد اعظم ہمایون آٹھ امرای نامی کو بافسری لشکر عظیم و فیلان کلان روانہ گوالیار کیا عین محاصرہ مین راجہ مان سنگھ والی گوالیار بقضای الٰہی سے مرگیا مگر راجہ بکرماجیت بیٹا اوسکا جانشین ہو کر باستحکام و حفاظت قلعہ کوشش بلیغ کرنے لگا جب ایام محاصرہ مین زیادہ تمادی ہوئی تو اعظم ہمایون نے ایک عمارت عمدہ کو جو زیر حصار قلعہ کے واقع تھی سرنگ دوڑا کر بارود سے اوڑا دیا اوسمین ایک بیل اژدہاتی ہاتھ آیا جسکو وہان کے ہنود معبود سمجھکر مدت سے پرستش اوسکی کرتے تھے جب وہ بیل بحضور بادشاہ بھیجا گیا تو حسب الحکم بادشاہ بغدادی دروازۂ دہلی پر نصب کیا گیا اور تا زمان محمد جلال الدین اکبر بادشاہ وہ اوسی مقام پر رہا ۔ یہ بادشاہ ایسا شکی و وہمی تھا کہ جس امیر و سردار سے کوئی کام بہادری و مردانگی کا وقوع مین آتا اسکو فوراً یہ خدشہ گذرتا کہ یہ ضرور مدعی سلطنت ہوگا اس خیال خام سے اکثرون کو جنکو مردانہ و فرزانہ جانتا تھا کسی حیلہ سے اپنے پاس بلا کر معزول و محبوس کرتا جب اعظم ہمایون و فتح خان اوسکے پسر نے بہ تسخیر قلعۂ گوالیار ایسے کارروائیان عمدہ کین جس سے یقین تھا کہ عنقریب قلعہ مفتوح ہو جائیگا موافق اوسی اپنی عادت کے

بادشاہ نے کسی حیلے سے آگرے طلب کرکے دونون کو قید کیا۔ یہ قلعہ گوالیار عرصۂ سو برس سے علی الاتصال بقبضہ
مورثان راجہ بکرماجیت سنگھ چلا آتا تھا کبھی کسی سلاطین ماسبق نے بزور شمشیر فتح نہین پایا۔ چونکہ اسباب تسخیر قلعہ کے
اچھے جمع ہوگئے تھے لہذا بعد تھوڑے عرصے کے دیگر سرداران لشکر نے فتح کرلیا۔ جب اعظم ہمایون شروانی و فتح خان
حسب الحکم بادشاہ کے مہم گوالیار پہ گئے تھے تو بجاے اپنے نیابتاً اسلام خان مہین پسر کو چھوڑ گئے تھے اسلام خان بدریافت
محبوسی اپنے باپ و بھائی کے بادشاہ سے علانیہ باغی ہوکر احمد خان شقدار کڑہ مانکپور کو جو منجانب بادشاہ مہتم خزانہ
تھا بیدخل کرنا چاہا تو وہ بمقابلہ پیش آیا بعد محاربہ و مقاتلہ بسیار احمد خان منہزم و مفرور ہوا اسلام خان مظفر و منصور ہوا
باصغار اس خبر کے بادشاہ کا ارادہ تھا کہ تبرسیل فوج سلطانی تدارک باغی کا کرے ہنوز روانگی فوج کی عمل مین نہ آئی
تھی کہ اعظم ہمایون و سعید خان لودیان کہ امراے کبار سلطان سے تھے اور دونون مہم گوالیار پر مامور تھے بادشاہ سے
بدگمان ہوکر اپنی جاگیرون پر بمقام اودھ و لکھنؤ چلے آئے اور تبرسیل مراسلات شریک فتنۂ بغاوت اسلام خان کے
ہوئی تب بادشاہ نے متردد ہوکر لشکر عظیم الشان بافسری احمد خان برادر اعظم ہمایون لودی کے واسطے سزادہی فرقۂ
باغیہ کے روانہ فرمایا جب وہ لشکر بمقام بانگرمؤ ضلع اوناؤ جو مانکپور سے تخمیناً ۱۰۰ میل ہے پونہچا بوقت شب اقبال خان
غلام اعظم ہمایون محبوس بجمعیت پانچہزار سوار فوج سلطانی پر شبخون پڑا اور بہت سا قتل و غارت کرکے سالماً و غانماً
اندھیری رات کو نکل گیا بادشاہ نے اس حال سے اطلاع پاکر چالیس ہزار سوار اور پانسو ہاتھی اور بہت سے امراے
خوانین کو بہ کمک احمد خان مسبوق الذکر کے متعین کیا اور نہایت غصے سے تمام افسران فوج کو یہ حکم بھیجا کہ اگر
اسلام خان کا استیصال کلی اس مرتبہ نہوا تو تم لوگ بھی مثل اسلام خان کے باغی متصور ہوکر غضب سلطانی مین
پڑوگے۔ اور یہان سے اسلام خان نے بھی چالیس ہزار سوار و پانسو فیلان جنگی سے بغرض مقابلہ استقبال فوج سلطانی
کا کیا جب دونون لشکر مقابلے پر آئے قریب تھا کہ لڑائی شروع ہو اوسوقت سید محمد راجو بخاری کہ فرزندان مخدوم جہانیان
جہان گشت سے تھے مصلح فریقین کے ہوئے یہ بزرگ اوس عصر مین نہایت کامل و قابل و واجب التعظیم ہر خاص و
عام تھے اونکے درمیان پڑنے سے لڑائی موقوف ہوکر گفتگو صلح کی ہونے لگی اسلام خان نے یہ کہا کہ اگر بادشاہ میرے
باپ و بھائی کو جنکو بلا وجہ قید کیا ہے چھوڑ دے تو مجھی بھی حکومت کڑہ مانکپور سے کچھ غرض نہین ہے مگر بادشاہ نے اوسکی درخواست
کو نامنظور کرکے حکم لڑائی کا دیا آخر فیما بین دونون فوجون کے محاربہ عظیم واقع ہوا کہ ہزارہا آدمی دونون طرف کی قتل
و مجروح ہوئے اور اسلام خان بھی اوس لڑائی مین مارا گیا اور سعید خان لودی دستگیر دریا خان لودی کا ہوا اور یہ فتنہ
فرو ہوگیا اوسی عرصے مین دریا خان لودی بھی بادشاہ سے باغی ہوکر حاکم خودسر ہوگیا اور وہ ملک بادشاہ کے قبضے سے
بالکل نکل گیا اور یہ بغاوت اوسکی ایسی پوری ہوئی کہ تاحیات حاکم خودسر رہا اور جب وہ مرا تو اوسکا بیٹا محمد شاہ لوہانی اوس
ملک کا بادشاہ بنکر تخت سلطنت پر بیٹھا اور ولایت سنبھل کو بادشاہ سے چھین لیا۔ اور بعد مارے جانے اسلام خان نسبہ

اعظم ہمایون کی حکومت کرہ مانکپور کے متعلق دولت خان و محمود خان جو حاکم تھے ہو گئے چونکہ اس بادشاہ کو عقل سے بہرہ نہ تھا اور مستزاد اوسپر غصہ و تکبر لہذا ہر ایک قریب و بعید جو بعہدہ صوبہ داری مامور تھے ناراض ہو کے باغی ہوے از انجملہ دولت خان لودی حاکم ملتان نے مرزا بابر امیر تیمور کے پوتے پر پوتے کو اپنی امداد کے لیے کابل سے بلایا یہ دولت خان لودی اوسی دولت خان کی اولاد مین تھا جو محمود تغلق کی وفات کے بعد کچھ روز دہلی مین بادشاہ رہا تھا الغرض بابر کابل سے براہ لاہور و دیبال پور فتح کرتا ہوا سرہند کے قریب آپہنچا چونکہ اس عرصے مین دولت خان حاکم باغی ہو کر پہاڑونکی طرف بھاگ گیا تھا اسلیے بابر بھی کابل کو اس مرتبہ پھر گیا لیکن وہان سے بہت جلد ہندوستان کی طرف پھر اور لاہور سے ہو کر پہاڑون مین دولت خان کو شکست دیتا ہوا بالا بالا پانی پت پہنچا سلطان ابراہیم بجمعیت ایک لاکھ سوار اور ایکہزار ہاتھی جنگی بمقابلہ پیش آیا آخر بابر کے ہاتھ سے سلطان ابراہیم مارا گیا جسکی تفصیل آگے سلطنت بابر مین مشرح تحریر ہوگی سنہ ۹۳۲ ہجری مطابق سنہ ۱۵۲۶ء سے سلطنت لودیونکی منقطع ہو کر مغلونکی سلطنت قائم ہوئی مدت سلطنت ابراہیم نو برس

خاتمہ کتاب تاریخ آئینہ اودھ

جو کہ اہتمام ترتیب امور تاریخی ضلع پرتاب گدہ کا جناب میجر ڈبلیو ای فاربس صاحب بہادر مہتمم بندوبست پرتاب گدہ نے میرے سپرد کیا تھا صاحب ممدوح مہتمم بندوبست ضلع گونڈہ کے ہوے تو مجکو طلب کر کے کل امور تاریخی اور دفعہ واجب العرض تمام دیہات ضلع گونڈہ کے میرے متعلق فرمایا تھا اور ایک عملہ ضروری میری ماتحتی مین بغرض انصرام اس کام کے سپرد کیا تھا اور اوسی عرصہ مین یہ کتاب آئینہ اودھ بھی مجھسے تالیف کراتے جاتے تھے جب صاحب موصوف مستقل ڈپٹی کمشنر گونڈہ ہوے اور جناب مسٹر منٹ صاحب بہادر قائم مقام مہتمم بندوبست ہوے تو ایک سال یہ تالیف آئینہ اودھ کی اونکی ماتحتی مین کرتا رہا لیکن جب فروری سنہ ۱۸۷۴ عیسوی مین بعد رپورٹ اختتام بندوبست کی صاحب محتشم الیہ فرماکر روانہ ولایت ہوے تو کل عملہ بندوبست کا تخفیف مین آگیا اور میرا سررشتہ گزیٹری بھی اوسکے ساتھ تخفیف مین آگیا اسپر میجر ڈبلیو ای فاربس صاحب کو بہت افسوس ہوا کہ یہ کتاب ناتمام رہی جاتی ہی اور ارشاد فرمایا کہ تھوڑا توقف کرو تو مین مسٹر ارسکین صاحب سکرٹری اودہ کے ذریعہ سے منظوری اسکے مصارف کی کرا دونگا لیکن اوسی زمانے مین جب میرے مردم خانہ کی خبر علالت پہونچی تو مین اپنے گھر چلا آیا اور آخر وہ علالت باعث ہلاکت ہوئی ہنوز اونکی تعزیت سے فراغت نہ ہوئی تھی کہ ایک مقدمہ منجانب اہل خاندان مجھپر ایسا دائر ہوا جسکے ہار جانے مین میری بنیاد کسیطرح قائم نہ رہتی لہذا کل کام چھوڑ کر پورے چار برس اوسکی پیروی مین رہا آخر مظفر و منصور ہوا جب ان کامون سے فراغت ہوئی تو اوسوقت جناب مسٹر فاربس صاحب بہادر کمشنر لکھنؤ تھے یاددہانی پر فرمایا کہ اب وہ وقت زیادہ وسعت کا باقی نہین رہا جس قدر لکھ چکے ہو اوسیکو چھپوا دو چنانچہ تصدیق اوسکی اپنے قلم سے لکھ دی جسکی یہ نقل ذیل مین مندرج ہے

HISTORY OF OUDH

FROM THE EARLIEST IMES

COMPILED BY

SHAH ABUL HASSAN

PIRZADA OF MANIKPORE

At the request and under the Superintendence o

W E FORBES

FORMERLY

Settlement Officer of Pertabgurh, Oudh

ABDOOR RAHMAN KHAN SAHIB

Master of Nezame Press,

CAWNPORE

LUCKNOW,
23rd October, 1880.

اب بخدمات ناظرین اس کتاب کے یہ التماس ہے کہ جہانتک مین نے اسمین حالات لکھے ہین وہ پورے طور پر ہین اگرچہ
بعض امور ضروری حالات تاریخ کے بسبب نہ ملنے مدد مصارف سرکاری کے لکھنے سے رہگئے کہ جنکی تکمیل کا
اسباب اسوقت تک میرے پاس سب مہیا تھا اور انھین حالات موجودہ کے بھروسے پر مین نے دعوی اس تاریخ کی
تالیف کا کیا تھا چنانچہ جو کتابین بہت عمدہ آخر زمانہ کی میرے ہاتھ ایسی آگئی تھین کہ غالبًا وہ دوسرون کے پاس
نہونگی کیونکہ اون وقائع نگارون کے خاص ہاتھ سے وہ بطریق چٹھہ و مسودہ کے لکھی ہوئی تھین اور بڑی تمنا مجکو یہی
کہ بقیہ قصبات مثل سندیلہ و بلگرام و صفی پور و موہان و رسولی و سیدن پور وغیرہ کے شیوخ و سادات کا حال تحریر کرتا
چنانچہ بعد تحریر اس حصے کے عرصے تک میرا ارادہ رہا کہ اگر ان قصبات کے حالات صحیح طور پر مجکو ملجائین تو بطور تتمہ کے
شامل کتاب کردون مگر صحیح طور پر نہ ملے اور بہت سے قصبات اودھ کے حالات لکھنے سے رہ گئے خصوصًا شیخزادگان
قدوائی کا حال جنکی کثرت ضلع بارہ بنکی مین ہے بوجہ مذکورۂ بالا باطمینان تمام صحیح صحیح نہ دریافت ہوسکا جیساکہ
تحقیق و تصحیح حالات تاریخی کی منصب وقائع نگاری کے واسطے ضروریات سے ہے و نیز تفحص تمام ان امور کا انصرام امداد
سرکاری پر موقوف ہے لیکن تاہم جسقدر تاریخی حالات اور نسبی کیفیات اس کتاب مین درج ہو چکے ہین وہ علی وجہ التکمیل
پورے طور پر نہایت تحقیق اور راست بیانی کے ساتھ ہین اور اب جو مجملًا کیفیت سسرالی خاندان سید ہدایت علی
رئیس قصبۂ کاکوری کی جنکا ذکر دفعتہ کتاب ہذا مین ہے دریافت ہوئی وہ ذیل مین درج کی جاتی ہے۔

کیفیت ریاست سلیم پور تحصیل موہن لال گنج ضلع لکھنؤ

شیخ ابو الحسن معلوم نہین کہ کس سلطنت مین عرب سے منتقل ہو کر ہندوستان مین آئے بافسری فوج سلطانی
یا بحیثیت مجاہدانہ مگر اکثر ثقات دیرینہ کے بیانات سے معلوم ہوتا ہی کہ راجہ ڈینگر قوم بھر کو جو اوسوقت مالک
راج ریاست امیٹھی و ابراہیم آباد تھا زیر کر کے اوسکے علاقہ و حکومت پر قابض و دخیل ہوے اور شیخ سلیم اپنے
پسر کلان کے نام سے سلیم پور آباد کر کے کوٹ قائم کیا بمرور ایام اوس علاقے پر مالگذاری قائم ہو گئی وہ اور
اونکی اولاد وقتاً فوقتاً بافزونی جمع و آبادی رعایا متوجہ رہے اور بہت سے مزرعہ و دیہات آباد کیے
جنکی تعداد ۱۲۵۸ فصلی تک ۸ تھی اوسوقت سے ہمیشہ دار الریاست اسکا مقام سلیم پور چلا آتا ہی ایام
غدر مین اس علاقے پر شیخ مصاحب علی ساکن دھوردھرہ کا قبضہ ہو گیا تھا مگر سید
نواب علی خان بامداد فوج انگریزی پھر اپنے علاقۂ موروثی پر قابض ہوے
اور بہت سے کارہاے عمدہ اونسے ظاہر ہوے اور بجلدوے خیرخواہی
و حسن خدمت کے بعطاے سند تعلقہ داری و خطاب راجگی
سرکار انگریزی سے سرافراز و ممتاز ہوے بالفعل اونکے خلف
الرشید حاجی سید شعبان علی خان مالک ریاست
قابض و دخیل موجود ہین شجرۂ انساب شیخ
ابو الحسن سے تا حاجی سید شعبان علی خان
واسطے ناظرین انصاف گزین
و ماہرین باریک بین کے
حسب تفصیل ذیل
مرقوم ہی
فقط
د
ہ

شیخ ابو الحسن

شجرہ

شیخ گوہر

شیخ حیدر

شیخ سرفراز

خاص میان

شیخ عبد الکریم

سید جیا علی

تقریظ دلپذیر مقرر بے نظیر علامۂ نحریر فصیح التقریر جناب مولانا مولوی جناب فرید الدین احمد صاحب جج بہادر دام بالمجد والتفاخر

مین نے اس کتاب کو بغور و تامل دیکھا یہ تاریخ یورپ و ایشیائی مورخون کے خیال کا مجموعہ ہی جہانتک گورنمنٹ ہنود و گورنمنٹ اسلام کا حال اس مورخ نے لکھا ہی مین یقیناً کہہ سکتا ہون کہ وہ یورپ کے مورخون کا اوسمین مقلد ہوا ہی واقعات اور اون واقعات سے جو نتایج پیدا ہوتے ہین اوسکی کامل تصریح کی ہی اور امر واقعی کے تحقیقات کی زیادہ تر پابندی ہی اور اگر مین یہ بات کہون کہ سلطنت کی تاریخ ایک ایسی ہی جو اسوقت کے بھی عالی دماغ اوسکو پسند کرین تو مین کہہ سکتا ہون کہ شاید میری یہ رائے نادرست نہو گی ہان جہان تک

وہ تاریخ متعلق مختص مقامات کی ہی اوسمین وہی سب باتین اس مورخ کی کتاب مین بھی ہین جو اور ایشیا کے مورخون مین
ہوتی ہین مگر چونکہ ابھی تک ہمارے اس ملک کے اکثر لوگون کا دماغ وہی ہی اسلیے مین یقین کرتا ہون کہ وہ حصہ بھی اس
ملک کے آدمیون کو پسند ہوگا ہان مجکو اسبات کا افسوس ہی کہ جیسا قدیم عیسائیون اور مسلمانون کی کتابون مین واقعات
تاریخی مین اثر مذہب کا پڑتا ہی وہ اس مورخ کی کتاب مین بھی قصبات و قریات کے شرفا کے حالات کے بیان مین پایا
جاتا ہی اور کہین کہین اوس سے جدا ہو کر حکیمانہ خیال بھی اس مورخ کے ہین اور اگر ان سب باتون پر نظر کرکے مین کہون
کہ چارون عنصر مذہب و آزادی و ایشیائی و یورپ کے خیالات کا یہ مجموعہ ہی تو شاید نازیبا نہو سب اچھائی و برائی اس
کتاب پر نظر کرنے کے بعد اس کہنے مین بھی جرات کرتا ہون کہ یہ تاریخ یقیناً اس ملک کے لیے بہت فائدہ مند ہوگی
اور اسمین بہت ایسے حالات ملینگے کہ جو عام تاریخون مین نہین ہین فقط

فرید الدین احمد ساکن کڑا ضلع الہ آباد حال جج ماتحت ضلع علی گڈھ [illegible]

قطعۂ تاریخ طبع تاریخ آئینۂ اودہ از طبع گرامی مولوی محمد عبد العلی صاحب آسی مدراسی مصحح مطبع نظامی

خوش شد در نظامی مطبع این خوش نسخہ — پُر صفا شد طبع چون آئینۂ اسکندری
بل بجنب آب و تابش آب آب آئینہ شد — ہم خجل آبِ مہ و ہم تابِ مہرِ خاوری
ہر کسی از ناظرین چون کاغذِ زرین بُبُرد — ہر یکے از ماہرین با نقدِ دل شد مشتری
کرد تصنیفش بصد تصحیح و تنقیح بلیغ — آن بلیغے کز بلاغت بُرد گوے برترے
شاہِ ملکِ فقر یعنی شاہ سید ابو الحسن — صدرِ ایوانِ سیادت بدرِ بُرجِ سرورے
آمد از بہرِ رہِ عز و شرف نسلش محک — گوہرِ حسب و نسب اصلش آمد جوہرے
تا ہمی گشتی اصلاب عالی فطرتے — آشنای قلزمِ انسابِ والا گوہرے
چونکہ ہست او سیدِ عالی نسب والا حسب — کرد تحقیقِ نسبہا از پئے یاد آورے
از زبانِ خامہ اش جز راستی حرفی نخاست — پاکیِ صدقِ دلش از لوثِ کذب آمد برے
کلکِ جوہر سلکِ آسی زد رقم تاریخِ او — جامِ جمشیدی است یا آئینۂ اسکندرے

۱۲۹۰ھ

وجہ مہر و دستخط بر خاتمہ

چونکہ کتاب ہذا مطبوع مطبع نظامی کانپور ست لہذا بر خاتمۂ او
مہر و دستخط مہتمم مطبع ثبت گردید تا کسے را شبہہ نیفتد





فہرست مضامین تاریخ آئینہ اودھ

تمت الفہرس